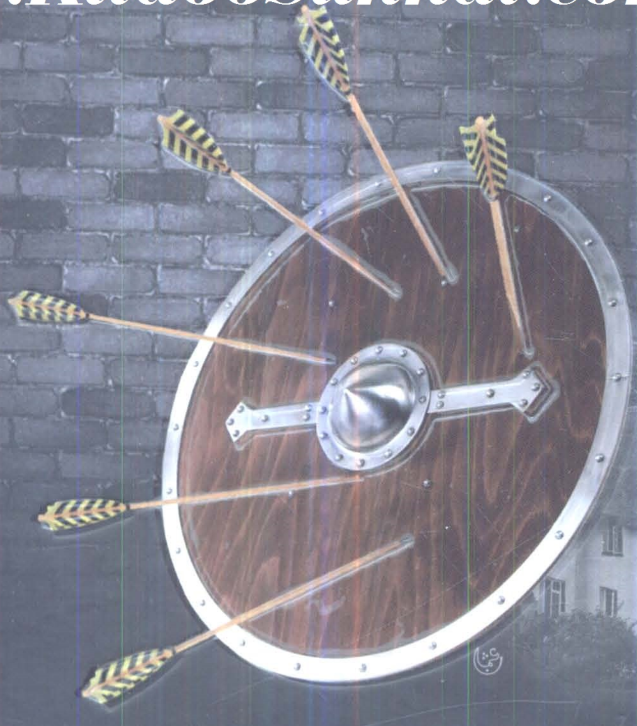
مُصیبتوں سے کیسے نمٹیں؟



پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دار النور اسلام آباد

مُصیبتوں سے کیسے نمٹیں؟

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی

دار النور اسلام آباد

اشاعت ———— نومبر 2015ء
قیمت ———— -/680 روپے
اہتمام ———— قدوسیہ اسلامک پریس
Tel # 042-37230585

پاکستان میں ملنے کے پتے

مکتبہ قدوسیہ
رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Tel # +92-42-37351124 , +92-42-37230585
E-mail: maktaba_quddusia@yahoo.com

دار النور
اسلام آباد
Mobile: 0335-5666876 , 0321-5336844

متحدہ عرب امارات میں ملنے کا پتہ

دار السلام، شارجہ
Phone: 00971 6 5632623
Fax: 5632624

سعودی عرب میں ملنے کا پتہ

دار الفرقان
الریاض سعودی عرب
Phone & Fax: 4354686
Mobiles: 0507419921-0508176378
0553093117

فہرست مضامین

پیشِ لفظ

مبحث اوّل

مصیبتوں کے آنے کے اسباب

-1-

مصائب کا بطورِ آزمائش آنا

تین دلائل:

-2-

مصائب کا بطورِ سزا آنا

مبحث دوئم

مصیبتوں کی آمد سے پہلے کرنے کے کام

-1-

شکر کرتے رہنا

-2-

رسولِ کریم ﷺ کی نافرمانی سے کُلّی اجتناب

ا: آنحضرت ﷺ کی نافرمانی کا موجبِ عذاب ہونا:

دو دلائل:

-ii-

قرآن کریم سے اعراض کرنا

-iii-

مسجدوں میں ذکرِ الٰہی سے روکنا اور اُن کی بربادی کی کوشش کرنا

-iv-

بلا علم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑنا

- v -

بغی

- vi -

قطع رحمی

- xiv -
ماپ تول میں کمی کرنا
- xv -
زکوٰۃ نہ دینا
- xvi -
اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے عہد کا توڑنا
- xvii -
شریعتِ الٰہیہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنا

-xviii-

فیصلوں میں ظلم

-xix-

نام بدل کر شراب نوشی کرنا

-xx-

سروں پر گانے بجانے کے ساز و سامان اور مغنیات کا ہونا

-xxi-

تجارت میں جھوٹ

-xxii-

سودے کا عیب چھپانا

-xxiii-

جھوٹی قسم

-xxiv-

حرام کو حلال کرنے کی خاطر حیلہ سازی کرنا

-xxv-

جہاد ترک کرکے زراعت میں مگن رہنا

-xxvi-

مالِ غنیمت میں خیانت

-xxvii-

دنیا سے محبت اور موت سے نفرت

-xxviii-

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا چھوڑنا

-4-

گناہوں کی معافی طلب کرتے رہنا

استغفار کے عذاب سے بچانے کے متعلق دو دلائل:

-5-

نیکی کے میسر آنے والے مواقع سے خوب فائدہ اٹھانا

مبحث سوئم

مصیبتوں کے آنے کے بعد کرنے کی باتیں

-1-

مصائب کے حتمی طور پر آنے کا اعتقاد

-2-

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہونے اور اُنہی کی طرف لوٹنے کا اعتقاد

-3-

مصیبت کے صرف اذنِ الٰہی سے آنے کا اعتقاد

-4-

قضاء وقدر پر راضی ہونا

-5-

مصیبت میں خیر ہونے کی امید رکھنا

-6-

مصیبتوں اور ابتلاؤں کے فوائد کو پیشِ نظر رکھنا

-8-

صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنا

ا: صبر کے ساتھ نصرتِ الٰہی طلب کرنے کے متعلق چھ نصوص:

-9-

نماز کے ساتھ نصرتِ الٰہی طلب کرنا

-10-

بہت زیادہ استغفار کرنا

-11-

تقویٰ

-12-

دُعا

-14-

ذکرِ الٰہی

-15-

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد رکھنا

-17-

اپنے سے بڑی اور سنگین آزمائش میں مبتلا لوگوں کو دیکھنا

-18-

[ہر تنگی] کے ساتھ [عظیم آسانی] ہونے کی سنّتِ الٰہیہ کو پیشِ نظر رکھنا

-5-

تسبیح وتحمید

-6-

استغفار

دلیل:

-7-

عبادت میں محنت کرنا

-8-

رب ذو الجلال کی طرف رغبت کرنا

دلیل:

-9-

اللہ تعالیٰ کے احسان کی مانند مخلوق پر احسان کرنا

حرفِ آخر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

بلاشبہ زندگی مصیبتوں سے خالی نہیں۔ ایک مصیبت سے چھٹکارا نہیں ہوتا، کہ دوسری آن پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس دنیا میں یہی دستور ہے۔ وحیِ الٰہی سے خبر دینے والے ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس حقیقت کو نہایت واضح انداز میں صدیوں پہلے بیان فرما دیا تھا۔ امام بخاری نے حضرت عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''نبی کریم ﷺ نے ایک مربع شکل بنائی اور ایک لکیر اس (شکل) سے باہر نکلتی ہوئی کھینچی۔ اس درمیانی لکیر کی جانب، جاتی ہوئی چھوٹی چھوٹی لکیریں بنائیں، (پھر) ارشاد فرمایا:

''هٰذَا الْإِنْسَانُ، وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيْطٌ بِهٖ أَوْ قَدْ أَحَاطَ بِهٖ، وَ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ، وَ هٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا، وَ إِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا.'' ❶

[''یہ انسان ہے (مربع شکل کے درمیانی نقطے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

❶ صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب في الأمل وطوله، رقم الحديث 6417، 236-235/11.

یہ بات فرمائی)۔ یہ اُس کی موت ہر جانب سے اُس کا احاطہ کیے ہوئے ہے (یعنی مربع شکل) یا قریب قریب احاطہ کر چکی ہے اور یہ (لکیر) جو اُس (مربع شکل) سے نکل رہی ہے، اُس کی امید ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی لکیریں مصیبتیں ہیں۔ اگر یہ (یعنی ایک مصیبت) اُس سے چوک جاتی ہے، تو یہ (یعنی دوسری) آ پہنچتی ہے اور اگر یہ اس سے چوک جاتی ہے تو یہ (یعنی ایک تیسری مصیبت) اُسے پہنچ جاتی ہے۔"]

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے، کہ انسان کو بیماری، تنگ دستی، وغیرہ متعدد اقسام کی آفتوں، حادثات، مصیبتوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایک سے بچ جاتا ہے، تو کسی دوسری مصیبت کی زد میں آ جاتا ہے۔ اگر اس سے بھی محفوظ ہو گیا، تو کوئی اور دوسری بیماری، مالی نقصان یا اور کوئی آفت نہ آئی، تو موت آ دبوچتی ہے۔ [1]

قابلِ تعجب بات یہ ہے، کہ دنیا میں مصائب کی اس عمومی اور مسلسل یلغار کے باوجود، ہماری ایک بہت بڑی اکثریت کا مصیبتوں کے ساتھ طرزِ عمل تسلّی بخش اور قابل تعریف نہیں، بلکہ وہ نادرست اور باعثِ افسوس ہے۔ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسے دکھائی دیتی ہے، کہ وہ مصائب سے بچاؤ کی تدبیریں اختیار کرنے اور مصائب کا سبب بننے والے کاموں سے گریز کرنے کی بجائے چیخ چیخ کر انہیں آنے کی پرزور دعوت دے رہی ہے۔

مصیبتوں کے آنے پر انہیں ختم کرنے یا اُن کا زور توڑنے والی باتوں کی بجائے، ہم عموماً ایسا طرزِ عمل اختیار کیے ہوئے ہیں، جو جلتی پر تیل چھڑکنے کے مترادف ہوتا ہے۔ ہماری ایک بہت ہی بڑی تعداد رنج و غم، قلق، اضطراب، بے چینی اور بے سکونی کا شکار ہے۔ (Tension) نام کی بیماری کا شکوہ نہ کرنے والا کوئی ڈھونڈنے ہی سے

[1] ملاحظہ ہو: فتح الباري 238/11؛ و مرقاة المفاتيح 120/9.

ملتا ہے۔ ایسی ہی صورتِ حال کی بنا پر بہت سی نفسیاتی اور جسمانی بیماریاں طوفان کی طرح آ رہی ہیں۔ یہی کیفیت کتنے لوگوں کو خودکشی تک پہنچا رہی ہے۔ وَ الْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی۔

٭ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مصیبتوں کے ختم ہو جانے کے بعد بھی لوگوں کی بہت بڑی تعداد کو خبر ہی نہیں، کہ اس وقت کیا سمجھنا، سوچنا اور لائحہ عمل اختیار کرنا ہے۔ اُن کی نگاہ میں یہ موقع جی بھر کر شیخی بگھارنے، خوب تکبر و غرور کرنے، تا حدِ استطاعت دوسروں پر ظلم کرنے اور ربِّ جبّار کی بغاوت اور سرکشی کی رہی سہی کسر نکالنے کا ہے۔

مصائب کے حوالے سے صحیح طرزِ عمل جاننے اور دوسروں کو اس سے آگاہ کرنے کی غرض سے کتاب و سنت اور سلف صالحین کی سیرتوں کی روشنی میں اس کتاب میں معلومات جمع کرنے اور ترتیب دینے کی توفیقِ الٰہی سے عاجزانہ کوشش کی جا رہی ہے۔

چار سوالات:

اس حوالے سے درجِ ذیل چار سوالوں کے جواب دینے کا عزم ہے:

i: مصیبتوں کی آمد کے اسباب کیا ہیں؟

ii: مصیبتوں کے آنے سے پیشتر کیا کرنا چاہیے؟

iii: مصیبتوں کے نازل ہونے کے بعد کرنے کی باتیں کیا ہیں؟

iv: مصیبتوں کے ختم ہونے پر کرنے کے کام کیا ہیں؟

کتاب کی تیاری میں پیشِ نظر باتیں:

اس سلسلے میں توفیقِ الٰہی سے حسبِ ذیل باتوں کا اہتمام کرنے کی ٹوٹی پھوٹی عاجزانہ کوشش کی گئی ہے:

i: کتاب کی اساس اور بنیاد قرآن کریم اور سنتِ نبوی ﷺ ہے۔

ii: احادیث شریفہ کو عموماً اُن کے اصلی مراجع سے نقل کیا گیا ہے۔ صحیحین کے علاوہ دیگر کتابوں سے نقل کردہ احادیثِ مبارکہ کے متعلق معتبر علماء کے اقوال درج کیے

گئے ہیں۔ صحیحین کی احادیث کے ثبوت پر امت کے اجماع کے پیشِ نظر ان کے متعلق اقوالِ علماء ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ ❶

iii: آیات و احادیث سے استدلال کرتے وقت شروحِ حدیث اور کتبِ تفسیر استفادہ کیا گیا ہے۔

iv: حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور دیگر سلف صالحین کے اقوال حسبِ ضرورت تحریر کیے گئے ہیں۔

v: کتاب کے مختلف موضوعات کے متعلق حسبِ استطاعت انبیائے سابقین علیہم السلام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر سلف صالحین کے واقعات درج کیے گئے ہیں۔

vi: متقدمین اور متاخرین علمائے امت کی اس موضوع کے متعلق تحریروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔

vii: کتاب کے آخر میں مراجع و مصادر کے متعلق تفصیلی معلومات درج کر دی گئی ہیں، تاکہ اُن کی طرف رجوع کرنے اور اُن سے استفادہ میں آسانی رہے۔

کتاب کا خاکہ:

ربِّ علیم و حکیم کے فضل و کرم سے کتاب کی ترتیب و تقسیم بصورتِ ذیل قرار پائی ہے:

- ❀ مبحث اوّل — مصیبتوں کی آمد کے اسباب
- ❀ مبحث دوئم — مصیبتوں کے آنے سے پہلے کرنے کے کام
- ❀ مبحث سوئم — مصیبتوں کے آنے کے بعد کرنے کی باتیں
- ❀ مبحث چہارم — مصیبتوں کے ختم ہونے پر کرنے کی باتیں
- ❀ حرفِ آخر:

ا: خلاصہ کتاب

---

❶ ملاحظہ ہو: مقدمة النووي لشرحه على صحيح مسلم ص 14؛ و نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر للحافظ ابن حجر ص 29.

ب: اپیل

شکر و دعا:

ربِّ علیم و حکیم کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکر گزار ہوں، کہ انہوں نے مجھ ایسے کمزور اور ناکارہ بندے کو اس عظیم موضوع کے متعلق یہ اوراق ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَ مَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَآ أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ. ❶

اِن اوراق میں موجود خیرِ محض اُن کی جانب سے ہے اور اگر کوئی شر ہے تو وہ میری اور شیطان کی جانب سے ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک فتویٰ دینے کے بعد کتنی خوب صورت بات فرمائی:

"فَإِنْ يَّكُ صَوَابًا فَمِنَ اللّٰهِ. وَ إِنْ يَّكُ خَطَأً فَمِنِّيْ وَ مِنَ الشَّيْطَانِ، وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ ﷺ بَرِيْئَانِ." ❷

ربِ رحمٰن و رحیم میرے قابلِ صد احترام والدین کی قبروں پر اپنی رحمت کی برکھا برسائیں، کہ انہوں نے ...... میری نگاہ میں...... اولاد کو قرآن و سنت والے بنانے کے لیے عظیم جدوجہد کی۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ صَغِيْرًا.

اپنی اہلیہ محترمہ، بیٹوں اور بہوؤں کے لیے دعا گو اور شکر گزار ہوں، کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بعد، وہ میرے ارادوں کی تکمیل کے لیے، میرے ساتھ بہت ہی تعاون کرنے والے ہیں۔ ربّ کریم اُن سب کو دنیا و آخرت میں بہترین جزا عطا

---

❶ سورة الأعراف / جزء من الآية 43. [ترجمہ: تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے، جنہوں نے ہماری اس بارے میں راہ نمائی فرمائی اور اگر وہ ہمیں ہدایت نہ دیتے، تو ہم ہدایت نہیں پانے والے تھے]۔

❷ ملاحظہ ہو: سنن أبي داود، کتاب النکاح، باب فيمن تزوّج و لم يسمّ صداقا حتى مات، جزء من رقم الحديث 2116، 5/104-105. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود 2/397-398)۔

[ترجمہ: سو اگر وہ (یعنی میرا فتویٰ) صحیح ہوا، تو وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور اگر وہ غلط ہوا، تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اُن کے رسول ﷺ اُس سے بری ہیں]۔

اِس کتاب کے ثواب میں شریک فرمائیں۔ إِنَّهُ قَرِيبٌ مُّجِيبٌ.

قابلِ احترام بھائی اور عزیز دوست میاں محمد شفیع ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج (ر) اور عزیز القدر شیخ عمر فاروق قدوسی کے لیے کتاب کی شوق و ذوق اور باریک بینی سے مراجعت کے لیے دعا گو اور شکر گزار ہوں۔ جَزَاهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی فِي الدَّارَيْنِ خَيْرَ الْجَزَآءِ. إِنَّهُ جَوَّادٌ كَرِيمٌ.

ربِّ ذوالجلال سے اِس عاجزانہ حقیر کوشش کی قبولیت، اِس میں موجود غلطیوں سے درگزر اور اِس کے نفع کو خوب عام کرنے کی عاجزانہ التماس ہے۔ إِنَّهُ سَمِيعٌ بَصِيرٌ.

فضل الٰہی

6-40 قبل از مغرب

یکم شوال 1436ھ

بمطابق 18 جولائی 2015ء

مبحث اوّل

مصیبتوں کی آمد کے اسباب

تمہید:

کتاب وسنت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے، کہ بندوں پر مصیبتیں دو اسباب کی بنا پر آتی ہیں:

❀ امتحان وابتلا کے لیے

❀ گناہوں کی سزا کے لیے

اسی سلسلے میں قدرے تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

-1-

مصائب کا بطورِ آزمائش آنا

اللہ جل جلالہ مختلف قسم کی آزمائشوں اور مصائب میں مبتلا کر کے اپنے بندوں کا امتحان لیتے ہیں۔ ذیل میں توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں تین نصوص کے حوالے سے گفتگو کی جارہی ہے۔

ا: ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [1]

[یقیناً ہم تمہیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے۔]

[1] سورۃ البقرۃ/ الآیۃ 155.

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں دو مفسرین کے اقوال:

i: حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

أَخْبَرَنَا تَعَالٰی أَنَّهُ يَبْتَلِيْ عِبَادَهُ ، أَيْ يَخْتَبِرُهُمْ وَ يَمْتَحِنُهُمْ ، فَتَارَةً بِالسَّرَّآءِ وَ تَارَةً بِالضَّرَّآءِ مِنْ خَوْفٍ وَّ جُوْعٍ .

﴿وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ﴾ أَيْ ذَهَابِ بَعْضِهَا .

﴿وَ الْأَنْفُسِ﴾ كَمَوْتِ الْأَصْحَابِ وَالْأَقَارِبِ وَ الْأَحْبَابِ .

﴿وَ الثَّمَرَاتِ﴾ أَيْ لَا تَغُلُّ الْحَدَآئِقُ وَ الْمَزَارِعُ كَعَادَتِهَا . [1]

[اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے، کہ وہ اپنے بندوں کو ابتلا میں ڈالتے ہیں یعنی انہیں آزماتے اور ان کا امتحان لیتے ہیں، بسا اوقات خوشی اور بسا اوقات خوف اور بھوک کی مصیبت کے ساتھ۔

﴿وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ﴾ [اور مالوں میں سے کچھ نقصان کے ذریعے] یعنی اُن میں سے کچھ کے چلے جانے سے۔

﴿وَ الْأَنْفُسِ﴾ [اور جانوں (کے نقصان) سے] جیسے ساتھیوں، قرابت داروں اور پیاروں کی موت سے

﴿وَ الثَّمَرَاتِ﴾ [اور پھلوں (کے نقصان) سے] یعنی باغات اور کھیت حسبِ معمول پیداوار فراہم نہ کریں۔]

ii: شیخ سعدی رقم طراز ہیں:

أَخْبَرَ تَعَالٰی أَنَّهُ لَا بُدَّ أَنْ يَبْتَلِيَ عِبَادَهُ بِالْمِحَنِ لِيَتَبَيَّنَ الصَّادِقُ مِنَ الْكَاذِبِ، وَالْجَازِعُ مِنَ الصَّابِرِ . وَهٰذَا سُنَّتُهُ فِيْ عِبَادِهٖ، لِأَنَّ السَّرَّآءَ لَوِاسْتَمَرَّتْ لِأَهْلِ الْإِيْمَانِ ، وَلَمْ يَحْصُلْ مَعَهَا مِحْنَةٌ لَحَصَلَ

---

[1] تفسیر ابن کثیر 211/1 باختصار.

الْإِخْتِلَاطُ الَّذِيْ هُوَ فَسَادٌ، وَ حِكْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى تَقْتَضِي تَمْيِيْزَ أَهْلِ الْخَيْرِ مِنْ أَهْلِ الشَّرِّ. فَأَخْبَرَ تَعَالٰى فِيْ هٰذِهِ الْآيَةِ أَنَّهُ سَيَبْتَلِي عِبَادَهُ ﴿بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ﴾ مِنَ الْأَعْدَآءِ، ﴿وَ الْجُوْعِ﴾ أَيْ بِشَيْءٍ يَسِيْرٍ مِنْهُمَا.

﴿وَ نَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ﴾. وَ هٰذَا يَشْمَلُ جَمِيْعَ النَّقْصِ الْمُعْتَرِيْ لِلْأَمْوَالِ مِنْ جَوَآئِحَ سَمَاوِيَّةٍ، وَ غَرْقٍ، وَ ضِيَاعٍ، وَ أَخْذِ الظَّلَمَةِ لِلْأَمْوَالِ مِنَ الْمُلُوْكِ الظَّلَمَةِ، وَ قُطَّاعِ الطُّرُقِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ.

﴿وَ الْأَنْفُسِ﴾ أَيْ: ذَهَابِ الْأَحْبَابِ مِنَ الْأَوْلَادِ، وَالْأَقَارِبِ، وَ الْأَصْحَابِ، وَ مِنْ أَنْوَاعِ الْأَمْرَاضِ فِيْ بَدَنِ الْعَبْدِ، أَوْ بَدَنِ مَنْ يُحِبُّهُ.

﴿وَ الثَّمَرَاتِ﴾ أَيْ: اَلْحُبُوْبِ، وَ ثِمَارِ النَّخِيْلِ، وَ الْأَشْجَارِ كُلِّهَا، وَ الْخُضَرِ، بِبَرْدٍ أَوْ بَرَدٍ أَوْ حَرْقٍ أَوْ آفَةٍ سَمَاوِيَّةٍ مِنْ جَرَادٍ وَ نَحْوِهٖ.

فَهٰذِهِ الْأُمُوْرُ لَابُدَّ أَنْ تَقَعَ، لِأَنَّ الْعَلِيْمَ الْخَبِيْرَ أَخْبَرَ بِهَا، فَوَقَعَتْ كَمَآ أَخْبَرَ. ❶

[اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، کہ وہ اپنے بندوں کو ضرور مصیبتوں کے ساتھ آزمائیں گے، تاکہ سچے کی جھوٹے اور جزع کرنے والے کی صبر کرنے والے سے تمیز ہو سکے۔ اُن کا بندوں میں یہی دستور ہے، کیونکہ اگر اہلِ ایمان کے لیے ہمیشہ خوشی رہے اور اُس کے ساتھ آزمائش نہ ہو، تو خلط ملط ہوگا، جو کہ فساد ہے۔ حکمتِ الٰہی یہ ہے، کہ اہلِ خیر اور اہلِ شر کے درمیان حدِ فاصل قائم ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خبر دی ہے، کہ وہ اپنے بندوں کو ضرور آزمائیں گے۔

یہ آزمائش دشمنوں کی جانب سے کچھ خوف، کچھ بھوک اور کچھ مالوں کے نقصان کے ساتھ ہوگی۔ اس میں آسمانی آفتوں، غرق ہونے، ضائع ہونے، ظالم بادشاہوں

❶ تفسیر السعدي ص 76 باختصار.

کے مال چھیننے اور ڈاکوؤں کے مال لوٹنے، وغیرہ کی سب صورتیں شامل ہیں۔

اسی طرح یہ آزمائش اولاد، رشتے داروں اور دوستوں میں سے پیاروں کی وفات اور بندے کے اپنے بدن اور عزیزوں کے جسم میں بیماری کی صورت میں ہوگی۔

مزید برآں یہ امتحان اناج، کھجوروں، دیگر پھلوں اور سبزیوں پر سردی یا ژالہ باری، آگ یا دیگر آسمانی آفات، جیسے مکڑی وغیرہ کے آنے کی شکل میں ہوگا۔

اِن باتوں کا ہونا یقینی ہے، کیونکہ علیم خبیر (ربِّ تعالیٰ) نے ان کی خبر دی ہے، چنانچہ وہ (باتیں) ویسے ہی ہو چکی ہیں، جیسے کہ ان کے متعلق خبر دی گئی تھی]۔

ب: ارشادِ ربانی ہے:

﴿الٓمّٓ. أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُّتْرَكُوْٓا أَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ. وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ﴾ ❶

[الٓمّٓ . کیا لوگوں نے گمان کیا ہے، کہ اُن کے [ہم ایمان لائے] کہنے پر، اُنہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیا جائے، حالانکہ بلاشبہ یقیناً ہم نے اُن سے پہلے لوگوں کو خوب جانچا تھا؟ پس اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ضرور جان لیں گے، جنہوں نے سچ کہا اور یقیناً جھوٹے لوگوں کو (بھی) ضرور جان لیں گے۔]

آیاتِ مبارکہ کی تفسیر میں دو مفسرین کے بیانات:

i: حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

"اِسْتِفْهَامُ إِنْكَارٍ، وَمَعْنَاهُ أَنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى لَا بُدَّ أَنْ يَّبْتَلِيَ عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِحَسَبِ مَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْإِيْمَانِ." ❷

["(اس میں) استفہام انکاری ہے اور اس کا معنی یہ ہے، کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے

---

❶ سورة العنكبوت/ الآيات 1-3.   ❷ تفسير ابن كثير 445/3.

ایمان دار بندوں کو، اُن کے ایمان کے بقدر ضرور آزمائش میں مبتلا کریں گے۔''[

ii: شیخ سعدی نے قلم بند کیا ہے:

[''اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے کمال کے متعلق آگاہ فرما رہے ہیں اور اُن کی حکمت کا تقاضا یہ نہیں، کہ اپنے تئیں [مومن] کہنے والے اور [اپنے ایمان کا دعویٰ] کرنے والے ایک ہی حالت میں رہتے ہوئے، فتنوں اور آزمائشوں سے محفوظ رہیں اور انہیں آزمائش اور ابتلا] کا سامنا نہ کرنا پڑے، جس سے اُن کے ایمان اور اُس کی شاخوں پر تشویش طاری ہو، کیونکہ اگر صورتِ حال ایسے ہی ہو، تو سچا، جھوٹے سے اور حق والا، باطل والے سے نکھر نہیں پائے گا۔ اس کی بجائے اُن کا پہلے لوگوں اور اس امت میں دستور یہ ہے، کہ وہ انہیں مسرت اور تکالیف، تنگی اور آسانی، شادمانی اور مجبوری، تونگری اور فقیری، بسا اوقات دشمنوں کے اُن پر غلبہ اور دشمنوں کے خلاف اُن کے قولی اور عملی جہاد اور اسی قسم کی دیگر آزمائشوں کے ساتھ پرکھتے رہتے ہیں۔''] [1]

ج: امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: (کہ)

[''میں نے عرض کیا:

''يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟''

''یا رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔! لوگوں میں سے سب سے کڑی آزمائش کن کی ہے؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَلْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ. يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهِ، فَإِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهِ صُلْبًا اِشْتَدَّ بَلَاؤُهُ. وَ إِنْ كَانَ فِيْ دِيْنِهِ رِقَّةٌ

[1] تفسیر السعدي ص 626.

اُبْتُلِيَ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهٖ. فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ، حَتّٰى يَتْرُكَهُ يَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ، وَ مَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيْئَةٍ." [1]

[''انبیاء، پھر (دیگر لوگ) درجہ بدرجہ۔ بندے کی آزمائش اُس کے دین کے بقدر ہوتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین میں مضبوط ہو، تو اس کی آزمائش کڑی ہوتی ہے۔ اگر اُس کے دین میں کمزوری ہو، تو اُسے (بھی) اس کے دین کے بقدر آزمایا جاتا ہے۔ آزمائش بندے کے ساتھ چمٹی رہتی ہے، یہاں تک کہ وہ اُسے اس حالت میں زمین پر چلتے ہوئے چھوڑتی ہے، کہ اُس کے ذمے کوئی گناہ نہیں رہتا۔'']

شرحِ حدیث:

ملا علی قاری تحریر کرتے ہیں:

[اَلْأَنْبِيَآءُ] (حضراتِ) انبیاء علیہم السلام کی آزمائش سب سے شدید ہوتی ہے۔

[ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ] ابن الملک بیان کرتے ہیں: (رتبہ ومنزلت میں) سب سے زیادہ شرف اور بلند مقام والے، پھر اُن سے کم درجہ کی بزرگی اور کم حیثیت والے، پھر اُن سے کم حیثیت والے، یعنی جو اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہوتا ہے، اُس کی آزمائش سب سے زیادہ شدید ہوتی ہے، تاکہ اُس کا اجر بہت زیادہ ہو۔

(يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهٖ) یعنی آزمائش کی کیفیت اس کے ایمان کے ضعف وقوت اور نقص وکمال کے مطابق ہوتی ہے۔] [2]

---

[1] جامع الترمذي، أبواب الزهد عن رسول الله ﷺ، باب في الصبر على البلاء، رقم الحديث 2509، 66/7-67؛ و سنن ابن ماجه، أبواب الفتن، باب الصبر على البلاء، رقم الحديث 4072، 386/2. الفاظِ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ امام ترمذی نے اسے [حسن صحیح] کہا ہے اور شیخ البانی نے اُن کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي 67/7؛ و صحيح سنن الترمذي 386/2؛ وصحيح سنن ابن ماجه 371/2).

[2] مرقاة المفاتيح 39/4-40 باختصار.

خلاصۂ گفتگو یہ ہے، کہ مصائب کے آنے کے اسباب میں سے ایک یہ ہے، کہ مصیبتیں، ابتلا، امتحان اور آزمائش کے لیے آتی ہیں۔ اللہ کریم سے اپنے اور تمام اہلِ اسلام کے لیے دنیا و آخرت میں عافیت کا طلب گار ہوں۔ إِنَّهُ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ .

-2-

مصائب کا بطورِ سزا آنا

متعدد آیات و احادیث میں اس بات کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے، کہ بندوں پر مصیبتوں کا نزول اُن کے گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔

دو دلیلیں:

ا: ارشادِ ربانی:

﴿وَمَآ أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾ ❶

[اور تمہیں جو بھی مصیبت لاحق ہوتی ہے، تو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے ہے اور وہ بہت سی چیزوں سے درگزر کر جاتے ہیں۔]

تفسیرِ آیت میں دو علماء کے اقوال:

i: حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"أَيْ مَهْمَآ أَصَابَكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ مِنَ الْمَصَآئِبِ فَإِنَّمَا هِيَ عَنْ سَيِّئَاتٍ، تَقَدَّمَتْ لَكُمْ .

﴿وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾ أَيْ مِنَ السَّيِّئَاتِ، فَلَا يُجَازِيْكُمْ عَلَيْهَا، بَلْ يَعْفُوْ عَنْهَا . "❷

---

❶ سورة الشورى / الآية 30.

❷ تفسير ابن كثير 122/4. نیز ملاحظہ ہو: فتح القدير 766/4. اور اس میں ہے: "تمہیں جو مصیبت بھی پہنچتی ہے، وہ تمہارے ہاتھوں سے کی ہوئی نافرمانیوں کی بنا پر ہے۔"

[''اے لوگو! تمہیں جو مصائب بھی پہنچتے ہیں، وہ تمہاری سابقہ بُرائیوں کی وجہ سے ہیں۔

﴿وَيَعْفُوا عَن كَثِيرٍ﴾ یعنی تمہاری زیادہ برائیوں سے درگزر کر دیتے ہیں اور تمہیں اُن کی بنا پر سزا نہیں دیتے۔'']

ii: شیخ سعدی نے قلم بند کیا ہے:

''يُخْبِرُ تَعَالَى أَنَّهُ مَآ أَصَابَ الْعِبَادَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي أَبْدَانِهِمْ، وَ أَمْوَالِهِمْ، وَ أَوْلَادِهِمْ، وَ فِيْمَا يُحِبُّوْنَ، وَ يَكُوْنُ عَزِيْزًا عَلَيْهِمْ، إِلَّا بِسَبَبِ مَا قَدَّمَتْهُ أَيْدِيْهِمْ مِنَ السَّيِّئَاتِ. وَ أَنَّ مَا يَعْفُو اللّٰهُ عَنْهُ أَكْثَرُ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ الْعِبَادَ، وَ لٰكِنْ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ.''

[''اللہ تعالیٰ آگاہ فرما رہے ہیں، کہ بندوں کو ان کے بدنوں، مالوں، اولادوں اور ان کی محبوب اور عزیز چیزوں میں آنے والی ہر مصیبت اُن کی کرتوتوں کی بنا پر ہوتی ہے اور بلاشبہ جن بُرے اعمال سے اللہ تعالیٰ درگزر فرماتے ہیں، وہ (اُن سے کہیں) زیادہ ہیں، (جن کے سبب وہ سزا دیتے ہیں)، کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں پر (تو) ظلم نہیں کرتے، لیکن وہ (بندے خود) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔''][1]

تین تنبیہات:

i: آیت کا تمام اقسام کی مصیبتوں کا احاطہ کرنا:

آیتِ شریفہ میں موجود حسبِ ذیل تین باتیں اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں:

ا: ﴿وَمَا أَصَابَكُم﴾ [اور تمہیں نہیں پہنچتی] میں [مَا] نافیہ ہے۔

ب: ﴿مِّن مُّصِيبَةٍ﴾ میں [مُصِيْبَةٌ] اسمِ نکرہ ہے۔

[1] تفسير السعدي ص 759.

ج: [مِنْ] استغراقیہ [یعنی کوئی]۔

ان تینوں باتوں کی وجہ سے مراد یہ ہوگی ......واللہ تعالیٰ أعلم......:

[تمہیں کوئی مصیبت بھی نہیں پہنچتی، مگر تمہارے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے۔] [1]

ii: آیت کا تعلق گناہ گار لوگوں سے ہونا:

علامہ الوسی لکھتے ہیں:

[''آیت کا تعلق مسلمان اور دیگر گناہ گار لوگوں سے ہے، کیونکہ جن کے گناہ نہیں ہوتے، جیسے انبیاء علیہم السلام، انہیں بھی مصائب پہنچتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے:

[لوگوں میں سے سب سے کڑی آزمائش والے انبیاء۔ علیہم السلام۔، پھر درجہ بدرجہ۔]

ایسے حضرات کو مصائب کا پہنچنا، اُن کے درجات کو بلند کرنے یا ہم سے مخفی دیگر حکمتوں کی بنا پر ہوتا ہے۔

جہاں تک بچوں اور مجنون لوگوں کا تعلق ہے، تو اُن کے بارے میں کہا گیا ہے، کہ وہ غیر مخاطب [2] ہیں، کیونکہ وہ (احکامِ شرعیہ کا خطاب تو) مکلّفین کے لیے ہے۔ اگر انہیں احکامِ شرعیہ کا مخاطب ٹھہرایا بھی جائے، تو آیت کے گناہ گار لوگوں کے ساتھ مخصوص ہونے کی وجہ سے وہ لوگ آیت میں ذکر کردہ قاعدے سے خارج ہو گئے۔ اُن پر آنے والی مصیبتوں کی حکمتیں مخفی ہیں۔''] [3]

i: سلف صالحین کا اپنے مصائب کا سبب گناہوں کو ٹھہرانا:

سلف صالحین اپنے اوپر نازل شدہ مصیبتوں کا سبب اپنے گناہوں کو ٹھہراتے تھے۔

اس سلسلے میں ذیل میں چار مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

---

1. ملاحظہ ہو: فتح القدير 767/4.
2. یعنی اُن پر شرعی احکامات کی پابندی نہ کرنے پر سزا نہیں ہوتی۔
3. روح المعاني 41/25.

ا: امام ابن سعد نے ابن ابی مُلَیکہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

[أَنَّ أَسْمَآءَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رضي الله عنهما كَانَتْ تَصْدَعُ ، فَتَضَعُ يَدَهَا عَلٰى رَأْسِهَا ، وَ تَقُوْلُ:

"بِذَنْبِيْ ، وَ مَا يَغْفِرُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَكْثَرُ ." ❶

[بلاشبہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو سر درد ہوتا، تو اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھتیں اور فرماتیں:

"میرے گناہ کی وجہ سے اور جو اللہ تعالیٰ معاف فرماتے ہیں، وہ تو بہت زیادہ ہے۔"]

ب: مُرّۃ ہمدانی بیان کرتے ہیں:

"رَأَيْتُ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّ شُرَيْحٍ ❷ قُرْحَةً ، فَقُلْتُ: "يَآ أَبَآ أُمَيَّةَ! ❸ مَا هٰذَا؟"

["میں نے شُریح کی ہتھیلی پر پھوڑا دیکھا، تو میں نے عرض کیا:

"اے ابو امیہ! یہ کیا ہے؟"

انہوں نے فرمایا:

"هٰذَا بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ." ❹

"یہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی ہے اور زیادہ (گناہوں) سے تو وہ درگزر فرماتے ہیں۔"]

---

❶ الطبقات الكبرىٰ 251/8. نیز ملاحظہ ہو: سير أعلام النبلاء 290/2.

❷ شریح بن حارث بن قیس کوفی، نخعی، قاضی، ابو امیہ، مخضرم، ثقہ۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے، کہ انہیں شرف صحبت میسر آیا۔ 80ھ سے پہلے یا بعد فوت ہوئے اور ان کی عمر ایک سو آٹھ برس یا اس سے زیادہ تھی۔ کہا جاتا ہے: وہ ستر سال تک قاضی رہے۔ (ملاحظہ ہو: تقريب التهذيب ص 265).

مخضرم: وہ شخص جس نے زمانۂ جاہلیت اور عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، دونوں کو پایا ہو، دائرۂ اسلام میں داخل ہوا ہو، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھا ہو۔ صحیح بات یہ ہے، کہ ایسا شخص تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تيسير مصطلح الحديث ص 201-202).

❸ أبو أمیہ: قاضی شریح کی کنیت۔

❹ بحوالہ تفسير القرطبي 31/16.

ج: ابن عون نے بیان کیا:

"إِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِيْنَ لَمَّا رَكِبَهُ الدَّيْنُ اِغْتَمَّ لِذٰلِكَ، فَقَالَ:

"إِنِّي لَأَعْرِفُ هٰذَا الْغَمَّ. هٰذَا بِـذَنْبٍ أَصَبْتُهُ مُنْذُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً." ❶

[''بلاشبہ جب محمد بن سیرین ❷ پر قرض چڑھ گیا، تو وہ اس کی وجہ سے غمگین ہو گئے

اور فرمایا:

''یقیناً میں اس غم (کے سبب) کو پہچانتا ہوں۔ یہ میرے چالیس برس پہلے کیے ہوئے گناہ کی وجہ سے ہے۔'']

د: ابن ابی حواری نے بیان کیا:

ابوسلیمان دارانی ❸ سے پوچھا گیا:

"مَا بَالُ الْعُقَلَاءِ أَزَالُوْا اللَّوْمَ عَمَّنْ أَسَاءَ إِلَيْهِمْ؟"

''عقل مند لوگ اپنے ساتھ برائی کرنے والوں کو قابلِ ملامت کیوں نہیں گردانتے؟''

انہوں نے جواب دیا:

"[لِأَنَّهُمْ عَلِمُوْا أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِنَّمَا ابْتَلَاهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ.]" ❹

''کیونکہ بلاشبہ وہ جان چکے ہیں، کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اُن کے گناہوں کی وجہ سے اُنہیں (مصیبت میں) مبتلا کیا ہے۔'']

---

❶ بحوالہ: تفسیر القرطبي 41/16.

❷ (محمد بن سیرین): انصاری، ابوبکر ابن ابی عمرہ البصری، ثقہ، عابد، عظیم المرتبت، 110ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: تقریب التہذیب ص 483).

❸ ابوسلیمان دارانی: حافظ ذہبی لکھتے ہیں: امام کبیر، زاہد العصر، ابوسلیمان عبدالرحمٰن بن احمد، کم و بیش 140ھ میں پیدا ہوئے اور 215ھ میں فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء 182/10-186).

❹ بحوالہ تفسیر القرطبي 31/16.

2: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ ❶

[خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا، تاکہ وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) انہیں اُن کی کچھ کرتوتوں کا مزہ چکھائیں، شاید کہ وہ باز آجائیں]۔

تفسیرِ آیت میں دو علماء کے اقوال:

i: قاضی ابوالسعود لکھتے ہیں:

[﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ جیسے قحط سالی، اموات، بہت زیادہ آگ سے جلنا، غرق ہونا......، برکتوں کا ختم ہونا، نقصانوں یا گمراہی اور ظلم کا زیادہ ہونا۔

﴿بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ اُن کی نافرمانیوں کی نحوست یا اُن کی کرتوتوں کے سبب۔

﴿لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا﴾ یعنی اُن کی سزا کا کچھ حصہ، کیونکہ پوری سزا تو آخرت میں ہے۔ ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (یعنی شاید کہ وہ لوٹ آئیں) اپنی (بُری) روش سے۔] ❷

ii: شیخ سعدی نے قلم بند کیا ہے:

[﴿ظَهَرَ﴾ کھل کر سامنے آگیا۔

﴿الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ یعنی اُن کی معیشت کی بربادی، اُس کا بگاڑ، اور اُن پر آفات کا نزول اور اُن کی جانوں میں بیماریوں، وباؤں اور دیگر (مصیبتوں) کا آنا، یہ (سب کچھ) اُن کے ایسے اعمال کے سبب ہوا، جو فی نفسہٖ خراب اور دوسروں کو

❶ سورة الروم / الآية 41.

❷ تفسير أبي السعود 7/62-63. نیز ملاحظہ ہو: روح المعاني 21/47-48.

بھی خراب کرنے والے تھے۔

یہ (مختلف اقسام و انواع کے عذاب آئے) تاکہ وہ جان لیں، کہ اللہ تعالیٰ اعمال کی جزا دینے والے ہیں۔ اُنہوں نے سزا کا نمونہ دنیا میں جلدی دکھا دیا، تاکہ وہ اُن اعمال سے باز آ جائیں، جن سے عظیم فساد بپا ہوا اور اُن کے احوال سدھر جائیں اور معاملہ سنور جائے۔[1]

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ لوگوں پر مصائب کے نزول کا ایک سبب اُن کی کرتوتیں اور بداعمالیاں ہیں۔

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر السعدی ص 643.

مبحث دوئم

مصیبتوں کے آنے سے پہلے کرنے کے کام

تمہید:

کچھ باتیں بندے کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچانے اور کچھ اُس کا نشانہ بنانے والی ہیں۔ بندے کو چاہیے، کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سبب بننے والے کاموں سے کلّی طور پر دُور رہے اور ان کی خفگی سے محفوظ کرنے والے اقوال و اعمال میں جُتا رہے۔

اسی سلسلے میں حسبِ ذیل دس اعمال کے بارے میں توفیقِ الٰہی سے گفتگو کی جا رہی ہے:

1: شکر کرتے رہنا

2: رسول کریم ﷺ کی نافرمانی سے کلّی اجتناب

3: دنیوی سزاؤں کا موجب بننے والے اعمال سے گریز کرتے رہنا

4: گناہوں کی معافی طلب کرتے رہنا

5: نیکی کے میسر آنے والے مواقع سے خوب فائدہ اٹھانا

6: تنگی میں قُربِ الٰہی پانے کے لیے آسودگی میں نیکیاں کمانا

7: آنے والے مصائب سے بچانے والے اذکار کا اہتمام کرنا

8: دعا کرتے رہنا

9: سکھ اور چین کے زمانے میں بہت زیادہ دعائیں کرنا

10: صدقہ و خیرات کرتے رہنا

-1-

شکر کرتے رہنا

تمہید:

نعمتیں عطا کرنے والے ربِ کریم کا شکر کرتے رہنا، بندے کو غضبِ الٰہی سے بچاتا اور ان کے عذاب سے محفوظ کرتا ہے۔ امام ابن قیم لکھتے ہیں:

اَلشُّكْرُ حَارِسُ النِّعْمَةِ مِنْ كُلِّ مَا يَكُوْنُ سَبَبًا لِزَوَالِهَا. ❶

[شکر نعمت کے زوال کے ہر سبب کے مقابلے میں، اُس کی چوکیداری کرتا ہے۔]

حضرت امام رحمہ اللہ ہی نے تحریر کیا ہے:

"فَمَا حَرَسَ الْعَبْدُ نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ بِمِثْلِ شُكْرِهَا، وَلَا عَرَضَهَا لِلزَّوَالِ بِمِثْلِ الْعَمَلِ فِيْهَا بِمَعَاصِيْ اللّٰهِ، وَهُوَ كُفْرَانُ النِّعْمَةِ، وَهُوَ بَابٌ إِلٰى كُفْرَانِ الْمُنْعِمِ." ❷

["بندہ کسی بھی چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کی ایسی حفاظت نہیں کرتا، جیسی کہ شکر کے ساتھ کرتا ہے۔ وہ کسی بھی چیز کے ساتھ نعمتوں کو اتنا بربادی کا نشانہ نہیں بناتا، جس قدر کہ اُن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کر کے بناتا ہے۔ یہی نعمت کی ناقدری ہے اور یہ انعام فرمانے والے [اللہ تعالیٰ] کے کفر کا دروازہ ہے۔"]

ذیل میں شکر کے حوالے سے گفتگو حسبِ ذیل تین پہلوؤں سے ملاحظہ فرمائیے:

ا: شکر سے مراد:

---

❶ ملاحظہ ہو: التفسیر القیم ص 591؛ و بدائع التفسیر 433/3.

❷ التفسیر القیم ص 591؛ و بدائع التفسیر 433/3.

ب: شکر کا صرف زبان کے ساتھ نہ ہونا

ج: [شکر کے عذابِ الٰہی سے بچانے والا ہونے] کے دلائل

ا: شکر سے مراد:

علمائے امت نے [شکر کے مقصود و مراد] کے متعلق بہت عمدہ گفتگو فرمائی ہے۔ ذیل میں اُن میں سے چھ کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

i: حافظ ابن رجب نے بعض سلف سے نقل کیا ہے:

"اَلشُّکْرُ أَنْ لَّا یُسْتَعَانَ بِشَيْءٍ مِنَ النِّعَمِ عَلٰی مَعْصِیَّةٍ." ❶

[''شکر یہ ہے، کہ نعمتوں میں سے کسی بھی چیز سے نافرمانی میں مدد نہ لی جائے۔'']

ii: امام ابن ابی الدنیا نے مَخْلَد بن حُسَین سے بعض سلف کی یہ بات نقل کی ہے، کہ اُنہوں نے بیان کیا:

"کَانَ یُقَالُ: "اَلشُّکْرُ تَرْكُ الْمَعَاصِيْ." ❷

[کہا جاتا تھا: ''شکر نافرمانیوں کا ترک کرنا ہے۔'']

iii: علامہ راغب اصفہانی رقم طراز ہیں:

اَلشُّکْرُ: هُوَ الْاِمْتِلَاءُ مِنْ ذِکْرِ الْمُنْعِمِ عَلَیْهِ.

وَ الشُّکْرُ ثَلَاثَةُ أَضْرُبٍ:

شُکْرُ الْقَلْبِ: وَ هُوَ تَصَوُّرُ النِّعْمَةِ.

وَ شُکْرُ اللِّسَانِ: وَ هُوَ الثَّنَاءُ عَلَی الْمُنْعِمِ.

وَ شُکْرُ سَائِرِ الْجَوَارِحِ: وَ هُوَ مُکَافَأَةُ النِّعْمَةِ بِقَدْرِ اِسْتِحْقَاقِهٖ. ❸

[شکر: اپنے پر انعام کرنے والے کے ذکر سے لبریز ہونا ہے۔ شکر کے تین پہلو ہیں:

---

❶ جامع العلوم والحکم 84/2.

❷ کتاب الشکر للہ عز و جل، رقم الروایة 19، ص 73 نیز ملاحظہ ہو: جامع العلوم و الحکم 84/2.

❸ ملاحظہ ہو: المفردات في غریب القرآن، مادة "شکر"، ص 265.

- دل کا شکر، وہ نعمت کا تصور ہے (یعنی یہ سمجھنا، کہ اِس نعمت کا حاصل ہونا میری فن کاری یا کاریگری کی بنا پر نہیں، بلکہ مجھ پر محض ربِ کریم کا انعام واکرام ہے)۔

- زبان کا شکر، اور وہ انعام کرنے والے کی تعریف کرنا ہے۔

- (سارے) اعضاء کا شکر، اور وہ نعمت کے بقدر اُس کا حق ادا کرنا (یعنی سارے اعضاء سے انعام و اکرام کرنے والے ربِّ کریم کی اِس قدر تابع داری اور طاعت گزاری بجالانے کی کوشش کرنا، کہ اُن کی عطاء کردہ عنایت کا حق ادا ہو جائے)۔]

iv: علّامہ جرجانی نے قلم بند کیا ہے:

"اَلشُّكْرُ الْعُرْفِيْ: هُوَ صَرْفُ الْعَبْدِ جَمِيْعَ مَآ أَنْعَمَ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْهِ مِنَ السَّمْعِ وَ الْبَصَرِ وَ غَيْرِهِمَآ إِلٰى مَا خُلِقَ لِأَجْلِهٖ." [1]

["عرف میں شکر یہ ہے، کہ

"بندہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ساری نعمتیں مثلاً کان، آنکھ وغیرہ، اسی مقصد کے لیے استعمال کرے، جن کے لیے انہیں پیدا کیا گیا ہے۔"]

v: علامہ قاسمی نے نقل کیا ہے:

"اَلشُّكْرُ مَبْنِيٌّ عَلٰى خَمْسِ قَوَاعِدَ:

خُضُوْعُ الشَّاكِرِ لِلْمَشْكُوْرِ،

وَ حُبُّهٗ لَهٗ،

وَ اعْتِرَافُهٗ بِنِعْمَتِهٖ،

وَ الثَّنَآءُ عَلَيْهِ بِهَا،

وَ أَنْ لَّا يَسْتَعْمِلَهَا فِيْمَا يَكْرَهُ.

هٰذِهِ الْخَمْسَةُ هِيَ أَسَاسُ الشُّكْرِ، وَ بِنَآؤُهٗ عَلَيْهَا.

---

[1] كتاب التعريفات ص 168. نیز دیکھیے: تفسير القاسمي 10/10.

فَإِنْ عَدِمَ مِنْهَا وَاحِدَةٌ اِخْتَلَّتْ قَاعِدَةٌ مِنْ قَوَاعِدِ الشُّكْرِ . وَ كُلُّ مَنْ تَكَلَّمَ فِي الشُّكْرِ ، فَإِنَّ كَلَامَهُ إِلَيْهَا يَرْجِعُ ، وَ عَلَيْهَا يَدُوْرُ . "❶

[''شکر پانچ بنیادوں پر استوار کیا گیا ہے:

- شکر کرنے والے کی مشکور❷ کے لیے تابع داری،

- اُس کی، اُس (یعنی مشکور) کے لیے محبت،

- اُس کا اُس کی نعمت کا اعتراف کرنا،

- اس (نعمت) کی بنا پر اُس کی تعریف کرنا

- اور اُسے اُس کی ناپسندیدہ چیز (یا جگہ) میں استعمال نہ کرنا۔

یہ پانچ شکر کی بنیادیں ہیں اور اُنہی پر اُسے استوار کیا گیا ہے۔ اگر اُن میں سے ایک بھی نہ ہوئی، تو شکر کی بنیادوں میں سے ایک بنیاد نہ رہی۔

جس کسی نے (بھی) شکر کے بارے میں گفتگو کی ہے، اُس کی بات اِسی (بیان کردہ بات) کی طرف پلٹتی اور اِسی کے گرد گھومتی ہے۔'']

vi: شیخ سعدی لکھتے ہیں:

"اَلشُّكْرُ: هُوَ اِعْتِرَافُ الْقَلْبِ بِنِعَمِ اللّٰهِ ، وَ الثَّنَاءُ عَلَى اللّٰهِ بِهَا ، وَ صَرْفُهَا فِي مَرْضَاةِ اللّٰهِ تَعَالٰى ، وَ كُفْرُ النِّعْمَةِ ضِدُّ ذٰلِكَ . "❸

[''دل کا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اعتراف کرنا، اُن (نعمتوں) کی بنا پر زبان سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا، انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا (والی باتوں) میں استعمال کرنا ''شکر'' ہے اور نعمت کی ناشکری اس کے برعکس ہے۔'']

❶ تفسير القاسمي 197/13.
❷ یعنی جس کا شکر کیا جا رہا ہے۔
❸ تفسير السعدي ص 447.

ب: شکر کا صرف زبان کے ساتھ نہ ہونا:

شکر کے بارے میں علمائے امت کی بیان کردہ تفصیل سے یہ حقیقت واضح ہے، کہ وہ صرف زبان کے ساتھ نہیں ہوتا، بلکہ اس کے ساتھ عمل کا ہونا بھی ضروری ہے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

"فَظَاهِرُ الْقُرْآنِ وَ السُّنَّةِ أَنَّ الشُّكْرَ بِعَمَلِ الْأَبْدَانِ دُوْنَ الْاِقْتِصَارِ عَلَى عَمَلِ اللِّسَانِ، فَالشُّكْرُ بِالْأَفْعَالِ عَمَلُ الْأَرْكَانِ، وَ الشُّكْرُ بِالْأَقْوَالِ عَمَلُ اللِّسَانِ." ❶

[''قرآن وسنت میں یہ (حقیقت) واضح ہے، کہ بلاشبہ شکر صرف زبان کا عمل نہیں، بلکہ اس کے ساتھ جسمانی عمل بھی ہے۔ اعمال کے ساتھ شکر کرنا اعضائے جسم کا عمل ہے اور باتوں کے ساتھ شکر کرنا زبان کا عمل ہے۔'']

تین دلائل:

۱: ارشادِ ربانی ہے: ﴿اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا﴾ ❷

[(اے) آل داؤد! شکر ادا کرنے کے لیے عمل کرو۔]

اللہ تعالیٰ نے آل داؤد ـ علیہ السلام ـ کو اپنی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی غرض سے اپنی تابع داری کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں تین علماء کے اقوال:

i: امام طبری رقم طراز ہیں:

"وَ قُلْنَا لَهُمْ: "اِعْمَلُوْا بِطَاعَةِ اللّٰهِ يَا آلَ دَاوٗدَ شُكْرًا لَّهٗ عَلٰى مَا أَنْعَمَ عَلَيْكُمْ مِنَ النِّعَمِ الَّتِيْ خَصَّكُمْ بِهَا مِنَ سَائِرِ خَلْقِهٖ مَعَ

❶ تفسير القرطبي 277/14.

❷ سورة سبا / جزء من الآية 13

الشُّکْرِ لَہٗ عَلٰی سَآئِرِ نِعَمِهِ الَّتِیْ عَمَّکُمْ بِهَا مَعَ سَآئِرِ خَلْقِهٖ. "❶

["اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: "اور ہم نے اُن سے فرمایا: "اے آل داؤد۔علیہ السلام۔ ہم نے اپنی دیگر مخلوق سے زیادہ تم پر خصوصی طور جو نعمتیں نازل کیں اور جو نعمتیں دیگر مخلوق کے ساتھ عطا فرمائیں، ان سب کا میری طاعت گزاری کے ذریعے شکر ادا کرو۔"]

ii: حافظ ابن کثیر نے قلم بند کیا ہے:

[یعنی ہم نے اُن سے فرمایا: دین و دنیا کی جن نعمتوں سے تمہیں نوازا ہے، ان کا شکر ادا کرنے کی خاطر عمل کرو۔

[شُکْرًا] فعل [اِعْمَلُوْا] کے علاوہ (کسی اور فعل کا) مصدر ہے یا وہ [مفعول لہ]❷ ہے۔ ہر دو صورت میں اس میں یہ دلالت ہے، کہ جیسے [شکر] قول اور نیّت سے ہوتا ہے، اسی طرح فعل سے ہوتا ہے، جیسے کہ ایک شاعر کہتا ہے:

أَفَادَتْكُمُ النَّعْمَآءُ مِنِّيْ ثَلَاثَةً

يَدِيْ وَ لِسَانِيْ وَ الضَّمِيْرَ الْمُحَجَّبَا

[ترجمہ: آپ کی عطا کردہ عنایات نے میری جانب سے آپ کے حضور تین (چیزیں) پیش کیں: میرا ہاتھ، میری زبان اور مخفی ضمیر۔]

(امام) ابن جریر اور (امام) ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"اَلشُّکْرُ تَقْوَی اللّٰهِ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ. "❸

["شکر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اور عمل صالح ہے۔"]

---

❶ تفسیر الطبري 50/20.

❷ یعنی جس غرض سے فعل کیا جائے۔

❸ ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر 580-581/3.

iii: علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

"فِيْهِ وُجُوْبُ الشُّكْرِ، وَ أَنَّهٗ يَكُوْنُ بِالْعَمَلِ، وَ لَا يَخْتَصُّ بِاللِّسَانِ." ❶

[''اس میں شکر کا واجب ہونا، اس کا عمل کے ساتھ ہونا اور زبان کے ساتھ مخصوص نہ ہونا ہے''۔]

2: ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ أَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ ❷

[اور بلاشبہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے (معرکۂ) بدر میں (بھی) تمہاری مدد کی، جب کہ تم نہایت کمزور تھے، سو تم اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، تاکہ (تم اس نعمت کا) شکر ادا کرو]۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو معرکۂ بدر میں نصرت و فتح کی عظیم نعمت یاد دلاتے ہوئے، اپنی طاعت گزاری کے ساتھ شکر کرنے کا حکم دیا۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں چار علماء کے اقوال:

i: حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ "أَيْ تَقُوْمُوْنَ بِطَاعَتِهٖ." ❸

[''یعنی تم ان (اللہ تعالیٰ) کی تابع داری کرو۔'']

ii: سیّد محمد رشید رضا نے قلم بند کیا ہے:

"إِنَّ التَّقْوٰى هِيَ الَّتِيْ تُعِدُّكُمْ لِلْقِيَامِ فِيْ مَقَامِ الشُّكْرِ عَلَى النِّعَمِ

❶ الإکلیل ص 215. نیز دیکھیے: تفسیر القاسمي 11/14.

❷ سورة آل عمران / الآية 123.

❸ تفسیر ابن کثیر 431/1.

الَّتِي يُسْدِيكُم إِيَّاهَا.''❶

[''بلاشبہ تقویٰ ہی تمہیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے شکر کرنے کے قابل بناتا ہے۔'']

iii: شیخ ابن عاشور لکھتے ہیں:

''فَإِنَّهُ لَمَّا ذَكَّرَهُمْ بِتِلْكَ الْمِنَّةِ الْعَظِيمَةِ، ذَكَّرَهُمْ بِأَنَّهَا سَبَبٌ لِلشُّكْرِ، فَأَمَرَهُمْ بِالشُّكْرِ بِمُلَازَمَةِ التَّقْوٰى.''❷

[''انہیں وہ (یعنی معرکۂ بدر میں نصرت و فتح کی) عظیم نعمت یاد کرواتے ہوئے تنبیہ فرمائی، کہ وہ باعثِ شکر ہے۔ پھر انہیں تقویٰ کو مضبوطی کے ساتھ تھامنے کے ذریعہ شکر کرنے کا حکم دیا۔'']

iv: شیخ ابوبکر جزائری نے تحریر کیا ہے:

''تَقْوَى اللهِ تَعَالَى بِالْعَمَلِ بِأَوَامِرِهِ وَاجْتِنَابِ نَوَاهِيهِ هِيَ الشُّكْرُ الْوَاجِبُ عَلَى الْعَبْدِ.''❸

[''احکامِ الٰہیہ پر عمل اور ان کی ممنوعہ چیزوں سے اجتناب کے ذریعہ سے، اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہی، بندے پر شکر واجب ہے۔'']

3: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) وہ بیان کرتے ہیں:

''قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتّٰى تَوَرَّمَتْ قَدَمَاهُ.''

[''نبی کریم ﷺ نے (نمازِ تہجد میں) قیام کیا، یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے دونوں قدم (مبارک) سوج گئے۔''

---

❶ تفسیر المنار 4/103-110.

❷ تفسیر التحریر و التنویر 4/72.

❸ أیسر التفاسیر 1/310. نیز ملاحظہ ہو: الکشاف 1/461؛ وزاد المسیر 1/450؛ والتفسیر الکبیر 8/209.

آنحضرت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا:

"غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ."

''اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہوئے ہیں (تو پھر آپ اس قدر زیادہ عبادت کیوں کرتے ہیں؟)''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا؟" ❶

[''کیا میں بہت زیادہ شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں؟'']

شرحِ حدیث میں دو محدثین کے اقوال:

i: حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"وَ فِيْهِ أَنَّ الشُّكْرَ يَكُوْنُ بِالْعَمَلِ كَمَا يَكُوْنُ بِاللِّسَانِ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا﴾" ❷

[''اس (حدیث) میں یہ ہے، کہ شکر جیسے زبان سے ہوتا ہے، ایسے ہی عمل کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا﴾ [(اے) آلِ داؤد! شکر ادا کرنے کے لیے عمل کرو'']۔

ii: علامہ أُبّي نے تحریر کیا ہے:

"وَ الشُّكْرُ بِالْفِعْلِ أَظْهَرُ مِنْهُ بِالْقَوْلِ." ❸

[''عمل کے ذریعے شکر زبانی شکر سے زیادہ ظاہر ہے۔'']

---

❶ متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب (لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ..... الخ. رقم الحدیث 4836، 584/8؛ وصحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین وأحکامهم، باب إکثار الأعمال والاجتهاد في العبادة، رقم الحدیث 80-(2819)، 2171/4-2172. الفاظِ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

❷ فتح الباري 15/3. ❸ إکمال إکمال المعلّم 267/9-268.

ج: شکر کے [عذابِ الٰہی سے بچانے والا] ہونے کے چار دلائل:

I: ارشادِ ربانی ہے:

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا﴾ ❶

[اگر تم شکر کرو اور ایمان لاؤ، تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے قدر کرنے والے اور خوب جاننے والے ہیں]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں دو مفسرین کے اقوال:

i: امام قتادہ نے بیان کیا:

"إِنَّ اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ لَا يُعَذِّبُ شَاكِرًا وَّلَا مُؤْمِنًا." ❷

["بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہ تو شکر گزار کو عذاب دیتے ہیں اور نہ ہی ایمان دار کو۔"]

ii: قاضی ابوالسعود تحریر کرتے ہیں:

"وَمَا اِسْتِفْهَامِيَّةٌ مُفِيْدَةٌ لِلنَّفْيِ عَلَى أَبْلَغِ وَجْهٍ وَّآكَدِهٖ أَيْ: أَيُّ شَيْءٍ يَفْعَلُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ بِتَعْذِيْبِكُمْ: أَيَتَشَفّٰى بِهٖ مِنَ الْغَيْظِ أَمْ يُدْرِكُ بِهِ الثَّأْرَ أَمْ يَسْتَجْلِبُ بِهٖ نَفْعًا، أَمْ يَسْتَدْفِعُ بِهٖ ضَرَرًا كَمَا هُوَ شَأْنُ الْمُلُوْكِ.

وَهُوَ الْغَنِيُّ الْمُتَعَالِيْ عَنْ أَمْثَالِ ذٰلِكَ؛ وَإِنَّمَا هُوَ أَمْرٌ يَقْتَضِيْهِ كُفْرُكُمْ، فَإِذَا زَالَ ذٰلِكَ بِالْإِيْمَانِ وَالشُّكْرِ، اِنْتَفَى التَّعْذِيْبُ لَا مَحَالَةَ" ❸

[[مَا] استفہامیہ (جیسا کہ اس آیت میں بھی ہے) سب سے زیادہ بلیغ انداز اور تاکید کے ساتھ نفی پر دلالت کرتا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کریں گے؟

---

❶ سورة النسآء الآية 147.

❷ تفسير الطبري، رقم الأثر 10748، 343/9. (ط: دار المعارف بمصر).

❸ تفسير أبي السعود 247/2. نیز دیکھیے: تفسير القرطبي 426/5.

کیا وہ غصہ ٹھنڈا کریں گے یا انتقام لیں گے یا کوئی اور فائدہ حاصل کریں گے یا اس کے ذریعے کسی ضرر سے بچیں گے، جیسے کہ (دنیوی) بادشاہوں کا شیوہ ہوتا ہے؟

وہ اس قسم کی باتوں سے بے نیاز اور بلند و بالا ہیں۔ بلاشبہ اس (یعنی عذاب) کا تقاضا تو تمہارا کفر کرتا ہے، سو جب وہ ایمان و شکر سے زائل ہو جائے گا، تو لامحالہ عذاب دینا بھی ختم ہو جائے گا۔'']

2: ارشادِ ربانی:

﴿وَ إِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ ❶

[اور جب تمہارے رب (تعالیٰ) نے صاف اعلان فرما دیا، کہ اگر تم شکر کرو گے، تو یقیناً میں ضرور تمہیں زیادہ دوں گا اور بے شک اگر تم ناشکری کرو گے، تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے]۔

آیتِ شریفہ میں تین مفسرین کے اقوال:

i: علامہ قرطبی رقم طراز ہیں:

وَ الْآيَةُ نَصٌّ فِيْ أَنَّ الشُّكْرَ سَبَبٌ لِلْمَزِيْدِ.

﴿وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ وَعَدَ بِالْعَذَابِ عَلَى الْكُفْرِ كَمَا وَعَدَ بِالزِّيَادَةِ عَلَى الشُّكْرِ. ❷

[آیتِ (شریفہ) اس بارے میں قطعی طور پر دلالت کرتی ہے، کہ شکر مزید (نعمتوں کے پانے) کا سبب ہے۔

❶ سورۃ إبراھیم- علیہ السلام - / الآیۃ 5.

❷ تفسیر القرطبي 343/9 باختصار.

﴿وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ ناشکری پر عذاب کی وعید ہے، جیسے کہ شکر پر اضافے کا وعدہ ہے۔]

ii: قاضی ابوالسعود نے قلم بند کیا ہے:

"وَ اذْكُرُوْا حِيْنَ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ أَيْ آذَنَ إِيْذَانًا بَلِيْغًا لَا تَبْقٰى مَعَهٗ شَائِبَةُ شُبْهَةٍ لِمَا فِيْ صِيْغَةِ التَّفَعُّلِ مِنْ مَعْنَى التَّكَلُّفِ الْمَحْمُوْلِ فِيْ حَقِّهٖ سُبْحَانَهٗ عَلٰى غَايَتِهِ الَّتِيْ هِيَ الْكَمَالُ." ❶

[''تم یاد کرو، کہ جب تمہارے رب نے ایسے بلیغ انداز میں اعلان فرمایا، کہ جس کے بعد ذرّہ برابر شبہ کی گنجائش نہیں رہی، کیونکہ صیغہ [تفعّل] میں [تکلّف] کا معنٰی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کے استعمال کی صورت میں اس سے مراد، کسی بات کا درجۂ کمال کو پہنچنا ہوتا ہے۔'']

iii: علامہ شوکانی نے تحریر کیا ہے:

اَلْمَعْنٰى لَئِنْ شَكَرْتُمْ إِنْعَامِيْ عَلَيْكُمْ بِمَا ذُكِرَ لَأَزِيْدَنَّكُمْ نِعْمَةً إِلٰى نِعْمَةٍ تَفَضُّلًا مِنِّيْ، وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ ذٰلِكَ وَ جَحَدْتُمُوْهُ إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ، فَلَا بُدَّ أَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِنْهُ مَا يُصِيْبُ. ❷

[اگر تم ذکر کردہ طریقے کے مطابق میری عطا کردہ نوازشات کا شکر کرو گے، تو میں ازراہِ عنایت ہر سابقہ نعمت کے ساتھ ضرور مزید نعمت عطا کروں گا اور اگر تم نے ناشکری اور انکار کیا، تو بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے اور تمہیں اس میں سے پہنچنے والا (عذاب) ضرور پہنچے گا۔]

---

❶ تفسیر أبي السعود 34/5.

❷ ملاحظہ ہو: فتح القدیر 138/3.

3: ارشادِ ربانی ہے:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذُرِ. إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّآ آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ. نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ﴾ ❶

[لوط۔ علیہ السلام۔ کی قوم نے ڈرانے والوں کو جھٹلا دیا۔ بے شک ہم نے اُن پر پتھر برسانے والی ہوا بھیجی، سوائے آل لوط۔ علیہ السلام۔ کے، اُنہیں ہم نے صبح سے کچھ پہلے نجات دے دی۔ اپنی طرف سے انعام کرتے ہوئے، اسی طرح ہم بدلہ دیتے ہیں، اُسے جو شکر کرے]۔

ان آیاتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک ضابطہ وقانون [سُنَّۃ] کی خبر دی ہے، کہ وہ شکر کرنے والے کو نجات دیتے ہیں، جیسے کہ انہوں نے آل لوط علیہ السلام کو اُن کی قوم پر آنے والے عذاب سے نجات دی۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں دو مفسرین کے اقوال:

i: علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

﴿كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن شَكَرَ﴾ "أَيْ مِثْلَ ذٰلِكَ الْجَزَآءِ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ نِعْمَتَنَا وَ لَمْ يَكْفُرْهَا." ❷

["یعنی ہم اسی طرح انہیں جزا دیتے ہیں، جو ہماری نعمتوں کا شکر کرتے ہیں اور ان کی ناشکری نہیں کرتے۔"]

ii: شیخ ابوبکر جزائری رقم طراز ہیں:

"أَيْ كَهٰذَا الْإِنْجَآءِ أَيْ مِنَ الْعَذَابِ الدُّنْيَوِيِّ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَنَا ،

❶ سورة القمر/الآيات 33-35.

❷ فتح القدير 181/5.

فَآمَنَ بِنَا، وَ عَمِلَ صَالِحًا طَاعَةً لَّنَا وَ تَقَرُّبًا إِلَيْنَا." ❶

["یعنی ہم دنیوی عذاب سے اسی طرح کی نجات اُس شخص کو دیتے ہیں، جو ہمارا شکر بجا لانے کی خاطر ہماری طاعت گزاری اور ہمارا قرب پانے کے ارادے سے ہمارے ساتھ ایمان لاتا اور اچھے اعمال کرتا ہے۔"]

4: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ﴾ ❷

[اور اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال بیان فرمائی، جو امن و اطمینان والی تھی۔ اُس کے پاس، اُس کا رزق ہر جگہ سے فراخ آتا تھا، تو اُس نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی، تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اُن کے کرتوتوں کے بدلے میں بھوک اور خوف کا لباس پہنا دیا]۔

اس آیتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، کہ بے شک ایک ایسی بستی پر عذاب نازل ہوا، جو کہ پُر امن تھی، اُسے خوف زدہ کرنے والی وہاں کوئی بات نہیں تھی، وہ پُرسکون اور باوقار تھی، اسے مضطرب کرنے والی وہاں کوئی چیز نہیں تھی۔ ❸ ہر جگہ سے وہاں کشادہ رزق بسہولت پہنچتا تھا۔ ❹ اس بستی نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی، تو اللہ تعالیٰ نے اُسے بھوک کا عذاب پہنایا اور چکھایا، اُن کے امن کو خوف سے بدل دیا گیا۔ ❺ یہ اذیت ناک

❶ أیسر التفاسیر 216/5.

❷ سورۃ النحل / الآیۃ 112.

❸ ملاحظہ ہو: روح المعاني 242/14.

❹ ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر 649/2.

❺ ملاحظہ ہو: المرجع السابق 649/2.

تبدیلی بستی والوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کی ناشکری کے سبب رونما ہوئی۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں دو مفسرین کے اقوال:

i: شیخ محمد الامین شنقیطی تحریر کرتے ہیں:

"وَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ فَیَجِبُ عَلٰی کُلِّ عَاقِلٍ أَنْ یَعْتَبِرَ بِھٰذَا الْمَثَلِ، وَ أَلَّا یُقَابِلَ نِعَمَ اللّٰهِ بِالْکُفْرِ وَ الطُّغْیَانِ، لِئَلَّا یَحُلَّ بِہٖ مَا حَلَّ بِھٰذِہِ الْقَرْیَةِ الْمَذْکُوْرَةِ." ❶

["بہرحال ہر عاقل شخص پر لازم ہے، کہ وہ اس مثال سے عبرت حاصل کرے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے مقابلے میں (یعنی اُن کے آنے پر) کفر اور سرکشی نہ کرے، کہ اس پر بھی وہ کچھ نازل ہو، جو مذکورہ بستی پر ہوا۔"]

ii: شیخ جزائری آیتِ شریفہ سے حاصل ہونے والی راہ نمائی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"کُفْرُ النِّعَمِ یُسَبِّبُ زَوَالَهَا وَ الْإِنْتِقَامَ مِنْ أَھْلِھَا." ❷

["نعمتوں کی ناشکری اُن کے زوال اور ناشکر گزاروں سے انتقام کا سبب بنتی ہے۔"]

تنبیہ:

آیتِ شریفہ کے متعلق ایک سوال کا جواب:

دو مفسرین کے بیانات:

i: علامہ رازی نے اس آیت کے حوالے سے ایک سوال اٹھایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

[(لفظ) [اَلْأَنْعُم] [جَمْعُ قِلَّةٍ] ❸ کا صیغہ ہے، تو اس طرح معنی یہ ہوا، کہ اس بستی والوں نے کچھ نعمتوں کی ناشکری کی، تو اللہ تعالیٰ نے اس بستی پر عذاب نازل فرمایا۔

---

❶ أضواء البیان 377/2. ❷ أیسر التفاسیر 571/2.

❸ [جَمْعُ قِلَّةٍ] تین سے دس افراد کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: ضیاء السالك إلی أوضح المسالك 186/4.

حالانکہ زیادہ مناسب تو یہ کہنا تھا، کہ انہوں نے بہت سی نعمتوں کی ناشکری کر کے اپنے اُوپر عذاب کو واجب کیا۔]

علامہ رازی نے خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

"اَلْمَقْصُوْدُ التَّنْبِيْهُ بِالْأَدْنٰى عَلَى الْأَعْلٰى يَعْنِيْ أَنَّ كُفْرَانَ النِّعَمِ الْقَلِيْلَةِ لَمَّا أَوْجَبَ الْعَذَابَ، فَكُفْرَانُ النِّعَمِ الْكَثِيْرَةِ أَوْلٰى بِإِيْجَابِ الْعَذَابِ." ❶

[''ادنیٰ سے اعلیٰ پر تنبیہ مقصود ہے، کہ جب قلیل تعداد میں نعمتوں کی ناشکری نے عذاب کو واجب کیا، تو زیادہ نعمتوں کی ناشکری تو عذاب کو بطریقِ اولیٰ واجب کرے گی۔'']

ii: قاضی ابوالسعود اسی بارے میں تحریر کرتے ہیں:

"وَ إِيْثَارُ جَمْعُ الْقِلَّةِ لِلْإِيْذَانِ بِأَنَّ كُفْرَانَ نِعْمَةٍ قَلِيْلَةٍ حَيْثُ أَوْجَبَ هٰذَا الْعَذَابَ، فَمَا ظَنُّكَ بِكُفْرَانِ نِعَمٍ كَثِيْرَةٍ؟" ❷

[''[جَمْعُ قِلَّةٍ] (کا صیغہ) استعمال کرنے میں اس حقیقت کی خبر دی گئی ہے، کہ جب تھوڑی تعداد میں نعمتوں کی ناشکری، اُس عذاب کا موجب بنی ہے، تو پھر زیادہ تعداد میں نعمتوں کی ناشکری کے متعلق تمہارا گمان کیا ہے؟'']

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ جو شخص اپنے آپ کو مصیبتوں سے محفوظ رکھنا چاہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو صرف اسی غرض کے لیے استعمال کرے، جس کے لیے انہیں پیدا کیا گیا۔ انہیں نافرمانی کا ذریعہ نہ بنائے۔ نعمتیں عطا فرمانے والے ربِّ کریم کا اپنی زبان، دل اور جسم کے سارے اعضاء کے ساتھ شکر بجا لائے۔ اللہ کریم ہمیں،

---

❶ التفسير الكبير 128/20.

❷ تفسير أبي السعود 145/5.

ہمارے بہن بھائیوں اور اہل و عیال کو ایسے ہی کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ إِنَّـــــــهٗ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ.

د: دو اہلِ علم و فضل کے اقوال:

i: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:

امام ابن ابی الدنیا نے محمد بن ادریس سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

[''(حضرت) علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت نقل کی گئی ہے، کہ انہوں نے ہمدان کے رہنے والے ایک شخص سے فرمایا:

"إِنَّ النِّعْمَةَ مَوْصُوْلَةٌ بِالشُّكْرِ، وَالشُّكْرُ مُتَعَلِّقٌ بِالْمَزِيْدِ، وَهُمَا مَقْرُوْنَانِ فِيْ قَرْنٍ، فَلَنْ يَنْقَطِعَ الْمَزِيْدُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَتّٰى يَنْقَطِعَ الشُّكْرُ مِنَ الْعَبْدِ." [1]

[''بلاشبہ نعمت کو شکر کے ساتھ ملایا گیا ہے اور شکر (نعمتوں میں) زیادتی کے ساتھ جڑا ہوا ہے اور یہ دونوں ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تب تک نعمتوں میں اضافے کا سلسلہ منقطع نہ ہو گا، جب تک بندے کی جانب سے شکر کا سلسلہ منقطع نہ ہو۔'']

ii: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا قول:

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر بن عبدالعزیز سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے فرمایا:

"قَيِّدُوْا نِعَمَ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ بِالشُّكْرِ لِلّٰهِ تَعَالٰى." [2]

[''اللہ عزوجل کی نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کے شکر کی بیڑیاں پہنا دو'']۔

[1] كتاب الشكر لله عز وجل، رقم الرواية 18، ص 73.

[2] المرجع السابق، رقم الرواية 27، ص 77.

-2-

رسول کریم ﷺ کی نافرمانی سے کلّی اجتناب

اللہ تعالیٰ کی ناراضی، غضب اور عذاب سے بچنے کے لیے ضروری ہے، کہ نبی کریم ﷺ کی نافرمانی سے یکسر دُور رہنے کا بے حد اہتمام کیا جائے۔ متعدد نصوص اور واقعات اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں۔ ذیل میں اس سلسلے میں تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

ا: آنحضرت ﷺ کی نافرمانی کا موجبِ عذاب ہونا:

دو دلائل:

ا: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖٓ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [1]

[پس جو لوگ اُن (یعنی آنحضرت ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، انہیں ڈرنا چاہیے، کہ انہیں کوئی فتنہ آ پہنچے یا انہیں بہت دردناک عذاب پہنچے]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں دو مفسرین کے بیانات:

حافظ ابن کثیر نے قلم بند کیا ہے:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖ﴾ أَيْ عَنْ أَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ هُوَ سَبِيْلُهٗ، وَ مِنْهَاجُهٗ، وَ طَرِيْقَتُهٗ، وَ سُنَّتُهٗ، وَ شَرِيْعَتُهٗ، فَتُوْزَنُ الْأَقْوَالُ وَ الْأَعْمَالُ بِأَقْوَالِهٖ وَ أَعْمَالِهٖ، فَمَا وَافَقَ ذٰلِكَ قُبِلَ، وَ مَا خَالَفَ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ عَلٰى قَآئِلِهٖ وَ فَاعِلِهٖ كَآئِنًا مَّنْ كَانَ......

أَيْ فَلْيَحْذَرْ وَ لْيَخْشَ مَنْ خَالَفَ شَرِيْعَةَ الرَّسُوْلِ ﷺ ظَاهِرًا وَ بَاطِنًا.

---

[1] سورة النور / جزء من الآية 63.

[(ترجمہ: یعنی (انہیں چاہیے، کہ) رسول اللہ ﷺ کے حکم (کی مخالفت سے ڈر جائیں)۔ اور وہ (یعنی آنحضرت ﷺ کا حکم) اُن کی راہ، منہج، طریقہ، سنت اور (بیان کردہ) شریعت ہے۔

پس تمام (لوگوں کے) اقوال واعمال کو آنحضرت ﷺ کے اقوال واعمال پر تولا جائے گا، جو اُن کے موافق ہوگا، اُسے قبول کیا جائے گا اور جو اُن کے مخالف ہوگا، اُسے اس کے کہنے والے اور کرنے والے پر، خواہ وہ کوئی بھی ہو، لوٹا دیا جائے گا......

آیت شریفہ کا معنٰی یہ ہے، کہ) رسول کریم ﷺ کی (بیان کردہ) شریعت کی ظاہراً اور باطناً (یعنی ہر قسم کی) نافرمانی سے وہ بچ اور ڈر جائیں۔] [1]

ii: علامہ رازی لکھتے ہیں:

"أَمَّا قَوْلُهُ: ﴿أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾، فَالْمُرَادُ: أَنَّ مُخَالَفَةَ الْأَمْرِ تُوجِبُ أَحَدَ هٰذَيْنِ الْأَمْرَيْنِ . وَ الْمُرَادُ بِالْفِتْنَةِ اَلْعَقُوبَةُ فِي الدُّنْيَا ، وَ بِالْعَذَابِ الْأَلِيمِ عَذَابُ الْآخِرَةِ ." [2]

''ارشادِ تعالیٰ ﴿أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾، سے مراد یہ ہے، کہ حکم (مصطفوی ﷺ) کی مخالفت ان دو میں سے ایک بات کو واجب کرنے والی ہے۔ [فِتْنَةٌ] سے مقصود دنیا میں سزا اور [عَذَابٌ أَلِيمٌ] سے مراد آخرت کا عذاب ہے۔''

تین تنبیہات:

اس مقام پر درجِ ذیل باتوں کی طرف توجہ مبذول فرمانے کی درخواست ہے:

[فِتْنَةٌ] سے مراد:

i: [فِتْنَةٌ] کی تفسیر میں علمائے امت کے متعدد اقوال ہیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر 338/3.

[2] التفسیر الکبیر 42/24. نیز ملاحظہ ہو: تفسیر البیضاوي 133/2؛ وتفسیر أبي السعود 198/6؛ و تفسیر القاسمي 243/12.

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے مراد قتل،
- امام عطاء کی رائے میں زلزلے اور مصیبتیں،
- حضرت جعفر بن محمد کے قول کے مطابق ان پر مسلط کیا ہوا جابر حاکم ہے۔
- یہ بھی بیان کیا گیا ہے، کہ اس سے مراد دلوں پر مہر کا لگایا جانا ہے۔

شاید اس بارے میں سب سے درست بات ...... بقول علامہ شوکانی ...... یہ ہے، کہ یہ کسی خاص نوعیت کے فتنے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ وَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ جس قسم کے عذاب کا بھی فیصلہ فرماتے ہیں، وہ اُن پر نازل ہو جاتا ہے۔ أَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهَا جَمِیْعًا. [1][2]

ii: لفظ [أَوْ] سے مقصود:

آیتِ شریفہ میں لفظ [أَوْ] ...... بقول قاضی ابو السعود ...... [مَنْعُ الْخُلُوِّ] کے لیے ہے، [مَنْعُ الْجَمْعِ] کی غرض سے نہیں۔ [3]

اس سے مراد یہ ہے، کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی کی وجہ سے دو میں سے ایک قسم کا عذاب تو ضرور آئے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے، تو دونوں قسم کے عذاب بھی آئیں گے۔

آیتِ شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمانوں کے دونوں طرح کے عذابوں میں مبتلا ہونے کی نفی نہیں کرتی، بلکہ بات یہ بیان کی گئی ہے، کہ ان دو میں سے ایک قسم کا عذاب تو ضرور آئے گا۔

iii: [تُصِیْبَهُمْ] کے بعد [یُصِیْبَهُمْ] فرمانے کی حکمت:

اللہ تعالیٰ نے آیتِ شریفہ کے آخری حصے میں [أَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ] اور [أَوْ

---

1. ملاحظہ ہو: فتح القدیر 85/4.
2. اللہ تعالیٰ ہمیں اُن سب عذابوں سے محفوظ رکھیں۔ آمین یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ.
3. ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود 198/6.

يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ] فرمایا، یعنی [فتنہ کے پہنچنے] اور [عَذَابٌ أَلِيمٌ کے پہنچنے] میں لفظ [پہنچنے] کو دو دفعہ ذکر فرمایا۔

اس میں حکمت ...... بقول قاضی ابوالسعود ...... آنحضرت ﷺ کی نافرمانی پر خوب اچھی طرح وعید کا سنانا اور اس سے پُرزور طریقے سے روکنا ہے۔ وَ اللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ ❶

2: امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''وَ جُعِلَ الذِّلَّةُ وَ الصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي.'' ❷

[میرے حکم کی مخالفت کرنے والے پر ذلّت اور رُسوائی مسلط کی گئی]۔

تنبیہ:

ا: مستقبل کے لیے [ماضی مبنی للمجہول] کے استعمال کی حکمت:

اس حدیث میں ایک قابلِ توجہ بات یہ ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی نافرمانی کرنے والے کا مستقبل میں ہونے والا بُرا انجام [فعل ماضی مَبْنِيٌّ لِلْمَجْهُوْلِ] (Past Tense Passive Voice) کے ساتھ بیان فرمایا۔

اس میں - واللہ تعالیٰ أعلم - یہ بیان کرنا مقصود ہے، کہ اس بات کا زمانۂ مستقبل میں ہونا اس قدر حتمی، قطعی اور یقینی ہے، کہ گویا کہ یہ زمانۂ ماضی میں ہو چکی ہے۔ مزید برآں یہ، کہ نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کرنے والے کا یہ انجام طے شدہ ہے، اس میں کسی قسم کی گفتگو کی گنجائش نہیں۔

ب: معصیتِ رسول ﷺ کے موجبِ عذاب ہونے کے متعلق دو اقوال:

i: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول:

امام دارمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود 6/198-199.

❷ المسند، جزء من رقم الحديث 5114، 7/121. شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند 7/121). امام بخاری نے اسے تعلیقاً [یعنی بغیر سند کے] اپنی کتاب [الصحیح] میں ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب ما قيل في الرماح، 6/98).

بیان فرمایا:

"أَمَا تَخَافُوْنَ أَنْ تُعَذَّبُوْا أَوْ يُخْسَفَ بِكُمْ أَنْ تَقُوْلُوْا:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَ قَالَ فُلَانٌ ." ❶

[''کیا تم یہ کہتے ہوئے:

''رسول اللہ ﷺ نے (یوں) فرمایا اور فلاں نے (یوں) کہا'' ❷

ڈرتے نہیں، کہ تمہیں عذاب دیا جائے یا تمہیں دھنسا دیا جائے۔'']

ii: امام مالک کا قول:

امام ہروی نے امام ابن عیینہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ انہوں نے بیان کیا:

[''میں نے (امام) مالک بن انس کی گفتگو سُنی، جب کہ ایک شخص نے اُن کی خدمت میں حاضر ہو کر، دریافت کیا:

"يَا أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ! مِنْ أَيْنَ أُحْرِمُ؟"

[''اے ابوعبداللہ! ❸ میں احرام کہاں سے باندھوں؟'']

انہوں نے فرمایا:

"مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ ، مِنْ حَيْثُ أَحْرَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ."

[ذوالحلیفہ سے، جہاں سے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا]۔

اس شخص نے عرض کیا:

"إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُحْرِمَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْ عِنْدَ الْقَبْرِ ."

[بلاشبہ میں مسجد (نبوی ﷺ) میں قبر کے پڑوس سے احرام باندھنے کا ارادہ

---

❶ سنن الدارمي، باب ما يتقى من تفسير حديث النبي ﷺ وقول غيره عند قوله ﷺ، رقم الحديث 437، 95/1.

❷ یعنی تم رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں کسی اور شخص کی بات پیش کرنے کی جسارت کرتے ہو۔

❸ امام مالک کی کنیت۔ (ملاحظہ ہو: تقريب التهذيب، رقم الترجمة 6425، ص516).

رکھتا ہوں]۔

انہوں نے فرمایا:

"لَا تَفْعَلْ، فَإِنِّي أَخْشٰى عَلَيْكَ فِتْنَةً."

"(ایسے) نہ کرو، یقیناً مجھے خدشہ ہے، کہ تم پر عذاب آ جائے"۔

اُس نے عرض کیا:

"وَ أَيُّ فِتْنَةٍ فِي هٰذَا؟ إِنَّما هِيَ أَمْيَالٌ أُرِيْدُهَا."

"اِس میں فتنے کی کون سی بات ہے؟ بے شک یہ تو (چند) میل ہیں، جن (کے اضافے) کا میں ارادہ رکھتا ہوں"۔

انہوں نے فرمایا:

"وَ أَيُّ فِتْنَةٍ أَعْظَمُ مِنْ أَنْ تَرٰى أَنَّكَ سَبَقْتَ إِلٰى فَضِيْلَةٍ، قَصُرَ عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟

وَ إِنِّي سَمِعْتُ اللّٰهَ يَقُوْلُ: ﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهٖٓ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾ ❶

["اس سے بڑا اور کیا فتنہ ہو سکتا ہے، کہ تم سمجھو، کہ تم نے کسی ایسی فضیلت (کی بات) کی طرف سبقت کی ہے، جسے رسول اللہ ﷺ نہ پا سکے اور میں نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

[ترجمہ: سو وہ لوگ، جو اُن کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، ڈر جائیں، کہ انہیں کوئی فتنہ آ پہنچے یا انہیں بہت دردناک عذاب پہنچے]۔]

ج: معصیت رسول ﷺ کی وجہ سے مصائب آنے کے چار واقعات:

1: غزوۂ احد میں صحابہ رضی اللہ عنہم پر آنے والی مصیبت:

غزوۂ احد کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور کافروں کو

❶ منقول از: حجة النبي ﷺ للشيخ الباني هامش (122)، ص 111.

شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ کافر اپنے پیچھے مسلمانوں کے لیے مالِ غنیمت چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ رسول کریم ﷺ نے تیر اندازوں کا ایک دستہ احد پہاڑ کے مقابل ٹیلے پر متعین فرمایا ہوا تھا اور انہیں تا حکمِ ثانی، بہرصورت اپنی مقرر کردہ جگہ پر رہنے کا حکم دے رکھا تھا۔ اُن حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب تازہ ترین صورتِ دیکھی، تو اُن میں سے کچھ لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے حکم کے خلاف اپنی جگہ چھوڑ دی، تو مسلمانوں کو بہت بڑی مصیبت پہنچی۔

اسی بارے میں ذیل میں ایک حدیث شریف اور دو آیاتِ کریمہ ملاحظہ فرمایئے:

ا: امام بخاری نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''نبی کریم ﷺ نے پچاس پیادہ اشخاص پر عبداللہ بن جُبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا:

"إِنْ رَأَيْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّيْرُ، فَلَا تَبْرَحُوا مَكَانَكُمْ هٰذَا، حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ. وَ إِنْ رَأَيْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ، وَ أَوْطَأْنَاهُمْ، فَلَا تَبْرَحُوا حَتّٰى أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ."

[''اگر تم پرندوں کو ہمیں اُچکتے ہوئے دیکھو، (تب بھی) تم نے اپنی جگہ نہیں چھوڑنی، یہاں تک، کہ میں تمہیں پیغام بھیجوں اور اگر تم دیکھو، کہ ہم نے قوم (یعنی دشمن) کو شکست دی ہے اور انہیں (پاؤں تلے) روند دیا ہے، تو پھر بھی تم نے میرے بلائے بغیر، اپنی جگہ نہیں چھوڑنی۔'']

انہوں (یعنی مسلمانوں) نے انہیں شکست دی۔

اُنہوں (یعنی حضرت براء رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا:

''سو میں نے واللہ! (مشرکوں کی) خواتین کو اس قدر تیزی سے دوڑتے ہوئے دیکھا، کہ ان کی پازیبیں اور پنڈلیاں ظاہر ہو رہی تھیں اور وہ اپنے کپڑے اٹھائے ہوئے

تھیں۔(ان حالات میں) ابن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا:

"اَلْغَنِيْمَةَ أَيِ الْقَوْمُ! اَلْغَنِيْمَةَ! ظَهَرَ أَصْحَابُكُمْ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ؟"

["(مالِ) غنیمت! اے لوگو! (مال) غنیمت! تمہارے ساتھی غالب آ چکے ہیں، سو تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟"]

عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"أَنَسِيتُمْ مَا قَالَ لَكُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ؟"

["کیا تم وہ (بات) بھول چکے ہو، جو کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ارشاد فرمائی تھی؟"]

انہوں نے جواب دیا:

"وَاللّٰهِ! لَنَأْتِيَنَّ النَّاسَ، فَلَنُصِيْبَنَّ مِنَ الْغَنِيْمَةِ."

["واللہ! بے شک ہم لوگوں کے پاس ضرور جائیں گے اور یقیناً مالِ غنیمت سے ضرور حاصل کریں گے"]۔

"فَلَمَّا أَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوْهُهُمْ، فَأَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ، فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ ﷺ فِي أُخْرَاهُمْ، فَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ غَيْرُ اِثْنَي عَشَرَ رَجُلًا، فَأَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِيْنَ. وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَأَصْحَابُهُ أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِيْنَ وَمِائَةٍ وَسَبْعِيْنَ أَسِيْرًا وَسَبْعِيْنَ قَتِيْلًا." [1]

["سو جب وہ ان کے پاس پہنچے آئے، تو اُن کے مُنہ پھیر دیئے گئے اور وہ شکست خوردہ ہو کر پلٹے۔ یہی وہ وقت تھا، کہ جب رسول کریم ﷺ اُن کے پیچھے سے اُنہیں بلا رہے تھے۔ سو نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بارہ آدمیوں کے سوا کوئی نہ رہا۔ انہوں نے ہم

[1] صحيح البخاري، كتاب الجهاد، باب ما يكره من التنازع و الاختلاف في الحرب، و عقوبة من عصى إمامه، ...... جزء من رقم الحديث 3039، 6/161-162.

میں سے ستر اشخاص کو شہید کیا۔ ❶ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے بدر کے موقع پر مشرکوں کے ایک سو چالیس کو مصیبت میں مبتلا کیا تھا: ستر قیدی بنائے تھے اور ستر قتل کیے تھے''۔

شرحِ حدیث میں حافظ ابن حجر کا قول:

"وَالْغَرَضُ مِنْهُ أَنَّ الْهَزِيْمَةَ وَقَعَتْ بِسَبَبِ مُخَالَفَةِ الرُّمَاةِ لِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ: "لَا تَبْرَحُوا مِنْ مَكَانِكُمْ." ❷

[''(امام بخاری کا) اس (حدیث کا اس باب میں بیان کرنے) سے مقصود یہ ہے، کہ تیر اندازوں کی ارشادِ نبوی ﷺ [تم اپنی جگہ نہ چھوڑنا] کی حکم عدولی کی بنا پر شکست ہوئی''۔]

ب: اسی واقعہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ إِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِإِذْنِهٖ حَتّٰٓى إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ أَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ❸

[اور البتہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، جب تم انہیں

---

❶ ایک دوسری روایت میں ہے: ''عبداللہ (بن جُبیر) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''نبی کریم ﷺ نے مجھے تاکید کی تھی، کہ اپنی جگہ سے نہیں ہٹنا۔ (لیکن) انہوں نے انکار کیا۔ جب انہوں نے انکار کیا، تو اُن کے چہرے پھیرے گئے اور اُن میں سے ستر آدمی شہید کیے گئے۔'' (صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة أحد، جزء من رقم الحديث 4043، 349/7).

❷ فتح الباري 163/6.

❸ سورة آل عمران / الآية 152.

اُن کے حکم سے کاٹ رہے تھے، یہاں تک کہ تم نے ہمت ہار دی اور حکم (نبوی ﷺ) کے بارے میں آپس میں جھگڑنے لگے اور تم نے نافرمانی کی، اس کے بعد، کہ اُنہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے تمہیں تمہاری پسند کی چیز دکھائی۔ تم میں سے کچھ وہ ہیں، جو دنیا چاہتے ہیں، اور تم میں سے کچھ وہ ہیں، جو آخرت چاہتے ہیں۔ پھر انہوں نے تمہیں اُن سے پھیر دیا (یعنی اُن پر تمہارے غلبہ کو اُلٹ دیا)، تاکہ وہ تمہیں آزمائیں اور یقیناً بلاشک و شبہ انہوں نے تمہیں معاف فرما دیا اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر بڑے فضل والے ہیں]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں امام ابن قیم کا بیان:

"ثُمَّ أَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ صَدَقَهُمْ وَعْدَهُ فِي نُصْرَتِهِمْ عَلَى عَدُوِّهِمْ، وَ هُوَ الصَّادِقُ الْوَعْدِ، وَ أَنَّهُمْ لَوِ اسْتَمَرُّوْا عَلَى الطَّاعَةِ، وَ لُزُوْمِ أَمْرِ الرَّسُوْلِ ﷺ لَاسْتَمَرَّتْ نُصْرَتُهُمْ، وَ لٰكِنِ انْخَلَعُوْا عَنِ الطَّاعَةِ، وَ فَارَقُوْا مَرْكَزَهُمْ، فَانْخَلَعُوْا عَنْ عِصْمَةِ الطَّاعَةِ، فَفَارَقَتْهُمُ النُّصْرَةُ، فَصَرَفَهُمْ عَنْ عَدُوِّهِمْ عُقُوْبَةً وَّ اِبْتِلَاءً، وَّ تَعْرِيْفًا لَّهُمْ بِسُوْءِ عَوَاقِبِ الْمَعْصِيَةِ، وَ حُسْنِ عَاقِبَةِ الطَّاعَةِ." [1]

["پھر اُنہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے دشمن کے خلاف اُن کی مدد کرنے کے اپنے وعدے کے پورا کرنے کی اُنہیں خبر دی اور وہ وعدے کے سچے ہیں۔ (اُنہیں اس بات سے بھی آگاہ فرمایا، کہ) یقیناً اگر وہ طاعت گزاری پر رہتے اور رسول کریم ﷺ کے حکم سے چمٹے رہتے، تو اُن کی مدد جاری رہتی، لیکن انہوں نے فرماں برداری کو چھوڑا اور اپنے مرکز سے ہٹے، تو تابع داری کی بنا پر حاصل ہونے والی حفاظت سے نکل گئے اور

[1] بدائع التفسير 245/1.

نصرتِ (الٰہی) اُن سے جدا ہوگئی۔ اُنہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے سزا، آزمائش، نافرمانی کے بُرے انجام سے آگاہ کرنے اور طاعت گزاری کے اچھے انجام سے باخبر کرنے کی خاطر انہیں دشمنوں سے پھیر دیا۔ (یعنی دشمنوں پر حاصل شدہ غلبہ اور نصرت و فتح سے محروم کر دیا)۔''[

امام ابن قیم ہی لکھتے ہیں:

''فَلَمَّا ذَاقُوْا عَاقِبَةَ مَعْصِيَتِهِمْ لِلرَّسُوْلِ ﷺ، وَ تَنَازُعِهُمْ، وَ فَشَلِهِمْ، كَانُوْا بَعْدَ ذٰلِكَ أَشَدَّ حَذَرًا وَّ يَقْظَةً، وَّ تَحَرُّزًا مِنْ أَسْبَابِ الْخِذْلَانِ.'' ❶

[''جب انہوں (یعنی حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم) نے اپنی جانب سے رسول کریم ﷺ کی نافرمانی، باہمی جھگڑے اور اپنے پھسلنے کی سزا چکھ لی، تو وہ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم کرنے والی باتوں کے متعلق بہت زیادہ محتاط، بیدار اور بچنے والے تھے۔''[

ج: اسی واقعہ کے متعلق ایک دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿أَوَلَمَّآ أَصَابَتْكُم مُّصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُم مِّثْلَيْهَا قُلْتُمْ أَنَّىٰ هَٰذَا قُلْ هُوَ مِنْ عِندِ أَنفُسِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ ❷

[کیا جب تمہیں ایک مصیبت پہنچی، جس سے دُگنی تم پہنچا چکے تھے، تو تم نے کہا: ''یہ کیسے ہوا؟ کہہ دیجیے: وہ تمہاری اپنی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہیں]۔

---

❶ زاد المعاد 219/3.

❷ سورة آل عمران/ الآية 165.

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں دو مفسرین کے اقوال:

i: امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں:

''اے اہلِ ایمان! کیا جب تمہیں مصیبت پہنچی، جو کہ غزوۂ احد کے موقع پر تم میں سے قتل ہونے اور زخمی ہونے والے اشخاص کی صورت میں تھی اور تم اے اہلِ ایمان! اِس سے پہلے اُنہیں اس سے دوگنا مصیبت پہنچا چکے تھے، کہ تم نے اُن کے ستر آدمی قتل کیے اور ستر کو قیدی بنایا، تو تم نے کہا: ''یہ کس وجہ سے ہے؟''

جو مصیبت ہمیں پہنچی، وہ کہاں سے پہنچی، (کہ) ہم تو مسلمان ہیں اور وہ شرک کرنے والے لوگ ہیں، ہم میں اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہیں، جن کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے اور ہمارے دشمن اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اور شرک کرنے والے ہیں؟

آپ اُن سے کہہ دیجیے:

''أَصَابَکُمْ هٰذَا الَّذِيْ أَصَابَکُمْ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِکُمْ، بِخِلَافِکُمْ أَمْرِيْ وَتَرْکِکُمْ طَاعَتِيْ، لَا مِنْ عِنْدِ غَیْرِکُمْ، وَلَا مِنْ قِبَلِ أَحَدٍ سِوَاکُمْ.'' ❶

[''یہ مصیبت جو تم پر آئی ہے، وہ تمہاری جانوں کی جانب سے ہے، کہ تم نے میرے حکم کی مخالفت کی اور میری اطاعت کو ترک کیا۔ تم پر یہ مصیبت خود تمہارے اپنے علاوہ کسی اور کی وجہ سے نہیں آئی۔ یہ تمہارے سوا کسی بھی شخص کی بنا پر نہیں۔'']

ii: حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

''﴿قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ أَنْفُسِکُمْ﴾ أَيْ: بِسَبَبِ عِصْیَانِکُمْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِیْنَ أَمَرَکُمْ أَنْ لَّا تَبْرَحُوْا مِنْ مَّکَانِکُمْ، فَعَصَیْتُمْ یَعْنِيْ بِذٰلِكَ الرُّمَاةَ''. ❷

[''کہہ دیجیے، وہ تمہاری اپنی جانوں کی جانب سے ہے) یعنی تمہارے رسول اللہ ﷺ

❶ تفسیر الطبري 371/7 (ط: دار المعارف بمصر). نیز ملاحظہ ہو: فتح القدیر 597/1.

❷ تفسیر ابن کثیر 459/1.

کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے، کہ جب آنحضرت ﷺ نے تمہیں حکم دیا، کہ اپنی جگہ کو چھوڑنا نہیں، تو تم نے نافرمانی کی۔ اس سے مراد تیر انداز ہیں (جنہیں ٹیلے پر متعین کیا گیا تھا")]۔

2: بائیں ہاتھ سے کھانے پر اصرار کا انجام:

امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھایا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"كُلْ بِيَمِينِكَ."

[''اپنے دائیں (ہاتھ) سے کھاؤ۔'']

اُس نے کہا: "لَا أَسْتَطِيعُ."

[''میں (اس کی) استطاعت نہیں رکھتا''۔]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"لَا اسْتَطَعْتَ".

[''تجھے استطاعت نہ رہے''۔]

(راوی نے بیان کیا:) ''اُسے (آنحضرت ﷺ کے فرمان پر عمل سے) صرف تکبر نے روکا۔''

انہوں (راوی) نے بیان کیا: "فَمَا رَفَعَهَا إِلَى فِيهِ."[1]

[''وہ اسے اپنے مُنہ تک اٹھا نہ سکا''۔]

اللہ اکبر! نبی کریم ﷺ کے حکم سے دانستہ انکار کرنے والے کی سزا کتنی جلد اور کس قدر سنگین تھی!

اس شخص کا دایاں ہاتھ مفلوج ہو گیا اور اس کے بعد وہ کبھی اُسے مُنہ تک بھی

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام والشراب وأحكامهما، رقم الحديث 107-(2021)، 1599/3.

اٹھا کر، نہ لے جا سکا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو اپنے حبیب کریم ﷺ کی نافرمانی سے محفوظ فرمائیں۔ إِنَّهُ سَمِيعٌ مُجِيبٌ.

3: ذخیرہ اندوزی پر اصرار کا انجام:

امام احمد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام فرّوخ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ عمر رضی اللہ عنہ مسجد کی جانب نکلے، اور تب وہ امیر المؤمنین ❶ تھے، تو اُنہوں نے (راستے میں) غلّے کا ڈھیر دیکھا، (تو) اُنہوں نے دریافت فرمایا:

"مَا هٰذَا الطَّعَامُ؟"

[''یہ غلہ کیسا ہے؟'']

اُنہوں (یعنی لوگوں) نے عرض کیا:

"طَعَامٌ جُلِبَ إِلَيْنَا."

[''غلّہ ہمارے ہاں لایا گیا ہے'']۔

اُنہوں نے (دعا دیتے ہوئے) کہا:

"بَارَكَ اللّٰهُ فِيهِ وَفِيمَنْ جَلَبَهُ."

[''اللہ تعالیٰ اُس میں اور اُسے لانے والے میں برکت فرمائے'']۔

عرض کیا گیا:

"يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! فَإِنَّهُ قَدِ احْتُكِرَ."

[''اے امیر المؤمنین! بلاشبہ اُس کی ذخیرہ اندوزی کی گئی ہے] (یعنی لوگوں کی ضرورت کے باوجود فروخت نہیں کیا جا رہا)''۔

اُنہوں نے دریافت فرمایا:

"وَمَنِ احْتَكَرَهُ؟"

---

❶ یعنی اپنے دورِ خلافت میں۔

[''اس کی ذخیرہ اندوزی کرنے والا کون ہے؟'']

انہوں نے عرض کیا:

"فَرُّوْخُ مَوْلٰی عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ، وَ فُلَانٌ مَوْلٰی عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ."

[''عثمان رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام فرّوخ اور عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ فلاں غلام'']۔

انہوں نے ان دونوں کو پیغام بھیج کر، بُلا لیا اور اُن سے پوچھا:

"مَا حَمَلَكُمَا عَلَى احْتِكَارِ طَعَامِ الْمُسْلِمِيْنَ؟"

[''تم دونوں کو کس چیز نے مسلمانوں کے غلّے کی ذخیرہ اندوزی کرنے پر آمادہ کیا؟'']

اُن دونوں نے عرض کیا:

"يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! نَشْتَرِيْ بِأَمْوَالِنَا ، وَ نَبِيْعُ ."

[''اے امیر المومنین! ہم اپنے (ہی) مالوں سے خریدتے اور بیچتے ہیں''] (یعنی ہم اس غلّہ کی فروخت میں کسی کے پابند نہیں، کیونکہ ہم نے اسے اپنے مال سے خرید کیا ہے)۔

عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَنِ احْتَكَرَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ طَعَامَهُمْ ضَرَبَهُ اللّٰهُ بِالْإِفْلَاسِ أَوْ بِجُذَامٍ."

[''جس نے مسلمانوں سے اُن کے اناج کو (اُن کی ضرورت کے باوجود) روکا، تو اللہ تعالیٰ اُس پر افلاس یا کوڑھ (کی بیماری) مسلّط کر دیتے ہیں'']۔

فرّوخ نے اُسی وقت عرض کیا:

"يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أُعَاهِدُ اللّٰهَ وَ أُعَاهِدُكَ أَنْ لَا أَعُوْدَ فِيْ طَعَامٍ أَبَدًا ."

[''اے امیر المومنین! میں اللہ تعالیٰ اور آپ سے عہد کرتا ہوں، کہ میں کبھی غلّے میں لوٹ کر نہیں آؤں گا۔ (یعنی میں غلّے کا کاروبار ہمیشہ کے لیے ترک کرتا ہوں'']۔

عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام نے کہا:

"إِنَّمَا نَشْتَرِي بِأَمْوَالِنَا ، وَ نَبِيْعُ ."

["ہم تو اپنے (ہی) مالوں سے خریدتے اور بیچتے ہیں"]۔

ابو یحییٰ ❶ نے بیان کیا: "فَلَقَدْ رَأَيْتُ مَوْلٰى عُمَرَ رضی اللہ عنہ مَجْذُوْمًا ." ❷

["بلا شک وشبہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کو کوڑھا دیکھا"]۔

نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کرنے والے کی سزا کس قدر سنگین ہے!

اے اللہ کریم! ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو اپنے حبیب کریم ﷺ کی طاعت گزاری کی توفیق عطا فرمائیے اور ان کی نافرمانی سے محفوظ فرمائیے۔ آمین۔

4: اذان کے بعد مسجد سے نکلنے پر اصرار کا انجام:

امام دارمی نے عبدالرحمٰن بن حرملہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"ایک شخص حج یا عمرے کے سفر کے موقع پر سعید بن مسیّب کو الوداع کہنے کی غرض سے حاضر ہوا۔ انہوں نے اس شخص سے فرمایا:

"لَا تَبْرَحْ حَتّٰى تُصَلِّيَ ، فَإِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

"لَا يَخْرُجُ بَعْدَ النِّدَآءِ مِنَ الْمَسْجِدِ إِلَّا مُنَافِقٌ، إِلَّا رَجُلٌ أَخْرَجَتْهُ حَاجَةٌ، وَ هُوَ يُرِيْدُ الرَّجْعَةَ إِلَى الْمَسْجِدِ."

["نماز ادا کیے بغیر نہ جانا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اذان کے بعد مسجد سے منافق کے سوا اور کوئی نہیں نکلتا، مگر وہ شخص، کہ اُسے حاجت نکلنے پر مجبور کرے اور وہ واپس آنے کا ارادہ رکھتا ہو۔"]

---

❶ فرّوخ سے اس قصے کو روایت کرنے والے راوی۔

❷ المسند، رقم الحدیث 135، 1/214-215. شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش المسند 1/214).

تو اس شخص نے جواب دیا: "إِنَّ أَصْحَابِي بِالْحَرَّةِ."

[''بلاشبہ میرے ساتھی حرہ ❶ میں ہیں۔'']

انہوں (راوی) نے بیان کیا: ''سو وہ شخص چلا گیا۔''

انہوں نے (مزید) بیان کیا:

"فَلَمْ يَزَلْ سَعِيدٌ يُولَعُ بِذِكْرِهِ، حَتَّى أُخْبِرَ أَنَّهُ وَقَعَ مِنْ رَّاحِلَتِهِ، فَانْكَسَرَتْ فَخِذُهُ." ❷

[''(اس کے بعد حضرت) سعید اس کا اہتمام سے ذکر کرتے رہے، یہاں تک کہ انہیں خبر دی گئی، کہ وہ سواری سے گرا ہے اور اس کی ران ٹوٹ گئی ہے۔'']

امام دارمی نے اِس واقعہ کو درج ذیل باب میں روایت کیا ہے:

[بَابُ تَعْجِيلِ عُقُوبَةِ مَنْ بَلَغَهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ حَدِيْثٌ فَلَمْ يُعَظِّمْهُ وَلَمْ يُوَقِّرْهُ]. ❸

[اس شخص کی فوری سزا کے متعلق باب، جسے نبی کریم ﷺ سے روایت کردہ حدیث پہنچے اور وہ اس کی تعظیم وتوقیر نہ کرے]۔

خلاصۂ گفتگو یہ ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کا نافرمان اور آپ کی حکم عدولی کرنے والا آخرت سے پہلے، دنیا ہی میں اپنے آپ کو عذابِ الٰہی کے لیے پیش کرتا ہے۔

لہٰذا دنیا میں خود کو مصائب سے محفوظ رکھنے کی رغبت رکھنے والا ہر شخص اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کی نافرمانی سے یکسر دُور رکھے۔ اے اللہ کریم! ہمیں اور ہمارے اہل وعیال کو ایسے خوش بخت لوگوں میں شامل فرما دیجیے۔ إِنَّكَ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ.

❶ (الحرة): سیاہ پتھروں والی زمین کو [اَلْحَرَّةُ] کہتے ہیں۔ عرب کے علاقے میں ایسی جگہیں بہت زیادہ ہیں۔ اُن کی اکثریت مدینہ طیبہ کے گرد و پیش سے لے کر شام تک ہے۔ (ملاحظہ ہو: معجم البلدان 283/1).

❷ سنن الدارمي، رقم الحديث 452، 98/1.

❸ المرجع السابق 96/1.

-3-

دنیوی سزاؤں کا موجب بننے والے گناہوں سے بچنا

-۱-

گناہوں کا مصیبتیں لانے اور زمین میں فساد کا سبب ہونا

ہم پر آنے والی مصیبتوں، پریشانیوں اور دکھوں کا سبب ہمارے گناہ ہیں اور اُنہی کی وجہ سے زمین میں مختلف قسم کے فساد بپا ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ذیل میں قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

دو دلائل:

1: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ﴾ ❶

[اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے، تو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کا بدلہ ہے اور وہ (تو) بہت سی باتوں سے درگزر فرما لیتے ہیں]۔

2: زمین میں مختلف اقسام کے فساد بپا ہونے کا سبب بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ ❷

[خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کے باعث فساد پھیل گیا، تاکہ وہ انہیں اُن کے بعض کرتوتوں کا مزہ چکھا دیں، تاکہ وہ باز آ جائیں]۔

---

❶ سورة الشورٰى / الآية 30.

❷ سورة الروم / الآية 41.

امام ابن قیم کے دو بیانات:

i: حضرت امام رحمہ اللہ [نعمتوں کے زوال اور مصائب کے آنے میں گناہوں کے اثرات] بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

گناہوں کی سزاؤں میں سے (ایک) یہ ہے، کہ وہ نعمتیں ختم کر دیتے اور عذاب کو لے آتے ہیں۔ بندے سے کوئی نعمت نہیں جاتی، مگر گناہ کی وجہ سے اور اُس پر کوئی عذاب نہیں آتا، مگر گناہ کی بنا پر، جیسا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مَا نَزَلَ بَلَاءٌ إِلَّا بِذَنْبٍ، وَ لَا رُفِعَ بَلَاءٌ إِلَّا بِتَوْبَةٍ."

[''کوئی مصیبت گناہ کے بغیر نازل نہیں ہوتی اور کوئی مصیبت توبہ کے بغیر اُٹھائی نہیں جاتی'']۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَآ أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ﴾ ❶

[اور جو بھی تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے، تو وہ تمہارے اپنے ہاتھوں کی کمائی کا بدلہ ہے اور وہ (تو) بہت سی باتوں سے درگزر فرما لیتے ہیں]۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ﴾ ❷

[وہ اس لیے، کہ بے شک اللہ تعالیٰ جو نعمت کسی گروہ کو عطا فرماتے ہیں، اُسے پھر کبھی نہیں بدلتے، جب تک کہ وہ لوگ اپنی حالت نہ بدل لیں)۔

❶ سورة الشورى / الآية 30.

❷ سورة الأنفال / جزء من الآية 53.

اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، کہ وہ بندے پر اپنی نازل کردہ نعمت کو اُس وقت تک نہیں بدلتے، (یعنی واپس نہیں لیتے)، یہاں تک کہ بندہ اُسے خود نہ بدلے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طاعت گزاری کو نافرمانی سے، اُن کی شکرگزاری کو ناشکری سے اور اُن کی خوشنودی کے اسباب کو اُن کی ناراضی کے اسباب سے بدلتا ہے۔ جب وہ یہ تبدیلی لاتا ہے، تو اُس کا معاملہ اُلٹ دیا جاتا ہے۔ پوری پوری جزا (وَ مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ) ......اور آپ کے رب بندوں پر ظلم نہیں کرنے والے......

اگر بندہ نافرمانی کو تابع داری سے بدل دے، تو اللہ تعالیٰ سزا کو عافیت اور ذلّت کو عزّت سے تبدیل فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَ إِذَآ أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ﴾ [1]

[بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتے، یہاں تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدل ڈالے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ (اس کی اپنی حالت خودخرابی کی جانب بدلنے کی پاداش میں) مصیبت کا ارادہ کر لیں، تو وہ کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتی اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ اُن کا کوئی کارساز نہیں ہے]۔

ایک (شاعر) نے کیا خوب کہا:

إِذَا كُنْتَ فِيْ نِعْمَةٍ فَارْعَهَا
فَإِنَّ الذُّنُوْبَ تُزِيْلُ النِّعَمَ
وَ حُطْهَا بِطَاعَةِ رَبِّ الْعِبَادِ
فَرَبُّ الْعِبَادِ سَرِيْعُ النِّقَمِ [2]

---

[1] سورة الرعد / جزء من الآية 11.

[2] ملاحظہ ہو: الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي ص 103.

الزَّلَازِلِ ، وَ يَمْحَقُ بَرَكَتَهَا ." ❶

[''اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کی وجہ سے زمین میں نمودار ہونے والے اثرات میں سے اُس (یعنی زمین) میں نازل ہونے والے (عذابوں) میں سے: دھنسایا جانا، زلزلے اور اس کی برکت کا مٹایا جانا ہے''[۔

لہٰذا جو شخص اپنے آپ کو مصیبتوں، آفتوں اور سزاؤں سے محفوظ رکھنا چاہے، تو اُس کے لیے ضروری ہے، کہ وہ خود کو ہر گناہ سے دُور رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو ایسے ہی کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ .

-ب-

دنیوی عذاب کا موجب بننے والے بعض گناہ:

کچھ نافرمانی کے کام ایسے ہیں، کہ کتاب و سنت میں اُن کی وجہ سے آنے والی دنیوی سزاؤں اور عذابوں کو خصوصی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ توفیقِ الٰہی سے ذیل میں اسی بارے میں قدرے تفصیل سے گفتگو کی جا رہی ہے:

- i -

ــــ قرآن کریم کے کچھ احکامات کا ماننا اور کچھ کا انکار کرنا

اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے فرمایا:

﴿أَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾ ❷

[کیا پس تم کتاب کے بعض کو مانتے اور بعض کا انکار کرتے ہو؟]

اس آیتِ شریفہ کا پسِ منظر یہ تھا، کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کو تین باتوں کا حکم دیا تھا:

ا: اپنے یہودی بھائیوں کو قتل نہیں کرنا۔

---

❶ الجواب الكافي ص 91.

❷ سورة البقرة / جزء من الآية 85.

ب: اُنہیں اُن کے گھروں سے نہیں نکالنا۔

ج: اگر وہ دشمن کی قید میں ہوں، تو فدیہ دے کر انہیں رہا کروانا۔

یہودی پہلے دو حکموں کی مخالفت کرتے۔ اپنے بھائی بندوں کو لڑائی میں قتل کرتے اور اُنہیں اُن کے گھروں سے نکال دیتے، البتہ جب وہ قیدی کی حیثیت سے اُن کے سامنے لائے جاتے، تو فدیہ دے کر اُنہیں رہائی دلوا دیتے۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کے اس طرزِ عمل کی بنا پر اُن کی سرزنش کرتے ہوئے فرمایا:

[ترجمہ: کیا تم کتاب کے بعض (حصے) پر ایمان لاتے ہو اور بعض کے ساتھ کفر کرتے ہو؟]

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک عام ضابطہ اور اصول بیان فرمایا:

﴿فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ. اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ﴾ [1]

[سو تم میں سے جو شخص یہ کرے، اُس کی جزا اس کے سوا کیا ہے، کہ دنیا کی زندگی میں شدید رُسوائی ہو اور قیامت کے دن سخت ترین عذاب کی طرف لوٹائے جائیں اور اللہ تعالیٰ ہرگز اُس سے غافل نہیں، جو تم کرتے ہو۔ وہ لوگ وہ ہیں، کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے میں خریدا، سو نہ اُن سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی اُن کی مدد کی جائے گی]۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں آیتوں میں اپنا یہ ضابطہ بیان فرما دیا ہے، کہ ایسے لوگوں کے لیے دنیا میں بہت بڑی رسوائی [2] اور آخرت میں شدید ترین عذاب ہے۔

---

[1] سورۃ البقرۃ / الآیتین 85-86.

[2] ملاحظہ ہو: تفسیر البغوي 80/1؛ و تفسیر الخازن 80/1؛ و تفسیر أبي السعود 126/1.

[جب تم کسی نعمت میں ہو، تو اُس کی خوب دیکھ بھال کرو،

کیونکہ بلاشبہ گناہ نعمتوں کو ختم کر دیتے ہیں۔

بندوں کے ربّ تعالیٰ کی فرماں برداری سے اُس (نعمت) کو ہر طرف

سے گھیر لو،

کیونکہ بندوں کے رب بہت جلد سزا دینے والے ہیں]۔

ii: امام ابن قیم نے [گناہوں کے زمین میں فساد بپا کرنے] کے حوالے سے لکھا ہے:

"وَ مِنْ آثَارِ الذُّنُوْبِ وَ الْمَعَاصِيّ أَنَّهَا تُحْدِثُ فِيْ الْأَرْضِ أَنْوَاعًا مِّنَ الْفَسَادِ فِيْ الْمِيَاهِ، وَ الْهَوَآءِ، وَ الزَّرْعِ، وَ الثِّمَارِ، وَ الْمَسَاكِنِ.

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:

﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ ❶ ❷

["گناہوں اور نافرمانیوں کے اثرات میں سے (ایک بات) یہ ہے، کہ بلاشبہ وہ پانی، ہوا، کھیتی، پھلوں اور رہائش گاہوں میں مختلف قسم کے فساد پیدا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[ترجمہ: خشکی اور تری میں لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے فساد پھیل گیا، تاکہ وہ انہیں اُن کے کرتوتوں کا کچھ مزہ چکھا دیں، شاید کہ وہ باز آ جائیں]۔

حضرت امام رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"وَ مِنْ تَأْثِيْرِ مَعَاصِيْ اللّٰهِ فِيْ الْأَرْضِ مَا يَحُلُّ بِهَا مِنَ الْخَسَفِ وَ

❶ سورة الروم/ الآية 41.

❷ الجواب الكافي ص 90.

مزید برآں یہ بات بھی واضح فرما دی ہے، کہ اُن کے دنیوی و اخروی، دونوں عذابوں میں سے کسی میں بھی تخفیف نہیں ہوگی۔ کوئی بھی اُن کی شفاعت کر کے یا اپنی قوت سے اُن کے عذابوں کو دُور کر کے اُن کی مدد نہ کر سکے گا۔ ❶

- ii -

قرآن کریم سے اعراض کرنا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا﴾ ❷

[اور جس نے میری کتاب سے مُنہ پھیرا، تو بے شک اُس کے لیے تنگ گزران ہے]۔

دو علماء کی بیان کردہ تفسیر:

i: امام ابن قیم لکھتے ہیں:

وَالْمَعْنٰى: وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ كِتَابِي وَلَمْ يَتَّبِعْهُ، فَإِنَّ الْقُرْآنَ يُسَمّٰى ذِكْرًا، قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنْزَلْنَاهُ﴾ ❸ ❹

"معنٰی یہ ہے، کہ اُس نے میری کتاب سے اعراض کیا اور اس کی اتباع نہ کی، کیونکہ قرآن کو ذکر کہا جاتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

[ترجمہ: اور یہ ایک بابرکت نصیحت ہے، جسے ہم نے نازل کیا]۔"

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود 126/1؛ اور راقم السطور کی کتاب "رکائز الدعوة إلى الله تعالی" ص 57-59.

❷ سورة طه / جزء من الآية 124.

❸ سورة الأنبياء / جزء من الآية 50.

❹ التفسير القيّم ص 357. حضرت امام رحمہ اللہ نے اپنی بات کی تائید میں دیگر چار مقامات سے بھی آیات ذکر کی ہیں۔ نیز ملاحظہ ہو: تفسير القاسمي 201/11-202.

ii: حافظ ابن کثیر نے تحریر کیا ہے:

"أَيْ ضَنْكًا فِي الدُّنْيَا، فَلَا طَمَأْنِينَةَ لَهُ، وَ لَا انْشِرَاحَ لِصَدْرِهِ، بَلْ صَدْرُهُ ضَيِّقٌ حَرِجٌ لِضَلَالِهِ، وَ إِنْ تَنَعَّمَ ظَاهِرُهُ، وَ لَبِسَ مَا شَآءَ، وَ أَكَلَ مَا شَآءَ، وَ سَكَنَ حَيْثُ مَا شَآءَ، فَإِنَّ قَلْبَهُ مَا لَمْ يَخْلُصْ إِلَى الْيَقِيْنِ وَ الْهُدٰى فَهُوَ فِي قَلَقٍ وَ حِيْرَةٍ وَ شَكٍّ، فَلَا يَزَالُ فِي رِيْبَةٍ يَتَرَدَّدُ، فَهٰذَا مِنْ ضَنْكِ الْمَعِيْشَةِ." ❶

["اس کے لیے دنیا میں تنگی ہے۔ اس کے لیے نہ اطمینان ہے اور نہ ہی شرحِ صدر۔ اس کی گمراہی کی وجہ سے اس کے سینے میں تنگی اور گھٹن ہوتی ہے۔ جب تک اس کا دل ہدایت و یقین کو نہیں پاتا، وہ ظاہری آسائش، مَن چاہے لباس، خوراک اور رہائش کے باوجود قلق، حیرانگی اور شک میں مبتلا رہتا ہے اور یہ (صورتِ حال) معیشت کی تنگی سے ہے۔"]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان

امام ابن قیم نے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے بیان فرمایا:

"تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ، وَ عَمِلَ بِمَا فِيْهِ أَنْ لَّا يَضِلَّ فِي الدُّنْيَا، وَ لَا يَشْقٰى فِي الْآخِرَةِ.

ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ." ❷

["اللہ تعالیٰ اُس شخص کے ضامن ہوئے، جس نے قرآن (کریم) پڑھا اور اُس میں جو کچھ ہے، اُس کے مطابق عمل کیا، کہ وہ دنیا میں گمراہ نہیں ہوگا اور آخرت میں بدنصیب نہیں ہوگا۔"

❶ تفسیر ابن کثیر 187/3.

❷ منقول از: بدائع التفسیر 191/2.

پھر انہوں (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما) نے اس آیت کو پڑھا۔‘‘]

- iii -

مسجدوں میں ذکرِ الٰہی سے روکنا اور ان کی بربادی کے لیے کوشش کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ أَنْ يُّذْكَرَ فِيهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِيْ خَرَابِهَا أُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَّدْخُلُوْهَآ إِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ ❶

[اور اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہے، جو کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں سے منع کرے، کہ اُن میں اُن (یعنی اللہ تعالیٰ) کا ذکر کیا جائے اور اُن کی بربادی کی کوشش کرے۔ ایسے لوگوں کو حق نہیں تھا، کہ اُن میں داخل ہوں، مگر ڈرتے ہوئے۔ اُنہی کے لیے دنیا میں بہت بڑی رُسوائی ہے اور اُنہی کے لیے آخرت میں بہت بڑا عذاب ہے]۔

دو مفسرین کے اقوال:

اس آیتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے مسجدوں میں ذکرِ الٰہی سے روکنے اور اُنہیں برباد کرنے کی کوشش کرنے والوں کے لیے دو عذابوں ...... ایک دنیوی اور دوسرے اخروی ...... کو بیان فرمایا ہے۔

i: شیخ سعدی لکھتے ہیں:

[یہ (ضابطہ) ایسی کرتوت کرنے والے سب لوگوں کے لیے ہے۔ اس میں اصحاب الفیل، حدیبیہ کے سال (6ھ میں) رسول اللہ ﷺ کو (عمرہ کی ادائیگی سے) روکنے والے قریشی لوگ، بیت المقدس کو ویران کرنے والے نصاریٰ اور دیگر مختلف ظالم لوگ

❶ سورۃ البقرۃ / الآیۃ 114.

شامل ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور مخالفت کرتے ہوئے مسجدوں کو اجاڑنے کے لیے سعی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بطورِ سزا انہیں مساجد میں داخلے سے شرعی طور پر اور واقعاتی طور پر روک دیا، البتہ ان کے لیے صرف اتنی گنجائش چھوڑی، کہ ڈرتے ہوئے ذلیل ہو کر اُن میں داخل ہوں۔ جب اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو خوف زدہ کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں ڈرایا۔ جن مشرکوں نے رسول کریم ﷺ کو (مسجدِ حرام جانے سے) منع کر دیا، (تو) تھوڑی ہی مدت کے بعد اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے لیے مکہ فتح فرما دیا اور مشرکوں کو اپنے گھر کے قریب آنے سے منع فرما دیا، جیسا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا﴾ ❶

[اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بات یہی ہے، کہ مشرک لوگ ناپاک ہیں۔ پس وہ اپنے اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ آئیں]۔

اصحاب الفیل کے ساتھ جو ہوا، اللہ تعالیٰ نے اُسے بیان فرمایا۔ نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مسلّط فرمایا، جنہوں نے اُنہیں وہاں (یعنی بیت المقدس) سے جلا وطن کر دیا۔

اسی طرح، ہر شخص، جو اُن جیسا کام کرے گا، تو اُس کے عمل کی سزا اُسے ضرور ملے گی۔ یہ اُن عظیم نشانیوں میں سے ہے، جن کے وقوع سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اُن کی خبر دی، تو وہ ویسے ہی وقوع پذیر ہوئیں، جیسی اللہ تعالیٰ نے اُن کی خبر دی تھی۔] ❷

ii: سیّد محمد رشید رضا تحریر کرتے ہیں:

[جب یہ ظلم واقع ہو، تو ظلم کرنے والے حاکم کی حکومت زوال سے محفوظ نہیں رہتی،

---

❶ سورة التوبة / جزء من الآية 28.

❷ ملاحظہ ہو: تفسير السعدي ص 63.

ظالم فاتح اپنی فتح (کے گھمنڈ) میں (عذابِ الٰہی سے) نہیں بچتا، اگر آپ اس قسم کا ظلم کرنے والوں کے انجام کی عملی صورت دیکھنا چاہیں، تو رومیوں پر آنے والے عذاب کو اپنی نگاہوں کے سامنے لائیے، مشرکین کے انجام پر نظر دوڑائیے، صلیبیوں کے بُرے حشر کو یاد کیجیے اور مجرم قرامطہ کے نام ونشان کے مٹنے کا تصور کر لیجیے۔] [1]

- iv -

بلا علم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑنا

اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ لَا هُدًى وَّ لَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ. ثَانِيَ عِطْفِهٖ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهٗ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّ نُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ. ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ [2]

[اور لوگوں میں سے کوئی وہ ہے، جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر کسی علم کے اور بغیر کسی ہدایت کے اور بغیر کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتا ہے۔ وہ اپنا پہلو موڑنے والا ہے، تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے گمراہ کرے۔ اُس ہی کے لیے دنیا میں سنگین رُسوائی ہے اور قیامت کے دن ہم اُسے (جہنم میں) جلنے کا عذاب چکھائیں گے۔ (اور اس سے کہا جائے گا) وہ اُس کا نتیجہ ہے، جو تیرے دونوں ہاتھوں نے آگے بھیجا اور یقیناً اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتے]۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، کہ جس کسی شخص نے اللہ تعالیٰ کے

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر المنار 1/433-434۔

[2] سورۃ الحج / الآیات 8-10۔

رسولوں اور ان کے پیروکاروں کے ساتھ عقلی و نقلی دلیل کے بغیر جھگڑا کیا، تو اللہ تعالیٰ اُسے آخرت سے پہلے دنیا میں رُسوا کریں گے۔ پھر آخرت میں دوزخ کی آگ کا عذاب دیں گے۔

تفسیرِ آیتِ شریفہ:

شیخ سعدی تحریر کرتے ہیں:

"وَ هٰذَا مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ الْعَجِيْبَةِ، فَإِنَّكَ لَا تَجِدُ دَاعِيًا مِّنْ دُعَاةِ الْكُفْرِ وَ الضَّلَالِ، إِلَّا وَ لَهٗ مِنَ الْمَقْتِ بَيْنَ الْعَالَمِيْنَ، وَ اللَّعْنَةِ، وَ الْبُغْضِ، وَ الذَّمِّ، مَا هُوَ حَقِيْقٌ بِهٖ، وَ كُلٌّ بِحَسْبِ حَالِهٖ". ❶

[''یہ اللہ تعالیٰ کی عجیب نشانیوں میں سے ہے۔ آپ کفر و ضلال کا پرچار کرنے والے ہر شخص کو دیکھیں گے، کہ اُن میں سے ہر ایک کے لیے، جہانوں میں، اس کے مناسبِ حال ناپسندیدگی، لعنت، بغض اور مذمت ہے۔'']

- ۷ -

بغی❷

- ۷۱ -

قطع رحمی

حضراتِ ائمہ بخاری، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

---

❶ تفسير السعدي ص 534.

❷ (البغي): امام ابن اثیر لکھتے ہیں: ''[البغي] سے بنیادی طور پر مراد [حد سے تجاوز کرنا] ہے۔'' (ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث و الأثر، مادة "بغي"، 143/1).
شیخ عظیم آبادی نے تحریر کیا ہے: ''[اَلْبَغْيُ] یعنی [سرکش کی سرکشی] اور وہی [ظلم] ہے، یا (شرعی) حاکم کے خلاف بغاوت، یا تکبر۔'' (عون المعبود 167/13).

"مَا مِنْ ذَنْبٍ أَجْدَرُ أَنْ يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يَدَّخِرُ لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِثْلُ الْبَغْيِ وَ قَطِيعَةِ الرَّحِمِ." ❶

[''کوئی گناہ ایسا نہیں، کہ اللہ تعالیٰ اُس کے کرنے والے کو، آخرت میں محفوظ کردہ سزا کے ساتھ، دنیا میں اتنی جلدی سزا دیں، کہ جس قدر جلدی سرکشی اور قطع رحمی (کے گناہوں) کی وجہ سے دیتے ہیں۔'']

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے، کہ دنیوی عذاب کے فوری مستحق بنانے والے گناہوں میں سے [سرکشی] اور [قطع رحمی] سرِفہرست ہیں۔

حدیث پر امام ابن حبان کا تحریر کردہ عنوان:

[ذِكْرُ تَعْجِيلِ اللّٰهِ جَلَّ وَ عَلَا الْعُقُوبَةَ لِلْقَاطِعِ رَحِمَهُ فِي الدُّنْيَا] ❷

[اللہ جل وعلا کا قطع رحمی کرنے والے کو دنیا میں جلدی سزا دینا]۔

ایک شاعر کا [بغی وظلم] سے ڈرانا:

وہ لکھتے ہیں:

وَ إِيَّاكَ وَ الظُّلْمَ مَهْمَا اسْتَطَعْـ
تَ فَظُلْمُ الْعِبَادِ شَدِيْدُ الْوَخَمِ

❶ الأدب المفرد، باب عقوبة عقوق لوالدين، رقم الحديث 29، ص 27؛ و سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب في النهي عن البغي، رقم الحديث 4892، 167/13؛ و جامع الترمذي، أبواب صفة القيامة، باب، رقم الحديث 2629، 181/7-182؛ و سنن ابن ماجه، أبواب الزهد، البغي، رقم الحديث 4264، 428/2؛ و الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب البر و الإحسان، باب صلة الرحم وقطعها، رقم الحديث 456، 201/2. الفاظ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔ امام ترمذی اور شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي 181/7: وصحيح الأدب المفرد ص 34)۔

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان 201/2.

وَ سَــافِــرْ بِــقَــلْبِكَ بَيْــنَ الْــوَرٰى
لِتَبْــصُــرَ آثَــارَ مَــنْ قَــدْ ظَــلَــمَ
فَتِــلْكَ مَسَــاكِــنُهُــمْ بَــعْــدَهُــمْ
شُهُــوْدٌ عَــلَيْهِــمْ، وَلَا تُتَّهَــمْ
وَ مَــا كَــانَ شَــيْءٌ عَــلَيْهِــمْ أَضَــ
رَّ مِــنَ الــظُّــلْمِ وَ هُــوَ الَّــذِيْ قَــدْ قَصَــمَ
فَــكَــمْ تَــرَكُــوْا مِــنْ جِــنَــانٍ وَّ مِــنْ
قُــصُــوْرٍ، وَ أُخْــرٰى عَــلَيْهِــمْ أُطُــمْ
صَــلُــوْا بِــالْــجَــحِيْــمِ وَ فَــاتُــوْا الــنَّــعِــ
يْــمَ، وَ كَــانَ الَّــذِيْ نَــالَهُــمْ كَــالْــحُــلْــمِ [1]

[جہاں تک ممکن ہو، ظلم سے بچو، کیونکہ بندوں پر ظلم بہت بُرے انجام والا ہے۔

دل کے ساتھ مخلوق کے درمیان سفر کرو (زمین میں چل پھر کر مخلوق کے حالات کا توجہ سے جائزہ لو)، تاکہ تم اُن لوگوں کے عواقب اور آثار دیکھ سکو، جنہوں نے ظلم کیا۔

اُن کی وہ (عظیم) رہائش گاہیں، ان کے بعد اُن (ہی) کے خلاف گواہی دے رہی ہیں اور اُن پر کوئی تہمت نہیں۔ (یعنی اُن کی رہائش گاہوں کی گواہی معتبر ہے، کیونکہ ان پر غلط گواہی دینے کا الزام نہیں)۔

اُن کے لیے کوئی چیز ظلم سے زیادہ نقصان پہنچانے والی نہیں تھی، اُسی نے اُنہیں توڑ کر رکھ دیا۔

وہ کتنے باغات، محلات اور قلعے (اپنے پیچھے) چھوڑ کر چلے گئے۔
جہنم میں داخل ہوئے، نعمتیں اُن سے چھن گئیں۔ جو کچھ اُنہیں میسر تھا

[1] بحوالہ: الجواب الکافي ص 103-104.

وہ (اب) ایسے ہے، جیسے کہ خواب تھا، (جو کہ اُنہوں نے دیکھا تھا)]۔

امام ابن قیم کا قول:

وہ لکھتے ہیں:

"وَ مَا مِنَ الذُّنُوْبِ ذَنْبٌ أَسْرَعُ عُقُوْبَةً مِنَ الْبَغْيِ وَ قَطِيْعَةِ الرَّحِمِ." ❶

["گناہوں میں سے کسی گناہ کی سزا [بغی] اور [قطع رحمی] سے جلدی نہیں دی جاتی۔"]

- vii -

مومنوں میں [بے حیائی] پھیلنے کو پسند کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ أَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ ❷

[بے شک جو لوگ پسند کرتے ہیں، کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلے، اُن ہی کے لیے دنیا اور آخرت میں بہت دردناک عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے]۔

آیتِ شریفہ کے حوالے سے چار باتیں:

i: [اَلْفَاحِشَةُ] سے مراد...... جیسے کہ شیخ سعدی نے بیان کیا ہے...... [اَلْأُمُوْرُ الشَّنِيْعَةُ الْمُسْتَقْبِحَةُ اَلْمُسْتَعْظِمَةُ] ❸ یعنی سنگین ناپسندیدہ قبیح باتیں ہیں۔

ii: [عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا] کی تفسیر میں شیخ قاسمی رقم طراز ہیں:

❶ التفسير القيم ص 587.

❷ سورة النور / الآية 19.

❸ تفسير السعدي ص 564.

"أَيْ مِنَ الْحَدِّ وَغَيْرِهِ مِمَّا يَتَّفِقُ مِنَ الْبَلَايَا الدُّنْيَوِيَّةِ". ❶

["یعنی (اس سے مراد) (شرعی) حد اور اُن (کے کرتوت) کے مناسبِ حال دنیوی مصیبتیں ہیں۔"]

iii: جب یہ دنیوی اور اخروی بہت دردناک عذاب [بے حیائی کے پھیلنے کو پسند کرنے] پر ہے، تو اِس کی اشاعت وترویج میں شریک ہونے، اِس کے لیے جدوجہد کرنے اور اِس کی خاطر مال خرچ کرنے پر عذاب کی سنگینی کیسی ہوگی؟

اے اللہ کریم! ہمیں، ہمارے بہن بھائیوں، اہل وعیال اور نسلوں کو ایسے بدنصیب لوگوں میں شامل ہونے سے محفوظ فرمانا۔ آمین یَا حَيُّ یَا قَيُّوْمُ.

iv: حافظ صلاح الدین یوسف لکھتے ہیں:

"[فَاحِشَة] کے معنی [بے حیائی] کے ہیں اور قرآن نے بدکاری کو بھی [فَاحِشَة] قرار دیا ہے اور یہاں بدکاری کی ایک جھوٹی خبر کی اشاعت کو بھی اللہ تعالیٰ نے [بے حیائی] سے تعبیر فرمایا ہے اور اسے دنیا وآخرت میں [عَذَابٌ أَلِيْمٌ] کا باعث قرار دیا ہے، جس سے بے حیائی کے بارے میں اسلام کے مزاج کا اور اللہ تعالیٰ کی منشا کا اندازہ ہوتا ہے، کہ محض بے حیائی کی ایک جھوٹی خبر کی اشاعت عنداللہ اتنا بڑا جُرم ہے، تو جو لوگ رات دن ایک مسلمان معاشرے میں اخبارات، ریڈیو، ٹی وی اور فلمی ڈراموں کے ذریعے سے بے حیائی پھیلا رہے ہیں اور گھر گھر اُسے پہنچا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ لوگ کتنے بڑے مجرم ہوں گے اور اُن اداروں میں کام کرنے والے ملازمین کیوں کر [اشاعتِ فاحشہ] کے جُرم سے بری الذمہ قرار پائیں گے؟

اسی طرح اپنے گھروں میں ٹی وی لا کر رکھنے والے، جس سے اُن کی آئندہ نسلوں میں بے حیائی پھیل رہی ہے، وہ بھی [اشاعتِ فاحشہ] کے مجرم کیوں نہیں ہوں گے؟

❶ تفسیر القاسمي 148/12.

اور یہی معاملہ روزنامہ اخبارات کا ہے، کہ ان کا بھی گھروں کے اندر آنا [اشاعتِ فاحشہ] کا ہی سبب ہے، یہ بھی عند اللہ جُرم ہوسکتا ہے۔

کاش مسلمان اپنی ان ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اس بے حیائی کے طوفان کو روکنے کے لیے اپنی مقدور بھر سعی کریں۔''❶

- viii -

زنا کو حلال ٹھہرانا

- ix -

مَردوں کے لیے ریشم کو حلال سمجھنا

- x -

شراب کو حلال قرار دینا

- xi -

گانے بجانے کے ساز وسامان کو حلال سمجھنا

امام بخاری نے حضرت ابی عامر یا حضرت ابی مالک اشعری رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّونَ الْحِرَ، وَ الْحَرِيْرَ، وَ الْخَمْرَ، وَ الْمَعَازِفَ. وَ لَيَنْزِلَنَّ أَقْوَامٌ إِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ، يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَهُمْ. يَأْتِيهِمْ ..... يَعْنِي الْفَقِيْرَ..... لِحَاجَةٍ، فَيَقُوْلُوْا: ''اِرْجِعْ إِلَيْنَا غَدًا.''

فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ، وَ يَضَعُ الْعَلَمَ، وَ يَمْسَخُ آخَرِيْنَ قِرَدَةً وَ خَنَازِيْرَ إِلٰى

❶ تفسیر أحسن البیان، حاشیہ نمبر 2، ص 460.

يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔'' ❶

[''یقیناً میری امت میں سے ایسے لوگ ضرور ہوں گے، جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے ساز و سامان کو حلال سمجھیں گے۔ (اُن ہی میں سے) کچھ لوگ ایک بلند پہاڑ کے پہلو میں ضرور پڑاؤ ڈالیں گے، شام کے وقت اُن کا ایک چرواہا، اُن کے مویشی لے کر اُن کے پاس آئے گا، تو وہ اُس سے کہیں گے:

''ہمارے پاس کل آنا۔''

اللہ تعالیٰ انہیں (یعنی ان میں سے کچھ لوگوں کو) رات کو ہلاک کر دیں گے اور ان کے اُوپر بلند پہاڑ گرا دیں گے اور (اُن میں سے) دوسروں (یعنی اُن کی صورتوں) کو مسخ کر کے روزِ قیامت تک کے لیے، انہیں بندر اور خنزیر بنا دیں گے۔''

مستقبل میں ہونے والے واقعات کے بارے میں، وحیٔ الٰہی کے بغیر اپنی زبان مبارک کو حرکت نہ دینے والے، ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس حدیث میں خبر دی ہے، کہ زنا، مَردوں کے لیے ریشم، شراب اور گانے بجانے کے ساز و سامان کو حلال قرار دینے والوں پر اللہ تعالیٰ دنیا ہی میں دو قسم کے عذاب نازل فرمائیں گے:

ا: ان میں سے کچھ لوگوں کے اوپر پہاڑ گرا کر انہیں ہلاک کر دیں گے۔

ب: کچھ دوسروں کی انسانی صورتیں مسخ کر کے روزِ قیامت تک کے لیے بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں تبدیل کر دیں گے۔

اے اللہ کریم! ہمیں، ہمارے بہن بھائیوں، اہل و عیال اور نسلوں کو ایسے بدبخت لوگوں میں شامل ہونے سے محفوظ فرمانا۔ إِنَّكَ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ۔

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الأشربة، باب ما جاء فيمن يستحل الخمر ويسمّيه بغير اسمه، رقم الحديث 5590، 51/10.

-xii-
زنا کا عام ہونا
-xiii-
سود کا عام ہونا

اس بارے میں چار احادیثِ مبارکہ اور ایک آیتِ شریفہ کے حوالے سے ذیل میں تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

ا: چار احادیثِ مبارکہ:

i: امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا ظَهَرَ الزِّنَا وَ الرِّبَا فِي قَرْيَةٍ فَقَدْ أَحَلُّوْا بِأَنْفُسِهِمْ عَذَابَ اللّٰهِ". [1]

[جب کسی بستی میں زنا اور سود عام ہو جائے، تو انہوں نے اپنے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو حلال کر لیا]۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ایک سنّتِ الٰہیہ [2] کی خبر دی ہے، کہ کسی بھی بستی میں زنا اور سود کا عام ہونا، اس بستی پر عذابِ الٰہی کے نزول کا باعث بنتا ہے۔

امام ابن حبان نے یہی حدیث، الفاظ کے معمولی فرق کے ساتھ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے [3] اور اس پر حسبِ ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

---

[1] المستدرك علي الصحيحين، كتاب البيوع، 36/2. امام حاکم نے اسے [صحیح الإسناد]، حافظ ذہبی اور شیخ البانی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 37/2؛ والتلخيص 37/2؛ و صحيح الجامع الصغير، رقم الحديث 679، 178/1)۔

[2] یعنی اللہ تعالیٰ کا لوگوں میں جاری وساری ضابطہ اور دستور۔

[3] ملاحظہ ہو: الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الحدود، باب الزنى وحده، رقم الحديث 4410، 258/10. شیخ ارناؤوط نے اسے [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش الإحسان 258/10)۔

[ذِكْرُ اسْتِحْقَاقِ الْقَوْمِ عِقَابَ اللّٰهِ جَلَّ وَ عَلَا عِنْدَ ظُهُوْرِ الزِّنٰی وَ الرِّبَا فِيْهِمْ]۔ ❶

[کسی قوم میں زنا اور سود کے عام ہونے پر اُن کا اللہ بزرگ و برتر کی سزا کا مستحق ہونا]۔

ii: امام بخاری اور امام مسلم نے ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، (کہ انہوں نے بیان کیا)، کہ میں نے عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَهْلِكُ وَ فِيْنَا الصَّالِحُوْنَ؟"

["اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا نیک لوگوں کے اپنے درمیان ہوتے ہوئے بھی ہم ہلاک ہو جائیں گے؟"]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ". ❷

["ہاں جب بدکاری زیادہ ہو جائے گی"]۔

کتاب [المفہم] کے محققین نے اس حدیث پر حسبِ ذیل ضمنی عنوان تحریر کیا ہے:

[هَلَاكُ الصَّالِحِيْنَ وَ الطَّالِحِيْنَ فِيْ حَالِ اِنْتِشَارِ الزِّنَا]. ❸

[زنا کے عام ہونے پر نیک اور بُرے [سب لوگوں] کا ہلاک ہونا]۔

تنبیہ:

یہ عام عذاب تب نازل ہوتا ہے، جب بُرے لوگوں کو نیک لوگ بُرائی سے نہ روکیں یا اُن کا روکنا مؤثر نہ رہے اور بُرائی پھیل جائے۔ ایسی حالت میں تمام لوگ عام

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان 258/10.

❷ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الفتن، باب يأجوج و مأجوج، جزء من رقم الحديث 7135، 106/13؛ و صحيح مسلم، كتاب الفتن و أشراط الساعة، باب اقتراب الفتن، جزء من رقم الحديث 1-(2880)، 2207/4. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

❸ هامش المفهم 208/7.

عذاب کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔ پھر روزِ قیامت ہر ایک اپنی نیت پر اٹھایا جائے گا۔ ❶

iii: امام ابن ماجہ اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَآ إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَ الْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْٓ أَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا..... الحديث. ❷

[''کسی قوم میں کبھی زنا عام نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وہ اسے علانیہ کرنا شروع کر دیں، مگر اُن میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں، جو کہ اُن کے پہلے لوگوں میں نہیں تھیں ...... الحدیث]۔

iv: حضراتِ ائمہ احمد، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، (کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَآ أَحَدٌ أَكْثَرَ مِنَ الرِّبَا إِلَّا كَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهٖٓ إِلٰى قِلَّةٍ.'' ❸

---

❶ هامش المفهم 208/7.

❷ سنن ابن ماجه، أبواب الفتن، باب العقوبات، جزء من رقم الحديث 4068، 385/2؛ و المستدرك على الصحيحين، كتاب الفتن و الملاحم، 540/4. الفاظ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح]، حافظ ذہبی اور شیخ ارناؤوط نے اسے [صحیح] اور شیخ البانی نے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك على الصحيحين 541/4؛ و التلخيص 541/4؛ و هامش الإحسان 259/10؛ و صحيح سنن ابن ماجه 370/2).
اس بارے میں مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب [زنا کی سنگینی اور اس کے بُرے اثرات] ص 120-125۔

❸ المسند، رقم الحديث 3754، 297/6؛ و سنن ابن ماجه، أبواب التجارات، التغليظ في الربا، رقم الحديث 2299، 31/2؛ و المستدرك على الصحيحين، كتاب البيوع، 37/2. الفاظ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] اور حافظ ذہبی، شیخ البانی، شیخ عصام موسیٰ، شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك 37/2؛ و التلخيص 37/2؛ و صحيح سنن ابن ماجه 28/2؛ و هامش السنن لابن ماجه ص 381؛ و هامش المسند 297/6).

[''کوئی بھی سود (والے معاملات) زیادہ نہیں کرتا، مگر اس کا انجام تنگ دستی ہوتا ہے'']۔

ان احادیثِ شریفہ سے معلوم ہونے والی چار باتیں:

1: کسی بھی بستی میں زنا اور سود کے عام ہونے کا اس بستی کو عذابِ الٰہی کا مستحق بنانا۔

2: زنا کے پھیلنے پر نیک اور بُرے سب لوگوں کا عام عذاب کی لپیٹ میں آنا۔

3: زنا کے عام ہونے پر طاعون اور نئی، انوکھی اور غیر معلوم بیماریوں کا منتشر ہونا۔

4: سودی معاملات کی کثرت کا انجام تنگ دستی اور قلت ہونا۔

ب: ایک آیتِ شریفہ:

ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ﴾ ❶

[اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتے اور صدقات کو بڑھاتے ہیں]۔

اس آیتِ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے سودی معاملات کی وجہ سے آنے والے دنیوی عذاب [سود کو مٹانا] کی وعید سُنائی ہے۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں چھ مفسرین کے اقوال:

i: امام طبری رقم طراز ہیں:

يَنْقُصُ اللّٰهُ الرِّبَا، فَيُذْهِبُهُ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما: "يَنْقُصُ".

[اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتے ہیں، یہاں تک کہ اُسے مٹا دیتے ہیں، جیسے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: ''وہ گھٹاتے ہیں۔'']

وَ هٰذَا نَظِيرُ الْخَبَرِ الَّذِي رُوِيَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه عَنِ

---

❶ سورة البقرة / جزء من رقم الآية 276.

النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: "وَ الرِّبَا وَ إِنْ كَثُرَ، فَإِلَى قُلٍّ." ❶

[یہ (آیتِ شریفہ) اُسی حدیث کی طرح ہے، جسے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے، کہ یقیناً آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''اور سود، اگرچہ زیادہ ہو، (لیکن) اس کا انجام تنگ دستی ہے'']۔

ii: علامہ قرطبی نے قلم بند کیا ہے:

"يَعْنِي فِي الدُّنْيَا، أَيْ يَذْهَبُ بَرَكَتُهُ، وَ إِنْ كَانَ كَثِيْرًا". ❷

[''یعنی دنیا میں، مراد یہ ہے، کہ اُس کی برکت ختم ہو جاتی ہے، اگرچہ وہ زیادہ (بھی) ہو۔'']

علامہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے:

"لَا يَقْبَلُ مِنْهُ صَدَقَةً، وَّ لَا حَجًّا وَّ لَا جِهَادًا، وَّ لَا صِلَةً". ❸

[''وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) نہ اس (سودی لین دین کرنے والے) کی خیرات قبول کرتے ہیں، نہ حج، نہ جہاد اور نہ (ہی) صلہ رحمی۔'']

iii: حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے:

"يُخْبِرُ تَعَالَى أَنَّهُ يَمْحَقُ الرِّبَا، أَيْ يُذْهِبُهُ إِمَّا بِأَنْ يُّذْهِبَهُ بِالْكُلِّيَّةِ مِنْ يَّدِ صَاحِبِهِ، أَوْ يُحْرِمُهُ بَرَكَةَ مَالِهِ، فَلَا يَنْتَفِعُ بِهِ، بَلْ يَعْدِمُهُ بِهِ فِي الدُّنْيَا، وَ يُعَاقِبُهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ". ❹

[''اللہ تعالیٰ خبر دے رہے ہیں، کہ یقیناً وہ سود کو مٹاتے ہیں، یعنی اس کا صفایا کر دیتے ہیں۔ یا تو اس طرح کہ سودی معاملے والے سے کلی طور پر اُسے لے جاتے ہیں، یا

❶ تفسير الطبري 14/6 باختصار.
❷ تفسير القرطبي 362/3. نیز ملاحظہ ہو: فتح القدير 447/1
❸ تفسير القرطبي 362/3.
❹ تفسير ابن كثير 352/1.

اُسے اُس کی برکت سے محروم فرما دیتے ہیں، تو وہ اُس سے نفع نہیں پاتا، بلکہ دنیا میں اُس (کے فائدہ) سے بے نصیب رہتا ہے اور روزِ قیامت اس کی بنا پر سزا دیا جائے گا۔"]

iv: شیخ سعدی نے قلم بند کیا ہے:

"أَيْ يُذْهِبُهُ، وَ يُذْهِبُ بَرَكَتَهُ ذَاتًا وَّ وَصْفًا، فَيَكُوْنُ سَبَبًا لِوُقُوْعِ الْآفَاتِ فِيْهِ، وَ نَزْعِ الْبَرَكَةِ عَنْهُ. وَ إِنْ أَنْفَقَ مِنْهُ لَمْ يُؤْجَرْ عَلَيْهِ، بَلْ يَكُوْنُ زَادًا لَّهُ إِلَى النَّارِ". ❶

["یعنی اسے (یعنی سود والے مال کو) نیست و نابود کر دیتے اور اُس کی برکت کا نام و نشان مٹا دیتے ہیں۔ پس وہ (یعنی سود) اس میں آفات کے آنے اور برکت کے اٹھائے جانے کا سبب بنتا ہے۔ اگر وہ اس (سود والے مال) سے (اچھے کاموں میں) خرچ کرے، تو اُسے ثواب نہیں دیا جاتا، بلکہ وہ (دوزخ کی) آگ کی طرف اُسے لیے جانے کا اس کے لیے سبب بنتا ہے۔"]

v: شیخ الحدیث محمد عبدہ رقم طراز ہیں:

"یعنی سود کا مال بظاہر کتنا ہی بڑھ جائے، اللہ تعالیٰ اِس میں خیر و برکت عطا نہیں فرماتا، چنانچہ سود خور پر دنیا بھی لعنت بھیجتی ہے اور آخرت میں بھی اُسے وہ سزا ملے گی، جو کسی دوسرے مجرم کو نہ ملے گی۔" ❷

vi: ڈاکٹر محمد لقمان سلفی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سود کے مال سے برکت چھین لیتا ہے اور صدقات کو بڑھا وا دیتا ہے۔ یہ امر مشاہد ہے، کہ سود خور کا مال بظاہر تو بڑھتا ہے، لیکن اُس کی برکت اُس سے چھین لی جاتی ہے۔ دنیا میں اُس کا سکون چھن جاتا ہے، اولاد نالائق ہو جاتی ہے اور قسم قسم کی پریشانیوں

---

❶ تفسير السعدي ص 117.

❷ أشرف الحواشي، فائدة 3، ص 57.

میں وہ گھرا رہتا ہے اور آخرت میں تو عذابِ نار اُس کا انتظار کر ہی رہا ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ ہمیں ان دونوں تباہ کر دینے والے گناہوں سے بچائیں اور امت میں اُن کا نام ونشان مٹا دیں۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

- xiv -

ماپ تول میں کمی کرنا

- xv -

زکوٰۃ نہ دینا

- xvi -

اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے عہد کا توڑنا

- xvii -

شریعتِ الٰہیہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنا

ا: تین احادیثِ شریفہ:

1: امام ابن ماجہ اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''یَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِیْنَ! خَمْسٌ إِذَا ابْتُلِیْتُمْ بِهِنَّ، وَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ أَنْ تُدْرِكُوْهُنَّ.

لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ، حَتّٰی یُعْلِنُوْا بِهَآ إِلَّا فَشَا فِیْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَ الْأَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ أَسْلَافِهِمُ الَّذِیْنَ مَضَوْا.

وَلَمْ یَنْقُصُوْا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ إِلَّآ أُخِذُوْا بِالسِّنِیْنَ، وَشِدَّةِ الْمَؤُوْنَةِ، وَجَوْرِ السُّلْطَانِ عَلَیْهِمْ.

---

❶ تیسیر الرحمٰن، فائدہ 373، ص 158 باختصار.

وَلَمْ يَمْنَعُوا زَكَاةَ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مُنِعُوا الْقَطْرَ مِنَ السَّمَآءِ. وَلَوْلَا الْبَهَآئِمُ لَمْ يُمْطَرُوا.

وَ لَمْ يَنْقُضُوا عَهْدَ اللّٰهِ وَ عَهْدَ رَسُوْلِهِ ﷺ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ غَيْرِهِمْ، فَأَخَذُوا بَعْضَ مَا فِي أَيْدِيْهِمْ.

وَ مَا لَمْ تَحْكُمْ أَئِمَّتُهُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَ يَتَخَيَّرُوا مِمَّآ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهِ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ". ❶

[''اے گروہِ مہاجرین! جب تم پانچ باتوں میں مبتلا کیے جاؤ ❷ ......اور میں اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتا ہوں، کہ تم انہیں پاؤ......:

کسی قوم میں کبھی زنا ❸ عام نہیں ہوتا، یہاں تک کہ وہ اسے علانیہ (کرنا شروع) کردیں، مگر اُن میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں، جو کہ ان کے پہلے لوگوں میں نہیں تھیں۔

اور وہ ماپ تول میں کمی نہیں کرتے، مگر وہ قحط سالی، معیشت کی سختی اور حاکم کے اُن پر ظلم وستم (کے عذابوں) میں مبتلا کیے جاتے ہیں۔

اور وہ اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہیں روکتے، مگر آسمان سے اُن پر بارش روک لی جاتی

---

❶ سنن ابن ماجہ، أبواب الفتن، باب العقوبات، رقم الحدیث 4019، ص 655؛ و المستدرك علی الصحیحین، کتاب الفتن و الملاحم 540/4. الفاظِ حدیث سنن ابن ماجہ کے ہیں۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] اور حافظ ذہبی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ شیخ البانی اور شیخ عصام نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك علی الصحیحین 541/4؛ و التلخیص 541/4؛ و صحیح سنن ابن ماجہ 372/2؛ و ہامش السنن لابن ماجہ ص 655).

❷ اس کی جزا محذوف ہے یعنی یہ بیان نہیں کیا گیا، کہ پھر کیا ہوگا اور مراد یہ ہے، کہ پھر تم میں کوئی خیر نہیں یا مقصود یہ ہے، کہ پھر تم پر بعد میں بیان کردہ مختلف اقسام کے عذاب نازل کیے جائیں گے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش صحیح ابن ماجہ 370/2).

❸ ملاحظہ ہو: المرجع السابق 370/2.

ہے اور اگر چوپائے نہ ہوں، تو اُن پر بارش نہ کی جاتی۔

اور وہ اللہ تعالیٰ اور اُن کے رسول کریم ﷺ کا عہد نہیں توڑیں گے، [1] مگر اللہ تعالیٰ اُن پر باہر سے دشمن مسلط کر دیں گے، اور وہ ان کی کچھ زیرِ تسلّط چیزوں کو اپنے قبضے میں لے لیں گے۔

اور جب تک اُن کے حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ساتھ فیصلے نہیں کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ (شریعت) کو اختیار نہیں کریں گے، تو اللہ تعالیٰ اُن کی آپس میں لڑائی (شروع کروادیں گے۔'']

2: امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''خَمْسٌ بِخَمْسٍ''.

[''پانچ کے بدلے میں پانچ'']۔

عرض کیا گیا: ''یارسول اللہ۔ ﷺ۔! مَا خَمْسٌ بِخَمْسٍ؟''

''اے اللہ تعالیٰ کے رسول۔ ﷺ۔ پانچ کے بدلے میں پانچ کیا ہے؟''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مَا نَقَضَ قَوْمٌ نِ الْعَهْدَ إِلَّا سُلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوُّهُمْ،

وَ مَا حَكَمُوْا بِغَيْرِ مَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْفَقْرُ،

وَ لَا ظَهَرَتْ فِيْهِمُ الْفَاحِشَةُ إِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الْمَوْتُ،

وَ لَا مَنَعُوْا الزَّكَاةَ إِلَّا حُبِسَ عَنْهُمُ الْقَطْرُ،

---

[1] یعنی دشمنوں سے کیے ہوئے معاہدے۔ (ملاحظہ ہو: هامش صحيح ابن ماجه 370/2).

وَ لَا طَفَّفُوْا الْمِكْيَالَ إِلَّا حُبِسَ عَنْهُمُ النَّبَاتُ، وَ أُخِذُوْا بِالسِّنِيْنَ". ❶

[''کوئی قوم عہد شکنی نہیں کرتی، مگر اُن پر اُن کے دشمن کو مسلّط کیا جاتا ہے،

اور وہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ چیز (یعنی شریعت) کے علاوہ کسی دیگر چیز کے ساتھ فیصلے نہیں کریں گے، مگر اُن میں تنگ دستی عام ہو جائے گی

اور اُن میں بدکاری منتشر نہیں ہوگی، مگر موت اُن میں عام ہو جائے گی

اور وہ زکاۃ نہیں روکیں گے، مگر بارش کو اُن سے روکا جائے گا

اور وہ ماپ میں کمی نہیں کریں گے، مگر فصل اُن سے روکی جائے گی اور وہ قحط میں مبتلا کیے جائیں گے۔'']

3: امام حاکم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَا نَقَضَ قَوْمٌ نِ الْعَهْدَ قَطُّ إِلَّا كَانَ الْقَتْلُ بَيْنَهُمْ،

وَ لَا ظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْمَوْتَ،

وَ لَا مَنَعَ قَوْمٌ نِ الزَّكَاةَ إِلَّا حَبَسَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الْقَطْرَ." ❷

❶ صحيح الترغيب و الترهيب، كتاب الصدقات، الترهيب من منع الزكاة، رقم الحديث 765-(12)، 468/1-469۔
حافظ منذری لکھتے ہیں، کہ اسے (امام) طبرانی نے (المعجم) الکبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند [حسن] کے قریب ہے اور اس کے [شواہد] ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: الترغیب و الترهیب، رقم الحدیث 21، 544/1؛ و صحيح الترغيب و الترهيب 468/1)۔

❷ المستدرك على الصحيحين، كتاب الجهاد، 126/2. امام حاکم نے اسے [مسلم کی شرط پر صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے اُن کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 126/2؛ و التلخيص 126/2)۔

[''کوئی قوم کبھی عہد شکنی نہیں کرتی، مگر اُن کے درمیان قتل و غارت ہوتی ہے،
اور کسی قوم میں کبھی بدکاری عام نہیں ہوتی، مگر اللہ تعالیٰ اُن پر موت مسلّط فرما دیتے ہیں،
اور کوئی قوم زکاۃ نہیں روکتی، مگر اللہ تعالیٰ اُن سے بارش کو روک دیتے ہیں۔'']

ب: تینوں احادیثِ شریفہ کے متعلق نو باتیں:

i: بدکاری کے عام ہونے پر موت کے مسلّط کیے جانے کا عذاب آنا۔

ii: بدکاری کے پھیلنے اور علانیہ ارتکاب پر طاعون اور نئی، انوکھی اور پہلے سے غیر معلوم بیماریوں کا پھیل جانا۔ ❶

iii: ماپ تول میں کمی کی بنا پر فصلوں کے نہ ہونے، قحط سالی، معیشت کی تنگی اور جابر حاکم کے مسلّط کیے جانے کے عذابوں کا آنا۔

iv: زکاۃ کی عدم ادائیگی کی بنا پر بارش کا روک لیا جانا اور آنے والی بارش کا، اللہ تعالیٰ کی جانب سے چوپاؤں پر شفقت فرماتے ہوئے، نازل فرمانا۔

v: عہد شکنی کی بنا پر بیرونی دشمن کا مسلّط کیا جانا اور اس کا اہلِ اسلام کی کچھ مملوکہ جگہوں اور چیزوں کو اپنے قبضہ میں کر لینا۔

vi: عہد شکنی کی بنا پر قتل و غارت کا ہونا۔

vii: حکام کے شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے اور اُسے نافذ نہ کرنے کے سبب باہمی جنگ و جدل کا بازار گرم ہونا۔

viii: شریعتِ اسلامیہ کو چھوڑ کر دیگر نظام اپنانے سے امت میں فقر و فاقہ کا عام ہونا۔

اے ربِّ کریم! ان سب گناہوں اور اُن کی وجہ سے آنے والے عذابوں سے ساری امت کو محفوظ فرما دیجیے۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.

❶ اس بارے میں پہلے بھی گفتگو ہو چکی ہے۔

ix: شیخ البانی پہلی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

"قُلْتُ: أَلَيْسَ هٰذَا مِنْ أَعْلَامِ نُبُوَّتِهِ ﷺ اَلدَّالَةِ عَلٰى صِدْقِهِ، وَ أَنَّهُ وَحْيٌ مِنْ رَبِّهِ؟

بَلٰى، وَ رَبِّي". ❶

[''میں کہتا ہوں: ''کیا یہ آنحضرت ﷺ کی صداقت اور اس (کلام) کے اُن کے رب تعالیٰ کی جانب سے وحی ہونے پر دلالت کرنے والی اُن کی نبوت کی نشانیوں میں سے نہیں؟

کیوں نہیں، میرے رب تعالیٰ کی قسم!'']

- xviii -

فیصلوں میں ظلم

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے فرمایا:

"وَ مَا جَارَ قَوْمٌ فِي حُكْمٍ إِلَّا كَانَ الْبَأْسُ بَيْنَهُمْ ......أَظُنُّهُ قَالَ...... وَ الْقَتْلُ." ❷

[کوئی قوم فیصلے میں ظلم نہیں کرتی، مگر اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان لڑائی بپا کر دیتے ہیں...... میرا گمان ہے، کہ انہوں نے (یہ بھی) فرمایا...... اور قتل و غارت]۔

شیخ البانی نے تحریر کیا ہے: اگرچہ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے، لیکن یہ [حکماً مرفوع] ہے، یعنی یہ بات رسول کریم ﷺ کے فرمان کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ

---

❶ صحیح الترغیب و الترهیب، هامش 2، 468/1.

❷ السنن الکبری، کتاب صلاة الاستسقاء، باب الخروج من المظالم......، جزء من رقم الروایة 6398، 483/3. شیخ البانی نے اس کی [سند کو صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سلسلة الأحادیث الصحیحة، المجلد الأول / الجزء الثاني / ص 10)۔ حدیث نمبر 107 کے ضمن میں۔

(حضراتِ صحابہ کی طرف سے) ایسی بات (اپنی) رائے سے نہیں کہی جاتی۔ ❶

- xix -
نام بدل کر شراب نوشی کرنا
- xx -
سروں پر گانے بجانے کے ساز وسامان اور مغنّیات کا ہونا

حضراتِ ائمہ ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"لَيَشْرَبَنَّ نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا، يُعْزَفُ عَلٰى رُؤُوسِهِمْ بِالْمَعَازِفِ وَ الْمُغَنِّيَاتِ يَخْسِفُ اللّٰهُ بِهِمُ الْأَرْضَ، وَ يَجْعَلُ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيرَ". ❷

["یقیناً میری امت کے (کچھ) لوگ شراب کو، غیر حقیقی (یعنی کوئی اور) نام دے کر ضرور پییں گے، ان کے سروں پر گانے بجانے کے ساز و سامان اور گانے والیاں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دیں گے اور اُن میں سے کچھ کو بندر اور خنزیر بنا دیں گے"]۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کا نام بدل کر اسے حلال کرنے کا حیلہ بہانہ کر کے پینے والوں اور گانے بجانے کے ساز و سامان، گانے والیوں اور گانے سننے کے رسیا لوگوں کے لیے [زمین میں دھنسائے جانے] اور ان میں سے کچھ کی

---

❶ ملاحظہ ہو: سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، المجلد الأول / الجزء الثانی / ص 10. حدیث نمبر 107 کے ضمن میں۔

❷ سنن ابن ماجہ، أبواب الفتن، باب العقوبات، رقم الحدیث 4020، ص 655-656 شیخ البانی اور شیخ عصام نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجہ 371/2؛ و ہامش السنن لابن ماجہ، ص 653)۔

[بندروں اور خنزیروں کی شکلیں] بنائے جانے کی وعید سنائی ہے۔

ب: حدیثِ شریف کے حوالے سے چار باتیں:

i: (لَیَشْرَبَنَّ):

ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

"أَيْ: وَ اللّٰهِ! لَیَشْرَبَنَّ". ❶

["یعنی: اللہ تعالیٰ کی قسم! یقیناً وہ (یعنی میری امت کے کچھ لوگ) ضرور پئیں گے۔"]

کسی بات کی صداقت اور حقانیت کے لیے نبی کریم ﷺ کا بالکل سادہ الفاظ میں اُسے فرمانا ہی بہت کافی ہے، تو جب آنحضرت ﷺ قسم اور تاکید کے ساتھ کسی بات کی خبر دیں، تو وہ کس قدر حتمی، قطعی، یقینی اور اٹل ہوگی!

حدیث شریف میں بیان کردہ دو گناہوں کی بنا پر دو قسم کے عذابوں کے آنے میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ کھوپڑی میں معمولی عقل اور سینے میں معمولی ایمان کے ساتھ، کوئی انسان، اُن کے ارتکاب کی جسارت کیونکر کرے گا؟

ii: (یُسَمُّوْنَهَا بِغَیْرِ اسْمِهَا):

اس سے مراد یہ ہے، کہ وہ شراب کے پینے کی خاطر اُسے جائز مشروبات، جیسے مَآءُ الْعَسْلِ (Honey Juice) وغیرہ کا نام دیتے ہیں اور گمان کرتے ہیں، کہ وہ حرام نہیں۔ وہ اس بات کے کہنے میں سراسر جھوٹے ہوتے ہیں، کیونکہ اصل بات تو یہ ہے، کہ: [ہر نشہ آور چیز حرام ہے]۔ ❷

حلال چیز کا نام حرام چیز کو دینے سے اس کی حرمت ختم نہیں ہو جاتی۔ ❸

---

❶ مرقاۃ المفاتیح 113/8.

❷ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ" ["ہر نشہ آور چیز حرام ہے"]۔ (ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب الأشربة، باب بیان أن کل مسکر خمر، و أن کل خمر حرام، جزء من رقم الحدیث 72-(2002)، 1587/3.

❸ ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح 113/7.

iii: دو محدثین کے حدیث پر تحریر کردہ عنوانات:

1: کچھ سادہ لوح یا ان پڑھ قسم کے لوگ تأثر دیتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ کی امت پر [زمین میں دھنسائے جانے کا عذاب] نہیں آئے گا۔ اس بارے میں درست خبر اُن کو ہے یا نبی کریم ﷺ کو؟

آنحضرت ﷺ کا اس بارے میں دوٹوک بیان مذکورہ بالا حدیث میں گزر چکا ہے۔ ذیل میں امام ابن حبان کا اس حدیث پر تحریر کردہ عنوان بھی پڑھ لیجیے، انہوں نے لکھا ہے:

[ذِكْرُ الْخَبَرِ الْمُدْحِضِ قَوْلَ مَنْ نَفَى كَوْنَ الْمَسْخِ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ] ❶

[(امت میں دھنسائے جانے کے عذاب) کی نفی کرنے والے کے قول کو باطل کرنے والی حدیث کا ذکر]۔

2: موسیقی اور آلات موسیقی سے یکسر دُوری اور قطع تعلق کرنے کے لیے اس حدیث میں بہت بڑی نصیحت ہے۔ دیگر احادیث کے ساتھ اس حدیث پر امام بیہقی کا ذیل میں تحریر کردہ عنوان بھی دیکھ لیجیے:

[بَابُ مَا جَاءَ فِي ذَمِّ الْمَلَاهِي مِنَ الْمَعَازِفِ وَ الْمَزَامِيْرِ وَ نَحْوِهَا] ❷

[گانے بجانے کے ساز و سامان اور باجوں وغیرہ لہو و لعب کی چیزوں کی مذمت میں وارد (احادیث) کے متعلق باب]۔

iv: یہ حدیث آنحضرت ﷺ کی نبوت کی صداقت پر دلالت کرنے والی نشانیوں میں سے ایک ہے۔ [پاکستان میں زمین میں دھنسائے جانے کا عذاب] 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلے میں لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب التاريخ، باب إخباره ﷺ عما يكون في أمته من الفتن و الحوادث، 160/15.

❷ السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الشهادات، 373/10.

اے اللہ کریم! ہمیں اور ہماری نسلوں کو آنحضرت ﷺ کی بتلائی ہوئی خبر پر یقین کرتے ہوئے، مذکورہ بالا دونوں گناہوں اور اُن کی وجہ سے آنے والے عذابوں سے محفوظ فرما دیجیے۔ آمین یا حَيُّ یا قَيُّوْمُ.

-xxi-

تجارت میں جھوٹ

-xxii-

سودے کا عیب چھپانا

۱: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا، فَإِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا. وَ إِنْ كَذَبَا وَ كَتَمَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا."[1]

["لینے دینے والے دونوں کو جدا ہونے تک (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہے۔ اگر (اُن) دونوں نے سچ بولا اور (سودے کے متعلق صورتِ حال کو) خوب واضح کیا، تو اُن دونوں کے لیے اُن کے سودے میں برکت ڈالی جائے گی اور اگر انہوں نے جھوٹ بولا اور چھپایا، تو اُن کی برکت مٹائی جائے گی"]۔

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے جھوٹ اور سودے کے متعلق عیب کو چھپانے پر برکت کے مٹا دیئے جانے کی وعید سنائی ہے۔

اور اس سے مراد یہ ہے،...... جیسا کہ علامہ عینی نے بیان کیا ہے...... کہ تاجر جس اضافے اور بڑھوتی کی خاطر، نافرمانی کا یہ طرزِ عمل اختیار کرتا ہے، اُس کے ارادے

---

[1] متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب البیوع، باب "البیّعان بالخیار مالم یتفرّقا"، رقم الحدیث 2110، 328/4؛ وصحیح مسلم، کتاب البیوع، باب الصدق في البیع والبیان، رقم الحدیث 47-(1532)، 1164/3.

کے برعکس اُس کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے۔ [1]

ب: امام بخاری نے اِس حدیث پر درجِ ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَا يَمْحَقُ الْكِذْبُ وَ الْكِتْمَانُ فِي الْبَيْعِ] [2]

[تجارت میں جھوٹ اور (سودے کے عیب کا) چھپانا، جو کچھ مٹا دیتا ہے، اس کے متعلق باب]۔

- xxiii -
جھوٹی قسم

جھوٹی قسم کی وجہ سے دنیا میں ہونے والی بربادی کے حوالے سے ذیل میں دو احادیث ملاحظہ فرمائیے:

ا: دو احادیثِ شریفہ:

i: امام بزّار نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَلْيَمِينُ الْفَاجِرَةُ تُذْهِبُ الْمَالَ -أَوْ تَذْهَبُ بِالْمَالِ-۔'' [3]

[''جھوٹی قسم مال کو لے جاتی ہے'']۔

ii: امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

[1] ملاحظہ ہو: عمدة القاري 195/11.

[2] صحيح البخاري، كتاب البيوع، 312/4. نیز ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: ''جھوٹ کی سنگینی اور اس کی اقسام'' ص 178-183.

[3] منقول از: الترغيب والترهيب، كتاب البيوع وغيرها، الترهيب من اليمين الكاذبة الغموس، رقم الحديث 9، 622/2. شیخ البانی نے اسے [حسن لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح الترغيب والترهيب 368/2).

"وَ الْیَمِیْنُ الْفَاجِرَةُ تَدَعُ الدِّیَارَ بَلَاقِعَ." ❶

[''اور جھوٹی قسم شہروں کو اجاڑ دیتی ہے''].

شرحِ حدیث:

امام ابن اثیر نے حدیث کی شرح میں لکھا ہے:

"البَـلاقِعُ جَمْعُ بَلْقَعٍ وبَلْقَعَةٍ، وَ هِيَ الْأَرْضُ الْقَفْرُ الَّتِيْ لَا شَيْءَ بِهَا. یُرِیْدُ ﷺ أَنَّ الْحَالِفَ بِهَا یَفْتَقِرُ، وَ یَذْهَبُ مَا فِيْ بَیْتِهٖ مِنَ الرِّزْقِ. وَ قِیْلَ: هُوَ أَنْ یُّفَرِّقَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ، وَ یُغَیِّرَ عَلَیْهِ مَآ أَوْلَاهُ مِنْ نِعَمِهٖ." ❷

[''(اَلْبَلَاقِع) [بَلْقَع] اور [بَلْقَعَة] کی جمع ہے اور وہ بے آب و گیاہ جگہ ہوتی ہے، جس میں کچھ بھی نہ ہو۔ آنحضرت ﷺ کا مقصود یہ ہے، کہ جھوٹی قسم کھانے والا تنگ دست ہو جاتا ہے اور اس کے گھر میں موجود رزق جاتا رہتا ہے۔'']

یہ بھی کہا گیا ہے: وہ یہ ہے اللہ تعالیٰ اس کی جمعیت (شیرازہ) منتشر کر دیتے اور اُس پر اپنی نازل کردہ نعمتوں کو تبدیل کر دیتے ہیں۔''

-xxiv-
حرام کو حلال کرنے کی خاطر حیلہ سازی کرنا

-xxv-
جہاد ترک کر کے زراعت میں مگن رہنا

ا: ارشادِ نبوی ﷺ:

امام ابو داود نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے

❶ منقول از: الترغیب والترهیب، کتاب البیوع وغیرها، الترهیب من الیمین الکاذبة الغموس، جزء من رقم الحدیث 10، 622/2. شیخ البانی نے اِسے [حسن لغیره] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترهیب 368/2)؛ نیز ملاحظہ ہو: ''جھوٹ کی سنگینی اور اس کی اقسام'' ص 156-177.

❷ النهایة في غریب الحدیث والأثر، مادة "بلقع"، 153/1.

بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَ أَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَ رَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَ تَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا، لَا يَنْزِعُهُ، حَتّٰى تَرْجِعُوْا إِلٰى دِيْنِكُمْ''. ❶

[''جب تم [عِیْنَہ] ❷ کے ذریعے سے لین دین کرو گے، گائیوں کی دُموں کو تھام لو گے، کھیتی پر مطمئن ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے، تو تم پر اللہ تعالیٰ ذلّت مسلّط فرمائیں گے، جسے وہ تمہارے دین تک پلٹنے تک دُور نہیں کریں گے''۔]

تنبیہ:

آنحضرت ﷺ نے حرام کو حلال ٹھہرانے کی غرض سے اس حیلہ سازی اور جہاد سے بے رغبتی کر کے کھیتی باڑی میں مشغول ہونے پر ذلّت و رسوائی مسلّط ہونے کی وعید سنائی۔

محض کھیتی باڑی میں مشغولیت ذلّت کا سبب نہیں۔ یہ اس وقت رسوائی کا باعث بنتی ہے، جب اسے مطمحِ نظر بنا کر جہاد فی سبیل اللہ سے اعراض کیا جائے۔ اگر صورت حال ایسے نہ ہو، تو کھیتی باڑی پسندیدہ شغل ہے۔ خود آنحضرت ﷺ نے متعدد احادیث میں اس کی ترغیب دی ہے۔ ❸

---

❶ سنن أبي داود، كتاب الإجارة، باب في النهي عن العينة، رقم الحديث 3458، 240/9-242. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود 663/2)۔ نیز ملاحظہ ہو: تهذيب السنن لابن القيم 103/5-104؛ وبلوغ المرام ص 172؛ والتدابير الواقية من الربا ص 129-130.

❷ (عِينَةٌ): کسی شخص کو کوئی چیز ادھار فروخت کرنا، پھر قیمت وصول کرنے سے پہلے وہی چیز اسی شخص سے کم قیمت نقد دے کر خرید لینا۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود 336/5-337)۔

اس سارے معاملے میں عام طور پر مقصود یہ ہوتا ہے، کہ ابھی کم رقم نقد دے کر، بعد میں اس کے عوض زیادہ رقم وصول کی جائے اور یہی سودی معاملہ ہے، البتہ اپنے آپ کو دھوکہ دینے کے لیے کسی چیز کو بطور سودا معاملہ میں داخل کر لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے حیلوں سے محفوظ رکھیں۔ آمِيْنَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

❸ اس بارے میں قدرے تفصیل کے لیے دیکھیے: ''التدابير الواقية من الربا ص 129-131.

ب: قولِ صدیق رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جہاد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"لَا يَدَعُ قَوْمٌ نِ الْجِهَادَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ إِلَّا ضَرَبَهُمُ اللّٰهُ بِالذُّلِّ، وَ لَا تَشِيْعُ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ إِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْبَلَاءِ." ❶

[''کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد نہیں چھوڑتی، مگر اللہ تعالیٰ ان پر ذلت مسلّط کر دیتے ہیں اور کسی قوم میں بے حیائی نہیں پھیلتی، مگر انہیں عمومی عذاب اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے'']۔ (یعنی اُن پر ایسا عام عذاب آئے گا، جو نیک و بد سب کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے)۔

- XXVI -

مالِ غنیمت میں خیانت

ا: قولِ ابن عباس رضی اللہ عنہما:

امام مالک نے یحییٰ بن سعید سے روایت نقل کی ہے، کہ انہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بات پہنچی:

"مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِي قَوْمٍ قَطُّ إِلَّا أَلْقَى اللّٰهُ فِي قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ." ❷

[''کسی قوم میں کبھی بھی [مالِ غنیمت میں خیانت] ظاہر نہیں ہوتی، مگر اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں (دشمن کا) رعب ڈال دیتے ہیں'']۔

ب: قولِ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے دو باتیں:

i: [غلول] سے مراد...... جیسا کہ امام ابن اثیر نے بیان کیا ہے...... مالِ غنیمت میں خیانت یا مالِ غنیمت تقسیم کیے جانے سے پہلے اس میں سے چوری ہے۔ ❸

---

❶ البداية و النهاية 415/9. (ط: دار هجر، الطبعة الأولى 1418هـ).

❷ الموطأ، كتاب الجهاد، باب ما جاء في الغلول، جزء من رقم الرواية 26، 460/2. (ط: دار إحياء التراث العربي).

❸ ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة "غلل"، 380/3.

ii: حافظ ابن عبدالبر لکھتے ہیں:

''ہم نے اسے متصل سند کے ساتھ اُن (یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے اور ایسی بات (حضرات صحابہ کی جانب سے) اپنی رائے سے نہیں کہی جاتی۔'' [اس لیے اُن کا یہ قول [حکماً مرفوع] ہوگا۔ (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی مانند ہوگا]۔ [1]

- xxvii -

دنیا سے محبت اور موت سے نفرت

امام ابو داؤد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''يُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا.''

[''قریب ہے، کہ (دیگر) امتیں آپس میں ایک دوسرے کو تم پر (اس طرح ٹوٹ پڑنے کی دعوت دیں، جس طرح کھانے والے اپنے (کھانے کے) پیالے کی طرف ایک دوسرے کو دعوت دیتے ہیں''] ۔

(یہ سن کر) ایک کہنے والے نے عرض کیا:

''وَ مِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟''

[''کیا یہ (صورتِ حال) اس دن ہماری قلیل تعداد کی بنا پر ہوگی؟''] ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيرٌ، وَ لٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ، وَ لَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُورِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ، وَ لَيَقْذِفَنَّ فِي قُلُوبِكُمُ الْوَهْنَ.''

[''بلکہ تم اس دن بہت زیادہ ہوگے، لیکن تم سیلاب کی جھاگ کی مانند ہوگے،

---

[1] بحوالہ: هامش على الموطأ للشيخ محمد فؤاد عبدالباقي 460/2.

یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب ضرور کھینچ لیں گے اور بلاشبہ تمہارے دلوں میں [اَلْوَهْنُ] ضرور ڈال دیں گے'']۔

(ایک کہنے والے نے) عرض کیا:

''يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ مَا الْوَهْنُ؟''

[''اے اللہ تعالیٰ کے رسول - ﷺ - [اَلْوَهْنُ] کیا ہے؟'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ.'' ❶

[''دنیا سے محبت اور موت سے نفرت'']۔

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے خبر دی ہے، کہ جب اللہ تعالیٰ ...... امت کی بداعمالیوں کی وجہ سے ...... اُن کے دلوں میں دنیا کی محبت اور موت سے نفرت ڈال دیں گے اور دشمنوں کے دلوں سے اُن کی ہیبت ختم کر دیں گے، تو دشمن اُن پر ٹوٹ پڑنے کی خاطر ایک دوسرے کو دعوت دیں گے۔

اللہ تعالیٰ امت کو معاف فرما دیں، کہ شاید ہمارے زمانے میں یہ حدیث امت پر بڑی حد تک چسپاں ہو رہی ہے۔ اَللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ وَ الْمُسْلِمِيْنَ. آمين يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ. ❷

- xxviii -

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا چھوڑنا❸

حضراتِ ائمہ احمد اور ترمذی نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے روایت نقل

---

❶ سنن أبي داود، كتاب الملاحم، باب في تداعي الأمم على الإسلام، رقم الحديث 4288، 11/272-273. شیخ البانی نے اسے [دوسندوں کے اجتماع کی بنا پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود 3/810؛ وسلسلة الأحاديث الصحيحة 2/683-684).

❷ اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرمائیے۔ آمين يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

❸ (أمر بالمعروف) نیکی کا حکم دینا۔ (نهي عن المنكر) بُرائی سے روکنا۔

ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، وَ لَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ أَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْ عِنْدِهِ، ثُمَّ لَتَدْعُنَّهُ، فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ." ❶

["اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً تم نیکی کا حکم ضرور دو گے اور بلاشبہ تم بُرائی سے ضرور منع کرو گے، وگرنہ بلاشک تم پر اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے عذاب ضرور بھیجیں گے، پھر تم یقیناً اُن سے ضرور دعا کرو گے، لیکن وہ تمہاری دعا قبول نہیں کریں گے"]۔

اس حدیث سے مراد یہ ہے......جیسا کہ شیخ احمد البنا نے بیان کیا ہے...... کہ نبی کریم ﷺ نے قسم کھا کر بیان فرمایا، کہ دو باتوں میں سے لامحالہ ایک بات ہوگی:

تمہاری طرف سے [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] سرانجام دینا

یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے تم پر عذاب کا آنا اور اس عذاب کو دُور کرنے کی خاطر تمہاری دعاؤں کا قبول نہ ہونا۔

ایسے نہیں، کہ بیک وقت یہ دونوں باتیں ہی ہوں یا دونوں ہی نہ ہو۔ ❷ جب [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] ہوگا، تو عذاب نہیں ہوگا اور جب [امر بالمعروف اور نہی عن المنکر] نہیں ہوگا، تو عذابِ الٰہی ہوگا۔

گفتگو کا نچوڑ یہ ہے، کہ جو شخص چاہے، کہ اللہ تعالیٰ اُس پر ناراض نہ ہوں اور اُس پر

❶ المسند، رقم الحديث 23301، 332/38؛ وجامع الترمذي، أبواب الفتن، باب ما جاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، رقم الحديث 2259، 325/6-326. الفاظ حدیث المسند کے ہیں۔ امام ترمذی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے، حافظ منذری اور شیخ البانی نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي 326/6؛ والترغيب والترهيب 227/3؛ وصحيح سنن الترمذي 233/2).

❷ ملاحظہ ہو: بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني 173/19. [امر بالمعروف و نہی عن المنکر] کے متعلق تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: "الحسبة: تعريفها، و مشروعيتها و وجوبها".

دنیوی عذاب نازل نہ ہوں، تو اُسے چاہیے، کہ وہ ہر گناہ اور خصوصاً ایسے گناہوں سے دُور رہے، جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے اخروی عذاب سے پہلے دنیوی سزائیں مقرر فرما رکھی ہیں۔

-4-

گناہوں کی معافی طلب کرتے رہنا

استغفار کے عذاب سے بچانے کے متعلق دو دلائل:

بندے کو اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب اور عذاب سے بچانے والی ایک مؤثر، قوی اور مفید بات بندے کا اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے رہنا ہے۔ اس کے متعلق ذیل میں دو دلائل ملاحظہ فرمایئے:

ا: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [1]

[اور جب تک آپ ان کے درمیان رہیں گے، اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دیں گے اور جب تک وہ گناہوں کی معافی طلب کرتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دیں گے]۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مشرکینِ مکہ کو دنیوی عذاب سے بچانے والی دو رکاوٹوں کی خبر دی ہے:

ا: اُن میں نبی کریم ﷺ کا وجودِ مسعود

ب: اُن کا مغفرت کی دعا کرنا

تین صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال:

آیت کی تفسیر میں بعض حضراتِ صحابہ نے یہ بات واضح فرمائی ہے۔ اسی سلسلے میں

---

[1] سورة الأنفال / الآية 33.

ذیل میں اُن میں سے تین کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

i: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا:

[''بلاشبہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے مشرکین کہتے تھے:

"لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ".

[''میں آپ کے حضور حاضر ہوں، میں آپ کے حضور حاضر ہوں، میں آپ کے حضور حاضر ہوں۔ میں آپ کے حضور حاضر ہوں، آپ کا کوئی بھی شریک نہیں'']۔

تو (یہ سن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے: "قَدْ قَدْ".

[''بس، بس'']

(یعنی انہی کلمات پر اکتفا کرو، اس کے بعد مزید کچھ نہ کہو)۔

تو وہ (مشرک لوگ) کہتے: "إِلَّا شَرِيْكَ هُوَ لَكَ، تَمْلِكُهُ وَ مَا مَلَكَ".

[''مگر آپ کے لیے ایک شریک ہے، آپ اس کے مالک ہیں اور وہ مالک نہیں'']۔

اور وہ کہتے: "غُفْرَانَكَ، غُفْرَانَكَ".

[''آپ کی بخشش (ہم طلب کرتے ہیں)، آپ کی بخشش (ہم طلب کرتے ہیں)۔''

سو اللہ تعالیٰ نے یہ (آیتِ شریفہ) نازل فرمائی:

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ [1]

اور جب تک آپ اُن کے درمیان رہیں گے، اللہ تعالیٰ اُنہیں عذاب نہیں دیں گے اور جب تک وہ گناہوں کی معافی طلب کرتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ اُنہیں عذاب نہیں دیں گے]۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا:

[1] سورة الأنفال / الآية 33.

"كَانَ فِيهِمْ أَمَانَانِ: نَبِيُّ اللّٰهِ-ﷺ-، وَ الْاِسْتِغْفَارُ".

[''ان میں دو امان (یعنی باعثِ امن چیزیں) تھیں: اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ اور استغفار'']۔

انہوں نے (مزید) بیان کیا: "فَذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ، فَبَقِيَ الْاِسْتِغْفَارُ". ❶

[''نبی کریم ﷺ تشریف لے گئے اور استغفار باقی رہا'']۔

ii: امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ فِيكُمْ أَمَانَانِ: مَضَتْ إِحْدَاهُمَا، وَ بَقِيَتِ الْأُخْرٰى:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ ❷

[تم میں دو باعثِ امن چیزیں تھیں۔ ایک روانہ ہوگئی اور دوسری باقی رہی۔

(ترجمہ: اور جب تک آپ اُن کے درمیان رہیں گے، اللہ تعالیٰ اُنہیں عذاب نہیں دیں گے اور جب تک وہ مغفرت طلب کرتے رہیں گے، اللہ تعالیٰ اُنہیں عذاب نہیں دیں گے]۔

iii: امام طبری اور امام حاکم نے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

---

❶ تفسير الطبري، رقم الرواية 16000، 13/512-513.

❷ المستدرك على الصحيحين، كتاب الدعاء، 1/542. امام حاکم لکھتے ہیں: یہ حدیث (امام) مسلم کی شرط پر صحیح ہے اور ان دونوں (امام بخاری اور امام مسلم) کا (اس بات پر) اتفاق ہے، کہ صحابی کی تفسیر مسند حدیث ہے۔ (یعنی کسی صحابی کی بیان کردہ تفسیر آنحضرت ﷺ کی بیان کردہ حدیث کی مانند ہے)۔ حافظ ذہبی نے اُن کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 1/542؛ و التلخيص 1/542).

"إِنَّهُ كَانَ قَبْلُ أَمَانَانِ، قَوْلُه:

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾

"أَمَّا النَّبِيُّ ﷺ فَقَدْ مَضٰى، وَ أَمَّا الْاِسْتِغْفَارُ فَهُوْ دَائِرٌ فِيكُمْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ." ❶

[''بلاشبہ پہلے سے دو باعثِ امن چیزیں تھیں: ارشادِ تعالیٰ:

(ترجمہ: اور جب تک آپ اُن کے درمیان رہیں گے، اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دیں گے اور جب تک وہ مغفرت طلب کرتے رہیں، اللہ تعالیٰ انہیں عذاب نہیں دیں گے)۔

(انہوں نے بیان کیا): ''نبی کریم ﷺ تو بلاشبہ تشریف لے گئے، لیکن استغفار روزِ قیامت تک تمہارے درمیان موجود ہے''۔]

ب: امام احمد نے حضرت فُضالہ بن عُبید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے، کہ یقیناً آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اَلْعَبْدُ آمِنٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ مَا اسْتَغْفَرَ اللّٰهَ." ❷

[''بندہ جب تک استغفار کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔'']

اللہ تعالیٰ کے غضب اور دنیوی عذاب سے بچنے کی رغبت رکھنے والے شخص پر لازم ہے، کہ وہ استغفار سے چمٹا رہے۔

❶ تفسير الطبري، رقم الأثر 16003، 513/13؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب الدعاء، 542/1. الفاظِ روایت تفسیر الطبری کے ہیں۔

❷ المسند، رقم الحديث 23953، 376/39. شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء لکھتے ہیں: ''یہ حدیث اپنی (دیگر) دونوں سندوں اور شاہد کے ساتھ مل کر [حسن] ہے، البتہ (یہ) اسناد ضعیف ہے۔'' (ملاحظہ ہو: هامش المسند 376/3).

اے ربّ کریم! ہمیں شب و روز استغفار کرنے والے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرما کر دنیوی واخروی عذابوں سے محفوظ فرما دیجیے۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.

- 5 -

نیکی کے میسر آنے والے مواقع سے خوب فائدہ اٹھانا

مصیبتوں کی آمد سے قبل میسر آنے والے مواقع کو غنیمت جانتے ہوئے زیادہ سے زیادہ اچھے اعمال کرنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ اِس بات کی اہمیت پر دلالت کرنے والی باتوں میں سے تین حسبِ ذیل ہیں:

ا: حاصل شدہ موقع کے ہر لحہ ختم ہونے کا اندیشہ

ب: مصیبتوں کے آنے کے بعد اعمال کا حسبِ سابق لکھا جانا

ج: نیکی کرتے ہوئے مرنے پر اُسی حالت میں اٹھایا جانا

ان تینوں اسباب کے متعلق قدرے تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

ا: حاصل شدہ موقع کے ہر لحہ ختم ہونے کا اندیشہ:

کسی بھی شخص کے لیے اچھے اعمال کرنے کا امکان ہمیشہ نہیں رہتا۔ اُن کے کرنے کے مواقع محدود اور اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ اُن کا ہر وقت، ہر مقام اور ہر حالت میں کرنا انسان کے بس میں نہیں۔ انسان کے لیے خیر اور سعادت اِسی میں ہے، کہ وہ ہر میسر آنے والی فرصت اور مہلت کو غنیمت جانتے ہوئے اُسے نیکیاں جمع کرنے کا ذریعہ بنائے۔ نبی کریم ﷺ نے اِس بارے میں نہایت بلیغ اور پُر زور انداز سے تنبیہ و تذکیر فرمائی۔ سلف صالحین نے بھی اِس سلسلے میں بہت موثر طریقے سے تلقین کی۔

ذیل میں اِسی حوالے میں قدرے تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

1: امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

[''بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ. يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا، وَ يُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا، وَ يُصْبِحُ كَافِرًا. يَبِيعُ دِيْنَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا.'' ❶

[''(ایسے) فتنوں سے پہلے، جو کہ تاریک شب کے ٹکڑوں کی مانند ہوں گے، (اچھے) اعمال کرنے میں (ایک دوسرے سے بڑھ کر) جلدی کرو۔ آدمی صبح کے وقت مومن ہوگا اور شام کو کافر ہوگا، یا شام کو مومن ہوگا اور صبح کو کافر ہوگا۔ وہ دنیا کے ساز و سامان کے بدلے میں اپنے دین کو بیچ دے گا۔'']

شرحِ حدیث:

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

وَ قَوْلُهُ ﷺ: (بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا): أَيْ سَابِقُوْا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ هُجُوْمَ الْمِحَنِ الْمَانِعَةِ، اَلسَّالِبَةِ بِشَرْطِهَا الْمُصَحِّحِ لَهَا الْإِيْمَان كَمَا قَالَ: (يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَ يُمْسِي كَافِرًا) وَ لَا إِحَالَةَ وَ لَا بُعْدَ فِي حَمْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَلٰى ظَاهِرِهٖ، لِأَنَّ الْمِحَنَ وَ الشَّدَآئِدَ إِذَا تَوَالَتْ عَلَى الْقُلُوْبِ أَفْسَدَتْهَا بِغَلَبَتِهَا عَلَيْهَا، وَ مَا تُؤَثِّرُ فِيْهَا الْقَسْوَةُ.

وَ مَقْصُوْدُ هٰذَا الْحَدِيْثِ الْحَضُّ عَلَى اغْتِنَامِ الْفُرْصَةِ وَ الْاِجْتِهَادِ فِيْ أَعْمَالِ الْخَيْرِ عِنْدَ التَّمَكُّنِ مِنْهَا قَبْلَ هُجُوْمِ الْمَوَانِعِ.'' ❷

[یعنی ''نیک اعمال کے کرنے کی خاطر رکاوٹ بننے والی اور اُن کے صحیح قرار پانے والی (شرطِ ایمان) کو سلب کرنے والی مصیبتوں کی یلغار پر سبقت لے جاؤ، جیسے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[ترجمہ: ''صبح کے وقت بندہ مومن ہوتا ہے اور شام کو کافر ہو جاتا ہے۔''] ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم الحدیث: 186-(118)، 110/1. ❷ المفهم 326/1.

❸ مقصود یہ ہے، کہ بعض مصائب ایمان کو بھی لے جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے محفوظ فرمائیں۔ آمین.

حدیث کا ظاہری معنی لینا ناممکن ہے اور نہ ہی بعید (از قیاس) بات ہے، کیونکہ جب مسلسل سختیاں اور مصیبتیں دلوں پر آتی ہیں، تو وہ اپنے غلبہ اور اپنے زیر اثر رونما ہونے والی سنگدلی کی بنا پر دلوں کو برباد کر دیتی ہیں۔

اس حدیث کا مقصود یہ ہے، کہ میسر آنے والی فرصت کو غنیمت سمجھا جائے۔ بھلائی اور نیکی کے مواقع میسر آنے پر رکاوٹوں کی یلغار سے قبل خیر اور نیکی کے کام کرنے کی خاطر خوب جدوجہد کی جائے۔'']

امام نووی نے اس حدیث پر درج ذیل عنوان قلم بند کیا ہے:

[بَابُ الْحَثِّ عَلَى الْمُبَادَرَةِ بِالْأَعْمَالِ قَبْلَ تَظَاهُرِ الْفِتَنِ]. ❶

[فتنوں کے پھیلاؤ سے پہلے (اچھے) اعمال کی جانب سبقت لے جانے کے لیے ترغیب کے متعلق باب]۔

2: امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑا، پھر فرمایا:

''كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ.''

[''دنیا میں مسافر (کی مانند) رہو، بلکہ راہ گزر (Transit Passenger) (کی طرح)۔'']

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے:

''إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ،

وَ إِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ،

وَ خُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ،

❶ صحیح مسلم 1/110.

وَ مِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ . "❶

["جب تم شام کرو، تو صبح کا انتظار نہ کرو۔ ❷

اور جب تم صبح کرو، تو شام کا انتظار نہ کرو۔ ❸

اور تم اپنی صحت سے اپنی بیماری کے لیے لے لو۔ ❹

اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے لیے لے لو۔" ❺]

شرحِ حدیث:

علامہ طیبی نے اُرشادِ نبوی ﷺ: [كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ] کی شرح میں لکھا ہے:

(یہاں) [أَوْ] شک یعنی [یا] کے معنٰی کی خاطر نہیں ہے۔ (اس سے مراد کے متعلق) بہترین بات یہ ہے، کہ [بَلْ] یعنی [لیکن] کے معنٰی کے لیے ہو۔

آنحضرت ﷺ نے دنیا میں زندگی بسر کرنے والے کو پردیسی سے تشبیہ دی ہے، کہ جس کے لیے نہ ٹھکانا ہے، کہ اُس میں پناہ لے اور نہ رہائش گاہ ہے، کہ اُس میں سکونت اختیار کرے۔

پھر آنحضرت ﷺ نے بات کو مزید بڑھاتے ہوئے، اس تشبیہ کو چھوڑ کر اُسے راہ گزر (Transit Passenger) سے تشبیہ دی، کیونکہ پردیسی تو بسا اوقات کسی شہر میں سکونت اختیار کر لیتا ہے۔

اُس کے برعکس راہ گزر، جس کی منزل دور دراز ہوتی ہے اور اُس کے اور اُس کی

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الرقاق، باب قول النبي ﷺ: "كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيلٍ"، رقم الحديث 6416، 233/11.

❷ کہ شاید وہ تمہاری زندگی کی آخری شام ہو۔ ❸ کہ شاید وہ تمہاری زندگی کی آخری صبح ہو۔

❹ یعنی بیماری کے دنوں میں اچھے اعمال میں ہونے والی کوتاہی پوری ہو جائے۔

❺ یعنی جب تک زندہ ہو، زیادہ سے زیادہ نیکیاں کما لو، جو موت کے بعد تمہارے کام آئیں۔

منزل کے درمیان تباہ کن وادیاں، ہلاک کرنے والے بے آب و گیاہ میدان اور راستوں میں ڈاکہ ڈالنے والے ہوتے ہیں، تو وہ ایک لمحہ کے لیے بھی کسی جگہ نہ تو رُکتا ہے اور نہ ہی سکونت اختیار کرتا ہے۔

معنی یہ ہے، کہ (اپنی منزل کی جانب) رواں دواں چلتے رہو اور سستی نہ کرو، کیونکہ اگر تم نے کوتاہی کی، تو اُنہی وادیوں میں پڑے رہ کر ہلاک ہو جاؤ گے۔] [1]

قولِ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی شرح:

امام ابن بطال تحریر کرتے ہیں:

''اُن کا ارشاد: [ترجمہ: جب تم شام کرو، تو صبح کا انتظار نہ کرو اور جب صبح کرو، تو شام کا انتظار نہ کرو]:

اُن کی جانب سے ترغیب ہے، کہ موت کو ہمیشہ اپنی نگاہوں کے سامنے رکھو اور اچھے اعمال کے ساتھ اُس کی تیاری کرو۔ اِس بات کی بھی تلقین ہے، کہ امیدوں کو طویل نہ کرو اور دنیا کے قریب آنے سے بے رغبتی اور اعراض کرو۔

اُن کا ارشاد: [ترجمہ: اور اپنی صحت سے اپنی بیماری کے لیے لے لو]:

اچھے اعمال کی راہ میں رکاوٹ بننے والی بیماری کے آنے کے خدشہ کی بنا پر صحت کے دنوں میں اپنے نفس کے لیے (نیک اعمال کر کے) تیاری کرو۔

اُن کا ارشاد: [ترجمہ: اور اپنی زندگی سے اپنی موت کے لیے]:

اس بات پر تنبیہ کر رہا ہے، کہ زندگی کے دنوں کو غنیمت جانو۔ اُس کی عمر بھول اور غفلت میں بیکار نہ گزر جائے، کیونکہ جو مر گیا، اُس کا عمل منقطع ہو گیا اور اُس کے لیے عمل کرنے کا موقع ختم ہو گیا۔ اُس کے لیے اپنی کوتاہی پر ندامت (ہی) ہو گی۔

یہ حدیث کس قدر عظیم خیر کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے!'' [2]

---

[1] منقول از: فتح الباري 234/11 باختصار.

[2] شرح صحيح البخاري لابن بطال 149/10. نیز ملاحظہ فرمایئے: فتح الباري 235/11.

3: امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ:

شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ،

وَ صِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ،

وَغِنَآءَكَ قَبْلَ فَقْرِكَ،

وَ فَرَاغَكَ قَبْلَ شُغُلِكَ،

وَ حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ.'' [1]

[''پانچ سے پہلے پانچ کو غنیمت جانو:

اپنے بڑھاپے سے پہلے اپنی جوانی کو

اور اپنی بیماری سے پہلے اپنی صحت کو

اور اپنے فقر سے پہلے اپنی تونگری کو

اور اپنی مشغولیت سے پہلے اپنی فراغت کو

اور اپنی موت سے پہلے اپنی زندگی کو''] ۔

4: امام بخاری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، کہ بلاشبہ اُنہوں نے فرمایا:

''اِرْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً، وَ ارْتَحَلَتِ الْآخِرَةُ مُقْبِلَةً، وَ لِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا بَنُوْنٌ، فَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَآءِ الْآخِرَةِ، وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَآءِ الدُّنْيَا،

---

[1] المستدرك على الصحيحين، كتاب الرقاق، 306/4. امام حاکم نے اسے [امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے اُن کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 306/4؛ و التلخيص 306/4)۔

فَإِنَّ الْیَوْمَ عَمَلٌ وَّلا حِسَابَ ، وَ غَدًا حِسَابٌ وَّلا عَمَلَ". ❶

[''دنیا مُنہ موڑ کر جا رہی ہے اور آخرت اپنا رخ (ہماری طرف) متوجہ کر کے آ رہی ہے۔ دونوں میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں، سو تم آخرت کے بیٹے بنو، دنیا کے بیٹوں میں شامل نہ ہو جاؤ، کیونکہ آج (وقتِ) عمل ہے اور (آخری) حساب نہیں اور کل حساب ہے اور (فرصتِ) عمل نہیں'']۔

5: امام بخاری نے اشعار کی صورت میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

"اِغْتَنِمْ فِي الْفَرَاغِ فَضَلَ رُكُوعٍ
فَعَسَى أَنْ يَكُوْنَ مَوْتُكَ بَغْتَةً
كَمْ صَحِيْحٍ رَأَيْتُ مِنْ غَيْرِ سُقْمٍ
ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِيْحَةُ فَلْتَةً" ❷

[''فراغت میں رکوع کی فضیلت (کے پانے) کو غنیمت جانو، شاید کہ تمہاری موت یکا یک ہو جائے۔

میں نے کتنے خالی از بیماری تندرست لوگ دیکھے ہیں، کہ اُن کی صحت مند جان اچانک چلی گئی'']۔

ب: مصیبتوں کے آنے کے بعد اعمال کا حسبِ سابق لکھا جانا:

میسر آنے والے مواقع کو غنیمت سمجھ کر زیادہ سے زیادہ اچھے اعمال پر آمادہ کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ بیماری، سفر وغیرہ کی بنا پر حالات کی تبدیلی کے بعد بھی نیک اعمال صحت اور اقامت والے زمانوں ہی کے مطابق لکھے جاتے ہیں۔ اِس سلسلے میں ذیل میں تین احادیث شریفہ ملاحظہ فرمایئے:

❶ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب في الأمل و طوله، 235/11.

❷ هدي الساري مقدمة فتح الباري ص 481.

1: امام بخاری نے حضرت ابو بردہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے کہا: ''میں نے متعدد بار ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ ❶ کو بیان کرتے ہوئے سنا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ أَوْ سَافَرَ كُتِبَ لَهُ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ مُقِيمًا صَحِيحًا.'' ❷

[''جب بندہ بیمار ہو جائے یا سفر کرے، تو اُس کے لیے ویسے ہی اعمال لکھے جاتے ہیں، جیسے کہ وہ حالتِ اقامت اور زمانہ صحت میں کیا کرتا تھا'']۔

اور ابو داؤد کی روایت میں ہے:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا:

''سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم غَيْرَ مَرَّةٍ وَّلَا مَرَّتَيْنِ يَقُوْلُ:

''إِذَا كَانَ الْعَبْدُ يَعْمَلُ عَمَلًا صَالِحًا، فَشَغَلَهُ عَنْهُ مَرَضٌ أَوْ سَفَرٌ، كُتِبَ لَهُ كَصَالِحِ مَا كَانَ يَعْمَلُ، وَ هُوَ صَحِيحٌ مُقِيمٌ.'' ❸

[''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دو مرتبہ نہیں، (بلکہ زیادہ مرتبہ فرماتے ہوئے) سنا:

''جب بندہ کوئی اچھا عمل کیا کرتا تھا، تو پھر بیماری یا سفر نے اُسے اُس (عمل) سے مشغول کر دیا،

تو اُس کے لیے اُسی طرح کا (عملِ) صالح تحریر کیا جاتا ہے، جیسا کہ وہ صحیح اور مقیم ہونے کی حالت میں کیا کرتا تھا'']۔

---

❶ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ، ابو بردہ رحمہ اللہ کے والد محترم تھے۔

❷ صحیح البخاري، کتاب الجهاد، رقم الحدیث 2996، 136/6.

❸ سنن أبي داود، کتاب الجنائز، باب إذا کان الرجل یعمل عملا صالحا فشغله عنه مرض أو سفر، جزء من رقم الحدیث 3089، 245/8-246. شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود 597/2).

امام بخاری نے اس حدیث پر حسبِ ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابٌ يُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مِثْلُ مَا كَانَ يَعْمَلُ فِي الْإِقَامَةِ] ❶

[مسافر کے لیے دورانِ اقامت کیے جانے والے عمل کی مانند (نیکیوں کے) تحریر کیے جانے کے متعلق باب]۔

تنبیہ:

[آنحضرت ﷺ کا کسی بات کو ایک مرتبہ فرمانا، اُس کی اہمیت کو اُجاگر کرنے کے لیے بہت کافی ہے، تو جب آنحضرت ﷺ ایک ہی بات کو دو مرتبہ سے زیادہ بار بیان فرمائیں، تو بلاشبہ اُس کی اہمیت دوچند ہو جائے گی۔ پھر حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا اِس بات کا اپنے بیٹے کو متعدد بار سنانا، اِس کی اہمیت کی مزید تاکید کرتا ہے۔

2: امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا كَانَ عَلَى طَرِيقَةٍ حَسَنَةٍ مِّنَ الْعِبَادَةِ، ثُمَّ مَرِضَ، قِيلَ لِلْمَلَكِ الْمُوَكَّلِ بِهِ:

''اُكْتُبْ لَهُ مِثْلَ عَمَلِهِ إِذَا كَانَ طَلِيقًا، حَتَّى أُطْلِقَهُ أَوْ أَكْفِتَهُ إِلَيَّ.'' ❷

[''بلاشبہ جب بندہ عبادت کے اچھے طریقے پر ہو، پھر بیمار ہو جائے، تو اُس کے ہمراہ مقرر کردہ فرشتے سے کہا جاتا ہے:

''میرے اُسے (بیماری سے) نجات دینے یا اپنے پاس بُلانے تک وہی (یعنی ویسا ہی) اچھا عمل لکھو، جیسا کہ وہ (زمانۂ صحت میں) کیا کرتا تھا'']۔

❶ صحيح البخاري 136/6.

❷ المسند، رقم الحديث 6895، 497/11-498. شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اِس [حدیث] کو صحیح [اور اس کی] اسند کو حسن [قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند 498/11).

3: امام احمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''إِذَا ابْتَلَي اللّٰهُ الْعَبْدَ الْمُسْلِمَ بِبَلَاءٍ فِيْ جَسَدِهٖ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

''اُكْتُبْ لَهُ صَالِحَ عَمَلِهِ الَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُهُ.''

فَإِنْ شَفَاهُ، غَسَلَهُ وَ طَهَّرَهُ ،وَ إِنْ قَبَضَهُ، غَفَرَلَهُ، وَ رَحِمَهُ.'' [1]

[''جب اللہ تعالیٰ مسلمان بندے کو جسمانی آزمائش میں مبتلا کرے، (تو) اللہ تعالیٰ (اُس کے ساتھ مقرر کردہ فرشتے سے) فرماتے ہیں:

''اُس کا وہی (یعنی ویسا ہی) اچھا عمل لکھو، جو وہ (زمانۂ صحت میں) کیا کرتا تھا۔''

پس اگر وہ اُسے شفا دے دیں، تو اُسے (گناہوں سے) دھو ڈالتے اور پاک کر دیتے ہیں اور اگر اُسے (یعنی اُس کی جان) قبض کر لیں، تو اُسے معاف فرما دیتے اور اُس پر رحم فرما دیتے ہیں''] ۔

کسی بھی شخص کو خبر نہیں، کہ اُس کے حالات کس وقت یکسر بدل جائیں، صحت بیماری میں، فراغت مشغولیت میں، تونگری تنگ دستی میں اور گھر میں ٹھہرنا سفر میں تبدیل ہو جائے اور پھر نیک اعمال کا کرنا ممکن یا اتنا سہل اور آسان نہ رہ جائے، جیسے پہلے تھا، لہٰذا اُسے چاہیے، کہ عام حالات میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کما لے، تاکہ ناگہانی صورتِ حال میں ویسی ہی نیکیاں اُس کے لیے تحریر کی جائیں۔ علاوہ ازیں وہی نیکیاں بدلے ہوئے حالات کے سُدھارنے میں اُس کے کام آئیں۔

ج: نیکی کرتے ہوئے مرنے پر اُسی حالت میں اٹھایا جانا:

کسی جان کو یہ خبر نہیں، کہ کل وہ کیا کرے گی اور نہ وہ اِس بات سے آگاہ ہے،

[1] المسند، رقم الحدیث 12503، 19/483-484. شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اسے [صحیح لغیرہ] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند 19/484).

کہ کل اُس کے ساتھ کیا ہو گا۔ کچھ معلوم نہیں، کہ آنے والے وقت میں کوئی جان لیوا مصیبت اُسے آ دبوچے اور اُسے کسی کام کا نہ رہنے دے یا اُس کی زندگی کا چراغ گُل کر دے۔ اُسے چاہیے، کہ ہر دم نیکی کرنے کی کوشش میں لگا رہے، شاید کہ نیکی کرنے کے دوران ہی اُس کا آخری وقت آ جائے، تو قیامت کے دن اُسی اچھی حالت میں اٹھایا جائے، کیونکہ انسان جس حالت میں مرے گا، اُسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَا مَاتَ عَلَیْهِ.'' ❶

[''ہر بندہ وہی عمل کرتے ہوئے اٹھایا جائے گا، جسے کرتے ہوئے اُسے موت آئی ہو گی''۔]

شرحِ حدیث:

امام نووی لکھتے ہیں:

''قَالَ الْعُلَمَآءُ:

''مَعْنَاهُ. یُبْعَثُ عَلَی الْحَالَةِ الَّتِيْ مَاتَ عَلَیْهَا.'' ❷

[علماء نے بیان کیا:

''جس حالت میں فوت ہو گیا، اُسی میں اٹھایا جائے گا۔'']

امام احمد اور امام حاکم کی روایت:

اُس کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها وأهلها، باب الأمر بحسن الظن بالله تعالی عند الموت، رقم الحدیث 83-(2878)، 4/2206.

❷ شرح النووي 210/15.

"مَنْ مَّاتَ عَلٰی شَيْءٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَیْهِ." ❶

["کسی چیز (یعنی قول وعمل) پر مرنے والا اُسی (قول وعمل) پر اٹھایا جائے گا"]۔

اے اللہ کریم! ہمیں اپنی پسندیدہ حالت ہی میں موت کا وقت نصیب فرمانا۔

آمین یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِکْرَامِ.

-6-

تنگی میں قربِ الٰہی پانے کے لیے آسودگی میں نیکیاں کرنا

بندے کو چاہیے، کہ خوش حالی، آسودگی اور سکھ چین کے زمانے میں زیادہ سے زیادہ نیکیاں کما لے، کیونکہ ایسے کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ عسرت، تنگی، پریشانی اور مصیبتوں کے زمانے میں قدر افزائی فرماتے ہیں اور اُن نیک اعمال کی برکت سے اُن کی دعاؤں کو شرفِ قبولیت عطا فرماتے ہیں۔

دو دلائل:

ا: امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ اُنہوں نے بیان کیا:

["میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے نوجوان!

"اِحْفَظِ اللّٰهَ یَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ أَمَامَكَ، تَعَرَّفْ إِلَیْهِ فِي الرَّخَاءِ، یَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ." ❷

---

❶ المسند، رقم الحدیث 14373، 271/22؛ والمستدرك علی الصحیحین، کتاب الرقاق، 313/4.

❷ المسند، جزء من رقم الحدیث 2803، 18/5-19. شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند 19/5)؛ نیز دیکھیے: صحیح الجامع الصغیر وزیادته 569/1؛ وظلال الجنة في تخریج السنة للشیخ الألباني 139/1.

[''تم اللہ تعالیٰ (کے احکام) کی حفاظت کرو، وہ تمہاری حفاظت فرمائیں گے، تم اللہ تعالیٰ (کے اوامر ونواہی) کی حفاظت کرو، تم انہیں (مصیبتوں سے بچاؤ اور اُن کے مقابلے کے موقع پر) اپنے سامنے پاؤ گے۔ آسودگی میں اُن سے شناسائی پیدا کرو، وہ سختی میں تمہیں پہچان لیں گے''].

شرحِ حدیث:

علامہ مناوی لکھتے ہیں:

(تَعَرَّفْ إِلَى اللّٰهِ): أَيْ تَحَبَّبْ وَتَقَرَّبْ إِلَيْهِ بِطَاعَتِهِ، وَاشْكُرْ عَلَى سَابِغِ نِعْمَتِهِ، وَصِدْقِ الْإِلْتِجَاءِ الْخَالِصِ قَبْلَ نُزُوْلِ بَلِيَّتِهِ

(فِي الرَّخَاءِ): أَيْ فِي الدَّعَةِ، وَالْأَمْنِ، وَالنِّعْمَةِ، وَسَعَةِ الْعُمُرِ، وَصِحَّةِ الْبَدَنِ، فَالْزَمِ الطَّاعَاتِ وَالْإِنْفَاقَ فِي الْقُرُبَاتِ، حَتّٰى تَكُوْنَ مُتَّصِفًا عِنْدَهُ بِذٰلِكَ، مَعْرُوْفًا بِهِ

(يَعْرِفُكَ فِي الشِّدَّةِ) بِتَفْرِيْجِهَا عَنْكَ، وَجَعْلِهِ لَكَ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا، وَمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا بِمَا سَلَفَ مِنْ ذٰلِكَ التَّعَرُّفِ.

فَإِذَا تَعَرَّفْتَ إِلَيْهِ فِي الرَّخَاءِ وَالْاِخْتِيَارِ جَازَاكَ عَلَيْهِ عِنْدَ الشَّدَائِدِ وَالْاِضْطِرَارِ بِمَدَدِ تَوْفِيْقِهِ وَخَفِيِّ لُطْفِهِ. ❶

[(تَعَرَّفْ إِلَى اللّٰهِ): یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کے نازل ہونے سے پہلے اُن کی طاعت گزاری سے اُن کی محبت اور قرب حاصل کرو۔ اُن کی عطا کردہ عظیم الشان نعمتوں پر شکر کرو اور یکسوئی اور دل جمعی سے اُن کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

(فِي الرَّخَاءِ): یعنی فارغ البالی، امن، نعمتوں، خوش گوار زندگی اور جسمانی صحت

❶ فیض القدیر شرح جامع الصغیر 251/3 باختصار.

کے زمانے میں طاعت گزاری اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کو اپنے لیے لازم کرو، یہاں تک کہ، تم اِن اوصاف اور خوبیوں کے حامل ہونے کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے ہاں جانے پہچانے جاؤ۔

(يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ): یعنی وہ تمہیں سابقہ شناسائی کی وجہ سے سختی کے وقت اُسے تم سے دُور کرنے، تمہارے لیے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا کرنے اور غم سے چھٹکارا دینے کی صورت میں پہچان لیں گے۔

پس جب تم اُن سے آسودگی اور آسانی کے دوران شناسائی پیدا کرو گے، تو وہ اپنی توفیق سے اعانت فرما کر اور غیبی شفقت فرما کر سختیوں اور بے بسی کے عالَم میں تمہیں بدلہ عطا فرمائیں گے۔]

ب: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوْا إِلٰى غَارٍ فِيْ الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ، فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ:

"اُنْظُرُوْا أَعْمَالًا، عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى صَالِحَةً، فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا".

[جب تین آدمی چل رہے تھے، کہ بارش نے انہیں آ لیا، تو وہ پہاڑ میں ایک غار کی طرف متوجہ ہوئے (یعنی انہوں نے پہاڑ کی ایک غار میں پناہ لی)۔ اُن کی غار کے منہ پر پہاڑ کا ایک پتھر گرا، تو اُس کا منہ بند ہو گیا۔

انہوں نے ایک دوسرے سے کہا:

''اپنے ایسے اچھے اعمال دیکھو، جو تم نے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہوں اور

اُن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، شاید کہ وہ غار (کے منہ) کو کھول دیں۔"][1]

فَقَالَ أَحَدُهُمْ:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ، وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ، كُنْتُ أَرْعٰى عَلَيْهِمْ. فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ، فَحَلَبْتُ، بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ. وَإِنَّهُ نَاءَ بِيَ الشَّجَرُ، فَمَا أَتَيْتُ حَتّٰى أَمْسَيْتُ. فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا،

---

[1] صحيح البخاري کی ایک دوسری روایت میں ہے:
"فَقَالُوْا: "إِنَّهُ لَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ إِلَّا أَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ أَعْمَالِكُمْ". (كتاب الإجارة، باب من استأجر أجيرًا ...، جزء من رقم الحديث 2272، 449/4).
[''انہوں نے (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا: ''بلاشبہ تمہیں کوئی چیز اس چٹان سے نجات نہیں دلوا سکتی، مگر یہ کہ تم اپنے نیک اعمال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو''۔]
صحيح مسلم میں ہے:
"اُنْظُرُوْا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ، فَادْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِهَا، لَعَلَّ اللّٰهَ يُفَرِّجُهَا عَنْكُمْ".
(كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، جزء من رقم الحديث 100، (2743)، 2099/4).
[''تم نے اللہ تعالیٰ کے لیے جو اچھے اعمال کیے ہیں، انہیں دیکھو اور اُن کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، شاید کہ وہ تمہارے لیے کشادگی فرما دیں''۔]
حافظ ابن حجر نے ذکر کیا ہے:
[ایک اور روایت میں ہے:
"اُدْعُوا اللّٰهَ بِأَفْضَلِ عَمَلٍ عَمِلْتُمُوْهُ".
[''اللہ تعالیٰ سے اپنے بہترین عمل کے ساتھ دعا کرو''۔]
امام بزار کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث میں ہے:
"تَفَكَّرُوْا فِيْ أَحْسَنِ أَعْمَالِكُمْ فَادْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰى بِهَا، لَعَلَّ اللّٰهَ يُفَرِّجُ عَنْكُمْ".
[''اپنے بہترین عمل کے بارے میں غور و خوض کر کے، اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، شاید کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے کشادگی پیدا کر دیں''۔]
نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کی روایت کردہ حدیث میں ہے:
"إِنَّكُمْ لَنْ تَجِدُوْا شَيْئًا خَيْرًا مِنْ أَنْ يَدْعُوَ كُلُّ امْرِئٍ مِنْكُمْ بِخَيْرِ عَمَلٍ عَمِلَهُ قَطُّ".
(ملاحظہ ہو: فتح الباري 507/6).
[''بلاشک تم کوئی چیز اس سے بہتر نہیں پاؤ گے، کہ تم میں سے ہر شخص اپنے بہترین عمل کے ساتھ فریاد کرے''۔]

فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ. فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ، فَقُمْتُ عِنْدَ رُؤُوسِهِمَا، أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَ أَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا، وَ الصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ. فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِي وَ دَأْبُهُمْ، حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ.

فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً، نَرٰى مِنْهَا السَّمَآءَ".

فَفَرَجَ اللّٰهُ لَهُمْ فُرْجَةً حَتّٰى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَآءَ.

[سو اُن میں سے ایک نے عرض کیا:

''اے اللہ! بلاشبہ میرے بزرگ بوڑھے والدین تھے اور میرے چھوٹے بچے تھے۔ میں اُن کے لیے بکریاں چرایا کرتا تھا۔ جب میں شام کو اُن کے پاس واپس آتا، تو دودھ دوہتا، تو اپنی اولاد سے پہلے اپنے والدین کو دودھ پلانے کے ساتھ ابتدا کرتا۔

بلاشبہ (ایک دن چارے کی غرض سے) درختوں کی تلاش مجھے دُور لے گئی، تو میں رات گئے واپس آیا۔ میں نے دیکھا، کہ وہ دونوں سو چکے تھے۔ میں نے حسبِ سابق (دودھ) دوہا اور اُن کے سرہانے دودھ لیے آ کھڑا ہوا۔ میں انہیں نیند سے بیدار کرنا ناپسند کرتا تھا اور اُن سے پہلے بچوں کو دودھ پلانا (بھی) مجھے پسند نہیں تھا۔ بچے میرے قدموں کے پاس بھوک سے بلبلا رہے تھے۔ اِسی صورتِ حال میں صبح ہوگئی۔

سو اگر آپ جانتے ہیں، کہ میں نے وہ (کام) آپ کی رضا کے حصول کی خاطر کیا تھا، تو ہمارے لیے اتنی کشادگی فرما دیجیے، کہ ہم اُس کے ذریعے آسمان دیکھ سکیں۔''

اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے اتنی کشادگی فرما دی، کہ وہ اُس میں سے آسمان دیکھ سکتے تھے۔]

وَ قَالَ الثَّانِي:

"اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِيَ ابْنَةُ عَمٍّ. أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَآءَ،

فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا، فَأَبَتْ حَتّٰی آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ.

فَسَعَيْتُ حَتّٰی جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ، فَلَقِيتُهَا بِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا، قَالَتْ:

"يَا عَبْدَ اللّٰهِ! اتَّقِ اللّٰهَ، وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ إِلَّا بِحَقِّهِ."

فَقُمْتُ عَنْهَا.

اَللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي قَدْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا".

فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً.

[دوسرے نے کہا:

"اے اللہ! بلاشبہ میری چچا زاد بہن تھی۔ میں اُس سے مَردوں کی عورتوں سے انتہا درجے والی محبت کرتا تھا۔ میں نے اُس سے اُس کے نفس کی فرمائش کی، ❶ تو اُس نے انکار کردیا، یہاں تک، کہ میں اُسے سو دینار لا کر دوں۔

میں نے دوڑ دھوپ کی، یہاں تک کہ میں نے سو دینار جمع کرلیا اور اُس (رقم) کے ساتھ اُس (خاتون) سے ملاقات کی۔

جب میں اُس کے دونوں قدموں کے درمیان بیٹھا، (تو) اُس نے کہا:

"اے اللہ تعالیٰ کے بندے! اللہ سے ڈرو اور مہر کو نہ توڑو، مگر درست طریقے سے۔"

سو (میں یہ سُن کر) اُس سے اٹھ کھڑا ہوا۔

اے اللہ! سو اگر آپ جانتے ہیں، کہ میں نے وہ (کام) آپ کی خوشنودی کی خاطر کیا ہے، تو ہمارے لیے اُس سے (مزید) کشادگی پیدا فرما دیجیے۔"

چنانچہ اُن کے لیے کچھ مزید کشادگی ہوگئی۔]

وَقَالَ الْآخِرُ:

---

❶ یعنی وہ مجھے اپنے ساتھ بُرائی کا موقع دے۔

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقِ أُرْزٍ، فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ، قَالَ:

"أَعْطِنِيْ حَقِّيْ".

فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، فَتَرَكَهُ، وَ رَغِبَ عَنْهُ.

فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ، حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَّرَاعِيَهَا، فَجَآءَنِيْ، وَقَالَ:

"اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ وَأَعْطِنِيْ حَقِّيْ".

فَقُلْتُ: "اِذْهَبْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا".

فَقَالَ: "اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِيْ".

فَقُلْتُ: "إِنِّيْ لَآ أَهْزَأُ بِكَ، فَخُذْ تِلْكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا".

فَأَخَذَهُ، فَانْطَلَقَ.

فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ مَا بَقِيَ".

فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ". ❶

آخری (یعنی تیسرے) شخص نے کہا:

"اے اللہ! بلاشبہ میں نے ایک مزدور ایک فرق ❷ چاول کے معاوضے پر رکھا تھا۔ جب اُس نے اپنا کام پورا کرلیا، تو کہا: "میرا حق مجھے دیجیے۔"

میں نے اُس کا حق اُسے پیش کیا، تو اُس نے اُس (مزدوری) پر ناراض ہوتے ہوئے، اُسے نہ لیا۔

میں اُس (کے چھوڑے ہوئے چاولوں) سے کاشت کرتا رہا، یہاں تک کہ میں

---

❶ متفق علیہ: صحیح البخاري، کتاب الأدب، رقم الحدیث 404/10؛ و صحیح مسلم، کتاب الذکر و الدعآء و التوبة و الاستغفار، رقم الحدیث 100-(2743)، 2099/4-2100. الفاظ حدیث صحیح البخاري کے ہیں۔

❷ (فَرَق): تین [صاع] ہوتا ہے۔ اور ایک [صاع] کم وبیش اڑھائی کلو۔ اس طرح تین [صاع] قریباً ساڑھے سات کلو ہوگا۔ وَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ. (ملاحظہ ہو: فتح الباري 507/6).

نے اُس سے گائیں اور اُن کا چرواہا حاصل کر لیا۔

وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

''اللہ تعالیٰ سے ڈرو، مجھ پر ظلم نہ کرو اور مجھے میرا حق دو۔''

میں نے اُسے کہا:

''اُن گائیوں اور ان کے چرواہے کی طرف جاؤ۔''

اُس نے کہا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور مجھ سے مذاق نہ کرو۔''

میں نے کہا: ''بلاشبہ میں تم سے مذاق نہیں کر رہا۔ اُن گائیوں اور اُن کے چرواہے کو لے لو۔''

چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا۔

سو اگر آپ جانتے ہیں، کہ بلاشبہ میں نے وہ کام آپ کی خوشنودی کے حصول کی غرض سے کیا، تو آپ (غار سے نکلنے میں) باقی ماندہ (موجود رکاوٹ) بھی دُور فرما دیجیے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے لیے (پوری طرح) کشادگی فرما دی (جس سے وہ باہر آ گئے۔'')]

اس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں، کہ مصیبت میں پھنسے ہوئے تینوں اشخاص نے پہلے سے کیے ہوئے اپنے اچھے اعمال کے ساتھ مصیبت سے خلاصی کی فریاد کی، تو اللہ کریم نے اُن کی دادرسی فرمائی۔

حدیثِ شریف کے حوالے سے دو باتیں:

1: محدثین کے حدیث پر تحریر کردہ پانچ عنوانات:

ا: امام بخاری لکھتے ہیں:

[بَابُ إِجَابَةِ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ] [1]

---

[1] صحيح البخاري، كتاب الأدب، 404/10.

[والدین کے ساتھ نیکی کرنے والے کی دعا کے قبول ہونے کے متعلق باب]۔

ii: صحیح مسلم کی روایت پر امام نووی نے درج ذیل عنوان لکھا ہے:

[بَابُ قِصَّةِ أَصْحَابِ الْغَارِ الثَّلاثَةِ وَ التَّوَسُّلِ بِصَالِحِ الْأَعْمَالِ] ❶

[غار والے تین اشخاص اوران کے نیک اعمال کو وسیلہ بنانے کا قصہ]۔

iii: علامہ قرطبی نے تحریر کیا ہے:

[بَابُ الدُّعَآءِ بِصَالِحِ مَا عَمِلَ مِنَ الْأَعْمَالِ] ❷

[اعمال میں سے کیے گئے اچھے کاموں کے ساتھ دعا کے متعلق باب]۔

iv: امام ابن حبان نے قلم بند کیا ہے:

[ذِكْرُ الْخَبَرِ الدَّآلِّ عَلٰی أَنَّ دُعَآءَ الْمَرْءِ بِأَوْثَقِ عَمَلِهِ قَدْ يُرْجٰی لَهُ إِجَابَةُ ذٰلِكَ الدُّعَآءِ] ❸

[بندے کی اپنے مضبوط ترین عمل کے ساتھ کی گئی دعا کی قبولیت کی امید پر دلالت کرنے والی حدیث کا ذکر]۔

v: امام ابن حبان لکھتے ہیں:

[ذِكْرُ الْخِصَالِ الَّتِي يُرْتَجٰی لِلْمَرْءِ بِاسْتِعْمَالِهَا زَوَالُ الْكَرْبِ فِي الدُّنْيَا عَنْهُ]. ❹

[ایسی خصلتوں کا ذکر جن کے کرنے والے سے دنیا میں غم کے دُور ہونے کی توقع کی جاتی ہے]۔

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الذكر و الدعآء و التوبة و الاستغفار، 2099/4.

❷ المفهم 64/7.

❸ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأدعية، 178/3.

❹ المرجع السابق 251/3.

شرحِ حدیث:

i: امام نووی لکھتے ہیں:

"اِسْتَدَلَّ أَصْحَابُنَا بِهٰذَا عَلَى أَنَّهُ يُسْتَحَبُّ لِلْإِنْسَانِ أَنْ يَّدْعُوَ فِي حَالِ كَرْبِهِ، وَفِي دُعَاءِ الْاِسْتِسْقَاءِ وَغَيْرِهِ بِصَالِحِ عَمَلِهِ، وَيَتَوَسَّلَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى بِهِ، لِأَنَّ هٰؤُلَاءِ فَعَلُوْهُ، فَاسْتُجِيْبَ لَهُمْ، وَذَكَرَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي مَعْرَضِ الثَّنَاءِ عَلَيْهِمْ وَجَمِيْلِ فَضَائِلِهِمْ." ❶

[''ہمارے علماء نے اس سے استدلال کیا ہے، کہ مصیبت اور بارش کے لیے دعا وغیرہ کے موقعوں پر انسان کے لیے مستحب ہے، کہ وہ اپنے اچھے اعمال کے ساتھ دعا کرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور انہیں وسیلہ بنائے، کیونکہ انہوں نے ایسے کیا، تو اُن کی دعا قبول کی گئی اور نبی کریم ﷺ نے اُن کا تذکرہ اُن (غار والوں) کی تعریف کرتے ہوئے اور ان کے اچھے فضائل بیان کرتے ہوئے فرمایا۔'']

ii: حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں:

"وَفِي هٰذَا الْحَدِيْثِ اِسْتِحْبَابُ الدُّعَاءِ فِي الْكَرْبِ، وَالتَّقَرُّبُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى بِذِكْرِ صَالِحِ الْعَمَلِ، وَاسْتِنْجَازِ وَعْدِهِ بِسُؤَالِهِ." ❷

[''اس حدیث میں مصیبت میں دعا کرنے، نیک عمل کا تذکرہ کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی سعی کرنے اور اُن سے، اُن کے وعدہ کے پورا کرنے کی التجا کرنے کا استحباب ہے۔'']

❀ ایک اشکال:

امام نووی نے قاضی حسین اور بعض دیگر علماء سے نقل کیا ہے، کہ بارش طلب

❶ شرح النووي 56/17.

❷ ملاحظہ ہو: فتح الباري 509/6-510.

کرتے وقت ایسا کرنا مستحب ہے، پھر انہوں نے قاضی رحمہ اللہ کا بیان کردہ حسبِ ذیل اشکال ذکر کیا ہے:

شاید یہ کہا جائے: ''اس میں ایک چیز (محلِ نظر) ہے اور وہ یہ ہے، کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حضور کلی محتاجی اور یکسر سپردگی نہیں اور دعا میں تو ایسے (ہی) ہونا چاہیے۔'' ❶

حافظ ابن حجر نے علامہ محبّ طبری کے حوالے سے بھی اشکال کا ذکر کیا ہے، کہ اس میں (اپنے) عمل کا دکھاوا ہے اور استسقاء میں تو خود کو حقیر ظاہر کرنا زیادہ مناسب ہوتا ہے، کیونکہ وہ تو مقامِ عاجزی ہے۔ ❷

اشکال کا جواب:

محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس اشکال کا جواب دیا ہے۔ ذیل میں اُن میں سے تین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

i: علامہ نووی نے تحریر کیا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اُن لوگوں کی تعریف کرتے ہوئے بیان فرمائی، لہٰذا یہ اِس بات کی دلیل ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اِس طرزِ عمل کو درست قرار دیا۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ. ❸

ii: علامہ محبّ طبری لکھتے ہیں:

بلاشبہ غار والوں نے اپنے اعمال کے ذریعے سے شفاعت نہیں کی، بلکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی، کہ اگر اُن کے اعمال خالص تھے اور اُن کے ہاں قبول کیے گئے، تو وہ اُن کا بدلہ اُن کے لیے غار کے منہ سے پتھر ہٹا کر کشادگی پیدا کرنے کی صورت میں فرما دیں۔ ❹

---

❶ ملاحظہ ہو: الأذکار، باب دعاء الإنسان و توسّله بصالح عمله إلی اللّٰه تعالی، ص 568.

❷ ملاحظہ ہو: فتح الباري 510/6.

❸ ملاحظہ ہو: الأذکار ص 568.

❹ ملاحظہ ہو: فتح الباري 510/6.

iii: علامہ سبکی کبیر نے قلم بند کیا ہے:

حدیث میں عمل کا دکھلاوا بالکل ہی نہیں، کیونکہ ہر ایک کی بات یہ تھی:

[''اگر آپ جانتے ہیں، کہ میں نے وہ (کام) آپ کی رضا طلب کرنے کی خاطر کیا''] ۔

اُن میں سے کوئی ایک بھی اپنے عمل میں اخلاص (کی موجودگی) کا یقین نہیں رکھتا تھا، بلکہ اُنہوں نے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کو سونپ دیا۔

لہٰذا جب اُنہوں نے اپنے بہترین عمل میں اخلاص کے بارے میں جزم کے ساتھ بات نہیں کی، تو دیگر اعمال میں یہ صورتِ حال بطریقِ اولیٰ ہوگی۔

اِس سے معلوم ہوتا ہے، کہ اِس جیسی صورتِ حال میں درست طریقہ یہ ہے، کہ بندہ اپنے قصوروار ہونے کا اعتقاد رکھے۔ اپنے ہر اُس عمل کو ڈھونڈے، جس کے خالص ہونے کا اُسے گمان ہو۔ پھر اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کو سونپ دے اور دعا کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ معلّق کر دے۔ اِس طرح وہ، دعا کرتے وقت قبولیت کی امید رکھنے والا اور اس کے نامنظور کیے جانے سے ڈرنے والا ہوگا۔ اگر اُسے اپنے کسی بھی عمل کے بارے میں خالص ہونے کا ظنِ غالب نہ ہو، تو پھر وہ اپنی حد میں رہے اور کسی غیر مخلصانہ عمل کے ساتھ دعا کرنے سے حیا کرے۔ ❶

علامہ سبکی کبیر نے مزید فرمایا:

[انہوں نے ابتدا میں (آپس میں ایک دوسرے سے) کہا:

''تم اللہ تعالیٰ سے اپنے نیک اعمال کے ساتھ دعا کرو'']،

پھر انہوں نے دعا کرتے وقت اِس طرح مطلق بات نہ کی اور نہ ہی اُن میں سے کسی ایک نے کہا:

❶ ملاحظہ ہو: فتح الباري 510/6.

''میں اپنے عمل کے ساتھ آپ سے دعا کرتا ہوں''

بلکہ کہا:

''اگر آپ جانتے ہیں''،

پھر اِس کے بعد اپنے عمل کا ذکر کیا۔ ❶

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ مصیبتوں کے وقت اپنے اعمال صالحہ کے ساتھ، مشروط طور پر، ❷ دعا کرنا درست ہے۔

اللہ تعالیٰ مصیبتوں کے آنے سے پہلے ہمیں اخلاص کے ساتھ زیادہ سے زیادہ اچھے اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ إِنَّهُ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.

-7-

مصائب سے بچانے والے اذکار کا اہتمام

کچھ اذکار، دعائیں اور وظائف بندے کو مصائب و تکالیف، رنج و غم اور پریشانیوں سے محفوظ رکھنے میں نہایت درجہ مؤثر، انتہائی مفید اور غایت درجہ قوت والے ہیں۔ ایسے ہی وظائف کو درجِ ذیل پانچ عنوانات کے تحت توفیقِ الٰہی سے تحریر کیا جا رہا ہے۔

ا: نعمتوں کی حفاظت کرنے والا ذکر

ب: اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں دینے والے اذکار

ج: ہر شر سے کفایت کرنے والے اذکار

د: مصیبتوں سے بچانے والے اذکار

ہ: مصائب سے پناہ طلب کرنے کے لیے اذکار

---

❶ یعنی آپ کے علم میں اگر میرا عمل خالص تھا، تو آپ اُسے میری دعا کی قبولیت کا سبب بنا دیجیے۔

❷ اس شرط کے ساتھ، کہ اگر آپ کے علم میں میرا فلاں عمل خالص تھا۔

-۱-

نعمتوں کی حفاظت کرنے والا ذکر

سورۃ الکہف میں دو آدمیوں کے قصے کو بیان کرتے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ...... ایک مومن کی اپنے کافر ساتھی سے کہی ہوئی بات ذکر کرتے ہوئے ...... فرمایا:

i-i: ﴿وَلَوْلَآ إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ
[مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ]﴾ ❶

[اور تو نے اپنے باغ میں، داخل ہوتے وقت کیوں نہیں کہا:
''جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (ہونے والا ہے)، کوئی قوت نہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے]۔

امام ابن قیم کا قول:

حضرت امام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اپنے باغ، گھر میں داخل ہونے اور اپنے مال و اہل میں پسندیدہ صورتِ حال دیکھنے والے کو فوراً یہ کلمات پڑھنے چاہیے، کیونکہ (اِن کے پڑھنے سے پھر) وہ اُن میں کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھے گا (إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی)۔ ❷

امام ابن قیم کا اِن کلمات پر تحریر کردہ عنوان:

[فِيْ الذِّكْرِ الَّذِيْ تُحْفَظُ بِهِ النِّعَمُ] ❸

[اس ذکر کے بارے میں، جس کے ساتھ نعمتیں محفوظ ہو جائیں]۔

---

❶ جزء من الآية 39.

❷ ملاحظہ ہو: صحیح الوابل الطیب ص 208.

❸ المرجع السابق ص 207.

-ب-

اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں دینے والے اذکار

کچھ اذکار ایسے ہیں، جو بندے کو اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں داخل کر دیتے ہیں۔

انہی میں سے دو درج ذیل ہیں:

i-ii: امام طبرانی نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان فرمایا:

[''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِيْ دُبُرِ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ فِيْ ذِمَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِلَى الصَّلَاةِ الْأُخْرٰى.''[1]

[''جس نے فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی، وہ آئندہ نماز تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہو گیا۔'']

ii—iii: امام احمد نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''میرے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر کے لیے ارادہ رکھنے والے کسی شخص کے پاس تشریف لاتے، تو اُسے فرماتے:

''أُدْنُ حَتّٰى أُوَدِّعَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُوَدِّعُنَا''.

[''قریب ہو جاؤ، یہاں تک کہ میں تمہیں اسی طرح الوداع کروں، جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں الوداع کیا کرتے تھے۔'']

[1] منقول از: الترغيب والترهيب، كتاب الذكر والدعاء، الترغيب في آيات وأذكار بعد الصلوات المكتوبات، رقم الحديث 7، 453/2. حافظ منذری اور حافظ ہیثمی نے اس کی [سند کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 453/2؛ ومجمع الزوائد 102/10).

فَيَقُوْلُ:

"أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَ أَمَانَتَكَ وَ خَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ". ❶

پھر وہ کہتے:

[ترجمہ: "میں تمہارے دین، تمہاری امانت اور تمہارے عمل کے اختتام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔"]

اللہ تعالیٰ کی سپرد کردہ چیز کے متعلق لقمان حکیم کا قول:

امام احمد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، (کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ لُقْمَانَ الْحَكِيْمَ كَانَ يَقُوْلُ:

"إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِذَا اسْتَوْدِعَ شَيْئًا، حَفِظَهُ." ❷

["بلاشبہ لقمان حکیم کہا کرتے تھے:

"بلاشبہ جب کوئی چیز اللہ عزوجل کے سپرد کی جائے، تو وہ اس کی حفاظت کرتے ہیں"]۔

-ج-

ہر شر سے کفایت کرنے والے اذکار

ایسے اذکار میں سے دو درج ذیل ہیں:

iv—i: امام بخاری نے حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

["نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

---

❶ المسند، رقم الحدیث 4524، 119/8. شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش المسند 119/8)۔

❷ المسند، رقم الحدیث 5605، 430/9. شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش المسند 430/9)

"مَنْ قَرَأَ بِالْآيَتَيْنِ مِنْ آخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِيْ لَيْلَةٍ كَفَتَاهُ." ❶

[''جس نے رات میں سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں، تو وہ اُسے کفایت کریں گی۔'']

[كَفَتَاهُ] [اُسے کفایت کرنے] سے مراد:

حافظ ابن حجر اس کی شرح میں متعدّد اقوال ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

❀ یعنی قرآن کریم کی دورانِ نماز یا نماز کے بغیر تلاوت کے ساتھ رات کی عبادت سے کفایت کریں گی۔

❀ ہر مصیبت کے مقابلے کے لیے کافی ہوں گی۔

❀ شیطان کے شر کے مقابلے میں کافی ہوں گی۔

❀ انسانوں اور جنوں کے شر کے مقابلے میں کافی ہوں گی۔ ❷

❀ اس کی وجہ سے حاصل ہونے والا ثواب کسی اور چیز کے طلب کرنے سے کفایت کرے گا۔

حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ مزید لکھتے ہیں:

"يَجُوْزُ أَنْ يُّرَادَ جَمِيْعُ مَا تَقَدَّمَ . وَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ". ❸

[''ممکن ہے، کہ سابقہ ذکر کردہ ساری چیزیں (ہی) مراد ہوں۔ یعنی ان دو آیتوں کا رات کو پڑھنا اُن سب چیزوں سے کفایت کرے۔ وَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.'']

میں عرض کرتا ہوں: "وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ." ❹

[اور یہ (سب کچھ عطا فرمانا) اللہ تعالیٰ کے لیے چنداں مشکل نہیں]۔

v ــــ ii: حضراتِ ائمہ ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے حضرت عبداللہ بن خُبیب رضی اللہ عنہ

❶ صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، رقم الحديث 5009، 55/9.

❷ ملاحظہ ہو: فتح الباري 56/9.

❸ المرجع السابق 56/9.

❹ ترجمہ: ایسے کرنا اللہ تعالیٰ پر چنداں دشوار نہیں۔

سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''ہم ایک بارش اور شدید تاریکی والی رات میں رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلے، کہ وہ ہمیں نماز پڑھائیں۔

انہوں نے بیان کیا: ''سو (جب) میں نے آنحضرت ﷺ کو ڈھونڈ لیا، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم کہو (یعنی پڑھو)۔''

تو میں نے کوئی چیز نہ کہی۔ آنحضرت ﷺ نے پھر فرمایا: ''تم کہو۔''

تو میں نے کچھ بھی نہ کہا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم کہو۔''

تو میں نے عرض کیا: ''میں کیا کہوں؟''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''قُلْ: "﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ وَ الْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ، وَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ.'' ❶

[''تم ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ اور معوِّذَتَین (یعنی سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) شام اور صبح کے وقت تین، تین مرتبہ پڑھو گے، تو تمہیں یہ (یعنی اُن کا پڑھنا) ہر چیز سے کفایت کر دے گا۔'']

[ہر چیز سے کفایت کرنے] سے مراد:

- ہر بُری چیز کو تجھ سے دُور کر دے گا
- یا تجھے اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرنے والے دیگر سب اوراد سے مستغنی کر دے گا۔ ❷

---

❶ سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، رقم الحديث 5072، 290/13؛ وجامع الترمذي، أحاديث شتّى من أبواب الدعوات، باب، رقم الحديث 3810، 21/10؛ وسنن النسائي، كتاب الاستعاذة 251/8. الفاظ حدیث جامع الترمذي کے ہیں۔ حافظ ابن حجر اور شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: نتائج الأفكار 238/2؛ وصحيح سنن أبي داود 957/3-958؛ وصحيح سنن الترمذي 182/3؛ وصحيح سنن النسائي 1104/3).

❷ ملاحظہ ہو: شرح الطيبي 1671/5؛ و عون المعبود 290/13.

-د-

مصیبتوں سے بچانے والے اذکار

نبی کریم ﷺ نے اپنی امت کو ایسی دعائیں اور اذکار سکھلائے ہیں، جو انہیں عمومی اور خصوصی مصیبتوں سے محفوظ کر دیتے ہیں۔ ذیل میں اسی قسم کے پانچ اذکار اور دعائیں ملاحظہ فرمایئے:

پڑھنے والے کو ہر ضرر سے بچانے والی دعا:

i-vi: امام ابوداؤد اور امام ترمذی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) وہ فرماتے ہیں:

[''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَ مَسَآءِ كُلِّ لَيْلَةٍ:

[''جو کوئی بندہ ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو پڑھے:

[بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ].

[ترجمہ: کوئی چیز، اُن کے نام کے ساتھ، ضرر نہیں پہنچاتی زمین میں اور نہ آسمان میں اور وہ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں]۔

فَيَضُرُّهٗ شَيْءٌ.''[1]

تو اُسے کوئی چیز ضرر نہیں پہنچاتی''[۔

---

[1] سنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، جزء من رقم الحديث 5077، 293/13؛ و جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء في الدعاء إذا أصبح و إذا أمسى، جزء من رقم الحديث 3612، 233/9-234. الفاظِ حدیث جامع الترمذي کے ہیں، امام ترمذی نے اسے [حسن غريب صحيح] اور شیخ البانی نے [صحيح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 234/9؛ و صحيح سنن أبي داود 958/3).

سنن أبي داود میں ہے:

"لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاءٍ حَتّٰى يُصْبِحَ،
وَ مَنْ قَالَهَا حِينَ يُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ لَمْ تُصِبْهُ فَجْأَةُ بَلَاءٍ حَتّٰى يُمْسِيَ." ❶

["اُسے (یعنی شام کو اِس دعا کے تین مرتبہ پڑھنے والے کو) صبح تک کوئی اچانک مصیبت نہیں پہنچے گی
اور جس نے اِسے صبح (کے وقت) پڑھا، تو شام تک اُسے کوئی اچانک مصیبت نہیں پہنچے گی۔"]

vii—ii: پڑاؤ ❷ کے شر سے بچانے والی دعا:

امام مسلم نے حضرت خولہ بنت حکیم سُلَمِیّہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، (کہ) وہ بیان کرتی ہیں:

["میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا، ثُمَّ قَالَ:

["جو شخص کسی جگہ پڑاؤ ڈالتا ہے، پھر کہتا ہے:

[أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ]،

[ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات ❸ کے ساتھ، اُن کی پیدا کی ہوئی ہر چیز کے شر سے پناہ طلب کرتا ہوں۔]،

---

❶ سنن أبي داود، 293/13.

❷ پڑاؤ: ٹھہرنے کی جگہ۔ منزل۔ سرائے۔ (ملاحظہ ہو: فیروز اللغات اردو جدید، نیا ایڈیشن، پ ڑ، ص 166).

❸ [التامّات]: علّامہ نووی نے اس کے معانی کے متعلق تین اقوال ذکر کیے ہیں:

ا: کامل، جن میں کوئی نقص یا عیب نہ ہو۔

ب: نفع دینے والے، شفا دینے والے۔

ج: یہاں ان سے مراد قرآن کریم ہے۔ (ملاحظہ ہو: شرح النووي 31/17).

لَمْ يَضُرَّهُ شَيْءٌ، حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَّنْزِلِهٖ ذٰلِكَ." ❶

تو اُس جگہ سے روانہ ہونے تک، اُسے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔'']

viii—iii: تاحیات آفت سے محفوظ کرنے والی دعا:

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ رَّاٰی صَاحِبَ بَلَاءٍ، فَقَالَ:

جس شخص نے کسی آفت زدہ شخص کو دیکھ کر کہا: (یعنی درج ذیل دعا پڑھی):

[اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ، وَ فَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا]،

[ترجمہ: تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے، جنہوں نے مجھے اُس سے عافیت عطا فرمائی، جس میں تمہیں مبتلا کیا اور مجھے اپنی مخلوق میں سے بہت زیادہ تعداد پر فضیلت عطا فرمائی]۔

إِلَّا عُوْفِيَ مِنْ ذٰلِكَ الْبَلَاءِ، كَائِنًا مَّا كَانَ، مَا عَاشَ". ❷

تو اسے تاحیات اُس آفت سے عافیت عطا کی جاتی ہے۔''

ix—iv: بچھو کے ڈنک کے ضرر سے بچانے والی دعا:

دو احادیث شریفہ:

1: امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب في التعوّذ من سوء القضاء ودرك الشقاء وغيره، رقم الحديث 54-(2708)، 2080/4-2081.

❷ جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء ما يقول إذا رأى مبتلى، رقم الحديث 3656، 275/9؛ وسنن ابن ماجه، أبواب الدعاء، باب ما يدعو به الرجل إذا نظر إلى أهل البلاء، رقم الحديث 3938، 354/2. الفاظِ حدیث جامع الترمذي کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي 153/3؛ وصحيح سنن ابن ماجه 337/2).

بیان کیا:

[''نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ قَالَ إِذَآ أَمْسٰی ثَلاثَ مَرَّاتٍ:

''جس شخص نے شام کے وقت تین مرتبہ کہا:

[أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ]،

[ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ اُن کی مخلوق کی شر سے پناہ طلب کرتا ہوں]۔

لَمْ تَضُرَّهُ حُمَةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةِ.''

تو اُسے، اُس رات بچھو کا ڈسنا نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

قَالَ: ''فَكَانَ أَهْلُنَا قَدْ تَعَلَّمُوْهَا، فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَهَا، فَلُدِغَتْ جَارِيَةٌ مِنْهُمْ، فَلَمْ تَجِدْ لَهَا وَجَعًا.'' ❶

انہوں نے کہا: ❷

''[ہمارے گھر والوں نے یہ (دعا) سیکھی ہوئی تھی اور وہ اُسے پڑھا کرتے تھے۔ اُن کی ایک لونڈی کو ڈنک مارا گیا، تو اُس نے اُس کی وجہ سے کوئی درد محسوس نہ کی۔'']

ب: امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ انہوں نے بیان کیا:

[''ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''یا رسول اللہ ﷺ! گزشتہ شب بچھونی کے ڈنک مارنے سے مجھے یہ یہ

---

❶ المسند، رقم الحدیث 7898، 273/13. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی [سند کو امام مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند 274/13).

❷ یعنی حدیث کے ایک راوی نے کہا۔

تکلیف پہنچی ہے۔'' ❶

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''أَمَا لَوْ قُلْتَ حِيْنَ أَمْسَيْتَ:

[أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ]

لَمْ تَضُرَّكَ''. ❷ ❸

اگر تم شام کے وقت پڑھتے:

[أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ]

تو وہ تمہیں ضرر نہ پہنچاتی۔'']

X—V: مصیبت کے آنے سے پہلے فوت کروانے والی دعا:

امام احمد اور امام ابن حبان نے حضرت بُسر بن أرطاۃ القرشي رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو (ان الفاظ کے ساتھ) دعا کرتے ہوئے سنا:

[اَللّٰهُمَّ أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا، وَ أَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَ عَذَابِ الْآخِرَةِ]. ❹

---

❶ ابن ماجہ کی روایت میں ہے: ''بچھونی نے ایک شخص کو ڈسا، تو رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا: ''بلاشبہ ایک آدمی کو بچھونی نے ڈنک مارا، تو وہ رات بھر سو نہیں سکا۔'' (سنن ابن ماجہ، أبواب الطب، باب رقية الحيّة و العقرب، رقم الحديث 3563، 280/2)۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ ملاحظہ ہو: (صحيح سنن ابن ماجه 267/2).

❷ ابن ماجہ کی روایت میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''مَا ضَرَّهُ لَدْغُ عَقْرَبٍ حَتّٰى يُصْبِحَ.'' (اُس کے صبح کرنے تک اس کو بچھو کا ڈسنا نقصان نہ پہنچاتا'')۔(المرجع السابق 280/2).

❸ صحيح مسلم، كتاب الذكر و الدعاء و التوبة و الاستغفار، باب في التعوّذ من سوء القضاء......، رقم الحديث (2709)، 2081/4.

❹ المسند، رقم الحديث 17628، 170/29-171؛ و الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأدعية، ذكر ما يستحب للمرء أن يسأل الله جل و علا العافية في أموره كلها، رقم الحديث 949، 229/3-230. الفاظ حدیث المسند کے ہیں۔

[ترجمہ: اے اللہ! تمام معاملات میں ہمارے انجام کو اچھا فرما دیجیے اور ہمیں دنیا کی رُسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچائیے]۔

امام طبرانی کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ كَانَ ذٰلِكَ دُعَآءَهُ مَاتَ قَبْلَ أَنْ يُّصِيْبَهُ الْبَلَاءُ.'' ❶

[''جس شخص کی یہ دعا ہوگی، وہ مصیبت کے آنے سے پیشتر فوت ہو جائے گا۔'']

-۵-

مصیبتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرنے کی دعائیں

ہمارے نبی کریم ﷺ مصیبتوں کے آنے سے پہلے ہی اُن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ مصائب سے بچاؤ کے خواہش مند ہر شخص کو چاہیے، کہ وہ بھی مصائب کی آمد سے قبل ہی مسنون دعاؤں کے ساتھ اُن سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتا رہے۔

اس بارے میں ذیل میں پانچ دعائیں ملاحظہ فرمائیے:

xi—i: امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُوْلُ:

[''نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے:

[اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَ الْحَزَنِ، وَ الْعَجْزِ وَ الْكَسَلِ، وَ الْجُبْنِ وَ الْبُخْلِ، وَ ضَلَعِ الدَّيْنِ، وَ غَلَبَةِ الرِّجَالِ] ❷

---

❶ منقول از: مجمع الزوائد، كتاب الأدعية، باب الأدعية المأثورة عن رسول الله ﷺ التي دعا بها وعلّمها، 178/10. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں: ''احمد کے راویان اور طبرانی کی [ایک سند کے راویان ثقہ] ہیں۔'' (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 178/10).

❷ صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب الاستعاذة من الجبن والكسل، رقم الحديث 6369، 178/11.

[ترجمہ: ''اے اللہ! بلاشبہ میں [ھَــم] [غم]، ❶ بے بسی، کاہلی، ❷ بخیلی، قرضے کے شدید دباؤ ❸ اور آدمیوں کے غلبے سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں]۔

❀ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک دوسری روایت میں ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَّقُوْلَ ...... الحديث''. ❹

[''میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کثرت سے یہ (دعا) پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا..... ......الحدیث.

❀ ایک تیسری روایت میں ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَعَوَاتٌ، لَا يَدَعُهُنَّ:

[رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (کچھ) دعائیں تھیں، جنہیں وہ چھوڑتے نہیں تھے:

''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ...... الحديث. ❺

xii—ii: امام ابوداود اور امام نسائی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے:

''أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ:

[''بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے:

---

❶ (اَلْهَمّ) زمانہ حاضر میں عقل جس پریشانی کا تصور کرتی ہے اور (اَلْحَزَن): جو زمانہ ماضی میں ہو چکا، اُس کے حوالے سے لاحق ہونے والی پریشانی۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري 178/11).

❷ (اَلْعَجْزِ): [بے بسی]۔ یہ قوت و طاقت نہ ہونے کے سبب ہوتی ہے۔ (اَلْكَسَل): [کاہلی]۔ یہ ارادے کے نہ ہونے کے سبب ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: التفسير القيم 547).

❸ (ضَلَعَ الدَّيْن): قرضے کا شدید دباؤ، کہ قرض دینے والے کے مطالبے کے باوجود ادا کرنے کے لیے کچھ پاس موجود نہ ہو۔ (ملاحظہ: فتح الباري 174/11).

❹ صحيح البخاري، جزء من رقم الحديث 6363، 173/11.

❺ سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، الاستعاذة من الهم، 257/8.

[اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُنُوْنِ وَ الْجُذَامِ، وَ الْبَرَصِ، وَ سَيِّءِ الْأَسْقَامِ] ❶

[ترجمہ: اے اللہ! میں بلاشبہ دیوانگی، کوڑھ، پھلبہری اور بُری بیماریوں سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں]۔

xiii—iii: امام ابو داؤد اور امام نسائی نے حضرت ابو الیسر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْ:

[''بلاشبہ رسول اللہ ﷺ دعا کیا کرتے تھے:

[اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ،

وَ أَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّيْ،

وَ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْغَرَقِ وَ الْحَرَقِ وَ الْهَرَمِ،

وَ أَعُوْذُبِكَ أَنْ يَّتَخَبَّطَنِيَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ،

وَ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أَمُوْتَ فِيْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا،

وَ أَعُوْذُبِكَ أَنْ أَمُوْتَ لَدِيْغًا.''] ❷

[''اے اللہ! میں (عمارت وغیرہ کے مجھ پر) گر پڑنے سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں اور خود بلند مقام سے گرنے،

---

❶ سنن أبي داود، تفريع أبواب الوتر، باب في الاستعاذة، رقم الحديث 1551، 277/4؛ وسنن النسائي، كتاب الاستعاذة، الاستعاذة من الجنون، 270/8. الفاظِ حدیث سنن النسائی کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود 289/1؛ وصحيح سنن النسائي 1116/3)۔

❷ سنن أبي داود، تفريع أبواب الوتر، باب في الاستعاذة، رقم الحديث 1549، 286/4-287؛ وسنن النسائي، كتاب الاستعاذة، الاستعاذة من التردي والهدم، 282/8-283. الفاظِ حدیث سنن أبي داود کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود 288/1-289؛ وصحيح سنن النسائي 1123/3)۔

یا نیچے گہرائی، (جیسے کنویں وغیرہ) میں گرنے سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں

اور میں غرق ہونے،

آگ سے جلنے،

سٹھیا جانے اور ذلیل ترین عمر سے آپ کی پناہ کا طلب کرتا ہوں،

اور اس بات سے آپ کی پناہ کی التجا کرتا ہوں، کہ موت کے وقت شیطان مجھے مخبوط الحواس کر دے،

اور اس بات سے آپ کی پناہ پانے کی فریاد کرتا ہوں، کہ آپ کی راہ میں منہ موڑ کر مروں،

اور اس سے پناہ حاصل کرنے کی التماس کرتا ہوں، کہ (بچھو، سانپ وغیرہ کے) ڈسنے سے مروں''۔]

تنبیہ:

اللہ کریم نے اپنے نبی کریم ﷺ کو [موت کے وقت مخبوط الحواس ہونے]، [میدانِ جہاد سے راہِ فرار اختیار کرنے] ایسی آفتوں سے بلند و بالا فرما رکھا ہوا تھا۔ ایسی دعائیں آنحضرت ﷺ امت کی تعلیم کی خاطر کیا کرتے تھے۔ ❶

xiv—iv: امام ابوداود نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ

''أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ:

[''بلاشبہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے:

[''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ، وَ الْقِلَّةِ، وَ الذِّلَّةِ، وَ أَعُوْذُبِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَ أَوْ أُظْلَمَ.''] ❷

---

❶ ملاحظہ ہو: عون المعبود 287/4.

❷ سنن أبي داود، تفریع أبواب الوتر، باب في الاستعاذة، رقم الحدیث 1541، 282/4. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود 287/1).

[ترجمہ: ''اے اللہ! میں افلاس، تنگ دستی اور ذلّت سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں
اور (اس بات سے بھی) آپ کی پناہ کا سوال کرتا ہوں، کہ میں (کسی پر) ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں (یعنی کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے)''۔]

XV—V: امام مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت بیان کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''كَانَ مِنْ دُعَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ:

[''رسول اللہ ﷺ کی دعا سے تھا:

[اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ،
وَ تَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ،
وَ فُجَآءَةِ نِقْمَتِكَ،
وَ جَمِيْعِ سَخَطِكَ''.] [1]

[ترجمہ: ''اے اللہ! بغیر بدل کے نعمت کے چلے جانے،
عافیت کے پھر جانے، [2]
آپ کے عذاب کے یک لخت آ جانے
اور آپ کی ہر قسم کی ناراضی سے آپ کی پناہ طلب کرتا ہوں۔'']

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ ہر ذی عقل کو چاہیے، کہ اِن دعاؤں اور ذخیرۂ سنت میں موجود ایسی دیگر دعاؤں کو حرزِ جان بنائے اور کثرت سے اُن کے ساتھ مولائے رحمٰن و رحیم سے التجائیں کرتا رہے، تاکہ پردۂ غیب میں چھپی ہوئی مصیبتوں، آفتوں اور بلاؤں

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الرقاق، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب أکثر أهل الجنة الفقراء ......، رقم الحدیث 96-(2739)، 2097/4.

[2] جیسے صحت کا بیماری اور تونگری کا فقیری سے بدل جانا۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود 283/4).

سے، اُن کے آنے سے پہلے ہی، اللہ تعالیٰ کے حفظ وامان میں پناہ حاصل کر لے۔

اے ربِّ کریم! ہمیں، ہمارے بہن بھائیوں، اہل و عیال، نسلوں اور امتِ اسلامیہ کو آنے والی ہر مصیبت سے محفوظ فرما دیجیے۔ إِنَّكَ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ.

-8-

دعا

مصیبتوں سے بچانے میں دعا کی افادیت کے دلائل:

بندے کو چاہیے، کہ مصیبتوں کی آمد سے پہلے ہی دعا کا بہت زیادہ اہتمام کرے، کیونکہ دعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ آنے والی مصیبتوں سے محفوظ کر دیتے ہیں۔ ذیل میں اس سلسلے میں پانچ دلائل ملاحظہ فرمائیے:

ا: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ﴾ ❶

[کہہ دیجیے: اگر تمہارا دعا کرنا نہ ہوتا، تو میرے رب تمہاری پروا نہ کرتے]۔

تفسیرِ آیت شریفہ:

❀ شیخ سعدی رقم طراز ہیں:

[اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، کہ وہ اُن کے علاوہ کسی اور کی نہ پروا کرتے اور نہ رعایت کرتے ہیں اور یقیناً اگر تمہاری بھی اُن کے حضور فریاد رسی نہ ہوتی، تو وہ تمہاری بھی نہ پروا کرتے اور نہ تم سے محبت کرتے]۔ ❷

❀ امام مکحول کا قول:

وہ فرماتے ہیں:

---

❶ سورۃ الفرقان/جزء من الآیۃ 88.

❷ سورۃ العنکبوت/ جزء من الآیۃ 65.

"أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ، كُنَّ لَهُ: اَلشُّكْرُ، وَ الْإِيمَانُ، وَ الدُّعَآءُ، وَ الْاِسْتِغْفَارُ."

[''جس شخص میں چار (باتیں) ہوں، تو وہ اُس کے لیے (مفید) ہوتی ہیں: شکر، ایمان، دعا اور استغفار۔'']

امام رحمہ اللہ نے اپنی اس بات کی تائید میں درجِ ذیل آیات پیش کی ہیں:

i: ارشادِ تعالیٰ:

﴿مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيمًا﴾ [1]

[اگر تم شکر کرو اور ایمان لے آؤ، تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کریں گے، اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے قدر کرنے والے خوب جاننے والے ہیں]۔

ii: ارشادِ تعالیٰ:

﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾ [2]

[اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کریں گے، کہ اُن میں آپ کے ہوتے ہوئے اُنہیں عذاب دیں اور اللہ تعالیٰ اُنہیں عذاب نہیں دیں گے، جب کہ وہ بخشش مانگتے ہوں]۔

iii: ارشادِ تعالیٰ:

﴿قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ﴾ [3] [4]

---

[1] سورة النساء/ الآية 147.

[2] سورة الأنفال/ الآية 33.

[3] سورة الفرقان/ جزء من الآية 77.

[4] منقول از: تفسير القرطبي 4/426-427 باختصار.

[کہہ دیجیے، اگر تمہاری دعا نہ ہو، تو میرے رب تمہاری پروانہ کرتے]۔

امام ابن قیم کا قول:

وہ لکھتے ہیں:

''وَ الدُّعَاءُ مِنْ أَنْفَعِ الْأَدْوِيَةِ، وَ هُوَ عَدُوُّ الْبَلَاءِ، يُدَافِعُهُ وَ يُعَالِجُهُ، وَ يَمْنَعُ نُزُوْلَهُ، وَ يَرْفَعُهُ، أَوْ يُخَفِّفُهُ إِذَا نَزَلَ، وَ هُوَ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ.'' ❶

[''دعا مفید ترین دواؤں میں سے ہے۔ وہ مصیبت کی دشمن ہے۔ وہ اُس سے برسرِ پیکار ہوتی اور اُس کے ساتھ ٹکر لیتی اور لڑائی کرتی ہے۔ وہ مصیبت کے آنے کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے اور جب وہ نازل ہو جائے، تو اُسے ختم یا کمزور کر دیتی ہے اور وہ مؤمن کا ہتھیار ہے'']۔

حضرت امام رحمہ اللہ مزید تحریر کرتے ہیں:

''وَ لَهُ مَعَ الْبَلَاءِ ثَلَاثُ مَقَامَاتٍ:

أَحَدُهَا: أَنْ يَكُوْنَ أَقْوٰى مِنَ الْبَلَاءِ فَيَدْفَعُهُ.

اَلثَّانِيْ: أَنْ يَكُوْنَ أَضْعَفَ ﷻ مِنَ الْبَلَاءِ، فَيَقْوٰى عَلَيْهِ الْبَلَاءُ، فَيُصَابُ بِهِ الْعَبْدُ، وَ لٰكِنْ قَدْ يُخَفِّفُهُ، وَ إِنْ كَانَ ضَعِيْفًا.

اَلثَّالِثُ: أَنْ يَتَقَاوَمَا، وَ يَمْنَعُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا صَاحِبَهُ.'' ❷

[''اور اُس (یعنی دعا) کے مصیبت کے مقابلے میں تین قسم کے حالات ہیں:

پہلی قسم: کہ وہ مصیبت سے زیادہ قوی ہو، تو وہ اُسے دُور کر دیتی ہے۔

دوسری قسم: کہ وہ مصیبت کے مقابلے میں کمزور ہو اور مصیبت اُس پر غالب آ جائے اور بندے کو مصیبت پہنچے، لیکن بسا اوقات وہ کمزور ہونے کے باوجود مصیبت کے دباؤ کو ہلکا کر دیتی ہے۔

---

❶ الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي ص 18.

❷ المرجع السابق ص 18.

تیسری قسم: کہ وہ دونوں باہمی مقابلہ کریں اور ہر ایک دوسرے کو روکیں'']۔

ب: امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ الدُّعَآءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ یَنْزِلْ، فَعَلَیْکُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَآءِ.''[1]

[''بلاشبہ نازل شدہ مصیبت (کے دُور کرنے) اور آنے والی مصیبت (سے بچاؤ) میں دعا نفع دیتی ہے، سو اللہ تعالیٰ کے بندو! دعا کو لازم کرو'']۔

شرحِ حدیث:

ملا علی قاری (إِنَّ الدُّعَآءَ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ) کی شرح میں لکھتے ہیں:

[اگر (تقدیر) معلّق ہو، تو دعا کی وجہ سے مصیبت اُٹھ جاتی ہے اور اگر (تقدیر) مُحکَمْ ہو، تو اُس مصیبت پر صبر آ جاتا ہے اور اُس کا برداشت کرنا اُس کے لیے آسان اور سہل ہو جاتا ہے یا اُس دعا کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُسے مصیبت پر ایسی رضا عطا فرما دیتے ہیں، کہ وہ اُس مصیبت کے نہ ہونے کو پسند ہی نہیں کرتا، بلکہ وہ اُس مصیبت سے اِس طرح لطف اندوز ہوتا ہے، جیسے کہ دنیا والے نعمتوں سے لذت لیتے ہیں]۔[2]

ملا علی قاری رحمہ اللہ (وَ مِمَّا لَمْ یَنْزِلْ) کی شرح میں رقم طراز ہیں:

[کہ اللہ تعالیٰ اِس مصیبت کو اُس سے پھیر دیں اور دُور کر دیں یا اُس کی آمد سے پہلے اپنی تائید سے اُس کی ایسی نصرت فرمائیں، کہ مصیبت کے آنے پر اُس کا دباؤ خفیف ہو جائے]۔[3]

---

[1] جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب، رقم الحدیث 3780، 374/9. شیخ البانی نے اسے [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي 178/3).

[2] ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتیح 15/5.

[3] ملاحظہ ہو: المرجع السابق 15/5. نیز ملاحظہ ہو: شرح الطیبي 1709/5.

ج: امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَا یُغْنِيْ حَذَرٌ مِّنْ قَدَرٍ، وَ الدُّعَآءُ یَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ یَنْزِلْ، وَ إِنَّ الْبَلَآءَ لَیَنْزِلُ، فَیَتَلَقَّاهُ الدُّعَآءُ، فَیَعْتَلِجَانِ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ.'' ❶

[''احتیاط تقدیر سے نہیں بچا سکتی۔ دعا نازل شدہ مصیبت (کے دُور کرنے) اور غیر نازل شدہ مصیبت (سے محفوظ کرنے) میں نفع پہنچاتی ہے۔ بلاشبہ مصیبت اترتی ہے، تو دعا کی اِس کے ساتھ مُڈبھیڑ ہوتی ہے، پھر وہ دونوں روزِ قیامت تک ایک دوسرے کو پچھاڑنے کی کوشش کرتی ہیں'']۔

د: امام ترمذی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ إِلَّا الدُّعَآءُ، وَ لَا یَزِیْدُ فِيْ الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ.'' ❷

[تقدیر کو دعا کے سوا کوئی چیز نہیں ٹالتی اور نیکی کے علاوہ کوئی چیز عمر میں اضافہ نہیں کرتی]۔

شرحِ حدیث:

آنحضرت ﷺ کے ارشاد: [لَا یَرُدُّ الْقَضَآءَ إِلَّا الدُّعَآءُ] کی شرح میں علامہ طیبی لکھتے ہیں:

---

❶ المستدرك علی الصحیحین، کتاب الدعاء، 492/1. شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الجامع الصغیر، رقم الحدیث 7739، 1279/2)۔

❷ جامع الترمذي، أبواب القدر، باب ما جاء لا یردّ القدر إلا الدعاء، رقم الحدیث 2225، 289/6. شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن الترمذي 225/2)۔

[حدیث کے معنٰی کے بیان میں دو طریقے ہیں:

ان میں پہلا طریقہ یہ ہے: [قضاء] سے (یہاں) مراد وہ ناپسندیدہ چیز ہے، جس سے بندہ ڈرتا اور اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب بندے کو دعا کی توفیق دی جائے، تو اللہ تعالیٰ اُس چیز کو اُس سے دُور فرما دیتے ہیں۔ اسی طرح اُسے مجازی طور پر [قضاء] کا نام دیا گیا ہے۔ اس کی مزید وضاحت آنحضرت ﷺ کے [الرقی] (دم) کے بارے میں ارشاد [وہ تقدیر الٰہی سے ہے] کے ساتھ ہوتی ہے۔

مخلوق کو اگرچہ اِس بات کا علم ہے، کہ جو مقدّر میں ہے، وہ ہونے والا ہے، لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے دعا اور علاج کرنے کا حکم دیا ہے۔

کیونکہ تقدیر کے مطابق کسی چیز کا ہونا یا نہ ہونا مخلوق سے مخفی ہے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے، کہ اِس (یعنی قدر) سے مراد حقیقی معنٰی (ہی) ہے اور تقدیر کے دعا کے ساتھ ٹلنے سے مقصود یہ ہے، کہ دعا کی وجہ سے آنے والی تقدیر بندے کے لیے اس قدر آسان اور خفیف ہو جاتی ہے، گویا کہ وہ اُس پر نازل ہی نہیں ہوئی]۔ [1]

❀ دعا کے فائدے کے متعلق ایک سوال اور اس کا جواب:

اس حوالے سے ذیل میں دو علماء کے اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:

i: علامہ غزالی کا قول:

i: علامہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فَإِنْ قُلْتَ: "فَمَا فَائِدَةُ الدُّعَاءِ وَ الْقَضَاءُ لَا مَرَدَّ لَهُ؟"

فَاعْلَمْ أَنَّ مِنَ الْقَضَاءِ رَدُّ الْبَلَاءِ بِالدُّعَاءِ ، فَالدُّعَاءُ سَبَبٌ لِّرَدِّ الْبَلَاءِ، وَ اسْتِجْلَابِ الرَّحْمَةِ ، كَمَا أَنَّ التُّرْسَ سَبَبٌ لِّرَدِّ السَّهْمِ، وَ الْمَاءَ سَبَبٌ لِّخُرُوْجِ النَّبَاتِ مِنَ الْأَرْضِ . فَكَمَا أَنَّ التُّرْسَ يَدْفَعُ السَّهْمَ

---

[1] ملاحظہ ہو: شرح الطیبي 1709/5. نیز ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح 14/5؛ و تحفة الأحوذي 289/6.

فَيَتَدَافَعَان ، فَكَذٰلِكَ الدُّعَآءُ وَ الْبَلَاءُ يَتَعَالَجَان . وَ لَيْسَ مِنْ شَرْطِ الْاِعْتِرَافِ بِقَضَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى أَنْ لَا يُحْمَلَ السِّلَاحُ ، وَ قَدْ قَالَ تَعَالٰى: ﴿خُذُوْا حِذْرَكُمْ﴾ ❶ ، وَ أَنْ لَا يُسْقَى الْأَرْضُ بَعْدَ بَثِّ الْبَذْرِ ، فَيُقَالُ: "إِنْ سَبَقَ الْقَضَآءُ بِالنَّبَاتِ نَبَتَ الْبَذْرُ ، وَ إِنْ لَمْ يَسْبِقْ لَمْ يَنْبُتْ ."

وَ التَّقْدِيْرُ هُوَ الْقَدَرُ ، وَ الَّذِيْ قَدَّرَ الْخَيْرَ قَدَّرَهٗ بِسَبَبٍ ، وَ الَّذِيْ قَدَّرَ الشَّرَّ ، قَدَّرَ لِدَفْعِهٖ سَبَبًا ، فَلَا تَنَاقُضَ بَيْنَ هٰذِهِ الْأُمُوْرِ عِنْدَ مَنِ انْفَتَحَتْ بَصِيْرَتُهٗ . ❷

[اگر تم نے کہا: ''جب تقدیر کو ردّ کرنے والی کوئی چیز نہیں، تو پھر دعا کا کیا فائدہ ہے؟''

سو جان لیجیے: کہ بلاشبہ تقدیر ہی میں دعا کے ساتھ مصیبت کا ٹل جانا ہے۔ جیسے ڈھال تیر کے روکنے کا سبب اور پانی زمین سے پودے کے نکلنے کا سبب ہے، اسی طرح دعا مصیبت کے ردّ کرنے اور رحمت کے حصول کا سبب ہے۔ جیسے ڈھال تیر کو روکتی ہے، تو دونوں میں مقابلہ ہوتا ہے، اسی طرح دعا اور مصیبت آپس میں معرکہ آرائی کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے اعتراف کرنے کی یہ شرط نہیں، کہ ہتھیار نہ اٹھایا جائے، اللہ تعالیٰ نے (تو خود) فرمایا ہے:

﴿خُذُوْا حِذْرَكُمْ﴾ ❸

[ترجمہ: اپنا بچاؤ اختیار کرو]۔

(اور نہ ہی تقدیر الٰہی کے اعتراف کے لیے یہ شرط ہے، کہ) بیج پھیلانے کے بعد زمین کو پانی نہ دیا جائے اور کہا جائے: [اگر پودے کا نکلنا تقدیر میں پہلے سے ہوا، تو بیج سے پودا نکل آئے گا اور اگر ایسے (تقدیر میں) نہیں، تو (پودا) نہیں نکلے گا]۔

❶ سورۃ النسآء/ جزء من الآیۃ 71.

❷ ملاحظہ ہو: إحیاء علوم الدین 328/1-329. نیز ملاحظہ ہو: شرح الطیبي 1709/5.

❸ سورۃ النسآء/ جزء من الآیۃ 71.

[تقدیر] [اندازے] سے ہے، جس نے خیر کو مقدّر کیا ہے، اُس نے (ہی) اِسے سبب کے ساتھ مقدّر کیا اور جس نے شر کو مقدّر کیا، اُس نے (ہی) اِسے دُور کرنے کے لیے سبب کو مقدّر بنایا۔ اہلِ بصیرت کے لیے اِن باتوں میں کوئی تعارض نہیں۔

امام ابن قیم کا قول:

ii: امام رحمہ اللہ نے بھی اسی سوال کا تذکرہ کر کے اس کا جواب قلم بند کیا ہے، وہ تحریر کرتے ہیں:

إِنَّ الْمَقْدُوْرَ قُدِّرَ بِأَسْبَابٍ، وَ مِنْ أَسْبَابِهِ الدُّعَآءُ، فَلَمْ يُقَدَّرْ مُجَرَّدًا عَنْ سَبَبِهٖ، وَلٰكِنْ قُدِّرَ بِسَبَبِهٖ. فَمَتٰى أَتَى الْعَبْدُ بِالسَّبَبِ وَقَعَ الْمَقْدُوْرُ، وَمَتٰى لَمْ يَأْتِ بِالسَّبَبِ اِنْتَفَى الْمَقْدُوْرُ، وَهٰذَا كَمَا قُدِّرَ الشَّبَعُ وَالرِّيُّ بِالْأَكْلِ وَالشُّرْبِ، وَقُدِّرَ الْوَلَدُ بِالْوَطْءِ، وَقُدِّرَ حُصُوْلُ الزَّرْعِ بِالْبَذْرِ، وَقُدِّرَ خُرُوْجُ نَفْسِ الْحَيَوَانِ بِذَبْحِهٖ، وَكَذٰلِكَ قُدِّرَ دُخُوْلُ الْجَنَّةِ بِالْأَعْمَالِ، وَدُخُوْلُ النَّارِ بِالْأَعْمَالِ. وَحِيْنَئِذٍ فَالدُّعَآءُ مِنْ أَقْوَى الْأَسْبَابِ، فَإِذَا قُدِّرَ وُقُوْعُ الْمَدْعُوِّ بِهٖ بِالدُّعَآءِ لَمْ يَصِحَّ أَنْ يُقَالَ:

[لَا فَائِدَةَ فِي الدُّعَآءِ]

كَمَا لَا يُقَالُ: [لَا فَائِدَةَ فِي الْأَكْلِ وَالشُّرْبِ وَجَمِيْعِ الْحَرَكَاتِ وَالْأَعْمَالِ]،

وَلَيْسَ شَيْءٌ مِنَ الْأَسْبَابِ أَنْفَعُ مِنَ الدُّعَآءِ، وَلَا أَبْلَغُ فِي حُصُوْلِ الْمَطْلُوْبِ. [1]

[بلاشبہ جو مقدّر میں ہے، اُسے اسباب کے ساتھ مقدّر میں کیا گیا اور اسی کے اسباب میں سے دعا ہے۔ مقدّر کو اسباب کے بغیر نہیں رکھا گیا، بلکہ اُس کے اسباب

---

[1] الجواب الكافي ص 28 باختصار.

بھی مقدّر کیے گئے ہیں۔

جب بندہ اسباب اختیار کرتا ہے، تو مقدّر واقع ہو جاتا ہے اور جب سبب استعمال نہیں کرتا، تو مقدّر نہیں ہوتا۔ جس طرح کھانے پینے سے سیر ہونا اور پیاس کا ختم ہونا مقدّر کیا گیا ہے، ازدواجی تعلّقات سے بچے کا ہونا مقدّر کیا گیا ہے، بیج (ڈالنے) سے کھیتی کا حاصل ہونا مقدّر کیا گیا ہے اور ذبح سے حیوان کی جان کا نکلنا مقدّر کیا گیا ہے، اسی طرح اعمال کے ساتھ جنت میں داخل ہونا مقدر کیا گیا ہے اور اعمال کے ساتھ دوزخ میں داخل ہونا مقدّر کیا گیا ہے۔

لہٰذا دعا سب سے زیادہ زوردار اسباب میں سے ہے۔ اگر دعا کی ہوئی چیز یا بات کا دعا کے ساتھ ہونا مقدّر کیا گیا ہے، تو یہ کہنا درست نہیں:

[دعا میں کوئی فائدہ نہیں]۔

جیسے کہ (یہ) نہیں کہا جاتا:

[کھانے، پینے اور ساری حرکات و اعمال میں کوئی فائدہ نہیں]۔

اسباب میں سے کوئی چیز بھی دعا سے زیادہ مفید نہیں اور نہ ہی مقصود کے حاصل کرنے میں اس سے زیادہ مؤثر ہے]۔

حضرت امام رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

وَلَمَّا كَانَ الصَّحَابَةُ رضی اللہ عنہم أَعْلَمَ الْأُمَّةِ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ﷺ، وَأَفْقَهَهُمْ فِيْ دِيْنِهٖ، كَانُوْا أَقْوَمَ بِهٰذَا السَّبَبِ وَشُرُوْطِهٖ وَآدَابِهٖ مِنْ غَيْرِهِمْ. وَكَانَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ يَسْتَنْصِرُ بِهٖ عَلٰى عَدُوِّهٖ، وَكَانَ [الدُّعَاءُ] أَعْظَمَ جُنْدِهٖ، وَكَانَ يَقُوْلُ لِلصَّحَابَةِ:

"لَسْتُمْ تُنْصَرُوْنَ بِكَثْرَةٍ، وَإِنَّمَا تُنْصَرُوْنَ مِنَ السَّمَآءِ."

وَكَانَ يَقُوْلُ:

"إِنِّيْ لَا أَحْمِلُ هَمَّ الْإِجَابَةِ، وَلٰكِنْ أَحْمِلُ هَمَّ الدُّعَاءِ، فَإِذَا

أُلْهِمْتُ الدُّعَآءَ ، فَإِنَّ الْإِجَابَةَ مَعَهُ . " ❶

[حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم چونکہ امت میں سے اللہ تعالیٰ اور اُن کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ جاننے والے اور اُن کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ رکھنے والے تھے، اس لیے وہ اس سبب (یعنی دعا) اور اس کی شروط و آداب کے بارے میں دیگر سب لوگوں کے مقابلے میں زیادہ درست طریقے والے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دشمن کے خلاف مدد طلب کرتے تھے۔ اُن کا عظیم ترین لشکر دعا تھی اور وہ صحابہ سے فرمایا کرتے تھے:

"تمہاری نصرت کثرت سے نہیں کی جاتی۔ بلاشبہ تمہاری مدد تو آسمان سے ہوتی ہے۔"

وہ (یہ بھی) فرمایا کرتے تھے:

"بلاشبہ مجھے دعا کی قبولیت کی فکر نہیں ہوتی، بلکہ مجھے دعا کی فکر ہوتی ہے۔ جب مجھے دعا کی توفیق عطا کی گئی، تو قبولیت یقیناً اس کے ساتھ ہوتی ہے۔"]

امام ابن قیم رحمہ اللہ ہی لکھتے ہیں:

[ایک شاعر نے اسی معنی کو شعر کی صورت میں پیش کیا ہے۔ اُس نے کہا:

لَوْ لَمْ تُرِدْ نَيْلَ مَآ أَرْجُو وأَطْلُبُهُ

مِنْ جُوْدِ كَفَّيْكَ مَا عَلَّمْتَنِيْ الطَّلَبَا

[ترجمہ: میں آپ کے دستِ کرم سے جس چیز کی امید رکھتے ہوئے، طلب کر رہا ہوں، اگر آپ میرے لیے اُس کے پانے کا ارادہ نہ فرماتے، تو آپ مجھے اُسے طلب کرنا ہی نہ سکھلاتے]۔

فَمَنْ أُلْهِمَ الدُّعَاءَ ، فَقَدْ أُرِيْدَ بِهِ الْإِجَابَةُ ، فَإِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ يَقُوْلُ:

﴿اُدْعُوْنِيْٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ ❷

---

❶ الجواب الكافي ص 28 باختصار. ❷ سورة غافر / جزء من الآية 60.

وَ قَالَ:

﴿وَ إِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَ لْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾ ❶

وَفِي سُنَنِ ابْنِ مَاجَه مِنْ حَدِيْثِ أَبِي هُرَيْرَة رضی اللہ عنہ قَالَ:

"قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"مَنْ لَّمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ." ❷

وَهٰـذَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ رِضَاهُ فِي سُؤَالِهِ وَطَاعَتِهِ. وَإِذَا رَضِيَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، فَكُلُّ خَيْرٍ فِي رِضَاهُ، كَمَا أَنَّ كُلَّ بَلَاءٍ وَمُصِيْبَةٍ فِي غَضَبِهِ. ❸

[جس شخص کو دعا کرنے کی توفیق دی گئی، تو اس کے لیے شرفِ قبولیت کا ارادہ کیا گیا، کیونکہ اللہ سبحانہ نے فرمایا:

[ترجمہ: ''مجھ سے دعا کرو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا'']۔

اور فرمایا:

[ترجمہ: ''اور جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں سوال کریں، تو بے شک میں بہت قریب ہوں۔ پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں، جب وہ مجھے پکارتا ہے، سو (اُن پر) لازم ہے، کہ وہ میری بات مانیں اور مجھ پر یقین رکھیں، تاکہ وہ

❶ سورۃ البقرۃ / الآیۃ 186.

❷ ملاحظہ ہو: سنن ابن ماجہ، أبواب الدعاء، باب فضل الدعاء، رقم الحدیث 3872، 341/2.

حدیث کے الفاظ ہیں:

"مَنْ لَّمْ يَدْعُ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ، غَضِبَ عَلَيْهِ."

شیخ البانی نے اسے [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجہ 324/2؛ و سلسلة الأحادیث الصحیحة، المجلد السادس / القسم الأول 323-324).

❸ ملاحظہ ہو: الجواب الکافي ص 28.

ہدایت پائیں''] ۔

اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حدیث ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو اللہ تعالیٰ سے سوال نہ کرے، وہ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔''

یہ [یعنی مذکورہ بالا دلائل] اس (بات) پر دلالت کرتے ہیں، کہ اُن سے سوال کرنے اور اُن کی طاعت گزاری میں اُن کی رضا ہے اور جب ربّ تبارک وتعالیٰ راضی ہو جائیں، تو ہر خیر اُن کی رضا میں ہے، جیسے کہ ہر بلا اور مصیبت اُن کی ناراضی میں ہے۔]

ہ: امام احمد اور امام حاکم نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ اللّٰہَ بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا مَأْثَمٌ وَّ لَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ إِلَّا أَعْطَاہُ إِحْدٰی ثَلَاثٍ:

إِمَّا أَنْ یَسْتَجِیْبَ لَہُ دَعْوَتَہُ،

أَوْ یَصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْٓءِ مِثْلَھَا،

أَوْ یَدَّخِرَ لَہُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلَھَا۔''

قَالُوْا: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! إِذًا نُکْثِرُ۔''

قَالَ: ''اَللّٰہُ أَکْثَرُ۔'' ❶

[کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے گناہ اور قطع رحمی سے خالی کوئی دعا نہیں کرتا، مگر وہ

---

❶ المسند، رقم الحدیث 11133، 17/213-214؛ والمستدرك علی الصحیحین، کتاب الدعآء، 1/493. الفاظ حدیث المستدرك کے ہیں۔ امام حاکم نے اِس کی [سند کو صحیح] کہا ہے اور حافظ ذہبی نے اُن کے ساتھ موافقت کی ہے۔ شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اِس کی [سند کو جیّد] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 1/493، والتلخیص 1/493؛ و ھامش المسند 17/214).

اسے تین میں سے ایک (نتیجہ) عطا فرما دیتے ہیں:

یا تو اس کی دعا (فوراً) قبول فرما لیتے ہیں

یا اُس کے مثل اُس سے بُرائی (مصیبت) دُور کر دیتے ہیں

یا اُس کے مثل آخرت میں اُس کے لیے ذخیرہ کر دیتے ہیں۔''

اُنہوں (یعنی صحابہ) نے عرض کیا:

''یا رسول اللہ - ﷺ -! پھر ہم زیادہ (دعائیں [1]) کریں گے۔''

آنحضرت ﷺ نے (جواب میں) فرمایا: ''اللہ تعالیٰ (کے خزانے تمہاری کی ہوئی دعاؤں سے) بہت زیادہ ہیں۔''

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ دعا کے تین نتائج میں سے ایک یہ ہے، کہ اس کی وجہ سے دعا کرنے والے سے آنے والی مصیبت دُور کر دی جاتی ہے۔

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ آئندہ آنے والی مصیبتوں کے دُور کرنے میں دعا مؤثر اور مفید ہے۔ لہٰذا آنے والے مصائب سے محفوظ رہنے کا خواہش مند دعا کے ہتھیار کے استعمال کا بہت زیادہ اہتمام کرے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی، کاہلی اور لاپروائی کو اپنے قریب نہ آنے دے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں زیادہ سے زیادہ التجائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ إِنَّهُ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ.

-9-

آسودگی میں کثرت سے دعا کرنا

بندے کو چاہیے، کہ سکھ چین اور خوش حالی میں زیادہ دعائیں کرنے کا اہتمام کرے، تاکہ شدید حادثات اور دل گداز غموں میں اللہ تعالیٰ اُس کی فریاد رسی فرمائیں۔

---

[1] ملاحظہ ہو: هامش المسند 215/17.

امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَآئِدِ وَ الْكُرَبِ فَلْيُكْثِرِ الدُّعَآءَ فِي الرَّخَاءِ.'' ❶

[''جو اس بات کو پسند کرے، کہ شدید حادثات اور دل گداز غموں میں اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائیں، تو وہ تونگری، صحت، فراغت اور عافیت میں زیادہ دعائیں کرے'']۔

شرحِ حدیث:

علامہ طیبی لکھتے ہیں:

[شکر گزار عقل مند مومن کی خصلتوں میں سے یہ ہے، کہ وہ تیر زنی سے پہلے ہی اپنے نیزے کو درست کرتا ہے اور کج فہم کافر کے برعکس لاچاری اور بے بسی سے پیشتر ہی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ أَنْدَادًا﴾ ❷

[اور انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے، تو وہ خوب رجوع کرتے

---

❶ جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء أن دعوة المسلم مستجابة، رقم الحديث 366، 229/9؛ و المستدرك على الصحيحين، كتاب الدعآء 544/1. الفاظِ حدیث جامع الترمذي کے ہیں۔ امام ترمذی نے اسے [حسن غریب] کہا ہے۔ امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی نے اُن کے ساتھ موافقت کی ہے اور شیخ البانی نے اِسے [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي 229/9؛ و المستدرك على الصحيحين 544/1؛ و التلخيص 544/1؛ و صحيح الترمذي 140/3).

❷ سورة الزمر/ الآية 8.

ہوئے اپنے رب کو پکارتا ہے، پھر جب وہ اُسے اپنی طرف سے نعمت عطا فرما دیتے ہیں، تو وہ اُس سے پہلے جو دعا کرتا تھا، اُسے (بالکل) بھول جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے شریک مقرر کرنے لگتا ہے]۔

❀ دو علماء کے اقوال:

i: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی وصیت:

ایک شخص نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے وصیت کرنے کی فرمائش کی، تو انہوں نے فرمایا:

"أُذْكُرِ اللّٰهَ فِي السَّرَّآءِ يَذْكُرْكَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِي الضَّرَّآءِ." ❶

[''تم اللہ تعالیٰ کو خوشی میں یاد کرو، وہ تمہیں تکلیف میں یاد فرمائیں گے'']۔

ii: امام ضحاک بن قیس کا بیان:

"أُذْكُرُوْا اللّٰهَ فِي الرَّخَاءِ يَذْكُرْكُمْ فِي الشِّدَّةِ".

وَ إِنَّ يُوْنُسَ علیہ السلام كَانَ يَذْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى، فَلَمَّا وَقَعَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ:

﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ. لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهِ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ ❷

وَ إِنَّ فِرْعَوْنَ كَانَ طَاغِيًا نَاسِيًا لِذِكْرِ اللّٰهِ، فَلَمَّا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ، قَالَ: "آمَنْتُ"،

فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

﴿آلْئٰنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾ ❸ ❹

---

❶ اسے امام ابونعیم نے الحلیۃ میں روایت کیا ہے۔ 209/1، بحوالہ جامع العلم و الحکم للحافظ ابن رجب 475/1۔

❷ سورۃ الصآفات / الآیتین 143-144۔

❸ سورۃ یونس ۔ علیہ السلام ۔ / الآیۃ 91۔ ❹ جامع العلوم و الحکم 475/1۔

[تم اللہ تعالیٰ کو آسودگی میں یاد کرو، وہ تمہیں سختی میں یاد کریں گے۔

یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے، جب مچھلی کے پیٹ میں گئے، (تو اس بارے میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[ترجمہ: پس اگر وہ پہلے سے تسبیح بیان کرنے والے نہ ہوتے، تو روزِ قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتے]۔

بلاشبہ فرعون سرکش اور یادِ الٰہی کو فراموش کرنے والا تھا۔ جب غرق ہوا، تو کہا:

''میں ایمان لایا۔''

تو اللہ تعالیٰ نے (جواب میں) فرمایا:

[ترجمہ: اب؟ اور بلاشبہ تو نے پہلے نافرمانی کی اور تو فساد کرنے والوں میں سے تھا]۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے لوگوں میں شامل فرمائیں، جو خوش حالی اور سکھ چین میں اُن سے بہت زیادہ دعائیں کرتے ہیں، تاکہ بگڑے ہوئے حالات اور دل گداز غموں میں ہماری فریادیں قبول ہوں۔ آمین یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ.

-10-

صدقہ

مصیبتوں سے بچانے میں صدقہ کی افادیت کے دلائل:

ہمارے گناہ ربّ کریم کو ناراض کرتے اور اُن کے عذاب کو دعوت دیتے ہیں۔ صدقہ گناہوں کو مٹاتا، اللہ تعالیٰ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا اور بندے کو عذاب سے محفوظ کر دیتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے صدقہ میں یہ برکت بھی رکھی ہے، کہ اِس کی وجہ سے آئندہ آنے والی مصیبتیں ٹل جاتی ہیں، صدقہ کرنے والے کے سینے میں انشراح پیدا

ہوتا ہے، اسے شادمانی اور سرور میسر آتا ہے۔ سابقہ اور آئندہ معاملات کے حوالے سے لاحق ہونے والی پریشانیوں اور تفکرات سے اللہ تعالیٰ نجات عطا فرما دیتے ہیں۔

ذیل میں توفیقِ الٰہی سے چار دلائل کے حوالے سے گفتگو کی جارہی ہے:

ا: امام احمد اور امام ابو یعلیٰ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یَا کَعْبَ بْنَ عُجْرَۃَ! اَلصَّلَاۃُ قُرْبَانٌ، وَّ الصَّوْمُ جُنَّۃٌ، وَّ الصَّدَقَۃُ تُطْفِیءُ الْخَطِیْئَۃَ کَمَا یُطْفِیءُ الْمَآءُ النَّارَ.'' ❶

[''اے کعب بن عجرۃ! نماز (اللہ تعالیٰ کی) قربت (کا ذریعہ) ہے، روزہ (دوزخ کی آگ کے مقابلے میں) ڈھال ہے اور صدقہ گناہ کو اس طرح ختم کر دیتا ہے، جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے''۔]

ب: امام طبرانی نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے:

''إِنَّ صَدَقَۃَ السِّرِّ تُطْفِیءُ غَضَبَ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی.'' ❷

❶ المسند، جزء من رقم الحدیث 1528، 4245/23؛ و مسند أبي یعلی، جزء من رقم الحدیث 233-(1999)، 476/3. حافظ منذری اور شیخ البانی نے ابو یعلیٰ کی روایت کو [صحیح] کہا ہے۔ شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء المسند کی سند کے متعلق لکھتے ہیں، کہ وہ [سند مسلم کی شرط پر قوی] اور [ابن خثیم کے علاوہ باقی راویان ثقہ] ہیں اور وہ (بھی) [صَدُوْقٌ لَا بَأْسَ بِہٖ] [یعنی سچے ہیں اور ان میں کچھ حرج والی بات نہیں] ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح الترغیب والترھیب 519/1؛ وھامش المسند 425/2)

❷ منقول از: الترغیب والترھیب، کتاب الصدقات، الترغیب في صدقۃ السر، رقم الحدیث 3، 30/2. نیز ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب صدقۃ السر 115/3. حافظ منذری لکھتے ہیں: ''اس میں صدقہ بن عبداللہ السمین ہے اور شواہد میں اس (کی روایت ذکر کرنے) میں کچھ مضائقہ نہیں۔'' شیخ البانی حضرات صحابہ میں سے نو اشخاص کے واسطے سے اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ بلاشبہ (یہ) حدیث اپنے [مختلف طرق اور شواہد کے ساتھ صحیح] ہے، بلکہ بعض متاخرین محدثین کے نزدیک [متواتر] کے مقام کو جا پہنچتی ہے۔'' (سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ، رقم الحدیث 1908، 535/4-539).

[''بلاشبہ مخفی صدقہ ربِ تبارک وتعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے'']۔

ج: حضرات ائمہ احمد، ترمذی، ابو یعلیٰ، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى أَمَرَ يَحْيَ بْنَ زَكَرِيَا علیہما السلام بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ يَعْمَلُ بِهِنَّ، وَ يَأْمُرُ بَنِي إِسْرَائِيلَ يَعْمَلُوْنَ بِهِنَّ.

فَجَمَعَ النَّاسَ فِي بَيْتِ الْمَقْدِسِ، فَامْتَلأَ الْمَسْجِدُ، وَ قَعَدُوْا عَلَى الشُّرَفِ، فَقَالَ:

''إِنَّ اللّٰهَ أَمَرَنِيْ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ أَنْ أَعْمَلَ بِهِنَّ، وَ آمُرَكُمْ أَنْ تَعْمَلُوْا بِهِنَّ...... وَ فِيْهِ......

وَ آمُرُكُمْ بِالصَّدَقَةِ، فَإِنَّ مِثْلَ ذٰلِكَ كَمِثْلِ رَجُلٍ أَسَرَهُ الْعَدُوُّ، فَأَوْثَقُوْا يَدَهُ إِلَى عُنُقِهِ، وَ قَدَّمُوْهُ لِيَضْرِبُوْا عُنُقَهُ، فَقَالَ: ''أَنَا أَفْدِيْهِ مِنْكُمْ بِالْقَلِيْلِ وَ الْكَثِيْرِ.''

فَفَدٰى نَفْسَهُ مِنْهُمْ ...... الحديث. [1]

[''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے (حضرت) یحییٰ بن زکریا ۔علیہما السلام۔ کو پانچ باتوں کے بارے میں حکم دیا، کہ وہ اُن پر (خود) عمل کریں اور بنو اسرائیل کو اُن پر عمل کرنے کا حکم دیں۔

تو انہوں نے لوگوں کو بیت المقدس میں جمع کیا۔ مسجد بھر گئی، تو وہ بالا خانوں میں بیٹھے۔ انہوں نے (لوگوں سے) فرمایا:

''بلاشبہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پانچ باتوں کے بارے میں حکم دیا ہے، کہ میں اُن پر (خود) عمل کروں اور تمہیں اُن پر عمل کرنے کا حکم دوں۔''

[1] المسند 130/4 (ط: المكتب الإسلامي). امام ابن قیم اور شیخ البانی نے اِسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو: إعلام الموقعين 231/1؛ وصحيح الترمذي 379/2). حدیث کی تفصیلی تخریج کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب: ''السلوك وأثره في الدعوة إلى الله تعالىٰ'' ص 15-16.

......اور اسی خطبہ میں انہوں نے فرمایا......

اور انہوں نے تمہیں صدقہ کا حکم دیا۔ پس بلاشبہ اُس (یعنی صدقہ کرنے والے شخص) کی مثال اس شخص کی مانند ہے، کہ دشمن نے اُسے قید کیا اور اُس کے ہاتھ کو اُس کی گردن کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا اور اُس کی گردن مارنے کی غرض سے اُسے آگے لے آئے، تو وہ (اُن سے) کہے:

''میں تم سے اپنی جان چھڑانے کی خاطر تھوڑا زیادہ (یعنی جو کچھ بھی میرے پاس ہے، وہ سب کچھ) تمہیں دیتا ہوں۔''

اس طرح اُس نے اپنی جان کو اُن سے فدیہ دے کر چھڑا لیا...... الحدیث۔

شرحِ حدیث:

امام ابن قیم تحریر کرتے ہیں:

"هٰذَا مِنَ الْكَلَامِ الَّذِي بُرْهَانُهُ وَجُوْدُهُ وَدَلِيْلُهُ وَقُوْعُهُ، فَإِنَّ لِلصَّدَقَةِ تَأْثِيْرًا عَجِيْبًا فِيْ دَفْعِ أَنْوَاعِ الْبَلَاءِ، وَلَوْ كَانَتْ مِنْ فَاجِرٍ، أَوْ ظَالِمٍ، بَلْ مِنْ كَافِرٍ، فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَدْفَعُ بِهَا عَنْهُ أَنْوَاعَ الْبَلَاءِ، وَهٰذَآ أَمْرٌ مَّعْلُوْمٌ عِنْدَ النَّاسِ، خَاصَّتِهِمْ وَعَامَّتِهِمْ، وَأَهْلُ الْأَرْضِ كُلُّهُمْ مُقِرُّوْنَ بِهٖ، لِأَنَّهُمْ جَرَّبُوْهُ." [1]

[''یہ ایسا کلام ہے، کہ اِس کا وجود اِس کی برہان اور اِس کا واقع ہونا اِس کی دلیل ہے، کیونکہ مصیبتوں کے دُور کرنے میں صدقہ کی تاثیر بہت عجیب ہے، اگرچہ صدقہ کرنے والا فاجر یا ظالم، بلکہ کافر کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ صدقہ کے ذریعے قسم قسم کی مصیبتوں کو ٹال دیتے ہیں۔ یہ بات عام و خاص سب لوگوں کو معلوم ہے۔ روئے زمین کے تمام لوگ اس کا اقرار کرتے ہیں، کیونکہ یہ حقیقت اُن کی آزمودہ ہے۔'']

---

[1] صحيح الوابل الصيب من الكلم الطيّب ص 63.

حضرت امام رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"وَفِي تَمْثِيلِ النَّبِيِّ ﷺ ذٰلِكَ بِمَنْ قُدِّمَ لِيُضْرَبَ عُنُقُهُ ، فَافْتَدٰى نَفْسَهُ مِنْهُمْ بِمَا لَهُ كِفَايَةٌ ، فَإِنَّ الصَّدَقَةَ تَفْدِي الْعَبْدَ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى ، فَإِنَّ ذُنُوْبَهُ وَ خَطَايَاهُ تَقْتَضِي هَلَاكَهُ ، فَتَجِيْءُ الصَّدَقَةُ تَفْدِيْهِ مِنَ الْعَذَابِ ، وَ تَفُكُّهُ مِنْهُ ." ❶

[''نبی کریم ﷺ کی ذکر کردہ مثال: کہ [جس شخص کی گردن اڑانے کی خاطر اُسے آگے لایا گیا، تو اُس نے مال دے کر اپنی جان کو چھڑا لیا]، (حقیقت سمجھانے کے لیے) بہت کافی ہے، کیونکہ بلاشبہ صدقہ بندے کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچاتا ہے۔ (جب کہ) اس کے گناہ اور خطائیں اُس کی ہلاکت کا تقاضا کرتی ہیں، تو صدقہ آ کر اُسے عذاب سے چھٹکارا دلوا دیتا ہے۔'']

د: امام بخاری اور امام مسلم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں، کہ انہوں نے بیان کیا:

"ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَثَلَ الْبَخِيْلِ وَ الْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ ، قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيْهِمَا إِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَ تَرَاقِيْهِمَا ، فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ ، حَتّٰى تَغْشٰى أَنَامِلَهُ وَ تَعْفُوَ أَثَرَهُ . وَ جَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ ، وَ أَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا." ❷

[''رسول اللہ ﷺ نے بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال بیان کی، کہ وہ دو

❶ صحيح الوابل الصيب من الكلم الطيب ص 64.

❷ متفق عليه: صحيح البخاري ، كتاب اللباس ، باب جيب القميص من عند الصدر وغيره ، جزء من رقم الحديث 5797، 267/10؛ وصحيح مسلم، كتاب الزكاة ، باب مثل المنفق والبخيل ، جزء من رقم الحديث 75-(1021)2/708-709.

آدمیوں کے مانند ہیں، جن کے اوپر (یعنی جسموں پر) لوہے کی دو زرہیں❶ ہوں (جنہوں نے) اُن کے دونوں ہاتھوں کو ان کے پستانوں اور ہنسلیوں کی طرف کھینچ دیا ہو۔ صدقہ کرنے والا جب بھی کوئی (چیز) صدقہ کرے، تو اس کی درع کشادہ ہوتی جائے، یہاں تک کہ وہ اس کی پوروں کو ڈھانپ دے اور (چلتے ہوئے) اس (کے قدموں) کے نشان مٹا دے اور بخیل جب بھی (صدقہ کرنے کا) قصد کرے، تو وہ (یعنی اس کی درع) سکڑ جائے اور اس کا ہر حلقہ اپنی جگہ پر سخت ہو جائے۔''

شرحِ حدیث:

امام ابن قیم تحریر کرتے ہیں:

"وَلَمَّا كَانَ الْبَخِيْلُ مَحْبُوْسًا عَنِ الْإِحْسَانِ، مَمْنُوْعًا عَنِ الْبِرِّ وَ الْخَيْرِ، كَانَ جَزَآؤُهُ مِنْ جِنْسِ عَمَلِهِ، فَهُوَ ضَيِّقُ الصَّدْرِ، مَمْنُوْعٌ مِنَ الْاِنْشِرَاحِ، ضَيِّقُ الْعَطَنِ، صَغِيْرُ النَّفْسِ، قَلِيْلُ الْفَرَحِ، كَثِيْرُ الْهَمِّ وَالْغَمِّ وَ الْحَزَنِ، لَا يَكَادُ تُقْضٰى لَهُ حَاجَةٌ، وَ لَا يُعَانُ عَلٰى مَطْلُوْبٍ، فَهُوَ كَرَجُلٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ حَدِيْدٍ، قَدْ جُمِعَتْ يَدَاهُ إِلٰى عُنُقِهِ بِحَيْثُ لَا يَتَمَكَّنُ مِنْ إِخْرَاجِهَا وَ لَا حَرْكَتِهَا . وَ كُلَّمَآ أَرَادَ إِخْرَاجَهَآ أَوْ تَوْسِيْعَ تِلْكَ الْجُبَّةِ، لَزِمَتْ كُلُّ حَلَقَةٍ مِنْ حَلَقِهَا مَوْضِعَهَا، وَ هٰكَذَا الْبَخِيْلُ كُلَّمَآ أَرَادَ أَنْ يَتَصَدَّقَ مَنَعَهُ بُخْلُهُ، فَبَقِيَ قَلْبُهُ فِيْ سِجْنِهِ كَمَا هُوَ .

وَالْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، اِنْشَرَحَ لَهَا قَلْبُهُ، وَانْفَسَحَ بِهَا صَدْرُهُ، فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ اتِّسَاعِ تِلْكَ الْجُبَّةِ عَلَيْهِ، فَكُلَّمَا تَصَدَّقَ، اِتَّسَعَ وَانْفَسَحَ وَانْشَرَحَ، وَقَوِيَ فَرَحُهُ وَعَظُمَ سُرُوْرُهُ.

وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِي الصَّدَقَةِ إِلَّا هٰذِهِ الْفَائِدَةُ وَحْدَهَا، لَكَانَ الْعَبْدُ

❶ یعنی ہر ایک نے ایک ایک درع پہن رکھی ہے۔

حَقِیْقًا بِالْاِسْتِکْثَارِ مِنْهَا ، وَالْمُبَادَرَةِ إِلَيْهَا . "❶

[''جب بخیل احسان سے روکا ہوا، نیکی اور خیر سے منع کیا ہوا ہوتا ہے، تو اُس کی جزا بھی اُس کے عمل کی ہی جنس (یعنی قسم اور نوع) سے ہوتی ہے۔ اُس کا سینہ تنگ، (وہ خود) انشراح سے محروم، تنگ دست، کم ہمت، قلیل خوشی والا، زیادہ تفکرات، پریشانیوں اور غموں والا ہوتا ہے۔ اُس کی حاجت پوری ہونے کو نہیں آتی، کسی مراد کے پانے میں اُس کی اعانت نہیں کی جاتی۔ وہ اُس شخص کی مانند ہوتا ہے، جس (کے جسم) پر لوہے کا جبہ ہو، اُس کے ہاتھ اُس کی گردن کے ساتھ اِس طرح جوڑ دیئے ہوں، کہ وہ انہیں نہ باہر نکال پائے اور نہ انہیں حرکت دے سکے۔ جب وہ انہیں باہر نکالنا چاہے یا جبہ کشادہ کرنا چاہے، اِس (درع) کا ہر حلقہ اپنی جگہ سے چمٹ جائے۔ اِس طرح بخیل، جب بھی صدقہ کرنا چاہے، اُس کا بخل اُسے روک دیتا ہے، تو اُس کا دل پہلے کی طرح اپنی قید ہی میں رہتا ہے۔

صدقہ کرنے والا، جب بھی صدقہ کا ارادہ کرتا ہے، تو اُس کا دل شاداں اور سینہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ وہ (یعنی اُس کا سینہ) پہنے ہوئے جُبّے کی وسعت اور کشادگی کے بقدر (وسیع اور کشادہ) ہو جاتا ہے۔ جب بھی وہ صدقہ کرتا ہے، تو وہ کشادہ، وسیع اور فراخ ہو جاتا ہے، اس کی فرحت دوبالا اور مسرت دوچند ہو جاتی ہے۔

اگر صدقہ میں صرف یہی ایک فائدہ ہو، تو (یہ بات) بندے کے زیادہ اور جلدی صدقہ کرنے پر آمادہ کرنے کے لیے بہت کافی ہے۔'']

پس جو کوئی اپنے گناہوں کے ختم کرنے، رب ذوالجلال کے غضب کو بجھانے، اپنی جان کو عذاب سے بچانے، پریشانیوں، تفکرات اور غموں کو دُور کروانے، مسرت و شادمانی کو پانے، انشراحِ قلب اور سینے کی وسعت حاصل کرنے کی رغبت رکھے، وہ

❶ صحیح الوابل الصیّب ص 66-67.

صدقہ کرنے میں اور خصوصاً مخفی صدقہ کرنے میں تاخیر نہ کرے۔

❀ صدقہ واحسان کی افادیت کے متعلق امام ابن قیم کا بیان:

حضرت امام رحمہ اللہ حاسد کے شر کو دُور کرنے والے اسباب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اَلصَّدَقَةُ وَالْإِحْسَانُ مَآ أَمْكَنَهُ ، فَإِنَّ لِذٰلِكَ تَأْثِيْرًا عَجِيْبًا فِيْ دَفْعِ الْبَلَاءِ، وَ دَفْعِ الْعَيْنِ ، وَشَرِّ الْحَاسِدِ. وَلَوْ لَمْ يَكُنْ فِيْ هٰذَآ إِلَّا تَجَارِبُ الْأُمَمِ قَدِيْمًا وَّ حَدِيْثًا لَّكَفٰى بِهٖ . فَمَا تَكَادُ الْعَيْنُ وَالْحَسَدُ وَالْأَذٰى يَتَسَلَّطُ عَلٰى مُحْسِنٍ مُّتَصَدِّقٍ ، وَإِنْ أَصَابَهٗ شَيْءٌ مِّنْ ذٰلِكَ ، كَانَ مُعَامَلًا فِيْهِ بِاللُّطْفِ وَالْمَعُوْنَةِ وَالتَّأْيِيْدِ ، وَكَانَتْ لَهٗ فِيْهِ الْعَاقِبَةُ الْحَمِيْدَةُ .

فَالْمُحْسِنُ الْمُتَصَدِّقُ فِيْ خِفَارَةِ إِحْسَانِهٖ وَ صَدَقَتِهٖ ، عَلَيْهِ مِنَ اللّٰهِ جُنَّةٌ ، وَحِصْنٌ حَصِيْنٌ . "[1]

[''جس قدر بھی ممکن ہو سکے، صدقہ واحسان کرے، کیونکہ بلا کے ٹالنے، نظرِ بد اور حاسد کے شر کے دُور کرنے میں اس کی حیران کن تاثیر ہے۔ قدیم اور جدید امتوں کے شواہد و تجربات اس حقیقت پر دلالت کرنے کے لیے کافی ہیں۔ نظرِ بد، حسد اور اذیت احسان اور صدقہ کرنے والے پر شاذ و نادر ہی مسلط ہوتے ہیں۔ اگر اُن میں سے کوئی چیز اسے پہنچ بھی جائے، تو اُس کے لیے مہربانی اور اعانت و تائید کے ساتھ معاملہ کیا جاتا ہے اور اُس کے حوالے سے اُس کے لیے قابل تعریف انجام ہوتا ہے۔ احسان اور صدقہ کرنے والا اپنے احسان اور صدقے کے گھیرے میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کے لیے ڈھال اور مضبوط قلعہ ہوتا ہے۔'']

ربِّ کریم ہمیں بہت زیادہ صدقہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیے اور آئندہ آنے والی ہر مصیبت سے محفوظ فرما دیجیے۔ إِنَّكَ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ .

---

[1] التفسير القيم ص 590-591.

مبحث سوئم

مصیبتوں کے آنے کے بعد پر کرنے کے کام

تمہید:

مشکلات، آفات اور مصائب کے آنے پر لوگوں کی ایک بہت بڑی اکثریت قلق، اضطراب، تفکر اور پریشانیوں کا شکار ہو جاتی ہے۔ اسی کیفیت کو (Tension) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

قرآن وسنت میں ایسے حقائق بیان کیے گئے ہیں، کہ مصیبتوں کے آنے پر انہیں پیشِ نظر رکھنے سے مصائب کی تلخی اور شدت کی توفیقِ الٰہی کلّی طور پر ختم ہو جانے یا بہت حد تک کم ہونے کی قوی توقع ہوتی ہے۔

اسی طرح کچھ اعمال ایسے ہیں، کہ ایسے موقع پر اُن کے کرنے سے توفیقِ الٰہی سے مشکلات کے آسان ہونے اور قلق، اضطراب، تفکر اور پریشانی کے اطمینان اور سکون میں تبدیل ہونے کی قوی امید ہوتی ہے۔

ایسی باتوں کو:

[قلق (Tension) دور کرنے کی تدبیریں]

کا عنوان بھی دیا جا سکتا ہے۔

ایسے ہی حقائق اور اعمال میں سے انیس درجِ ذیل ہیں:

1: مصائب کے حتمی طور پر آنے کا اعتقاد

2: ہر چیز کے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہونے اور اُنہی کی طرف لوٹنے کا اعتقاد

3: مصیبتوں کے صرف اذنِ الٰہی سے آنے کا اعتقاد

4: قضا وقدر پر راضی ہونا

5: مصیبت میں خیر ہونے کی امید رکھنا

6: مصائب اور مشکلات میں پنہاں فوائد کو پیشِ نظر رکھنا

7: مصیبتوں کے اجر وثواب کو نگاہوں کے سامنے رکھنا

8: صبر کے ذریعہ سے مدد طلب کرنا

9: نماز کے ذریعہ سے مدد مانگنا

10: استغفار سے چمٹے رہنا

11: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا

12: دعا کرنا

13: غموں کو دُور کرنے والی ثابت شدہ دعاؤں کا اہتمام کرنا

14: ذکرِ الٰہی کرتے رہنا

15: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرتے رہنا

16: [مصیبتوں کا سب پر آنے کو] پیشِ نظر رکھنا

17: اپنے سے بڑی اور سنگین ابتلاؤں میں مبتلا لوگوں کو دیکھنا

18: ہر تنگی کے ساتھ عظیم آسانی کے ہونے کی سنتِ الٰہیہ کو نہ بھولنا

19: مایوسی اور ناامیدی سے یکسر دُور رہنا

آئندہ صفحات میں اِن میں سے ہر ایک کے بارے میں توفیقِ الٰہی سے تفصیلی گفتگو کی جارہی ہے۔

-1-

مصیبتوں کے حتمی طور پر آنے کا اعتقاد رکھنا

تین دلائل:

مصائب کی سختی، اذیت اور تکلیف کو کم کرنے والی اور انہیں برداشت کرنے کا حوصلہ دینے والی ایک بات یہ ہے، کہ بندہ اپنے آپ کو یہ حقیقت سمجھا لے، کہ مصیبتوں نے تو لامحالہ آنا ہی ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے اس سے مفر نہیں۔ متعدد نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں۔ انہی میں سے تین ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

ا: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَ الْأَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. الَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ [1]

[اور یقیناً ہم تمہیں (دشمن کے) ڈر، بھوک، مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز سے ضرور آزمائیں گے اور ان صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے، جنہیں جب کوئی مصیبت لاحق ہوتی ہے، تو کہتے ہیں: ''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم انہی کی طرف لوٹنے والے ہیں''].

ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر آگاہ فرمایا ہے، کہ وہ بندوں کو دشمنوں وغیرہ کے خوف اور دیگر بشری مصائب کے ساتھ ضرور آزمائیں گے۔ انہوں نے قبل از وقت اپنے بندوں کو اس حقیقت سے خبردار کر دیا، تاکہ وہ اُن کے صبر و ثبات کے

[1] سورۃ البقرۃ / الآیۃ 155-156.

ساتھ استقبال اور مقابلے کے لیے پہلے ہی سے ذہنی طور پر تیار ہو جائیں اور ممکنہ احتیاطی تدابیر کا بندوبست کرلیں۔

چار مفسرین کے اقوال:

اللہ کریم حضرات مفسرین کو جزائے خیر عطا فرمائیں، کہ انہوں نے اس بارے میں حقیقت کو نکھارنے کی خوب سعی فرمائی ہے۔ ذیل میں اُن میں سے چار کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

i: علامہ زمخشری رقم طراز ہیں:

"وَ إِنَّمَا وَعَدَهُمْ ذٰلِكَ قَبْلَ كَوْنِهِ لِيُوَطِّنُوْا عَلَيْهِ نُفُوْسَهُمْ." ❶

[''اللہ تعالیٰ نے (بیان کردہ بات کے) واقع ہونے سے قبل اس کا اُن سے وعدہ فرما دیا، تاکہ وہ اُس (پر صبر کرنے) کے لیے اپنے نفوس کو تیار کرلیں۔'']

ii: علامہ رازی نے آنے والی ابتلاؤں کی خبر دینے کی حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"أَحَدُهَا لِيُوَطِّنُوْا أَنْفُسَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ عَلَيْهَا إِذَا وَرَدَتْ، فَيَكُوْنُ ذٰلِكَ أَبْعَدَ لَهُمْ عَنِ الْجَزَعِ، وَ أَسْهَلَ عَلَيْهِمْ بَعْدَ الْوُرُوْدِ." ❷

[''اُن میں سے ایک (حکمت) یہ ہے، کہ جب وہ (آزمائشیں) آجائیں، تو وہ پہلے ہی سے اپنے نفوس کو صبر کرنے کی خاطر آمادہ کر چکے ہوں گے۔ اس طرح یہ بات انہیں بے صبری سے بہت دُور کرنے والی اور (مصیبتوں کے) آنے کے بعد، انہیں برداشت کرنے میں بہت آسانی پیدا کرنے والی ہوگی۔'']

iii: قاضی ابوالسعود نے تحریر کیا ہے:

وَ إِنَّمَا أُخْبِرَ بِهِ قَبْلَ الْوُقُوْعِ لِيُوَطِّنُوْا عَلَيْهِ نُفُوْسَهُمْ، وَ يَزْدَادُ

❶ الکشاف 323/1. ❷ التفسیر الکبیر 149/4-150.

يَقِيْنُهُمْ عِنْدَ مُشَاهَدَتِهِمْ لَهُ حَسْبَمَا أُخْبِرَ بِهِ، وَ لِيَعْلَمُوْا أَنَّهُ شَيْءٌ يَسِيْرٌ، لَهُ عَاقِبَةٌ حَمِيْدَةٌ. ❶

[اللہ تعالیٰ نے ابتلاء کے وقوع سے پیشتر اُس کے آنے کی خبر دی، تاکہ وہ اُس کے لیے اپنی جانوں کو تیار کر لیں اور بیان کردہ خبر کے مطابق اُسے دیکھنے پر اُن کے یقین میں اضافہ ہو اور تاکہ وہ سمجھ لیں، کہ وہ (یعنی ابتلا کا آنا) آسان (یعنی معمول کی بات ہے اور انجام قابلِ تعریف ہے۔]

iv: سیّد محمد رشید رضا نے قلم بند کیا ہے:

"أَيْ: وَلَنَمْتَحِنَنَّكُمْ بِبَعْضِ ضُرُوْبِ الْخَوْفِ مِنَ الْأَعْدَاءِ وَ غَيْرِهِ مِنَ الْمَصَائِبِ الْبَشَرِيَّةِ الْمُعْتَادَةِ فِي الْمَعَايِشِ. وَ أَكَّدَ هٰذَا بِصِيْغَةِ الْقَسَمِ لِتَوْطِيْنِ الْأَنْفُسِ عَلَيْهِ." ❷

["یعنی دشمنوں کے خوف کی بعض شکلوں اور معیشت میں معمول کی انسانی مصیبتوں وغیرہ کے ساتھ ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے اور اس (خبر) کی تاکید، قسم کے صیغہ کے ساتھ فرمائی، تاکہ نفوس اس کے لیے تیار ہو جائیں۔"]

ب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ أَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ﴾ ❸

[یقیناً تم اپنے مالوں اور جانوں میں ضرور آزمائش میں ڈالے جاؤ گے]۔

تین مفسرین کے اقوال:

اس آیت کی تفسیر میں بھی حضراتِ مفسرین نے ابتلاء کے واقع ہونے سے پیشتر اس کی خبر دینے کی حکمت بیان فرمائی ہے۔ ذیل میں اُن میں سے تین کے اقوال ملاحظہ فرمائیے:

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود 180/1.

❷ تفسیر المنار 39/2.

❸ سورة آل عمران / جزء من الآية 186.

i: علامہ زمخشری رقم طراز ہیں:

خُوْطِبَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِذٰلِكَ لِيُوَطِّنُوْٓا أَنْفُسَهُمْ عَلٰى إِحْتِمَالِ مَا سَيَلْقَوْنَ مِنَ الْأَذٰى وَ الشَّدَآئِدِ، وَ الصَّبْرِ عَلَيْهَا، حَتّٰٓى إِذَا لَقُوْهَا، لَقُوْهَا وَ هُمْ مُسْتَعِدُّوْنَ، لَا يَرْهَقُهُمْ مَا يَرْهَقُ مَنْ يُّصِيْبُهُ الشِّدَّةُ بَغْتَةً فَيُنْكِرُهَا، وَ تَشْمَئِزُّ مِنْهَا نَفْسُهُ. ❶

[اہلِ ایمان کو اِس کے ساتھ خطاب کیا گیا، تاکہ وہ آنے والی اذیت اور شدید حادثات کے برداشت کرنے اور اُن پر صبر کرنے کے لیے اپنے نفوس کو تیار کرلیں۔ جب اُن پر وہ (مشکلات) آئیں، تو وہ اُن کا ایسے شخص کی طرح استقبال کریں، جو پہلے سے اس کے لیے تیار ہو۔ اُن کی کیفیت اس شخص کی مانند نہ ہو، جس پر اچانک سختی آئے، تو وہ اُسے ناپسند کرے اور وہ اُس پر گراں ہو۔]

ii: قاضی ابوالسعود نے قلم بند کیا ہے:

﴿لَتُبْلَوُنَّ﴾: شُرُوْعٌ فِيْ تَسْلِيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ مَنْ مَّعَهُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَمَّا سَيَلْقَوْنَهُ مِنْ جِهَةِ الْكَفَرَةِ مِنَ الْمَكَارِهِ، إِثْرَ تَسْلِيَتِهِمْ عَمَّا قَدْ وَقَعَ مِنْهُمْ، لِيُوَطِّنُوْٓا أَنْفُسَهُمْ عَلٰى إِحْتِمَالِهِ عِنْدَ وُقُوْعِهِ، وَ يَسْتَعِدُّوْا لِلِقَآئِهِ، وَ يُقَابِلُوْهُ بِحُسْنِ الصَّبْرِ وَ الثَّبَاتِ، فَإِنَّ هُجُوْمَ الْأَوْجَالِ مِمَّا يُزَلْزِلُ أَقْدَامَ الرِّجَالِ، وَ الْاِسْتِعْدَادُ لِلْكُرُوْبِ مِمَّا يُهَوِّنُ الْخُطُوْبَ." ❷

[﴿لَتُبْلَوُنَّ﴾ [یعنی یقیناً تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے]: کافروں کی جانب سے تکلیف آنے سے پیشتر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اہلِ ایمان ساتھیوں کو تسلّی دینے کا آغاز ہے، تاکہ وہ اذیت کے آنے سے قبل اپنی جانوں کو اُس کے برداشت کرنے کے لیے آمادہ کرلیں اور اُس کے مقابلے کی خاطر تیار ہو جائیں اور اُس کا

---

❶ ملاحظہ ہو: الكشاف 486/1.

❷ ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود 123/2.

استقبال اچھے صبر اور استقامت سے کریں، کیونکہ مصیبتوں کا یکایک آنا (بلند ہمت) مردوں کے قدموں کو ڈگمگا دیتا ہے اور ان (مصیبتوں) کے لیے خود کو قبل از وقت تیار کرنا، اُن کے زور کو کم کر دیتا ہے۔]

iii: شیخ سعدی اس بات کی پیشگی خبر دینے کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَ مِنْهَآ أَنَّهٗ أَخْبَرَهُمْ بِذٰلِكَ لِتَتَوَطَّنَ نُفُوْسُهُمْ عَلٰى وُقُوْعِ ذٰلِكَ، وَ الصَّبْرِ عَلَيْهِ إِذَا وَقَعَ، لِأَنَّهُمْ قَدِ اسْتَعَدُّوْا لِوُقُوْعِهٖ، فَيَهُوْنُ عَلَيْهِمْ حَمْلُهٗ، وَ تَخِفُّ عَلَيْهِمْ مَؤُوْنَتُهٗ، وَ يَلْجَؤُوْنَ إِلَى الصَّبْرِ وَ التَّقْوٰى." ❶

[''ان میں سے ایک یہ ہے، کہ اُنہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے اِس بات سے اُنہیں آگاہ کیا، تاکہ اُن کے نفوس اِس کے وقوع پذیر ہونے کے لیے (ذہنی طور پر) تیار ہو جائیں اور اِس کے واقع ہونے پر صبر کے لیے آمادہ ہو جائیں، کیونکہ جب وہ اس کے وقوع پذیر ہونے کے لیے (ذہنی طور پر) مستعد ہو جائیں گے، تو اُن کے لیے اِس کو برداشت کرنا معمول کی بات بن جائے گی، اُس کی مشقت کو گوارا کرنا ہلکا ہو جائے گا اور وہ صبر و تقویٰ کو اختیار کریں گے۔'']

ج: ہمارے نبی کریم ﷺ نے بھی خبر دی ہے، کہ انسان ہر جانب سے مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے اور وہ سب اُسی کا رُخ کرتی ہیں۔ اگر ایک مصیبت اُس سے چوک جائے، تو دوسری اُسے زک پہنچاتی ہے اور اگر دوسری اُسے نشانہ نہ بنائے، تو تیسری آفت اُسے آدبوچتی ہے۔ ❷

گفتگو کا حاصل یہ ہے، کہ اللہ جل جلالہ اور رسول کریم ﷺ نے مصیبتوں کے نزول اور آفات کی آمد سے پیشتر اُن کے آنے کی اطلاع دی ہے۔ بندے کی جانب

---

❶ تفسیر السعدي ص 158-159.

❷ اس حدیث کو امام بخاری نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ (حدیث کے متن اور تخریج کے لیے کتاب ہذا کا ص 39 ملاحظہ فرمائیے۔

سے اپنے آپ کو پہلے سے ذہنی طور پر تیار کر لینے سے توفیقِ الٰہی سے ان کا جھیلنا آسان اور اُن پر صبر کرنے میں حوصلہ مل جاتا ہے۔

-2-

ہر چیز اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہونے اور اُنہی کی طرف لوٹنے کا اعتقاد

مصیبتوں کی شدّت اور تلخی کو کم کرنے والی ایک بات یہ ہے، کہ بندہ اِس بات کا اعتقاد و اقرار کرے، کہ وہ خود اور اُس کے پاس موجود ہر چھوٹی بڑی چیز بلا شرکتِ غیرے اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے اور وہ خود بھی اُن ہی کی طرف لوٹایا جانے والا ہے۔

یہ عقیدہ کسی بھی چیز کے چھن جانے یا اُس سے محروم ہونے پر پریشان ہونے اور جزع وفزع کرنے کی گنجائش نہیں رہنے دیتا، کیونکہ ہم سے کوئی بھی چیز لینے والے اللہ تعالیٰ، ہی تو اُس کے مالک تھے اور مالک کو حق ہوتا ہے، کہ وہ اپنی مملوکہ چیزوں میں سے، جب اور جیسے جو بھی چاہے، لے لے۔

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ تو وہ ہیں، کہ ان کی مشیت، فیصلہ اور حکم سب پر جاری و ساری ہیں اور اُن پر کسی کی کوئی بات نہیں چلتی۔ قرآن کریم میں ہے۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ﴾ [1]

[ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں، فیصلہ فرماتے ہیں]۔

﴿إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾ [2]

[ترجمہ: بلاشبہ آپ کے رب جو چاہتے ہیں، فوراً کر گزرتے ہیں]۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾ [3]

---

[1] سورۃ المائدۃ/ جزء من الآیۃ 1.

[2] سورۃ ھود- علیہ السلام - / جزء من الآیۃ 107.

[3] سورۃ الحج / جزء من الآیۃ 14.

[ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں، کرتے ہیں]۔

﴿إِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ﴾ ❶

[درحقیقت اللہ تعالیٰ، جو چاہتے ہیں، کرتے ہیں]۔

﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ ❷

[جو وہ کرتے ہیں، اُس کے متعلق اُن سے نہیں پوچھا جاتا اور اُن (یعنی مخلوق) سے پوچھا جاتا ہے]۔

﴿وَ اللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ﴾ ❸

[اور اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتے ہیں، اُن کے فیصلے کو کوئی ٹالنے والا نہیں]۔

مزید برآں [اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جانے کا عقیدہ] قضائے الٰہی پر صبر و رضا پر آمادہ کرتا ہے، کیونکہ اِس عقیدے والا یہ یقین رکھتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی جانب پلٹنے پر اُسے صبر و رضا کی بدولت بلاحساب اجر و ثواب دیا جائے گا۔

چار دلائل:

کتاب و سنت میں اس سلسلے میں متعدد دلائل و شواہد ہیں۔ اُن میں سے چار کے حوالے سے ذیل میں قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

ا: اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. الَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ ❹

[اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے، وہ لوگ، کہ جب اُنہیں کوئی

---

❶ سورة الحج / جزء من الآية 18.

❷ سورة الأنبياء / الآية 23.

❸ سورة الرعد / جزء من الآية 41.

❹ سورة البقرة / الآيتان 155-156.

مصیبت پہنچتی ہے، تو وہ کہتے ہیں: ''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور یقیناً ہم اُن ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں]۔

اس مقام پر اللہ جل جلالہ نے اس بات کی خبر دی ہے، کہ بشارت پانے کے مستحق صبر کرنے والے، کسی بھی مصیبت کے آنے پر کہتے ہیں:

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾

یہ دعا پڑھنے کی حکمت:

چار مفسرین کے اقوال:

i: علامہ قرطبی رقم طراز ہیں:

''جَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ مَلْجَأً لِذَوِي الْمَصَآئِبِ، وَعِصْمَةً لِّلْمُمْتَحِنِيْنَ، لِمَا جَمَعَتْ مِنَ الْمَعَانِيْ الْمُبَارَكَةِ، فَإِنَّ قَوْلَهٗ: ﴿إِنَّا لِلّٰهِ﴾ تَوْحِيْدٌ وَ إِقْرَارٌ بِالْعُبُوْدِيَّةِ وَالْمُلْكِ.

وَقَوْلَهٗ: ﴿وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ إِقْرَارٌ بِالْهُلْكِ عَلٰى أَنْفُسِنَا وَالْبَعْثِ مِنْ قُبُوْرِنَا؛ وَالْيَقِيْنُ أَنَّ رُجُوْعَ الْأَمْرِ كُلِّهٖ إِلَيْهِ كَمَا هُوَ لَهٗ.'' [1]

[''ان الفاظ میں موجود مبارک معانی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مصیبت زدہ لوگوں کے لیے پناہ گاہ اور آزمائش میں مبتلا لوگوں کے لیے جائے امان مہیا فرمائی ہے، کیونکہ اُن کے ارشاد ﴿إِنَّا لِلّٰهِ﴾ میں توحید اور ہر قسم کی عبادت اور ملکیت کے اللہ تعالیٰ کے لیے ہونے کا اقرار ہے۔

اُن کے ارشاد ﴿وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ میں ہماری جانوں پر ہلاکت کے طاری ہونے، ہماری قبروں سے اٹھائے جانے اور اس یقین کا اظہار ہے، کہ جیسے ہر [امر] اُن کے لیے ہے، ایسے ہی اُسے اُن ہی کی طرف لوٹایا جانا ہے۔'']

---

[1] تفسیر القرطبی 176/2؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح القدیر 247/1.

ii: حافظ ابن کثیر نے قلم بند کیا ہے:

''أَيْ تَسَلَّوْا بِقَوْلِهِمْ هٰذَا عَمَّآ أَصَابَهُمْ ، وَعَلِمُوْا أَنَّهُمْ مِلْكٌ لِّلّٰهِ يَتَصَرَّفُ فِي عَبِيْدِهِ بِمَا شَآءَ ، وَعَلِمُوْا أَنَّهُ لَا يَضِيْعُ لَدَيْهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ''. ❶

[''یعنی وہ آنے والی مصیبت پر اِس قول کے ساتھ تسلی حاصل کرتے ہیں۔ اُنہیں (اِس حقیقت کا) علم ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں، وہ اپنی مرضی سے اُن میں تصرف کرتے ہیں اور وہ جانتے ہیں، کہ بلاشبہ روزِ قیامت اُن کے ہاں ذرہ برابر (عمل بھی) ضائع نہیں ہوگا۔'']

iii: سیّد محمد رشید رضا لکھتے ہیں:

أَيْ : قَالُوْا هٰذَا الْقَوْلَ مُعَبِّرِيْنَ بِهٖ عَنْ حَالِهِمْ وَمُقْتَضٰى إِيْمَانِهِمْ . وَلَيْسَ الْمُرَادُ بِالْقَوْلِ مُجَرَّدَ النُّطْقِ بِهٰذِهِ الْكَلِمَةِ ، بَلِ الْمُرَادُ التَّلَبُّسُ بِمَعْنَاهَا ، وَالتَّحَقُّقُ فِي الْإِيْمَانِ بِأَنَّهُمْ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ ، مِلْكُ اللّٰهِ ، وَإِلَى اللّٰهِ رَاجِعُوْنَ ، فَهُوَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ . فَأَصْحَابُ هٰذَا الْاِعْتِقَادِ وَالشُّعُوْرِ هُمُ الْجَدِيْرُوْنَ بِالصَّبْرِ إِيْمَانًا وَتَسْلِيْمًا بِحَيْثُ لَا يَمْلِكُ الْجَزَعُ نُفُوْسَهُمْ ، وَلَا تُقْعِدُ الْمَصَائِبُ هِمَمَهُمْ ، بَلْ تَزِيْدُهُمْ ثَبَاتًا وَمُثَابَرَةً ، فَيَكُوْنُوْنَ هُمُ الْفَائِزِيْنَ . ❷

[یعنی انہوں نے یہ الفاظ اپنی (اندرونی) کیفیت کا اظہار اور اپنے ایمان کے تقاضوں کو بیان کرتے ہوئے کہی۔ یہ مراد نہیں، کہ انہوں نے یہ بات صرف زبان سے کہی، بلکہ مقصود یہ ہے، کہ یہ معنی اُن (کے دل و دماغ) میں رچ بس چکا ہے۔ اُن کے ایمان میں یہ بات داخل ہو چکی ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ملکیت ہیں، وہ اُن ہی

❶ تفسیر ابن کثیر 211/1.   ❷ تفسیر المنار 40/2-41 باختصار.

کی طرف لوٹنے والے ہیں اور ہر چیز کی مکمل ملکیت اُن ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اس اعتقاد و شعور والے ایمان و تسلیم و رضا کے ساتھ صبر کے ایسے مستحق ہوتے ہیں، کہ جزع و فزع اُن کی جانوں پر غالب نہیں آتی، مصیبتیں اُن کی ہمتوں کو پست نہیں کرتیں، بلکہ اُنہیں صبر و استقلال میں زیادہ کرتی ہیں اور وہ ہی فائز المرام ہوتے ہیں۔]

iv: شیخ سعدی نے تحریر کیا ہے:

"﴿قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ﴾: أَيْ: مَمْلُوْكُوْنَ لِلّٰهِ مُدَبَّرُوْنَ تَحْتَ أَمْرِهٖ وَتَصْرِيْفِهٖ، فَلَيْسَ لَنَا مِنْ أَنْفُسِنَا وَأَمْوَالِنَا شَيْءٌ، فَإِذَا ابْتَلَانَا بِشَيْءٍ مِّنْهَا، فَقَدْ تَصَرَّفَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ بِمَمَالِيْكِهٖ وَأَمْوَالِهِمْ، فَلَا اِعْتِرَاضَ عَلَيْهِ، بَلْ مِنْ كَمَالِ عُبُوْدِيَّةِ الْعَبْدِ عِلْمُهٗ بِأَنَّ وُقُوْعَ الْبَلِيَّةِ مِنَ الْمَالِكِ الْحَكِيْمِ الَّذِيْ هُوَ أَرْحَمُ بِعَبْدِهٖ مِنْ نَّفْسِهٖ، فَيُوْجِبُ لَهٗ ذٰلِكَ الرِّضَا عَنِ اللّٰهِ وَالشُّكْرَ لَهٗ عَلٰى تَدْبِيْرِهٖ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لِّعَبْدِهٖ، وَإِنْ لَّمْ يَشْعُرْ بِذٰلِكَ.

وَمَعَ أَنَّنَا مَمْلُوْكُوْنَ لِلّٰهِ فَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ يَوْمَ الْمَعَادِ، فَمُجَازٍ كُلَّ عَامِلٍ بِعَمَلِهٖ، فَإِنْ صَبَرْنَا وَاحْتَسَبْنَا وَجَدْنَآ أَجْرَنَا مُوَفَّرًا عِنْدَهٗ، وَإِنْ جَزَعْنَا وَسَخِطْنَا لَمْ يَكُنْ حَظُّنَآ إِلَّا السُّخْطُ وَفَوَاتُ الْأَجْرِ، فَكَوْنُ الْعَبْدِ لِلّٰهِ وَرَاجِعًا إِلَيْهِ مِنْ أَقْوٰى أَسْبَابِ الصَّبْرِ." ❶

["﴿قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ﴾: [انہوں نے کہا:"بلاشبہ ہم اللہ کے لیے ہیں"]

یعنی اللہ تعالیٰ کے غلام اور ان کے حکم و تصرف کے پابند۔ ہماری جانوں اور مالوں میں سے کوئی چیز بھی ہماری نہیں۔ جب انہوں نے اُن میں سے کسی چیز کے ساتھ ہمارا امتحان لیا، تو ارحم الراحمین نے اپنے غلاموں اور اُن کے مالوں میں تصرف فرمایا، سو اُن پر کسی قسم کا اعتراض نہیں، بلکہ بندے کی عبودیت کے کمال میں سے اس بات سے

❶ تفسير السعدي ص 73.

آ گاہی ہے، کہ آزمائش مالکِ حکیم (بہت زیادہ حکمت والے مالک) کی جانب سے ہے، جو بندے کے ساتھ اس کی اپنی جان سے زیادہ شفقت کرنے والے ہیں۔ یہ آ گاہی اللہ تعالیٰ (کے فیصلے) پر رضا اور بندے کے لیے تدبیرِ خیر پر شکر کا موجب بنتی ہے، اگرچہ اُسے اِس (خیر) کا ادراک بھی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہونے کے ساتھ ساتھ، ہم بلاشبہ لوٹنے کے دن اُن ہی کی طرف پلٹنے والے ہیں، تو وہ (اُس دن) ہر عمل کرنے والے کو اُس کے عمل کا بدلہ دیں گے۔ اگر ہم نے ثواب حاصل کرنے کی خاطر صبر کیا، تو ہم اُن کے ہاں پورا پورا اجر پائیں گے۔ اگر ہم نے بے صبری کی اور (اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر) ناراض ہوئے، تو ہمارا نصیب (اللہ تعالیٰ کی) ناراضی اور اجر سے محرومی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ بندے کا اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہونے اور اُن ہی کی طرف پلٹنے (کا عقیدہ) صبر کے قوی ترین اسباب میں سے ہے۔''[^]

ب: امام ابن ماجہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا، کہ بلاشک انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

'' مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُصَابُ بِمُصِيبَةٍ ، فَيَفْزَعُ إِلَى مَآ أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ ، مِنْ قَوْلِهِ:

[﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ اَللّٰهُمَّ! عِنْدَكَ احْتَسَبْتُ مُصِيبَتِي، فَأْجُرْنِي فِيهَا، وَعُضْنِي (1) مِنْهَا]،

إِلَّا آجَرَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهَا، وَ عَاضَهُ خَيْرًا مِّنْهَا.'' (2)

---

(1) ایک نسخہ میں (وَعَوِّضْنِي) ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش السنن لابن ماجہ ص 227)۔

(2) سنن ابن ماجہ، أبواب ما جاء في الجنائز ، باب ما جاء في الصبر علی المصیبة ، جزء من رقم الحدیث 1598، ص 277. اس حدیث کا بقیہ حصہ اس کتاب کے ص 293-295 میں ملاحظہ فرمائیے۔ شیخ البانی اور شیخ عصام نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن ابن ماجہ 267/1؛ و ھامش السنن لابن ماجہ ص 277)۔

[''کسی مسلمان کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی، تو وہ ارشادِ تعالیٰ میں موجود حکم الٰہی کی طرف لپکتا ہے:

﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾

اَللّٰهُمَّ! عِنْدَكَ أَحْتَسِبُ مُصِيْبَتِيْ، فَأْجُرْنِيْ فِيْهَا، وَعُضْنِيْ مِنْهَا]۔

[ترجمہ: بلاشبہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہیں اور بلاشک ہم اُن ہی کی جانب لوٹنے والے ہیں۔

اے اللہ! میں نے اپنی مصیبت پر آپ سے اجر طلب کرتے ہوئے صبر کیا ہے، پس آپ مجھے اس میں (یعنی اس کے آنے پر) اجر دیجیے اور مجھے اِس سے اچھا بدل عطا فرمایئے۔]

مگر اللہ تعالیٰ اُسے اُس (مصیبت) پر ثواب دیتے ہیں اور اُس سے بہتر بدل عطا فرماتے ہیں''۔]

مصیبت کی تلخی کے علاج میں [إِنَّا لِلّٰهِ ....] کی تاثیر:

امام ابن قیم تحریر کرتے ہیں:

''وَهٰذِهِ الْكَلِمَةُ مِنْ أَبْلَغِ عِلَاجِ الْمُصَابِ، وَأَنْفَعِهِ لَهُ فِيْ عَاجِلَتِهِ وَآجِلَتِهِ، فَإِنَّهَا تَتَضَمَّنُ أَصْلَيْنِ عَظِيْمَيْنِ، إِذَا تَحَقَّقَ الْعَبْدُ بِمَعْرِفَتِهِمَا تَسَلّٰى عَنْ مُصِيْبَتِهِ:

أَحَدُهُمَا: أَنَّ الْعَبْدَ وَأَهْلَهُ وَمَالَهُ مِلْكُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَقِيْقَةً، وَقَدْ جَعَلَهُ عِنْدَ الْعَبْدِ عَارِيَةً، فَإِذَآ أَخَذَهُ مِنْهُ، فَهُوَ كَالْمُعِيْرِ يَأْخُذُ مَتَاعَهُ مِنَ الْمُسْتَعِيْرِ.

وَأَيْضًا فَإِنَّهُ مَحْفُوْفٌ بِعَدَمَيْنِ: عَدَمٍ قَبْلَهُ، وَعَدَمٍ بَعْدَهُ، وَمِلْكُ الْعَبْدِ لَهُ مُتْعَةٌ مُعَارَةٌ فِيْ زَمَنٍ يَسِيْرٍ.

وَأَيْضًا فَإِنَّهُ لَيْسَ الَّذِيْٓ أَوْجَدَهُ عَنْ عَدَمِهِ، حَتّٰى يَكُوْنَ مِلْكُهُ

حَقِيقَةً، وَلَا هُوَ الَّذِي يَحْفَظُهُ مِنَ الْآفَاتِ بَعْدَ وُجُودِهِ، وَلَا يُبْقِي عَلَيْهِ وُجُودَهُ، فَلَيْسَ لَهُ فِيهِ تَأْثِيرٌ، وَلَا مِلْكٌ حَقِيقِيٌّ.

وَأَيْضًا فَإِنَّهُ مُتَصَرِّفٌ فِيهِ بِالْأَمْرِ تَصَرُّفَ الْعَبْدِ الْمَأْمُورِ الْمَنْهِيِّ، لَا تَصَرُّفَ الْمُلَّاكِ، وَلِهٰذَا لَا يُبَاحُ لَهُ مِنَ التَّصَرُّفَاتِ فِيهِ إِلَّا مَا وَافَقَ أَمْرَ مَالِكِهِ الْحَقِيقِيِّ.

وَالثَّانِي: أَنَّ مَصِيرَ الْعَبْدِ وَمَرْجِعَهُ إِلَى اللّٰهِ مَوْلَاهُ الْحَقِّ، وَلَا بُدَّ أَنْ يُخَلِّفَ الدُّنْيَا وَرَاءَ ظَهْرِهِ، يَجِيءُ رَبَّهُ فَرْدًا كَمَا خَلَقَهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ بِلَا أَهْلٍ وَلَا مَالٍ وَلَا عَشِيرَةٍ، وَلٰكِنْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ. فَإِذَا كَانَتْ هٰذِهِ بِدَايَةُ الْعَبْدِ وَمَاخُوِّلَهُ، وَنِهَايَتُهُ، فَكَيْفَ يَفْرَحُ بِمَوْجُودٍ، أَوْيَأْسَى عَلَى مَفْقُودٍ، فَفِكْرُهُ فِي مَبْدَئِهِ وَمَعَادِهِ مِنْ أَعْظَمِ عِلَاجِ هٰذَا الدَّاءِ.''[1]

[''یہ الفاظ مصیبت زدہ کے علاج کے لیے بلیغ ترین اور اس کے فوری اور اخروی فائدے کے لیے مفید ترین ہیں، کیونکہ یہ (الفاظ) ایسی دو عظیم بنیادی باتوں کو سموئے ہوئے ہیں، کہ جب بندہ اُن سے اچھی طرح آگاہ ہو جائے، تو وہ اپنی مصیبت کو بھول جاتا ہے:

اِن دو میں سے پہلی بات یہ ہے، کہ یقیناً بندہ، اُس کا کنبہ اور اُس کا مال حقیقۃً اللہ عزوجل کی ملکیت ہے اور اللہ تعالیٰ نے بندے کو (یہ سب کچھ) عاریتاً دیا ہے۔ سو جب وہ اُس سے لیتے ہیں، تو وہ ایسے ہی ہے، جیسے کسی کو عاریتاً چیز دینے والا، اُس سے اپنی چیز واپس لیتا ہے۔

مزید برآں اِس لی جانے والی چیز کی دو اور حالتیں ہوتی ہیں: ایک لینے سے پیشتر، کہ وہ پہلے لینے والے کے پاس موجود نہیں تھی، اور ایک واپس لیے جانے کے بعد،

[1] زاد المعاد 189/4.

کہ وہ اُس کے پاس موجود نہیں رہی۔ بندے کی ملکیت تو تھوڑے سے وقت میں عاریتاً لے کر اِس سے فائدہ اٹھانے تک محدود تھی۔

علاوہ ازیں وہ (بندہ) تو اُسے عدم سے وجود میں نہیں لایا، کہ وہ (چیز) اُس کی حقیقی ملکیت بن جائے اور نہ ہی وہ، اُس کے وجود میں آنے کے بعد، آفات سے اُس کی حفاظت کر سکتا اور اُس کے وجود کو باقی رکھ سکتا ہے۔ اُس (بندے) کا اُس (کے عدم و وجود) میں کوئی کردار نہیں اور نہ ہی (وہ چیز) اُس کی حقیقی ملکیت ہے۔

نیز وہ امر و نہی کے پابند غلام کی مانند، حکم (الٰہی) کے مطابق، اُس میں تصرف کر سکتا ہے۔ وہ حقیقی مالکوں کی طرح اُسے استعمال کرنے کا مجاز نہیں۔ اسی بنا پر اُس کے لیے صرف وہی تصرفات جائز ہیں، جو اُس کے حقیقی مالک (اللہ جل جلالہ) کے حکم کے مطابق ہوں۔

دوسری بات: بندے کا لوٹنا اور آخری ٹھکانا اُس کے مولائے حق اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اُسے لازماً دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑ کر جانا ہے۔ وہ اپنے رب تعالیٰ کے حضور اسی طرح تنہا آئے گا، جیسے کہ اُنھوں نے اُسے پہلی بار پیدا فرمایا۔ وہ اپنے اہل، مال اور کنبے کی بجائے اپنی نیکیوں یا برائی کے ساتھ حاضر ہوگا۔

جب بندے اور اس کو دی ہوئی چیزوں کے آغاز اور اُس کی اپنی انتہا کی یہ کیفیت ہے، تو وہ کسی موجود چیز پر کیونکر اترائے؟

وہ کھوئی ہوئی چیز پر غم زدہ کیونکر ہو؟

سو اس (یعنی مصیبت کے آنے پر پریشانی) کا عظیم ترین علاج بندے کا اپنے آغاز و انجام میں غور و فکر کرنا ہے۔'']

ج: امام بخاری نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) اُنھوں نے بیان کیا:

[''ہم نبی کریم ﷺ کے پاس تھے، کہ آنحضرت ﷺ کی ایک صاحبزادی کا قاصد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہ وہ اپنے بیٹے کے جان کنی کے عالم میں ہونے کی بنا پر آپ کو تشریف لانے کی درخواست کر رہی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے (جواب میں) فرمایا:

''اِرْجِعْ فَأَخْبِرْهَا:

''أَنَّ لِلّٰهِ مَآ أَخَذَ، وَلَهُ مَآ أَعْطٰى، وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُّسَمًّى.''

فَمُرْهَا: ''فَلْتَصْبِرْ، وَلْتَحْتَسِبْ.'' [1]

''لوٹ جاؤ اور انہیں خبر دو، کہ:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے، جو انہوں نے لیا اور اُن ہی کے لیے ہے، جو انہوں نے عطا فرمایا اور اُن کے ہاں ہر چیز مقررہ مدّت کے ساتھ ہے۔''

سو انہیں حکم دیجیے، کہ:

''صبر کریں اور (اللہ تعالیٰ سے) اجر و ثواب طلب کریں۔''ٰ]

اس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں، کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کو، اُن کے بیٹے کی موت کا وقت آنے پر، یہ بات یاد کروائی، کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو لے لیتے ہیں، تو وہ اپنی ہی مملوکہ چیز لیتے ہیں، اِس لیے اُس کے جانے پر جزع و فزع درست نہیں۔

شرحِ حدیث:

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

''جس کو لینے کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے، انہوں نے ہی، وہ عطا فرمایا تھا، سو اُن کا لینا اپنی ہی چیز کا لینا ہے، اس لیے بے صبری کا کوئی جواز نہیں، کیونکہ جس کے پاس

---

[1] صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب قول اللہ تبارك و تعالیٰ ﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ....، جزء من رقم الحدیث 7377، 358/13.

امانت رکھی جائے، اُس کے لیے مناسب نہیں، کہ امانت کے واپس طلب کرنے پر جزع فزع کرے۔'']❶

د: امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''ابوطلحہ کا امِ سلیم رضی اللہ عنہا سے ایک بیٹا فوت ہوگیا، تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا:

''مجھ سے پہلے کوئی ابوطلحہ کو اُن کے بیٹے کی وفات کی خبر نہ دے۔''

اُنہوں نے بیان کیا:

''وہ آئے، تو اُنہوں (یعنی ام سلیم رضی اللہ عنہا) نے اُنہیں رات کا کھانا پیش کیا، تو اُنہوں نے کھایا پیا۔''

اُنہوں نے (مزید) بیان کیا:

''(پھر) اُنہوں نے اُن کے لیے خوب زیبائش کی، تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اُن کے ساتھ ازدواجی تعلق قائم کیے۔ پس جب اُنہوں نے دیکھا، کہ وہ سیر ہو چکے ہیں اور اُن سے ازدواجی تعلق بھی قائم کر چکے ہیں، تو کہنے لگیں:

''یَا أَبَا طَلْحَةَ! أَرَأَیْتَ لَوْ أَنَّ قَوْمًا أَعَارُوْا عَارِیَتَھُمْ أَھْلَ بَیْتٍ، فَطَلَبُوْا عَارِیَتَھُمْ، أَلَھُمْ أَنْ یَّمْنَعُوْھُمْ؟''

[''اے ابوطلحہ! آپ کی (اس بارے میں) کیا رائے ہے، کہ ایک قوم نے کسی گھر والوں کو عاریتاً کوئی چیز دی، پھر اُنہوں نے اُس چیز کو واپس طلب کیا، تو کیا انہیں اُس چیز کو اُن سے روکنے کا حق ہے؟'']

انہوں نے جواب دیا: ''نہیں''۔

انہوں [ام سلیم رضی اللہ عنہا] نے کہا:

---

❶ فتح الباري 157/3.

"فَاحْتَسِبْ ابْنَكَ." ❶

"اپنے بیٹے کے واپس لیے جانے پر (صبر کر کے اللہ تعالیٰ سے) ثواب حاصل کیجیے۔"

اِس قصے میں ہم دیکھتے ہیں، کہ حضرت ام سلیم نے اپنے بیٹے کی وفات پر اپنے شوہر کو صبر و احتساب کی ترغیب دیتے ہوئے، اس حقیقت کو اجاگر کیا، کہ فوت ہونے والا اُن دونوں کا بیٹا، اُن کی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی چیز تھی۔ رب ذوالجلال نے انہیں عاریتاً عطا فرمایا ہوا تھا۔ کسی چیز دینے والے کو حق ہوتا ہے، کہ جب چاہے، اپنی چیز واپس لے لے۔ انہیں بیٹے کو اپنے پاس روکنے کا حق نہیں تھا اور اُس کے جانے کے بعد بے صبری کرنا بھی ان کے لیے مناسب نہیں۔

شرحِ حدیث:

علامہ نووی لکھتے ہیں:

"وَ ضَرْبُهَا لِمَثَلِ الْعَارِيَةِ دَلِيْلٌ لِكَمَالِ عِلْمِهَا وَ فَضْلِهَا وَ عِظَمِ إِيْمَانِهَا وَ طُمَأْنِيْنَتِهَا." ❷

["عاریتاً چیز کی مثال بیان کرنے میں اُن کے علم و فضل کے کمال، اُن کے عظیم ایمان اور ان کے اطمینانِ قلب کی دلیل ہے۔"]

-3-

مصیبت کے صرف اذنِ الٰہی سے آنے کا اعتقاد

مصائب کے آنے پر اِس حقیقت کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے، کہ کسی بھی شخص پر، کوئی بھی مصیبت، اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتی۔ اُسے پہنچنے والی مصیبت

---

❶ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي طلحة الأنصاري رضي الله عنه، جزء من رقم الحدیث 107-(2144)، 4/1909. اس قصے کی تفصیل کتاب کے صفحات 288-293 میں دیکھیے۔

❷ شرح النووي 11/16.

ں سے پیچھے رہنے والی نہیں تھی اور نہ پہنچنے والی اُس پر آنے والی نہیں تھی۔

اگر بندہ اِس حقیقت کو پیشِ نظر رکھے، تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُس پر مصائب کا بوجھ ختم یا ہلکا اور اُن کی اذیت دور یا کم ہو جاتی ہے۔

علامہ رازی لکھتے ہیں:

"إِذَا عَلِمَ الْإِنْسَانُ أَنَّ الَّذِيْ وَقَعَ اِمْتَنَعَ أَنْ لَا يَقَعَ، زَالَتِ الْمُنَازَعَةُ عَنِ النَّفْسِ وَ حَصَلَ الرِّضَا بِهِ." [1]

["جب انسان اس (حقیقت) سے آگاہ ہو جائے، کہ جو ہو چکا ہے، اس کا نہ ہونا، مُحال تھا، تو نفس سے کھینچا تانی دُور ہو جاتی ہے اور اُس (یعنی قضائے الٰہی) کے ساتھ رضا نصیب ہو جاتی ہے"]۔

چار دلائل:

اس حقیقت کو متعدد آیات و احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔ اُنہی میں سے چار درجِ ذیل ہیں:

i: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿مَآ أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِيٓ أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ أَنْ نَّبْرَأَهَا إِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيرٌ. لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَآ اٰتَاكُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ﴾ [2]

[ترجمہ: زمین پر کوئی مصیبت نازل نہیں ہوتی [3] اور نہ ہی تمہاری جانوں

---

[1] التفسير الكبير 85/16.

[2] سورة الحديد / الآيتان 22-23.

[3] جیسے قحط سالی، فصلوں اور پھلوں کی بربادی۔ (ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود 211/8).

میں، ❶ مگر وہ اسے ❷ پیدا کرنے سے پہلے کتاب میں ❸ ہے۔ بلاشبہ وہ (یعنی اُس کا لکھنا) اللہ تعالیٰ پر آسان ہے، (یہ بات تمہیں اس لیے بتا دی گئی) تاکہ جو چیز تمہیں ملی نہیں ہے، اس پر افسوس نہ کرو اور جو (نعمت) انہوں نے تمہیں دی ہے، اُس پر فخر نہ کرو اور اللہ تعالیٰ ہر اترانے والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

﴿لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتَاكُمْ﴾: أَيْ أَعْلَمْنَاكُمْ بِتَقَدُّمِ عِلْمِنَا وَسَبْقِ كِتَابَتِنَا لِلْأَشْيَاءِ قَبْلَ كَوْنِهَا، وَتَقْدِيْرِنَا الْكَائِنَاتِ قَبْلَ وُجُوْدِهَا لِتَعْلَمُوْٓا أَنَّ مَآ أَصَابَكُمْ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكُمْ، وَمَآ أَخْطَأَكُمْ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكُمْ، فَلَا تَأْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ، لِأَنَّهُ لَوْ قُدِّرَ شَيْءٌ لَكَانَ.

﴿وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتَاكُمْ﴾: أَيْ لَا تَفْخَرُوْا عَلَى النَّاسِ بِمَآ أَنْعَمَ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْكُمْ، فَإِنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِسَعْيِكُمْ وَلَا كَدِّكُمْ، وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ قَدَرِ اللّٰهِ وَرِزْقِهٖ لَكُمْ، فَلَا تَتَّخِذُوْٓا أَنْعُمَ اللّٰهِ أَشَرًا وَّبَطَرًا تَفْخَرُوْنَ بِهٖ عَلَى النَّاسِ، وَلِهٰذَا قَالَ تَعَالٰى: ﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾: أَيْ

---

❶ جیسے بیماری اور آفت۔ (ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السّعود 211/8).

❷ مفسرین نے [اُسے] سے مراد کے متعلق تین اقوال ذکر کیے ہیں:
(i) جانوں کی تخلیق سے پہلے۔
(ii) مصائب کے پیدا کرنے سے پہلے۔
(iii) زمین کے بنانے سے پیشتر. (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 211/8).

❸ یعنی تحریر کردہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ثابت شدہ یا لوحِ محفوظ میں ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 211/8).

مُخْتَالٍ فِيْ نَفْسِهِ، مُتَكَبِّرٍ فَخُوْرٍ أَيْ عَلَى غَيْرِهِ. ❶

[یعنی ہم نے تمہیں چیزوں کے وقوع پذیر ہونے سے پیشتر اپنے پیشگی علم، سابقہ کتابت اور وجودِ کائنات سے قبل اس کے متعلق اپنی تقدیر کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے، تاکہ تم جان لو، کہ جو (مصیبت) تمہیں پہنچی، وہ تم سے خطا ہونے والی نہیں تھی اور جو نہیں پہنچی، وہ تم پر آنے والی نہیں آئی تھی، سو جو چیز تمہیں حاصل نہیں ہوئی، اس پر افسوس نہ کرو، کیونکہ جو چیز مقدر میں تھی، وہ تو ہو ہی جانی تھی۔

﴿وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتَاكُمْ﴾: یعنی اللہ تعالیٰ نے تم پر جو انعام فرمایا، اُس کی بنا پر لوگوں پر فخر نہ کرو، کیونکہ وہ تمہاری سعی اور کدو کاوش کی بدولت نہیں، بلکہ وہ تو تقدیرِ الٰہی اور اُن کے تمہیں رزق دینے کی وجہ سے ہے، لٰہذا تم اللہ تعالیٰ کے انعامات کو اترانے اور غرور کرنے کا سبب بنا کر، لوگوں پر اُن کے ساتھ فخر نہ کرو۔ اسی لیے فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ﴾

(مُخْتَالٍ): یعنی اپنے ہی آپ میں خود کو بڑا سمجھنے والا (شیخی خورا)۔

اور (فَخُوْرٍ): یعنی دوسروں پر اپنے بڑے ہونے کا اظہار کرنے والا۔]

ب: اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

﴿مَآ أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ ❷

[ترجمہ: کوئی مصیبت نہیں پہنچتی، مگر اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے، تو وہ اُس کے دل کو (صبر و استقامت کی جانب) ہدایت دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خوب آگاہ ہیں]۔

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير 331/4. نیز ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود 211/8؛ و تفسير القاسمي 54/16.

❷ سورة التغابن / الآية 11.

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

﴿مَآ أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: "بِأَمْرِ اللّٰهِ، يَعْنِي عَنْ قَدَرِهِ وَمَشِيْئَتِهِ.

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾ يَعْنِي يَهْدِ قَلْبَهُ لِلْيَقِيْنِ، فَيَعْلَمُ أَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَهُ، وَمَا أَخْطَأَهُ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَهُ.

وَقَالَ عَلْقَمَةُ: "هُوَ الرَّجُلُ تُصِيْبُهُ الْمُصِيْبَةُ، فَيَعْلَمُ أَنَّهَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ، فَيَرْضَى وَيُسْلِمُ." [1]

﴿مَآ أَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ﴾: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: "اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ یعنی اُن کی تقدیر اور مشیت سے۔"

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما (ہی) سے روایت ہے: ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهُ﴾: "یعنی اُس کے دل کو یقین عطا فرما دیتے ہیں، تو وہ جان لیتا ہے، کہ جو مصیبت اُسے پہنچی ہے، وہ اُس سے ٹلنے والی نہیں تھی اور جو نہیں پہنچی، وہ اُس تک پہنچنے والی (ہی) نہیں تھی۔"

اور علقمہ نے بیان کیا: "(ہدایت پانے والا) وہ آدمی ہے، جسے مصیبت پہنچے، تو وہ جانتا ہے، کہ بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے، سو وہ راضی ہو جاتا اور (قضائے الٰہی کے لیے) سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔"]

ج: اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر 396/4؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود 257/8-258.

﴿فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ❶

[ترجمہ: آپ کہہ دیجیے: ہمیں ہرگز کوئی مُصیبت نہیں پہنچے گی، مگر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ دی ہے۔ وہ ہمارے مددگار ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی پر اہلِ ایمان کو بھروسہ کرنا چاہیے]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

علامہ شوکانی لکھتے ہیں:

لَمَّا قَالُوْا هٰذَا الْقَوْلَ أَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى رَسُوْلَهُ ﷺ بِأَنْ يُّجِيْبَ عَلَيْهِمْ بِقَوْلِهِ:

﴿لَنْ يُّصِيْبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾:

أَيْ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ أَوْ فِيْ كِتَابِهِ الْمُنَزَّلِ عَلَيْنَا.

وَفَائِدَةُ هٰذَا الْجَوَابِ أَنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا عَلِمَ أَنَّ مَا قَدَّرَهُ اللّٰهُ كَائِنٌ، وَأَنَّ كُلَّ مَا نَالَهُ مِنْ خَيْرٍ أَوْ شَرٍّ إِنَّمَا هُوَ بِقَدَرِ اللّٰهِ وَقَضَائِهِ هَانَتْ عَلَيْهِ الْمَصَائِبُ، وَلَمْ يَجِدْ مَرَارَةَ شَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ وَتَشَفِّي الْحَسَدَةِ.

﴿هُوَ مَوْلٰنَا﴾: أَيْ: نَاصِرُنَا، وَجَاعِلُ الْعَاقِبَةِ لَنَا، وَمُظْهِرُ دِيْنِهِ عَلٰى جَمِيْعِ الْأَدْيَانِ.

وَالتَّوَكُّلُ عَلَى اللّٰهِ تَفْوِيْضُ الْأُمُوْرِ إِلَيْهِ، وَالْمَعْنٰى أَنَّ مِنْ حَقِّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْ يَّجْعَلُوْا تَوَكُّلَهُمْ مُخْتَصًّا بِاللّٰهِ سُبْحَانَهُ لَا يَتَوَكَّلُوْنَ عَلٰى غَيْرِهِ. ❷

[جب اُنہوں نے یہ بات کہی، ❸ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو حکم

---

❶ سورۃ التوبۃ / الآیۃ 51. ❷ ملاحظہ ہو: فتح القدیر 537/2.

❸ اس میں سابقہ آیت میں ذکر کردہ بات کی طرف اشارہ ہے، اور وہ آیت یہ ہے: ﴿إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ أَخَذْنَآ أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ﴾ (سورۃ التوبۃ / الآیۃ 50).

[ترجمہ: اور اگر آپ کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے، تو وہ کہتے ہیں: ''ہم نے تو اپنا معاملہ پہلے سے ٹھیک کر رکھا ہے'' اور پیٹھ پھیر کر خوشیاں مناتے ہوئے چل دیتے ہیں]۔

یعنی ہم حزم و احتیاط کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے لڑائی کے لیے نہ نکلے، تو تکلیف سے محفوظ رہے۔ مسلمانوں نے بے احتیاطی سے کام لیا۔ لڑائی کے لیے نکلے اور مصیبت اٹھانا پڑی۔ مَعَاذَ اللّٰهِ.

(ملاحظہ ہو: فتح القدیر 537/2).

دیا، کہ وہ انہیں جواب میں کہیں:

[ترجمہ: آپ کہہ دیجیے: ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گا، مگر جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ دیا]

یعنی لوحِ محفوظ میں یا ہم پر نازل کردہ کتاب میں۔

اِس جواب کا فائدہ یہ ہے، کہ جب انسان کو معلوم ہو جائے، کہ اللہ تعالیٰ نے جو مقدّر کیا ہے، وہ ہونے والا ہے اور جو خیر یا شر اُسے پہنچی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور قضا سے ہے، تو اُس پر مصیبتوں کا برداشت کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں پھر اِسے دشمنوں کے اُس کی تکلیف پر خوشیاں منانے اور حاسدوں کے شاداں و فرحاں ہونے کی بنا پر اذیت نہیں پہنچتی۔

﴿هُوَ مَوْلٰنَا﴾ [وہ ہمارے مددگار ہیں] یعنی وہ ہماری نصرت فرمانے والے، انجام ہمارے لیے کرنے والے اور اپنے دین کو تمام ادیان پر غالب فرمانے والے ہیں۔

اللہ پر توکل (سے مراد):

انہیں تمام معاملات سونپنا ہے اور معنٰی یہ ہے، کہ اہلِ ایمان پر لازم ہے، کہ اپنا توکل صرف اللہ تعالیٰ پر کریں، کسی اور پر توکل نہ کریں۔

اس آیت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے، کہ ہمیں صرف وہی پہنچے گا، جو ہمارے مولیٰ نے ہمارے لیے لکھا ہے۔ جب صورتِ حال یہ ہے، تو بندہ اپنے حامی و ناصر ربّ کریم کی جانب سے آنے والی چیز پر غمگین کیوں ہو؟

کیا اُس کے آقا و مالک اُسے ضرر رساں چیز پہنچائیں گے؟

پریشانی کے علاج میں اس عقیدے کی تاثیر:

امام ابن قیم کا بیان:

"وَمِنْ عِلَاجِهَا أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ الَّذِي ابْتَلَاهُ بِهَا أَحْكَمُ

الْحَاكِمِيْنَ ، وَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ، وَ أَنَّهُ سُبْحَانَهُ لَمْ يُرْسِلْ إِلَيْهِ الْبَلَاءَ لِيُهْلِكَهُ بِهِ ، وَ لَا لِيُعَذِّبَهُ بِهِ ، وَ لَا لِيَجْتَاحَهُ ، وَ إِنَّمَا افْتَقَدَهُ بِهِ لِيَمْتَحِنَ صَبْرَهُ ، وَ رِضَاهُ عَنْهُ ، وَ إِيْمَانَهُ ، وَ لِيَسْمَعَ تَضَرُّعَهُ ، وَ ابْتِهَالَهُ ، وَ لِيَرَاهُ طَرِيْحًا بِبَابِهِ ، لَائِذًا بِجَنَابِهِ ، مَكْسُوْرَ الْقَلْبِ بَيْنَ يَدَيْهِ ، رَافِعًا قَصَصَ الشَّكْوٰى إِلَيْهِ .

قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ:

"يَا بُنَيَّ ! إِنَّ الْمُصِيْبَةَ مَا جَاءَتْ لِتُهْلِكَكَ ، وَ إِنَّمَا جَاءَتْ لِتَمْتَحِنَ صَبْرَكَ وَإِيْمَانَكَ ."[1]

["اس (یعنی مصیبت کی بنا پر آنے والی پریشانی) کے علاج میں یہ بھی ہے، کہ وہ (اس حقیقت کو) سمجھ لے، کہ جس نے اُسے اِس (مصیبت) کے ساتھ آزمائش میں مبتلا کیا ہے، وہ احکم الحاکمین اور ارحم الراحمین ہیں۔ انہوں نے اِس پر مصیبت اِس لیے نازل نہیں کی، کہ وہ اُسے ہلاک کر دیں، یا عذاب دیں یا نیست و نابود کر دیں، بلکہ وہ تو اُس کے صبر، اُن کی قضا پر اُس کی رضا اور اُس کے ایمان کا امتحان لیتے ہیں۔ وہ اُس کی گریہ زاری اور آہ و بکا کو سننا چاہتے ہیں۔ وہ اُسے اپنے دروازے پر گرا پڑا، اپنی جناب میں پناہ طلب کرنے والا، اپنے رُو برو ٹوٹے ہوئے دل والا، اپنے حضور دکھڑا پیش کرنے والا دیکھنا پسند فرماتے ہیں۔"

شیخ عبدالقادر نے کہا:

"اے میرے چھوٹے سے (یعنی پیارے) بیٹے! بلاشبہ مصیبت اس لیے نہیں آئی، کہ تجھے ہلاک کرے۔ وہ تو درحقیقت تیرے صبر و ایمان کے امتحان کی غرض سے آئی ہے۔"

[1] زاد المعاد 194/4-195.

امام ابن قیم مزید لکھتے ہیں:

"وَ الْمَقْصُوْدُ: أَنَّ الْمُصِيْبَةَ كِيْرُ الْعَبْدِ الَّذِيْ يُسْبَكُ بِهٖ حَاصِلُهٗ، فَإِمَّا أَنْ يَّخْرُجَ ذَهَبًا أَحْمَرَ، وَ إِمَّآ أَنْ يَّخْرُجَ خُبْثًا كُلَّهٗ، كَمَا قِيْلَ:

سَبَكْنَاهُ، وَ نَحْسَبُهٗ لُجَيْنًا

فَأَبْدَى الْكِيْرُ عَنْ خَبْثِ الْحَدِيْدِ

فَإِنْ لَّمْ يَنْفَعْهُ هٰذَا الْكِيْرُ فِي الدُّنْيَا، فَبَيْنَ يَدَيْهِ الْكِيْرُ الْأَعْظَمُ، فَإِذَا عَلِمَ الْعَبْدُ أَنَّ إِدْخَالَهٗ كِيْرَ الدُّنْيَا وَ مَسْكَبَهَا خَيْرٌ لَهٗ مِنْ ذٰلِكَ الْكِيْرِ وَ الْمَسْبَكِ، وَ أَنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْ أَحَدِ الْكِيْرَيْنِ، فَلْيَعْلَمْ قَدْرَ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْهِ فِي الْكِيْرِ الْعَاجِلِ." ❶

[''مقصود یہ ہے، کہ مصیبت بندے کے لیے بھٹی ہے، جس میں اُس کی اصل حقیقت کو پگھلایا جاتا ہے، تو وہ سرخ سونا (یعنی اُس کی مانند) ہو کر نکلتا ہے، یا کلی طور پر خباثت کی شکل میں نکلتا ہے۔ جیسے کہ کہا گیا ہے:

[ترجمہ: ہم نے اُسے پگھلایا اور ہم اُسے چاندی سمجھتے تھے، تو بھٹی نے لوہے کے زنگ کو ظاہر کر دیا]۔

اگر اُسے دنیا میں یہ بھٹی فائدہ نہ دے، تو اُس کے آگے سب سے بڑی بھٹی ہے۔ جب بندے کو علم ہو جائے، کہ اُس کا دنیا کی بھٹی اور پگھلانے والی جگہ میں داخل ہونا، اُس کے لیے، اُس (اخروی) بھٹی اور پگھلائے جانے والی جگہ سے بہتر ہے اور اُس کے لیے اِن دونوں میں سے ایک تو ہے ہی، تو پھر اُسے دنیوی بھٹی کی صورت میں میسر آنے والی اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر معلوم ہو جائے گی۔'']

د: امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ)

❶ زاد المعاد 195/4.

انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''وَ إِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: ''لَوْ أَنِّي فَعَلْتُ، كَانَ كَذَا وَ كَذَا.''

وَ لٰكِنْ قُلْ: ''قَدَرُ اللّٰهِ، وَ مَا شَآءَ فَعَلَ.''

فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ.'' ❶

''اور اگر تمہیں کوئی چیز (یعنی مصیبت) پہنچے، تو یہ نہ کہو:

''اگر میں (ایسے) کرتا، تو ایسے ایسے ہوتا۔''

بلکہ تم کہو:

''اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے اور انہوں نے جو چاہا، سو کیا۔''

کیونکہ [اگر مگر] شیطان کی کارروائی (کے لیے راستہ) کھول دیتا ہے۔'']

خلاصۂ کلام یہ ہے، کہ مصائب کے نزول کے موقع پر اِس حقیقت کو پیشِ نظر رکھا جائے، کہ ہر آنے والی مصیبت حکمِ الٰہی کے ساتھ آئی ہے۔ علاوہ ازیں جو مصیبت آئی ہے، وہ ٹلنے والی نہیں تھی اور جو نہیں آئی، وہ کسی بھی صورت میں آنے والی نہیں تھی۔

اِس حقیقت کو مدِ نظر رکھنے سے مصیبتوں کا بوجھ توفیقِ الٰہی سے ختم ہو جائے گا یا اس میں خاطر خواہ کمی ہوگی۔ وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ. ❷

---

❶ صحيح مسلم، كتاب القدر، باب في الأمر بالقوة وترك العجز والاستعانة بالله، وتفويض المقادير لله، جزء من رقم الحديث 34-(2664)، 2052/4.

❷ اور اللہ تعالیٰ کے لیے ایسے کرنا چنداں دشوار نہیں۔

-4-

قضا وقدر پر راضی ہونا

جب آنے والی ہر مصیبت اللہ تعالیٰ کی قضا وقدر سے ہے، تو بندے پر لازم ہے، کہ وہ اپنے خالق و مالک جل جلالہ کی مشیت اور فیصلے پر راضی ہو جائے۔ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں گے۔

امام ترمذی اور امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، (کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَ إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ. فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضٰى، وَ مَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ." [1]

["بلاشبہ عظیم جزا عظیم آزمائش کے ساتھ ہے اور بلاشک جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت فرماتے ہیں، تو انہیں آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں۔ پس جو شخص (آنے والی آزمائش پر) راضی ہوا، اُس کے لیے ہی (اللہ تعالیٰ کی) رضا ہے اور جو کوئی (اُس پر) ناراض ہوا، تو اُس کے لیے ہی ناراضی ہے۔"]

شرحِ حدیث:

دو علماء کے اقوال:

i: علامہ مبارکپوری لکھتے ہیں:

(فَمَنْ رَضِيَ) [پس جو شخص راضی ہو گیا]: یعنی جس چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کی، وہ اس پر راضی ہو گیا۔

---

[1] جامع الترمذي، أبواب الزهد، باب في الصبر على البلاء، رقم الحديث 2507، 65/7؛ و سنن ابن ماجه، أبواب الفتن، باب الصبر على البلاء، رقم الحديث 4080، 388/2. الفاظِ حدیث جامع الترمذي کے ہیں۔ امام ترمذی اور شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي 66/7؛ وصحيح سنن الترمذي 286/2).

(فَلَـهُ الـرِّضٰـی) یعنی اُس ہی کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے رضا اور بہت بڑا ثواب ہے۔

(وَ مَـنْ سَـخِـطَ) [اور جو شخص ناراض ہوا]: یعنی اُس نے اللہ تعالیٰ کی آزمائش کو ناپسند کیا، بے صبری کی اور اللہ تعالیٰ کی قضا سے راضی نہ ہوا۔

(فَلَـهُ السَّخَطُ) [تو اس ہی کے لیے ناراضی ہے]: یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے اور (اس کے ساتھ) بہت دردناک عذاب ہے۔

(حدیث کا) مقصود ابتلا آنے کے بعد اُس پر صبر کی ترغیب ہے، اُسے (یعنی مصیبت کو) طلب کرنا نہیں، کیونکہ ایسا کرنا ممنوع ہے۔] [1]

ii: علامہ طیبی نے تحریر کیا ہے:

[(فَـمَـنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضٰی): جملے میں [فَمَنْ رَضِيَ] (سو جو شخص راضی ہوا) شرط اور [فَلَهُ الرِّضٰی] [پس اُس ہی کے لیے رضا ہے] جزا ہے۔

اِس سے یہ (بات) سمجھ آتی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے (بندے پر) راضی ہونے سے پیشتر بندے کا (اللہ تعالیٰ کی جانب سے آنے والی ابتلا پر) راضی ہونا ہے اور یہ مُحال ہے، کہ بندہ اللہ تعالیٰ پر، اُن کے اُس پر راضی ہونے سے پہلے، راضی ہو جائے، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡهُ﴾ [اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوئے اور وہ اُن سے راضی ہوئے]۔

اور یہ (بھی) ناممکن ہے، کہ اللہ تعالیٰ تو راضی ہو جائے اور آخرت میں بندہ اُن پر راضی نہ ہو۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ. ارۡجِعِيۡۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً. فَادۡخُلِيۡ فِيۡ عِبٰدِيۡ. وَادۡخُلِيۡ جَنَّتِيۡ﴾ [2]

---

[1] ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي 7/65-66.
[2] سورة الفجر / الآيات 27-30.

[ترجمہ: اے مطمئن جان! اپنے رب تعالیٰ کی جانب لوٹ چلو، تو (اُن پر) راضی (اور اُن کے نزدیک) پسندیدہ ہے۔ پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا]۔

پس (اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ابتلا پر راضی ہونے والے کے لیے) اللہ تعالیٰ کی ازلی، ابدی، (مصیبت کے آنے سے) پہلے اور (اُس کے) بعد رضا ہے۔ [1]

❀ دو علماء کے بیانات:

اس سلسلے میں دو علماء کے بیانات ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

i: علامہ عز الدین عبدالسلام کا بیان:

وہ لکھتے ہیں:

إِنَّ الْمَصَائِبَ تَنْزِلُ بِالْبَرِّ وَالْفَاجِرِ، فَمَنْ رَّضِيَهَا فَلَهُ الرِّضَا، وَالرِّضَا أَفْضَلُ مِنَ الْجَنَّةِ وَمَا فِيهَا لِقَوْلِهِ تَعَالَى:

﴿وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ﴾ [2]

أَيْ مِنْ جَنَّاتِ عَدْنٍ وَّمَسَاكِنِهَا الطَّيِّبَةِ. [3]

[مصیبتیں نیک و بد (سب لوگوں) پر آتی ہیں، پس جو شخص اُن پر راضی ہو گیا، اُس کے لیے ہی (اللہ تعالیٰ کی) رضا ہے۔ اور (ان کی) رضا جنت اور جو کچھ اس میں ہے، سے افضل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشنودی زیادہ بڑی ہے]،

یعنی دائمی جنتوں اور پاکیزہ رہائش گاہوں سے۔]

وہ شخص کتنے بخت والا ہے، کہ جب اُسے بطور آزمائش مصیبت میں مبتلا کیا جائے، تو وہ اُس پر راضی ہو جائے اور ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ اُس پر راضی ہو جائیں!

---

[1] ملاحظہ ہو: شرح الطیبی 1350/4.

[2] سورۃ التوبۃ / جزء من الآیۃ 72.

[3] بحوالہ: تفسیر القاسمی 339/2 باختصار.

یہ سودا کس قدر عظیم اور نفع مند ہے!

اے اللہ کریم ہمیں، ہمارے بہن بھائیوں، اہل و عیال اور نسلوں کو اس سے محروم نہ فرمانا۔ إِنَّكَ سَمِيْعٌ مُّجِيْبٌ.

ii: امام ابن قیم کا بیان:

وہ تحریر کرتے ہیں:

"وَمِنْ عِلاجِها أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ حَظَّهُ مِنَ الْمُصِيْبَةِ مَا تُحْدِثُهُ لَهُ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضٰى، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ، فَحَظُّكَ مِنْهُ مَا أَحْدَثَتْهُ لَكَ، فَاخْتَرْ خَيْرَ الْحُظُوْظِ أَوْ شَرَّهَا، فَإِنْ أَحْدَثَتْ لَهُ سَخَطًا وَكُفْرًا، كُتِبَ فِي دِيْوَانِ الْهَالِكِيْنَ.

وَإِنْ أَحْدَثَتْ لَهُ جَزَعًا وَ تَفْرِيْطًا فِي تَرْكِ وَاجِبٍ أَوْ فِعْلِ مُحَرَّمٍ، كُتِبَ فِي دِيْوَانِ الْمُفَرِّطِيْنَ.

وَإِنْ أَحْدَثَتْ لَهُ شِكَايَةً وَّعَدَمَ صَبْرٍ، كُتِبَ فِي دِيْوَانِ الْمَغْبُوْنِيْنَ.

وَإِنْ أَحْدَثَتْ لَهُ اِعْتِرَاضًا عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَ قَدْحًا فِي حِكْمَتِهِ، فَقَدْ قَرَعَ بَابَ الزَّنْدَقَةِ أَوْ وَلَجَهُ.

وَإِنْ أَحْدَثَتْ لَهُ صَبْرًا وَثُبَاتًا لِلّٰهِ، كُتِبَ فِي دِيْوَانِ الصَّابِرِيْنَ.

وَإِنْ أَحْدَثَتْ لَهُ الرِّضٰى عَنِ اللّٰهِ، كُتِبَ فِي دِيْوَانِ الرَّاضِيْنَ.

وَإِنْ أَحْدَثَتْ لَهُ الْحَمْدَ وَالشُّكْرَ، كُتِبَ فِي دِيْوَانِ الشَّاكِرِيْنَ، وَكَانَ تَحْتَ لِوَاءِ الْحَمْدِ مَعَ الْحَمَّادِيْنَ.

وَإِنْ أَحْدَثَتْ لَهُ مَحَبَّةً وَّ اشْتِيَاقًا إِلٰى لِقَاءِ رَبِّهِ، كُتِبَ فِي دِيْوَانِ الْمُحِبِّيْنَ الْمُخْلِصِيْنَ.

وَفِي مُسْنَدِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ وَالتِّرْمِذِيِّ مِنْ حَدِيْثِ مَحْمُوْدِ بْنِ

لَبِیدٍ رضی اللہ عنہ یرْفَعُهُ:

"إِنَّ اللّٰهَ إِذَآ أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَّضِيَ فَلَهُ الرِّضٰي، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السَّخَطُ."

زَادَ أَحْمَدُ:

"وَمَنْ جَزِعَ فَلَهُ الْجَزَعُ." ❶

"اور اُس (یعنی مصیبت کی سختی اور اس کی وجہ سے لاحق ہونے والے غم) کے علاج میں سے (ایک بات) یہ ہے، کہ وہ (یعنی مصیبت زدہ) سمجھ لے، کہ اس مصیبت سے اُس کا حصہ وہی ہے، جو کہ اُس (مصیبت) نے اُس کے لیے ظاہر کیا۔ پس جو اُس پر راضی ہوا، تو اُس ہی کے لیے (اللہ تعالیٰ کی) رضا ہے اور جو ناراض ہوا، تو اُس ہی کے لیے (اللہ تعالیٰ کی) ناراضی ہے؛ سو تمہارا اس سے حصہ اس کے تمہارے لیے ظاہر کردہ اثر کے مطابق ہوتا ہے۔ پس تم بہترین نصیب چن لو یا بدترین۔

اگر اُس کے سبب ناراضی اور ناشکری رونما ہوئی، تو وہ [ہلاک ہونے والوں کی کتاب] میں لکھا گیا۔

اگر اُس کے سبب بے صبری اور واجب کے چھوڑنے یا حرام کے کرنے کے بارے میں تساہل ہوا، تو [کوتاہی کرنے والوں کی کتاب] میں لکھا گیا

اور اگر شکایت اور صبر کا فقدان ظاہر ہوا، تو وہ [خسارہ اٹھانے والوں کی کتاب] میں درج کیا گیا

اور اگر اللہ تعالیٰ پر اعتراض اور اُن کی حکمت پر نکتہ چینی کی صورت میں نتیجہ نکلا، تو اُس نے [زندیق ہونے کے دروازے] پر دستک دی یا اُس میں داخل ہی ہو گیا۔

اگر ثمرہ اللہ تعالیٰ کے لیے صبر و ثبات کی صورت میں نمودار ہوا، تو [صابرین کی کتاب] میں اُس کا اندراج کیا گیا

❶ زاد المعاد 4/192-193. حدیث کی تخریج کے لیے دیکھیے: هامش زاد المعاد 4/193.

اور اگر فائدہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہونے کی شکل میں برآمد ہوا، تو [راضی ہونے والوں کی کتاب] میں لکھا گیا

اور اگر نتیجہ حمد و شکر کی صورت میں آیا، تو [شاکرین کی کتاب] میں لکھا گیا اور (اللہ تعالیٰ کی) بہت زیادہ حمد کرنے والوں کے ہمراہ [لِوَاءُ الْحَمْدِ] (یعنی اللہ تعالیٰ کی تعریف کے جھنڈے) کے نیچے ہوگا

اور اگر اُس کے نتیجے میں اپنے رب تعالیٰ کی ملاقات کے لیے محبت و شوق پیدا ہوا، تو [اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے مخلص لوگوں] کی کتاب میں لکھا گیا۔"

مسند امام احمد اور ترمذی میں محمود بن لبید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

["بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت کرتے ہیں، تو انہیں آزمائش میں ڈالتے ہیں۔ پس جو راضی ہوا، تو اُس کے لیے ہی (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) رضا ہے اور جو ناراض ہوا، تو اس کے لیے ہی (اُن کی طرف سے) ناراضی ہے"]۔

(مسند) احمد میں یہ اضافہ (بھی) ہے:

[ترجمہ: اور جس نے بے صبری کی، تو اُس کے لیے ہی بے صبری ہے]۔

امام ابن قیم ہی نے لکھا ہے:

"وَ مِنْ عِلَاجِهَا أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ أَنْفَعَ الْأَدْوِيَةِ لَهُ مُوَافَقَةُ رَبِّهِ وَ إِلٰهِهِ فِيمَا أَحَبَّهُ وَرَضِيَهُ لَهُ، وَأَنَّ خَاصِيَّةَ الْمُحَبَّةِ وَ سِرَّهَا مُوَافَقَةُ الْمَحْبُوبِ.

فَمَنِ ادَّعٰى مُحَبَّةَ مَحْبُوبٍ، ثُمَّ سَخِطَ مَا يُحِبُّهُ، وَأَحَبَّ مَا يَسْخَطُهُ، فَقَدْ شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ بِكِذْبِهِ، وَتَمَقَّتَ إِلٰى مَحْبُوبِهِ.

وَقَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ رضي الله عنه: "إِنَّ اللّٰهَ إِذَا قَضٰى قَضَاءً أَحَبَّ أَنْ يُرْضٰى بِهِ."

وَكَانَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ رضي الله عنه يَقُولُ فِي عِلَّتِهِ: "أَحَبُّهُ إِلَيَّ أَحَبُّهُ إِلَيْهِ."

وَكَذٰلِكَ قَالَ أَبُوْ الْعَالِيَةِ .

وَهٰـذَا دَوَآءٌ وَّ عِلَاجٌ لَا يَـعْمَلُ إِلَّا مَعَ الْمُحِبِّيْنَ ، وَلَا يُمْكِنُ كُلُّ أَحْدٍ أَنْ يَّتَعَالَجَ بِهٖ . "❶

''اُس [یعنی مصیبت کی سختی اور اُس کی بنا پر لاحق ہونے والے غم] کے علاج میں سے یہ (بھی) ہے، کہ وہ (یعنی مصیبت زدہ) جان لے، کہ بلاشبہ اُس کا مفید ترین علاج یہ ہے، کہ اُس کے اِلٰہ (معبود) اور رب تعالیٰ نے اُس کے لیے جو پسند فرمایا ہے، وہ اُس کے ساتھ موافقت کرے۔ محبت کی خاصیت اور راز یہ ہے، کہ محبوب کی ہاں میں ہاں ملائی جائے۔ جس نے محبوب کی محبت کا دعویٰ کیا، پھر اُس کے انتخاب کو ناپسند کیا یا اُس کی غیر مرغوب چیز کو پسند کیا، تو اُس نے اپنے جھوٹا ہونے کی خود ہی اپنے خلاف گواہی دے دی اور اپنے محبوب کی نظر میں ناپسندیدہ ہو گیا۔

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[ترجمہ: ''بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرماتے ہیں، تو وہ اُس پر راضی ہونے کو پسند فرماتے ہیں''۔]

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ اپنی بیماری میں فرمایا کرتے تھے:

[ترجمہ: ''میرے نزدیک اِس (بیماری) میں سے وہ سب سے زیادہ محبوب ہے، جو اُن کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہیں''۔]❷

یہ دوا اور علاج صرف محبت کرنے والوں کے لیے ہے۔ ہر کوئی تو اِس کے ساتھ علاج نہیں کر سکتا۔'']

اے رب کریم! ہمیں، ہمارے بہن بھائیوں، اہل و عیال اور نسلوں کو ایسے خوش نصیب لوگوں میں شامل فرما دیجیے۔ آمِیْنَ یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ .

---

❶ زاد المعاد 194/4.

❷ اُن کی مراد ...... وَاللّٰهُ تَعَالٰی أَعْلَمُ ...... یہ ہے، کہ اگر اللہ تعالیٰ کو اِس موقع پر میری بیماری پسند ہے، تو مجھے بھی وہی پسند ہے، جو میرے رب کریم کو پسند ہے۔

-5-

مصیبت میں خیر کے ہونے کی امید رکھنا

کتاب وسنت کی نصوص اِس بات پر دلالت کرتی ہیں، کہ بسا اوقات مصیبت میں ہی خیر پنہاں ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کے بیان کردہ متعدّد واقعات اِس حقیقت کی تائید کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں روزمرہ زندگی میں پیش آنے والے کتنے ہی حوادث بھی اس بات کی تاکید کرتے ہیں۔

جب مصیبت زدہ شخص اس حقیقت کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتے ہوئے ربّ کریم کی رحمت کی امید رکھے، تو توفیقِ الٰہی سے پیش آنے والے مصائب کا بوجھ ختم یا اُس میں بہت حد تک کمی آ جاتی ہے۔

ا: دو دلائل:

i: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَ عَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡئًا وَّ ہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ ۚ وَ عَسٰۤی اَنۡ تُحِبُّوۡا شَیۡئًا وَّ ہُوَ شَرٌّ لَّکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ وَ اَنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ﴾ [1]

[اور ہوسکتا ہے، کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے، کہ تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بُری ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

''آیت کا معنٰی ذکر کرتے ہوئے حسن (بصری) نے بیان کیا:

---

[1] سورۃ البقرۃ / جزء من الآیۃ 216.

"لَا تَكْرَهُوْا الْمُلِمَّاتِ الْوَاقِعَةَ، فَلَرُبَّ أَمْرٍ تَكْرَهُهُ، فِيْهِ نَجَاتُكَ، وَلَرُبَّ أَمْرٍ تُحِبُّهُ، فِيْهِ عَطَبُكَ." ❶

["واقع ہونے والے حوادث کو ناپسند نہ کرو، (کیونکہ) بعض معاملات، جنہیں تم ناپسند کرتے ہو، اُن میں تمہاری نجات ہو اور یقیناً بعض باتیں، جنہیں تم پسند کرتے ہو، اُن میں تمہاری بربادی ہو۔"]

❀ ابوسعید ضریر کے دو اشعار:

رُبَّ أَمْرٍ تَتَّقِيْهِ
جَرَّ أَمْرًا تَرْتَضِيْهِ
خَفِيَ الْمَحْبُوْبُ مِنْهُ
وَبَدَا الْمَكْرُوْهُ فِيْهِ ❷

[بعض باتیں، جن سے تم ڈرتے (تھے)، وہ تمہارے لیے پسندیدہ نتیجہ لائیں۔ اُن میں پسندیدہ بات (ابتدا میں) چھپی رہی اور ناپسندیدہ (بات) ظاہر ہوئی]۔

ii: ارشادِ ربانی:

﴿وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ ❸

[اور ان (بیویوں) کے ساتھ اچھے طریقے سے رہو، پھر اگر تم انہیں ناپسند کرو، تو ہوسکتا ہے، کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اُس میں بہت سی بھلائی رکھ دیں]۔

اللہ تعالیٰ نے خاوندوں کو اِس بات کی تلقین فرمائی، کہ وہ بیویوں کو ناپسند کرنے

---

❶ تفسير القرطبي 39/3.

❷ المرجع السابق 39/3.

❸ سورة النساء / جزء الآية 19.

کے باوجود اپنے پاس رکھیں اور اُن سے حسن سلوک کریں، کیونکہ ممکن ہے، کہ اللہ تعالیٰ اُن کے لیے اُن کی نگاہوں میں ناپسندیدہ بیویوں میں بہت سی خیر رکھ دیں۔

دو مفسرین کے بیانات:

i: شیخ ابن عاشور نے قلم بند کیا ہے:

"وَهٰـذِهٖ حِـكْمَةٌ عَظِيْمَةٌ . إِذْ قَدْ تَكْرَهُ النُّفُوْسُ مَا فِيْ عَاقِبَتِهٖ خَيْرٌ ، فَبَعْضُهُ يُمْكِنُ التَّوَصَّلُ إِلٰى مَعْرِفَةِ مَا فِيْهِ مِنَ الْخَيْرِ عِنْدَ غَوْصِ الرَّأْيِ ، وَبَعْضُهُ قَدْ عَلِمَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَنَّ فِيْهِ خَيْرًا ، لٰكِنَّهُ لَمْ يَظْهَرْ لِلنَّاسِ ."❶

[''یہ عظیم حکمت ہے، کیونکہ بسا اوقات انسانی نفوس اُس چیز کو ناپسند کرتے ہیں، جس کے انجام میں خیر ہوتی ہے۔ غور وخوض کرنے سے انسان بعض ایسی چیزوں (کے انجام) کی خیر تک پہنچ جاتا ہے اور بعض چیزوں میں موجود خیر کے متعلق اللہ تعالیٰ تو جانتے ہیں، لیکن وہ لوگوں کے لیے ظاہر نہیں ہوتی۔'']

ii: سیّد محمد رشید رضا تحریر کرتے ہیں:

"هٰـذَا ، وَإِنَّ التَّعْلِيْلَ فِي الْآيَةِ يُرْشِدُنَآ إِلٰى قَاعِدَةٍ عَامَّةٍ تَأْتِيْ فِيْ جَمِيْعِ الْاَشْيَآءِ ، لَا فِي النِّسَآءِ خَاصَّةً ، وَهِيَ أَنَّ بَعْضَ مَا يَكْرَهُهُ الْإِنْسَانُ يَكُوْنُ فِيْهِ خَيْرٌلَّهُ . مَتٰى جَآءَ ذٰلِكَ الْخَيْرُ تَظْهَرُ قِيْمَةُ ذٰلِكَ الشَّيْءِ الْمَكْرُوْهِ. وَهِيَ قَاعِدَةٌ عَرَفَ الْعُقَلَآءُ صِدْقَهَا بِالتَّجَارِبِ .

وَلِأَجَلِ التَّنْبِيْهِ لَهَا قَالَ تَعَالٰى:

﴿وَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا﴾

وَلَمْ يَقُلْ:

[وَعَسٰٓى أَنْ تَكْرَهُوْا اِمْرَأَةً] ."❷

---

❶ تفسیر التحریر و التنویر 287/4. ❷ تفسیر المنار 457/4-458.

''آیت میں موجود حکمت، ایک عام قاعدے کی طرف ہماری راہنمائی کرتی ہے، جو کہ صرف عورتوں کے بارے میں نہیں، بلکہ سب چیزوں کے متعلق ہے اور وہ یہ ہے، کہ: بعض چیزیں جنہیں انسان ناپسند کرتا ہے، اُس کے لیے اُن میں خیر ہوتی ہے۔ جب وہ خیر ظاہر ہوتی ہے، تو اُس ناپسندیدہ چیز کی قدر و قیمت آشکارا ہو جاتی ہے۔ عقل والے لوگوں نے اِس قاعدے کی صداقت کو تجربات سے جانا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کی غرض سے فرمایا: [ترجمہ: ''اور شاید تم کسی چیز کو ناپسند کرو'']

اور یہ نہیں فرمایا:

[''اور شاید تم کسی عورت کو ناپسند کرو]۔''

ب: تین واقعات:

1: جابر حاکم کا ابراہیم علیہ السلام کی بیوی کو بُرے ارادے سے روکنا:

خلیل الرحمٰن ابراہیم علیہ السلام پر ایک عظیم مصیبت آئی۔ ایک جابر حاکم نے بُرائی کے ارادے سے اُن کی زوجہ محترمہ کو اپنے ہاں روکا، لیکن اللہ عزوجل نے اُس مصیبت کو بہت ہی بڑی خیر کا سبب بنا دیا۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَّسَارَةُ، إِذْ أَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ، فَقِيلَ لَهُ:

''إِنَّ هَا هُنَا رَجُلًا مَعَهُ امْرَأَةٌ مِّنْ أَحْسَنِ النَّاسِ.''

''فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا،

فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ، ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهِ، فَأُخِذَ، فَقَالَ:

''أُدْعِي اللّٰهَ لِيْ، وَلَا أَضُرُّكِ.''

فَدَعَتِ اللّٰهَ، فَأُطْلِقَ.

ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ، فَأُخِذَ مِثْلَهَا، أَوْ أَشَدَّ، فَقَالَ:

"اُدْعِي اللّٰهَ لِي، وَلَا أَضُرُّكِ."

فَدَعَتْ، فَأُطْلِقَ.

فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهِ، فَقَالَ:

"إِنَّكُمْ لَمْ تَأْتُونِي بِإِنْسَانٍ، إِنَّمَا أَتَيْتُمُونِي بِشَيْطَانٍ."

فَأَخْدَمَهَا هَاجَرَ، فَأَتَتْهُ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي، فَأَوْمَأَ بِيَدِهِ: "مَهْيَمْ؟"

قَالَتْ: "رَدَّ اللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ -أَوِ الْفَاجِرِ- فِي نَحْرِهِ، وَأَخْدَمَ هَاجَرَ."

قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: "تِلْكَ أُمُّكُمْ يَا بَنِي مَاءِ السَّمَاءِ." ❶

[''ایک دن وہ (یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام) اور (اُن کی زوجہ) سارۃ جابر حکمرانوں میں سے ایک جابر کے ہاں (یعنی اُس کے علاقے میں) آئے۔ اُس (حاکم) سے کہا گیا:

''بلاشبہ یہاں ایک آدمی (آیا) ہے، جس کے ہمراہ دنیا کے حسین ترین لوگوں میں سے ایک خاتون ہے۔''

''پس اُس (ظالم حاکم) نے اُنہیں (یعنی حضرت سارہ کو) بُلوایا۔

جب وہ اُس کے پاس تشریف لے گئیں، تو اُس نے انہیں اپنے ہاتھ سے پکڑنا چاہا، لیکن (فوراً ہی) پکڑ لیا گیا۔

وہ کہنے لگا:

''میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے اور میں آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔''

❶ صحيح البخاري، كتاب الأنبياء، باب قول الله تعالى: ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا﴾، جزء من رقم الحديث 3358، 388/6.

چنانچہ انہوں نے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس نے پھر دوسری مرتبہ انہیں پکڑا (یعنی پکڑنے کا ارادہ کیا،) تو پہلے کی طرح یا اس سے بھی سخت صورت میں پکڑا گیا۔

وہ پھر کہنے لگا:

''میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے اور میں آپ کو ضرر نہیں پہنچاؤں گا۔''

انہوں نے دُعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا۔

اُس نے اپنے کسی خدمت گار کو بلا کر کہا:

''تُم میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو۔ بلاشبہ تُم تو میرے پاس سرکش جن کو لائے ہو۔''

اُس نے انہیں (یعنی بی بی سارہ کو) خدمت کے لیے ہاجر دی۔

وہ (سارہ) اُن (یعنی ابراہیم علیہ السلام) کے پاس آئیں، تو وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ اُنہوں نے ہاتھ سے (اُن کا حال دریافت کرنے کی خاطر) اشارہ کیا، تو اُنہوں نے جواب میں کہا:

''اللہ تعالیٰ نے کافر...... یا فاجر...... کے فریب کو دُور کر دیا ہے اور اُس نے ہاجر خدمت کے لیے دی ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اے آسمان کے پانی کی اولاد! (یعنی اہلِ عرب) وہ (یعنی حضرت ہاجر) تمہاری ماں ہیں۔''[1]

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کی زوجہ محترمہ کے لیے یہ آزمائش کس قدر کٹھن اور دشوار تھی!

پھر اللہ کریم نے اس میں سے جو خیر نکالی، وہ کتنی جلیل القدر اور عظیم الشان تھی!

جابر حاکم نے حضرت سارہ کو خدمت کے لیے ہاجر دی، جن سے اللہ تعالیٰ نے ذبیح اللہ اسماعیل علیہ السلام اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کو عطا فرمائے۔ پھر ربّ کریم نے حضرت

اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے سیدّ الأولین والآخرین ﷺ پیدا فرمائے۔

علامہ عزّ الدین کا تبصرہ:

علامہ رحمہ اللہ نے مصیبتوں اور آزمائشوں کے فوائد بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

"لَمَّا أَخَذَ الْجَبَّارُ سَارَةَ مِنْ إِبْرَاهِيْمَ - عليه السلام - كَانَ فِيْ طَيِّ تِلْكَ الْبَلِيَّةِ أَنْ أَخْدَمَهَا هَاجَرَ، فَوَلَدَتْ إِسْمَاعِيْلَ لِإِبْرَاهِيْمَ - عليهما السلام - فَكَانَ مِنْ ذُرِّيَّةِ إِسْمَاعِيْلَ - عليه السلام - خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ. فَأَعْظِمْ بِذٰلِكَ مِنْ خَيْرٍ كَانَ فِيْ طَيِّ تِلْكَ الْبَلِيَّةِ!

وَقَدْ قِيْلَ:

كَمْ نِعْمَةٍ مَطْوِيَّةٍ
لَكَ بَيْنَ أَثْنَاءِ الْمَصَائِبِ

وَقَالَ آخَرُ:

رُبَّ مَبْغُوْضٍ كَرِيْهٍ
فِيْهِ لِلّٰهِ لَطَائِفُ" ❶

["جب جبّار (حاکم) نے ابراہیم علیہ السلام سے سارہ کو لے لیا، تو اُس مصیبت کے اندر (خیر کی) یہ بات تھی، کہ اُس نے اُنہیں (یعنی سارہ کو) خدمت کے لیے ہاجر دی، جس نے ابراہیم کے لیے اسماعیل علیہما السلام کو جنم دیا اور اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے خاتم النّبیین ﷺ تھے، تو (اس طرح) اُس مصیبت میں کس قدر عظیم خیر تھی!

یہ کہا گیا ہے:

[ترجمہ: "تیرے لیے کتنی ہی چھپائی گئی نعمتیں مصیبتوں کے بیچ ہیں"]۔

ایک دوسرے (شاعر) نے کہا:

❶ بحواله تفسير القاسمي 334/2.

[ترجمہ: ''کتنی ناپسندیدہ ناگوار باتوں میں اللہ تعالیٰ کی نوازشات ہوتی ہیں'']۔

2: برادرانِ یوسف علیہ السلام کا انہیں اندھے کنویں میں ڈالنا:

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اُن کے ساتھ حسد کیا اور اُنہیں قتل کرنے اور کہیں دُور دراز جگہ پھینکنے پر غور وخوض کیا، تاکہ وہ انہیں باپ کی نگاہوں سے دُور کر کے، خود اُن کی توجہ کا مرکز بن سکیں۔ پھر اُنہوں نے یوسف علیہ السلام کو ایک اندھے کنویں میں پھینکنے کا فیصلہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اسی پھینکنے کو حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے سرزمینِ مصر پہنچنے اور پھر وہاں اقتدار کی مسند پر فائز ہونے کا سبب بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے اِس واقعہ کو اِن الفاظ میں ذکر فرمایا ہے:

﴿وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِيْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِيْ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ. قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ. وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ [1]

[اور بادشاہ نے کہا:

''اُسے میرے پاس لاؤ، کہ میں اُسے (خاص کاموں کے لیے) مقرر کرلوں۔''

پھر جب اُس نے اُن سے گفتگو کی، تو کہنے لگا:

''بلاشبہ آپ آج کے دن ہی سے ہمارے ہاں ذی عزت اور امانت دار ہیں۔''

انہوں نے کہا:

''آپ مجھے زمین (یعنی ملک) کے خزانوں پر مقرر کر دیجیے۔ بے شک میں بہت حفاظت کرنے والا خوب باخبر ہوں۔''

[1] سورۃ یوسف - علیہ السلام - / الآیات 54-56.

اسی طرح ہم نے یوسف...... علیہ السلام ...... کو زمین میں اقتدار دیا، وہ جہاں چاہتے رہتے۔ ہم جسے چاہتے ہیں، اپنی رحمت پہنچا دیتے ہیں اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے]۔

شیخ سعدی کا بیان:

شیخ رحمہ اللہ قصہ یوسف علیہ السلام میں موجود عبرتیں اور دروس بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"وَ مِنْهَا لُطْفُ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ بِيُوْسُفَ علیہ السلام ، حَيْثُ نَقَلَهُ فِيْ تِلْكَ الْأَحْوَالِ ، وَ أَوْصَلَ إِلَيْهِ الشَّدَآئِدَ وَ الْمِحَنَ ، لِيُوْصِلَهُ بِهَآ إِلٰى أَعْلَى الْغَايَاتِ وَ رَفِيْعِ الدَّرَجَاتِ ." [1]

["ان میں سے (ایک) حضرت یوسف علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نوازش، کہ انہیں ایسے (سنگین) حالات میں منتقل کیا، پھر انہیں سختیاں اور ابتلائیں پہنچائیں، تاکہ انہیں بلند ترین منزل اور سب سے اونچے رتبے پر فائز فرما دیں۔"

3: تجارتی قافلے کی بجائے غزوۂ بدر میں مسلح لشکر سے مڈبھیڑ:

ہجرت کے دوسرے سال قریش کے ایک بہت بڑے مال و اسباب والے تجارتی قافلے کو شام سے واپسی پر، مدینہ طیبہ سے کچھ فاصلے پر گزرنا تھا۔ اہلِ اسلام پسند کرتے تھے، کہ وہ قافلہ اُن کے ہتھے چڑھ جائے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اُن کے مقدر میں یہ ٹھہرایا، کہ اُن کا مقابلہ ایسے قریشی لشکر سے مقامِ بدر میں ہو، جو تعداد اور ساز و سامان میں اُن سے بہت زیادہ تھا۔ بعض اہلِ ایمان نے ایسے لشکر سے مقابلے کی خاطر جانے کو موت کی طرف گھسیٹے جانے کی طرح گمان کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس میں اُنہیں اُن کے وہم و گمان سے بھی بلند و بالا خیر اور بھلائی عطا فرمائی۔ اسی بارے میں درجِ ذیل آیات نازل ہوئیں:

---

[1] تفسير السعدي ص 412.

﴿كَمَآ أَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ لَكَٰرِهُونَ. يُجَٰدِلُونَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا يُسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنظُرُونَ. وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ إِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ أَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَن يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَٰتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَٰفِرِينَ. لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَٰطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ﴾ ❶

[جیسا کہ آپ کے رب تعالیٰ نے آپ کو آپ کے گھر سے حق کے ساتھ ❷ نکالا تھا اور بلاشبہ اہلِ ایمان کا ایک گروہ اُسے یقیناً گراں سمجھتا تھا۔ وہ حق کے واضح ہو جانے کے بعد آپ سے اِس طرح جھگڑ رہے تھے، گویا کہ وہ موت کی طرف ہانکے جا رہے ہوں اور وہ (اُسے) دیکھ رہے ہو۔ اور جب اللہ تعالیٰ تم سے دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کرتے تھے، کہ یقیناً وہ تمہارے لیے ہے (یعنی وہ تمہارے ہاتھ آ جائے گی) اور تم پسند کرتے تھے، کہ غیر مسلح (جماعت) تمہارے ہاتھ آ جائے اور اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتے ہیں، کہ حق کا حق ہونا ثابت ہو جائے اور

---

❶ سورة الأنفال / الآيات 5-8.

❷ (بِالْحَقِّ) کا ترجمہ: [ساتھ حق کے]، [حکمت کے ساتھ]، [سچائی کے ساتھ]، [سچے وعدے کے ساتھ]، [مصلحت کے ساتھ]، [حق کام کے واسطے]، [اسلام اور مسلمانوں کی مصلحت کے پیشِ نظر]، [تدبیر کے ساتھ] کی عبارات سے کیا گیا ہے۔ و اللہ تعالٰی أعلم.

(ملاحظہ ہو: ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوي و نواب وحید الزمان خان مطبوع مع أشرف الحواشی ص 213؛ و ترجمان القرآن 53/2؛ و قرآن حکیم مع تفسیر ثنائی ص 211؛ و تفسیر أحسن البیان ص 231؛ و القرآن الکریم و ترجمة معانيه و تفسيره إلى اللغة الأردية ص 235؛ و تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن ص 519؛ و القرآن الکریم ترجمہ مولانا جالندھری ص 232).

کافروں کی جڑ کاٹ دیں، تاکہ وہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا ثابت کردیں، اگرچہ مجرم لوگ ناپسند کریں]۔

اس میں حکمت کے متعلق تین مفسرین کے اقوال:

اہلِ اسلام کی رغبت کے باوجود، تجارتی قافلے کے نہ پانے اور مسلمانوں کے ایک گروہ کی ناپسندیدگی کے باوجود، مسلح قریش سے مڈبھیڑ میں عظیم حکمت تھی۔ حضراتِ مفسرین نے اُسے خوب بیان کیا ہے۔ ذیل میں تین مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمایئے:

1: علامہ زمخشری رقم طراز ہیں:

"یَعْنِي أَنَّکُمْ تُرِیْدُوْنَ الْفَائِدَةَ الْعَاجِلَةَ وَسَفْسَافَ الْأُمُوْرِ، وَأَنْ لَا تَلْقَوْا مِمَّا یَرْزَؤُکُمْ فِي أَبْدَانِکُمْ وَأَحْوَالِکُمْ، ❶ وَاللّٰهُ یُرِیْدُ مَعَالِيْ ❷ الْأُمُوْرِ، وَمَا یَرْجِعُ إِلٰی عَمَارَةِ الدِّیْنِ، وَنُصْرَةِ الْحَقِّ، وَعُلُوِّ الْکَلِمَةِ، وَالْفَوْزِ فِي الدَّارَیْنِ. وَشَتَّانَ مَا بَیْنَ الْمُرَادَیْنِ، وَلِذٰلِكَ اِخْتَارَ لَکُمُ الطَّائِفَةَ ذَاتَ الشَّوْکَةِ، وَکَسَرَ قُوَّتَهُمْ بِضَعْفِکُمْ، وَغَلَبَ کَثْرَتَهُمْ بِقِلَّتِکُمْ، وَأَعَزَّکُمْ وَأَذَلَّهُمْ، وَحَصَلَ لَکُمْ مَا لَا تُعَارِضُ أَدْنَاهُ الْعِیْرُ وَمَا فِیْهَا." ❸

[''تم فوری فائدہ اور معمولی باتوں کو پسند کرتے ہو اور یہ، کہ تمہارے بدنوں اور مالوں میں کوئی گزند نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ بلند و بالا باتوں کا ارادہ فرماتے ہیں اور جن کے نتیجے میں دین کا دَور دورہ، نصرتِ حق، کلمہ (اسلام) کی رفعت اور دونوں جہانوں کی کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ دونوں مرادوں میں بہت زیادہ دُوری ہے۔ اسی لیے اللہ

---

❶ طبع شدہ [أَحْوَالِکُمْ] ہے، لیکن شاید درست [أَمْوَالِکُمْ] ہے۔ وَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَعْلَمُ.

❷ طبع شدہ [مَعَانِيْ] ہے، لیکن شاید درست [مَعَالِيْ] ہے۔ وَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَعْلَمُ.

❸ الکشاف 145/2.

تعالیٰ نے مسلح گروہ کو (تمہارے مقابلے کے لیے) منتخب فرمایا، اُن کی قوت کو تمہاری کمزوری سے توڑا، اُن کی کثرت کو تمہاری قلّت سے مغلوب کیا، تمہیں عزت سے نوازا اور انہیں ذلیل کیا اور تمہارے لیے وہ کچھ حاصل ہوا، کہ تجارتی قافلہ اور اُس میں موجود سب چیزیں (مل کر) اُس کی سب سے کم درجے والی بات کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔''

2: حافظ ابن کثیر نے قلم بند کیا ہے:

﴿وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ﴾: أَيْ: هُوَ يُرِيْدُ أَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الطَّآئِفَةِ الَّتِيْ لَهَا الشَّوْكَةُ وَالْقِتَالُ لِيُظْفِرَكُمْ بِهِمْ، وَيَنْصُرَكُمْ عَلَيْهِمْ، وَيُظْهِرَ دِيْنَهُ، وَيَرْفَعَ كَلِمَةَ الْإِسْلَامِ، وَيَجْعَلَهُ غَالِبًا عَلَى الْأَدْيَانِ، وَهُوَ أَعْلَمُ بِعَوَاقِبِ الْأُمُوْرِ، وَهُوَ الَّذِيْ يُدَبِّرُكُمْ بِحُسْنِ تَدْبِيْرِهٖ، وَإِنْ كَانَ الْعِبَادُ يُحِبُّوْنَ خِلَافَ ذٰلِكَ فِيْمَا يَظْهَرُ لَهُمْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى:

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰٓى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [1] [2]

[﴿وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ﴾: یعنی وہ ارادہ رکھتے ہیں، کہ تمہاری اور مسلح جنگجو گروہ کی مڈبھیڑ ہو، تاکہ وہ تمہیں اُن پر کامیابی دیں، تمہاری اُن کے خلاف نصرت فرمائیں، اپنے دین کو غالب کریں، کلمہ اسلام کو بلند کریں اور اُسے سب ادیان پر غالب فرمائیں۔ وہ معاملات کے انجام کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ وہ ہی اپنے حسنِ تدبیر سے تمہارے (معاملات کی) تدبیر کرتے ہیں، اگرچہ بندے ظاہری

---

1. سورة البقرة / الآية 216.
2. تفسير ابن كثير 2/319-320. نیز ملاحظہ ہو: تفسير أبي السعود 4/7؛ و تفسير المنار 9/600-601؛ و تفسير التحرير و التنوير 9/264.

صورت حال کی بنا پر اُس کے برعکس پسند کرتے ہیں۔ جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ میں ہے:

[ترجمہ: تم پر لڑنا فرض کر دیا گیا ہے، اگرچہ وہ تمہیں ناپسند ہے اور ہوسکتا ہے، کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو اور ممکن ہے، کہ تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بُری ہو اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے]۔

3: شیخ ابوبکر جزائری نے تحریر کیا ہے:

مِنْ هِدَايَةِ الْآيَاتِ تَقْرِيرُ قَاعِدَةِ:

﴿وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾ [1] [2]

[ان آیات سے ملنے والی ہدایت میں سے ایک بات:

﴿وَ عَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ﴾

سے معلوم ہونے والے قاعدے اور اصول کی تاکید ہے۔]

❀ غزوۂ بدر میں شریک صحابہ کی قدر و منزلت:

علاوہ ازیں غزوۂ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کی شان وعظمت اور مقام و مرتبہ کس قدر بلند و بالا، اور اجر و ثواب کتنا عظیم تھا!

امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اِطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ:

''اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ.'' [3]

---

[1] ملاحظہ ہو: أيسر التفاسير 121/2۔

[2] [ترجمہ: ''اور ہوسکتا ہے، کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمہارے لیے بہتر ہو'']۔

[3] المسند، رقم الحديث 7940، 322/1-323. اس حدیث کی اصل صحیحین میں ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب فضل من شهد بدراً، رقم الحديث 3983، 304/7-305؛ وصحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أهل بدر رضی اللہ عنہم، ......، رقم الحديث 161-(2494)، 1941/4-1942).

[ترجمہ: بے شک اللہ عزوجل نے اہلِ بدر پر جھانکا اور ارشاد فرمایا:
''تم جو چاہو، کرو، بلاشبہ پس میں نے تمہیں معاف کر دیا (ہوا) ہے۔'']

حافظ ابن حجر نے بیان کیا:

"وَ هِيَ بَشَارَةٌ عَظِيْمَةٌ لَّمْ تَقَعْ لِغَيْرِهِمْ. وَ وَقَعَ الْخَبَرُ بِأَلْفَاظٍ:
مِنْهَا: "قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ"،
وَ مِنْهَا: "فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ"،
وَ مِنْهَا "لَعَلَّ اللّٰهَ اِطَّلَعَ"،
وَ لٰكِنْ قَالَ الْعُلَمَآءُ: "إِنَّ التَّرَجِّيْ فِيْ كَلَامِ اللّٰهِ وَ كَلَامِ رَسُوْلِهٖ ﷺ لِلْوُقُوْعِ." [1]

[''وہ عظیم بشارت (ایسی) ہے، (جو کہ) اُن کے علاوہ کسی اور کے حصے میں نہیں آئی۔ (اس بارے میں) حدیث متعدد الفاظ کے ساتھ آئی ہے:

انہی میں سے ہے:

[ترجمہ: ''بے شک میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے'']۔

اور انہی میں سے ہے:

[ترجمہ: ''یقیناً تمہارے لیے جنت واجب ہو چکی ہے'']۔

اور انہی (الفاظ) میں سے ہے:

[ترجمہ: شاید کہ اللہ تعالیٰ نے جھانکا ہے......]۔

لیکن علماء نے بیان کیا: ''اللہ تعالیٰ کے کلام اور اُن کے رسول کریم ﷺ کے کلام میں ترجّی [یعنی کسی چیز کے ہونے کے لیے امید کا صیغہ] اُس کے (یقیناً) ہونے کے لیے (استعمال ہوتا) ہے۔'']

---

[1] فتح الباري 305/7.

مزید برآں امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لَنْ یَدْخُلَ النَّارَ رَجُلٌ شَهِدَ بَدْرًا وَ الْحُدَیْبِیَّةَ''. [1]

[(''معرکہ'') بدر اور حدیبیہ میں شرکت کرنے والا شخص ہرگز (دوزخ کی) آگ میں داخل نہیں ہوگا۔'']

-6-

مصیبتوں اور ابتلاؤں کے فوائد کو پیشِ نظر رکھنا

بلا شک وشبہ مصائب اور آزمائشوں میں فائدے اور نفع کے پہلو بھی ہوتے ہیں۔ ان پہلوؤں کو سمجھنے اور مدِّ نظر رکھنے سے آلام وآفات اور امتحانوں کو جھیلنے اور اُن کے بوجھ کو کم کرنے میں توفیقِ الٰہی سے مدد ملتی ہے۔ اس بارے میں علامہ عز الدین محمد بن عبدالسلام لکھتے ہیں:

''لِلْمَصَائِبِ وَ الْبَلَایَا وَ الْمِحَنِ وَ الرَّزَایَا فَوَآئِدُ، تَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ رُتَبِ النَّاسِ.''

''مصائب، بلاؤں، ابتلاؤں اور نقصانات کے فوائد ہیں، جو کہ لوگوں کے مختلف مراتب کے اعتبار سے جدا جدا ہوتے ہیں۔''

پھر علامہ رحمہ اللہ اُن فوائد کو شمار اور بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

أَحَدُهَا: مَعْرِفَةُ عِزِّ الرَّبُوْبِیَّةِ وَ قَهْرِهَا.

[اُن میں سے پہلا (فائدہ): (رب تعالیٰ) کی ربوبیت کی شان اور اُس کے زبردست غلبے کی پہچان۔'']

---

[1] المسند، رقم الحدیث 15262، 410/23. حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، کہ اس کی [سند مسلم کی شرط] پر ہے۔ شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اِس [حدیث کو صحیح] اور اِس کی سند کو [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري 305/7؛ و ھامش المسند 410/23).

وَ الثَّانِي: مَعْرِفَةُ ذِلَّةِ الْعُبُوْدِيَّةِ وَ كَسْرِهَا، وَ إِلَيْهِ الْإِشَارَةُ بِقَوْلِهِ تَعَالٰى:

❀ ﴿الَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ﴾ ❶

[اور دوسرا: (بندے کی) عبودیت کی ذلّت وانکساری سے آگاہی:

اِسی کی جانب (حسبِ ذیل) ارشادِ تعالیٰ کے ساتھ اشارہ ہے:

[ترجمہ: وہ لوگ، کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے، (تو) وہ کہتے ہیں:

''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بلاشبہ ہم انہی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔'']۔

"اِعْتَرَفُوْا بِأَنَّهُمْ مِلْكُهُ وَ عَبِيْدُهُ، وَ أَنَّهُمْ رَاجِعُوْنَ إِلٰى حُكْمِهِ وَ تَدْبِيْرِهِ وَ قَضَائِهِ وَ تَقْدِيْرِهِ، لَا مَفَرَّ لَهُمْ مِنْهُ، وَ لَا مُحِيْدَ لَهُمْ عَنْهُ."

[''انہوں نے اعتراف کیا، کہ بلاشبہ وہ اُن کی ملکیت اور اُن کے غلام ہیں اور وہ یقیناً اُن کے فیصلے، تدبیر، قضا اور تقدیر کے پابند ہیں۔ اُن کے لیے اُس سے نہ تو کوئی جائے فرار ہے اور نہ ہی پناہ گاہ۔'']

وَ الثَّالِثَةُ: اَلْإِخْلَاصُ لِلّٰهِ تَعَالٰى إِذْ لَا مَرْجَعَ فِيْ رَفْعِ الشَّدَآئِدِ إِلَّا إِلَيْهِ، وَ لَا مُعْتَمَدَ فِيْ كَشْفِهَآ إِلَّا عَلَيْهِ:

❀ ﴿وَ إِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ إِلَّا هُوَ﴾ ❷

❀ ﴿فَإِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ ❸

[اور تیسرا (فائدہ): اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص، کیونکہ سختیوں کے ختم کروانے کی خاطر، اُن کے سوا، کوئی ایسا نہیں، کہ اُس کی طرف رجوع کیا جائے اور نہ ہی اُن کے

---

❶ سورة البقرة / الآية 156.

❷ سورة الأنعام / جزء من الآية 17.

❸ سورة العنكبوت / جزء من الآية 65.

علاوہ کوئی ایسا ہے، کہ جس پر، اُنہیں دُور کروانے کی غرض سے، بھروسہ کیا جائے۔

[(ترجمہ ارشادِ تعالیٰ:) اور اگر اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائیں، تو اُن کے سوا کوئی اُسے دُور کرنے والا نہیں]

[ترجمہ: پس جب وہ (مشرکین) کشتی میں سوار ہوتے ہیں، تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے اپنی اطاعت کو خالص کرتے ہوئے انہیں پکارتے ہیں]۔

اَلرَّابِعَةُ: اَلْإِنَابَةُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَ الْإِقْبَالُ عَلَيْهِ:

❀ ﴿وَ إِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ﴾ ❶

[چوتھا: اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع اور اُن کی طرف متوجہ ہونا:

[ترجمہ: جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے، تو وہ خوب رجوع ہو کر اپنے رب کو پکارتا ہے]۔

اَلْخَامِسَةُ: اَلتَّضَرُّعُ وَ الدُّعَآءُ:

❀ ﴿وَ إِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا﴾ ❷

[پانچواں: گریہ زاری اور دعا:

[ترجمہ: اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے، (تو) وہ ہمیں پکارتا ہے]۔

❀ ﴿بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ﴾ ❸

[ترجمہ: بلکہ خاص اُنہی کو پکارو گے، پھر جس چیز کے (دُور کرنے کے لیے تم فریاد کر رہے ہو گے، اگر وہ چاہیں گے، تو اُسے دُور فرما دیں گے

---

❶ سورة الزمر / جزء من الآية 8.

❷ سورة يونس - عليه السلام - / جزء من الآية 12.

❸ سورة الأنعام / الآية 41.

اور تم اُن (سب) کو بھول جاؤ گے، جنہیں تم شریک ٹھہراتے ہو]۔

❀ ﴿وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ﴾ ❶

[ترجمہ: اور جب تمہیں سمندر میں مصیبت پہنچتی ہے، تو اُن (یعنی اللہ تعالیٰ) کے سوا، وہ سب گم ہو جاتے (یعنی بھول جاتے) ہیں، جنہیں تم پکارتے ہو]۔

❀ ﴿قُلْ مَنْ يُّنَجِّيْكُمْ مِّنْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ تَدْعُوْنَهٗ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً لَئِنْ اَنْجٰنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ﴾ ❷

[آپ کہہ دیجیے: وہ کون ہے، جو تمہیں خشکی اور سمندر کی تاریکیوں سے

---

❶ سورۃ الإسراء / جزء من الآیۃ 67۔

سیّد قطب سختیوں کی حکمتوں اور فوائد کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وَأَهَمُّ مِنْ هٰذَا كُلِّهِ، أَوِ الْقَاعِدَةُ لِهٰذَا كُلِّهِ...... اَلْاِلْتِجَاءُ إِلَى اللّٰهِ وَحْدَهٗ حِيْنَ تَهْتَزُّ الْأَسْنَادُ كُلُّهَا، وَ تَتَوَارَى الْأَوْهَامُ، وَهِيَ شَتّٰى، وَيَخْلُو الْقَلْبُ إِلَى اللّٰهِ وَحْدَهٗ. لَا يَجِدُ سَنَدًا إِلَّا سَنَدَهٗ.

وَفِيْ هٰذِهِ اللَّحْظَةِ فَقَطْ تَنْجَلِي الْغِشَاوَاتُ، وَ تَتَفَتَّحُ الْبَصِيْرَةُ، وَ يَنْجَلِي الْأُفُقُ عَلٰى مَدِّ الْبَصَرِ...... لَا شَيْءَ إِلَّا اللّٰهُ...... لَا قُوَّةَ إِلَّا قُوَّتُهٗ۔ لَا حَوْلَ إِلَّا حَوْلُهٗ...... لَا إِرَادَةَ إِلَّا إِرَادَتُهٗ...... لَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْهِ. " (في ظلال القرآن 145/1).

[''اِن سب سے زیادہ اہمیت والی بات یہ ہے، یا اِس سب کچھ کی بنیاد یہ ہے،...... (کہ) سارے سہارے ڈگمگا جانے پر تنہا اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع (نصیب ہوتا ہے)۔ خام خیالیاں، جو کہ بہت سی ہوتی ہیں، غائب ہو جاتی ہیں۔ دل اللہ تعالیٰ کے لیے خالی ہو جاتا ہے۔ (تب بندہ) اُن کے علاوہ کسی کا سہارا نہیں پاتا۔

اُسی وقت پردے چھٹتے ہیں، بصیرت خوب نکھر جاتی ہے اور تاحدِ نگاہ افق واضح ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز نہیں (یعنی اُن کے سوا کسی بھی چیز کی کوئی حیثیت نہیں)...... اُن کے علاوہ کسی [میں خیر کے پانے اور نیکی کے کرنے] کی کوئی قوت نہیں۔ اُن کے سوا کسی (میں ضرر سے محفوظ رہنے اور بُرائی سے بچنے) کی کوئی ہمت نہیں...... اُن کے علاوہ کسی کی مشیت (کائنات میں کارگر) نہیں...... اُن کے سوا کوئی جائے پناہ نہیں۔''

❷ سورۃ الأنعام / الآیۃ 63.

نجات دیتا ہے؟ تم انہیں گریہ زاری کرتے ہوئے چپکے چپکے (یہ کہتے ہوئے) پکارتے ہو: اگر آپ نے ہمیں اس سے نجات دے دی، تو یقیناً ہم ضرور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے]۔

اَلسَّادِسَةُ: اَلْحِلْمُ مِمَّنْ صَدَرَتْ عَنْهُ الْمُصِيبَةُ

❀ ﴿إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ﴾ ❶

"إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ تَعَالَى: اَلْحِلْمُ وَ الْأَنَاةُ." ❷

وَ تَخْتَلِفُ مَرَاتِبُ الْحِلْمِ بِاخْتِلَافِ الْمَصَائِبِ فِي صِغَرِهَا وَ كِبْرِهَا. فَالْحِلْمُ عِنْدَ أَعْظَمِ الْمَصَائِبِ أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ حِلْمٍ.

[چھٹا: جس سے مصیبت پہنچی ہو، اس کے ساتھ بردباری (کا معاملہ) کرنا۔

(ترجمہ: بلاشبہ ابراہیم -علیہ السلام- بڑے مہربان مزاج اور نہایت بردبار طبیعت ہیں)۔

[''بلاشبہ آپ میں یقیناً دو خصلتیں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں: بردباری اور ٹھہراؤ]۔

اَلسَّابِعَةُ: اَلْعَفْوُ عَنْ جَانِيهَا.

❀ ﴿وَ الْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ﴾ ❸

---

❶ سورة التوبة / جزء من الآية 114.

نوٹ: اس آیت شریفہ کے ذکر کرنے کا مقصود -وَ اللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ- یہ ہے، کہ بردبار بننے کا موقع میسر آنا معمولی نعمت نہیں، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اُن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا، کہ وہ (حلیم) تھے۔

❷ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات اشج عبدالقیس رضی اللہ عنہ سے فرمائی۔ (ملاحظہ ہو: صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب الأمر بالإيمان بالله تعالى......، جزء من رقم الحديث 26-(18)، 48/1-49).

❸ سورة آل عمران / جزء من الآية 134.

❀ ﴿فَمَنْ عَفَا وَ أَصْلَحَ فَأَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ﴾ ❶

وَ الْعَفْوُ عَنْ أَعْظَمِهَآ أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ عَفْوٍ .

[ساتواں: زیادتی کرنے والے سے درگزر کرنا۔

[ترجمہ: اور لوگوں سے درگزر کرنے والے]۔

[ترجمہ: پس جو شخص درگزر کرے اور اصلاح کرے، تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے]۔

اور سب سے بڑی (مصیبت پہنچانے والے سے) درگزر کرنا، ہر درگزر کرنے سے زیادہ فضیلت والا ہے۔]

اَلثَّامِنَةُ: اَلصَّبْرُ عَلَيْهَا . وَ هُوَ مُوْجِبٌ لِّمُحَبَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ كَثْرَةِ ثَوَابِهٖ .

❀ ﴿وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ❷

❀ ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ❸

"وَ مَآ أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَآءً خَيْرًا وَّ أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ." ❹

---

❶ سورة الشورى / جزء من الآية 40.

تنبیہ: علامہ عز الدین رحمہ اللہ کے اس بیان کا مقصود یہ ہے، کہ مصیبتوں کے آنے کے اسباب میں سے ایک سبب کسی دوسرے شخص یا اشخاص کی جانب سے مصیبت زدہ پر ظلم ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں مصیبت زدہ کے لیے ظالموں سے درگزر کر کے اللہ تعالیٰ سے بہترین جزا پانے کا موقع میسر آتا ہے۔ وَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ .

❷ سورة آل عمران / جزء من الآية 146.

❸ سورة الزمر / جزء من الآية 10.

❹ ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب الزكاة، باب الاستعفاف عن المسألة، جزء من رقم الحديث 1469، 335/3.

تنبیہ:

اسی کتاب کے صفحات (275-306) میں [صبر کے ساتھ مدد طلب کرنا] کے عنوان کے تحت توفیقِ الٰہی سے گفتگو کی گئی ہے۔ اُس مقام پر مقصود یہ تھا، کہ مصیبت کے آنے پر، مصیبت زدہ کو صبر کرنا چاہیے، کہ ایسا کرنے میں اُس کے لیے دنیوی اور اخروی فوائد ہیں۔

یہاں [صبر] کے ذکر سے مقصود یہ ہے، کہ مصیبتوں کے فوائد میں سے ایک یہ ہے، کہ اُن میں مبتلا لوگوں کو صبر کرنے کا موقع میسر آتا ہے۔ اگر مصیبت ہی نہ آئے، تو اس پر [صبر والی عظیم نیکی] کیسے کی جائے گی؟

[آٹھواں: اُس (یعنی مصیبت) پر صبر کرنا اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُن کے بہت زیادہ ثواب کا موجب ہے۔

[ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں]۔

[ترجمہ: بلاشبہ صبر کرنے والوں کو بلا حساب اُن کا پورا پورا اجر دیا جاتا ہے]۔

[ترجمہ: اور کسی کو صبر سے بہتر اور اس سے زیادہ وسعت والی نعمت نہیں دی گئی]۔

اَلتَّاسِعُ: اَلْفَرَحُ بِهَا لِأَجْلِ فَوَآئِدِهَا، قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَ السَّلَامُ: "وَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ! إِنْ كَانُوْا لَيَفْرَحُوْنَ بِالْبَلَآءِ كَمَا تَفْرَحُوْنَ بِالرَّخَآءِ." [1]

[نواں: اُس (یعنی مصیبت) کے فوائد کی بنا پر اُس کے ساتھ (یعنی اُس کے آنے پر) خوشی:

آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

["اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یقیناً وہ (حضراتِ انبیاء علیہم السلام اور نیکو کار لوگ) آزمائش (کے آنے) پر ایسے خوش ہوتے تھے، جیسے کہ تم آسودگی کے ساتھ خوش ہوتے ہو۔"]

اَلْعَاشِرَةُ: اَلشُّكْرُ عَلَيْهَا لِمَا تَضَمَّنَتْهُ مِنْ فَوَآئِدِهَا كَمَا يَشْكُرُ الْمَرِيْضُ الطَّبِيْبَ الْقَاطِعَ لِأَطْرَافِهٖ، اَلْمَانِعَ مِنْ شَهَوَاتِهٖ، لِمَا يَتَوَقَّعُ فِيْ ذٰلِكَ مِنَ الْبُرْءِ وَ الشِّفَآءِ.

---

[1] ملاحظہ ہو: سنن ابن ماجه، أبواب الفتن، باب الصبر على البلآء، جزء من رقم الحديث 4073، 386/2. حافظ بوصیری نے اس کی [سند کو صحیح] اور [راویان کو ثقہ] قرار دیا ہے۔ نیز لکھتے ہیں، کہ امام ترمذی کی مصعب بن سعد کی اپنے والد سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کردہ حدیث، اس کا شاہد ہے۔ امام ترمذی نے اُس روایت کو [حسن صحیح] اور شیخ البانی نے اِس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مصباح الزجاجة 302/2؛ صحيح سنن ابن ماجه 372/2)۔

[دسواں: اِس (یعنی مصیبت) کے فوائد پر مشتمل ہونے کی بنا پر اُس (کے آنے) پر شکر، جیسے کہ مریض اعضاء کاٹنے والے، خواہشات سے روکنے والے طبیب کا شکریہ ادا کرتا ہے، کیونکہ وہ اُس (کے تصرفات اور ہدایات پر عمل پیرا ہونے) میں صحت یابی اور شفا پانے کی توقع کرتا ہے]۔

اَلْحَادِیَۃُ عَشَرَۃَ: تَمْحِیْصُھَا لِلذُّنُوْبِ وَ الْخَطَایَا۔"

[گیارہواں: اُس (مصیبت) کا گناہوں اور خطاؤں کو دُور کرنا]۔ ❶

اَلثَّانِیَۃُ عَشَرَۃَ: رَحْمَۃُ أَھْلِ الْبَلَآءِ وَ مُسَاعَدَتُھُمْ عَلٰی بَلْوَاھُمْ۔ فَالنَّاسُ مُعَافًی وَ مُبْتَلًی، فَارْحَمُوْٓا أَھْلَ الْبَلَآءِ، وَ اشْکُرُوْا اللّٰہَ تَعَالٰی عَلَی الْعَافِیَۃِ۔

[بارہواں: اہلِ ابتلا پر شفقت اور اُن میں اُن کے ساتھ تعاون کرنا۔ کچھ لوگ عافیت میں ہیں اور کچھ آزمائش میں ہیں، تو تم امتحان میں مبتلا لوگوں پر شفقت کرو اور عافیت (کے عطا کرنے) پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو]۔

اَلثَّالِثَۃُ عَشَرَۃَ: مَعْرِفَۃُ قَدْرِ نِعْمَۃِ الْعَافِیَۃِ وَ الشُّکْرُ عَلَیْھَا، فَإِنَّ النِّعَمَ لَا تُعْرَفُ أَقْدَارُھَآ إِلَّا بَعْدَ فَقْدِھَا۔"

[تیرہواں: عافیت کی نعمت کی قدر و قیمت کو پہچاننا اور اُس پر شکر کرنا، کیونکہ بلاشبہ نعمتوں کی قدر و قیمت اُن کے نہ ہونے پر ہی معلوم ہوتی ہے]۔

اَلرَّابِعَۃُ عَشَرَۃَ: مَآ أَعَدَّہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی ھٰذِہِ الْفَوَآئِدِ مِنْ ثَوَابِ الْاٰخِرَۃِ عَلَی اخْتِلَافِ مَرَاتِبِھَا۔

[چودہواں: اختلافِ مراتب کے ساتھ، اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان فوائد کی بنا پر تیار کردہ ثوابِ آخرت]۔

❶ اِس کتاب کے صفحات 268-274 میں اِس کے متعلق تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔

اَلْخَامِسَةُ عَشْرَةَ: مَا فِيْ طَيِّهَا مِنَ الْفَوَائِدِ الْخَفِيَّةِ.

❀ ﴿فَعَسٰى أَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ ❶

[پندرہواں: اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُن میں رکھے ہوئے مخفی فوائد:

❀ [ترجمہ: پس قریب ہے، کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اُس میں بہت بڑی خیر پیدا فرمادیں]۔

اَلسَّادِسَةُ عَشْرَةَ: إِنَّ الْمَصَائِبَ وَ الشَّدَائِدَ تَمْنَعُ مِنَ الْأَشَرِ وَ الْبَطَرِ وَ الْفَخْرِ وَ الْخُيَلَاءِ وَ التَّكَبُّرِ وَ التَّجَبُّرِ، فَإِنَّ نَمْرُوْدَ، لَوْ كَانَ فَقِيْرًا، سَقِيْمًا، فَاقِدَ السَّمْعِ وَ الْبَصَرِ، لَمَا حَاجَّ إِبْرَاهِيْمَ۔ عليه السلام۔ فِيْ رَبِّهِ، لٰكِنْ حَمَلَهُ بَطَرُ الْمُلْكِ عَلٰى ذٰلِكَ، وَ قَدْ عَلَّلَ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالٰى مُحَاجَّتَهُ بِإِتْيَانِهِ الْمُلْكَ.

[سولھواں: بلاشبہ مصیبتیں اور سختیاں ناز، نخرا، فخر، غرور، تکبر اور شیخی سے باز رکھتی ہیں۔ اگر نمرود مفلس، بیمار، بہرا، اندھا ہوتا، تو ابراہیم علیہ السلام سے اُن کے رب تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا نہ کرتا، لیکن بادشاہت کے غرور نے اُسے اِس (بات) پر آمادہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے جھگڑا کرنے کی علت یہی بیان کی ہے، کہ انہوں نے اسے بادشاہت عطا فرمائی ہوئی تھی۔] ❷

وَ لَوِ ابْتُلِيَ فِرْعَوْنُ بِمِثْلِ ذٰلِكَ لَمَا قَالَ:

❶ سورة النساء / جزء من الآية 19.

❷ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْ حَاجَّ إِبْرَاهِيْمَ فِيْ رَبِّهِ أَنْ آتَاهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ﴾ (سورة البقرة / جزء من الآية 258).

[ترجمہ: کیا آپ نے اُس شخص کی طرف نہیں دیکھا، جو ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ اُن کے رب کے متعلق (اِس بنا پر) جھگڑا کر رہا تھا، کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے بادشاہت دی تھی]؟

❀ ﴿أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى﴾ ❶

اگر فرعون بھی انہی (آفتوں) میں مبتلا ہوتا، تو یہ نہ کہتا:

[ترجمہ: میں تمہارا سب سے بلند و بالا رب ہوں]۔

❀ ﴿وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ ❷

(اسی طرح منافقوں کی آنحضرت ﷺ کی شان میں گستاخی اور آپ ﷺ کے خلاف سازش کا سبب بیان کرتے ہوئے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

[ترجمہ: یہ صرف اس بات کا انتقام لے رہے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں اپنے فضل سے اور اُن کے رسول - ﷺ - نے انہیں دولت مند کر دیا]۔

❀ ﴿إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغَى أَنْ رَآهُ اسْتَغْنَى﴾ ❸

(اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا):

[ترجمہ: بلاشبہ انسان یقیناً آپے سے باہر ہو جاتا ہے، جب کہ وہ اپنے آپ کو تونگر سمجھتا ہے]۔

❀ ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ﴾ ❹

[ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا رزق فراخ کر دیتے، تو یقیناً وہ زمین میں فساد برپا کر دیتے]۔

❀ ﴿وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ﴾ ❺

[ترجمہ: اور ظالم لوگ تو اُس کے پیچھے پڑ گئے، جس میں انہیں آسودگی دی گئی]۔

❶ سورۃ النازعات / الآیۃ 24.

❷ سورۃ التوبۃ / جزء من الآیۃ 74.

❸ سورۃ العلق / الآیتان 6-7.

❹ سورۃ الشوریٰ / جزء من الآیۃ 27.

❺ سورۃ ہود - علیہ السلام - / جزء من الآیۃ 116.

❀ ﴿وَ مَآ أَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ إِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ﴾ ❶

[ترجمہ: اور ہم نے کسی بستی میں بھی کوئی ڈرانے والا نہیں بھیجا، مگر اُس بستی کے آسودہ حال لوگوں نے کہا: ''جس چیز کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو، ہم یقیناً اُس کے ساتھ کفر کرنے والے ہیں]۔

وَ الْفُقَرَآءُ وَ الضُّعَفَآءُ هُمُ الْأَوْلِيَآءُ وَ أَتْبَاعُ الْأَنْبِيَآءِ .

[فقیر اور کمزور لوگ ہی اولیاء (اللہ) اور انبیاء ۔علیہم السلام۔ کے پیروکار ہیں]۔

وَ لِهٰذِهِ الْفَوَآئِدِ الْجَلِيْلَةِ كَانَ أَشَدَّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَآءُ ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ .

[انہی فوائد کی بنا پر سب سے زیادہ کڑی آزمائش والے (حضراتِ) انبیاء علیہم السلام تھے، پھر اُن کے بعد درجہ بدرجہ لوگ]۔ ❷

---

❶ سورة سبا / الآية 34.

❷ ملاحظہ ہو: جامع الترمذي ، أبواب الزهد ، باب في الصبر على البلاء ، رقم الحديث 2509، 67-66/7. امام ترمذی اور شیخ البانی نے اسے [حسن صحيح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 67/7؛ و صحيح سنن الترمذي 286/2).

اسی فائدے کو بیان کرتے ہوئے امام ابن قیم نے لکھا ہے:

[''اس (یعنی غم، قلق، اضطراب اور بے چینی) کے علاج میں سے (ایک بات یہ) ہے، کہ وہ (خوب اچھی طرح) جان لے، کہ اگر دنیوی امتحانات اور مصیبتیں نہ ہوتیں، تو بندے کو ..... تکبر، نفس کا غرور، فرعونیت اور قساوت قلب (یعنی دل کی سختی) کی بیماریاں لاحق ہو جاتیں ..... جو کہ جلد یا بدیر اس کی ہلاکت کا سبب ہیں۔ ارحم الرحمین کی رحمت (وشفقت) میں سے یہ (حقیقت) ہے، کہ وہ بسا اوقات مصیبتوں کے علاج کی کچھ اقسام کے ساتھ اس (یعنی بندے) کی خبرگیری فرماتے ہیں، جو کہ ان بیماریوں سے بچاتی ہیں۔ اُس کی بندگی کی درستگی کی حفاظت کرتی ہیں اور فاسد، گھٹیا اور مہلک مواد کو اس سے خارج کر دیتی ہیں۔ (ہر عیب سے) پاک ہیں، وہ ذات، جو کہ اپنی (جانب سے بھیجی جانے والی) آزمائش کے ساتھ شفقت فرماتے اور اپنی نعمتوں کے ساتھ ابتلا میں ڈالتے ہیں۔ ⇦⇦

نُسِبُوا إِلَى الْجُنُوْنِ وَ الْكَهَانَةِ، وَ اسْتُهْزِىءَ بِهِمْ وَسُخِرَ مِنْهُمْ.

﴿فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ أُوْذُوْا﴾ ❶

وَ قِيْلَ لَنَا:

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ أَلَآ إِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ ❷

[وہ جنون، ❸ جادو ❹ اور کہانت ❺ کی طرف منسوب کیے گئے۔ انہیں استہزاء اور تمسخر کا نشانہ بنایا گیا۔ ❻

(اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں):

⇐⇐⇐ جیسے کہ کہا گیا ہے:

قَدْ يُنْعِمُ اللّٰهُ بِالْبَلْوٰى وَ إِنْ عَظُمَتْ
وَ يَبْتَلِي اللّٰهُ بَعْضَ الْقَوْمِ بِالنِّعَمِ

بسا اوقات اللہ تعالیٰ آزمائش کے ساتھ، اگرچہ وہ بہت بڑی ہوتی ہے، انعام فرماتے ہیں۔
اور کچھ لوگوں کو اللہ تعالیٰ نعمتوں کے ساتھ آزمائش میں مبتلا کرتے ہیں۔
سو اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا مصیبتوں اور آزمائش کی دوائیوں کے ساتھ علاج نہ کرتے، تو وہ سرکش، باغی اور خودسر ہو جاتے۔ جب اللہ سبحانہ کسی بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں، تو مہلک بیماریوں کو خارج کرنے کی غرض سے، اس کے مناسب حال، ابتلاء و امتحان کی دوائی اُسے پلا دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اسے سُدھار کر اور صاف ستھرا کر کے دنیا کے بلند ترین مقام [عبودیت] اور آخرت کے بلند ترین ثواب، اور [وہ اُن کا دیدار اور قرب] ہے، کے اہل بنا دیتے ہیں'']۔ (زاد المعاد 195/4).

❶ سورة الأنعام / جزء من الآية 34.
❷ سورة البقرة / الآية 214.
❸ ملاحظہ ہو: سورة الحجر / الآية 6.
❹ ملاحظہ ہو: سورة الذاريات / الآية 52.
❺ ملاحظہ ہو: سورة الطور / الآية 29.
❻ ملاحظہ ہو: سورة الأنعام / الآية 10.

[ترجمہ: پس انہوں نے جھٹلائے جانے اور اذیت دیئے جانے پر صبر کیا)۔

اور ہمارے لیے کہا گیا (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں):

[ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھا، کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ (اب تک) تم پر وہ حالات نہیں آئے، جو تم سے پہلے لوگوں پر آئے تھے۔ انہیں بیماریاں اور مصیبتیں پہنچیں اور وہ یہاں تک جھنجھوڑے گئے، کہ رسول اور اُن کے ساتھ ایمان لانے والے کہنے لگے: ''اللہ تعالیٰ کی مدد کب ہے؟ (یعنی کب آئے گی؟) خبردار بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی مدد بہت قریب ہے]۔

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَ الْأَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾ [1]

[ترجمہ: اور یقیناً ہم کسی نہ کسی چیز سے تمہاری آزمائش ضرور کریں گے: (دشمن کے) ڈر سے، بھوک (پیاس) سے اور مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور آپ صبر کرنے والوں کو بشارت دے دیجیے]۔

﴿لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ أَمْوَالِكُمْ وَ أَنْفُسِكُمْ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْٓا أَذًى كَثِيْرًا﴾ [2]

[ترجمہ: یقیناً تمہارے مالوں اور جانوں میں تمہاری آزمائش ضرور کی جائے گی اور یقیناً تمہیں اُن لوگوں کی، جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور مشرکوں کی بہت سی دکھ والی باتیں (بھی) ضرور سننا پڑیں گی]۔

(علامہ عز الدین آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم پر آمدہ ابتلاؤں اور مصیبتوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:)

''كَالَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ أَمْوَالِهِمْ وَ تَغَرَّبُوْا عَنْ أَوْطَانِهِمْ،

---

[1] سورة البقرة / الآية 155.

[2] سورة آل عمران / جزء من الآية 186.

وَ كَثُرَ عَنَاهُمْ وَ اشْتَدَّ بَلَاهُمْ، وَ تَكَاثَرَ أَعْدَآؤُهُمْ، فَغُلِبُوْا فِي بَعْضِ الْمَوَاطِنِ، وَ قُتِلَ مِنْهُمْ بِأُحُدٍ وَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ مَنْ قُتِلَ، وَ شُجَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ كُسِرَتْ رُبَاعِيَتُهُ، وَ هُشِمَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَأْسِهٖ، وَ قُتِلَ أَعِزَّآؤُهُ وَ مُثِّلَ بِهِمْ، فَشَمِتَتْ أَعْدَآؤُهُ، وَ أُغْتُمَّ أَوْلِيَآؤُهُ. وَ ابْتُلُوْا يَوْمَ الْخَنْدَقِ، وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا، وَ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ، وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ، وَ كَانُوْا فِيْ خَوْفٍ دَآئِمٍ، وَ عُرْيٍ لَازِمٍ، وَ فَقْرٍ مُدْقِعٍ، حَتّٰى شَدُّوْا الْحِجَارَةَ عَلٰى بُطُوْنِهِمْ مِنَ الْجُوْعِ. وَ لَمْ يَشْبَعْ سَيِّدُ الْأَوَّلِيْنَ وَ الْآخِرِيْنَ ﷺ مِنْ خُبْزِ بُرٍّ فِيْ يَوْمٍ مَرَّتَيْنِ. وَ أُوْذِيَ بِأَنْوَاعِ الْأَذِيَّةِ حَتّٰى قَذَفُوْا أَحَبَّ أَهْلِهٖ إِلَيْهِ. ثُمَّ ابْتُلِيَ فِيْ آخِرِ الْأَمْرِ بِمُسَيْلَمَةَ وَ طُلَيْحَةَ وَ الْعَنْسِيِّ.

وَ لَقِيَ هُوَ ﷺ وَ أَصْحَابُهُ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ مَا لَقُوْهُ، وَ مَاتَ وَ دِرْعُهُ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ عَلٰى آصُعٍ مِنْ شَعِيْرٍ۔"

"اُن لوگوں کی مانند جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اور غریب الوطن ہوئے۔ انہیں دی جانے والی تکالیف بہت زیادہ اور اُن کی ابتلاء بہت شدید ہوئی۔ اُن کے دشمن تعداد میں بہت زیادہ ہو گئے، تو وہ کچھ جگہوں میں مغلوب ہوئے۔ اُن میں سے شہید ہونے والے احد [1] اور بئر معونہ [2] میں شہید کیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ (مبارک) زخمی کیا گیا اور آنحضرت ﷺ کے چار دانت توڑے گئے۔ آنحضرت ﷺ کے سر (مبارک) میں خود ٹوٹی۔ آپ کے قرابت داروں کو شہید کر کے اُن کا مثلہ [3] کیا گیا۔

---

[1] غزوۂ احد اور اس کے واقعات کے لیے ملاحظہ ہو: صحیح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة أحد ...... إلی ...... باب من قتل من المسلمين يوم أحد، 7/345-376.

[2] بئر معونہ کے متعلق معلومات کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق، باب غزوة الرجيع و رعل و ذكوان و بئر معونه ......، 7/378-379.

[3] یعنی قتل کر کے ناک، کان وغیرہ کاٹ دینا۔

آنحضرت ﷺ کے دشمنوں نے خوشیاں منائیں اور آپ کے احباب غمگین ہوئے۔ غزوۂ خندق میں آزمائش میں مبتلا کیے گئے اور انتہائی سخت جھنجھوڑے گئے، آنکھیں چندھیا گئیں اور دل (شدّتِ غم کی بنا پر) گلے کو پہنچ گئے۔ ❶ وہ مسلسل خوف، مستقل بے لباسی (یعنی مناسب لباس کا میسر نہ آنا) اور اس قدر شدید مفلسی میں زندگی بسر کر رہے تھے، کہ انہوں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹوں پر پتھر باندھے اور سیّد الاولین والآخرین ﷺ نے کسی بھی دن میں پیٹ بھر کر دو وقت گیہوں کی روٹی نہیں کھائی۔ آنحضرت ﷺ قسم قسم کی اذیتیں دیے گئے، یہاں تک کہ اُن کے کنبے میں سے اُن کے محبوب ترین فرد پر تہمت لگائی گئی۔ ❷ پھر آخرکار مسیلمہ، ❸ طلیحہ ❹ اور عنسی ❺ کے ساتھ آزمائش میں ڈالے گئے۔ آنحضرت ﷺ اور اُن کے صحابہ کو جیشِ عُسرت (یعنی تنگی کا لشکر) میں کس قدر مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ ❻ آنحضرت ﷺ کا انتقال ہوا، تو اُس وقت اُن کی درع ایک یہودی کے پاس جَو کے کچھ صاعوں کی بنا پر بطور رہن تھی''۔ ❼]۔

وَ لَمْ تَزَلِ الْأَنْبِيَآءُ وَ الصَّالِحُوْنَ يَتَعَهَّدُوْنَ بِالْبَلَآءِ اَلْوَقْتَ بِالْوَقْتِ.

---

❶ ملاحظہ ہو: صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب غزوة الخندق، و هي الأحزاب، 7/392-406. نیز ملاحظہ ہو: سورة الأحزاب / الآيات 9-11.

❷ وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: سورة النور / الآيات 11-20؛ و 23-25؛ و صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب حديث الإفك، 7/431-436.

❸ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: المرجع السابق، باب وفد بني حنيفه و حديث ثمامه بن أثال رضي الله عنه، 8/87.

❹ تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیے: الإصابة في تمييز الصحابة، رقم الترجمة 4290، 2/226.

❺ معلومات کے لیے دیکھیے: صحيح البخاري، كتاب المغازي، باب قصة الأسود العنسي، 8/91-92.

❻ معلومات کے لیے دیکھیے: المرجع السابق، باب غزوة تبوك، و هي غزوة العسرة، 8/110.

❼ معلومات کے لیے دیکھیے: المرجع السابق، كتاب الجهاد، باب ما قيل في درع النبي ﷺ ......، 6/99.

["يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى قَدْرِ دِيْنِهِ. فَإِنْ كَانَ صُلْبًا فِيْ دِيْنِهِ شُدِّدَ فِيْ بَلَائِهِ." ❶
وَ لَقَدْ كَانَ أَحَدُهُمْ يُوْضَعُ الْمِنْشَارُ عَلٰى مَفْرِقِهِ فَلَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ"]. ❷

[(حضراتِ) انبیاء اور صالح لوگ وقتاً فوقتاً آزمائشوں میں مبتلا کیے جاتے رہے۔ (آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا):

["آدمی اپنے دین کے بقدر آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے۔ پس اگر وہ اپنے دین میں بہت سخت (یعنی مضبوط) ہو، تو اُس کی آزمائش زیادہ کڑی کی جاتی ہے۔"

"بلاشک وشبہ اُن میں سے ایک کی مانگ پر آری رکھی جاتی، لیکن یہ [سختی] اُسے اپنے دین سے نہ روکتی"]۔

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام:

"مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيْحُ تُمِيْلُهُ، وَ لَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيْبُهُ الْبَلَاءُ." ❸

["آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

[ترجمہ: "مومن کی مثال کھیتی کی مثال ہے، کہ تند وتیز ہوا اُسے جھکاتی رہتی ہے اور (اسی طرح) مومن پر ابتلا آتی رہتی ہے"]۔

وَ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام:

"مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الْخَامَةِ مِنَ الزَّرْعِ تُفَيِّئُهَا الرِّيْحُ، تَصْرَعُهَا مَرَّةً، وَ تَعْدِلُهَا مَرَّةً، حَتّٰى تَهِيْجَ." ❹

---

❶ اسی معنی کی حدیث کے لیے ملاحظہ فرمائیے: اس کتاب کے صفحات 49-50.

❷ اسی معنی کی حدیث کے لیے دیکھیے: اس کتاب کا ص 445.

❸ اسی معنی کی حدیث کے لیے دیکھیے: صحيح سنن الترمذي، أبواب الأمثال، باب ما جاء مثل المؤمن القارئ......، رقم الحديث 2300-3038، 380/2.

❹ اسی معنی کی حدیث کے لیے ملاحظہ فرمائیے: صحيح البخاري، كتاب التوحيد، باب في المشيئة و الإرادة، رقم الحديث 7466، 446/13.

آنحضرت ﷺ نے (مزید) فرمایا:

[ترجمہ: "مومن کی مثال کھیت میں پودے کی مثل ہے، کہ تند و تیز ہوا اسے مائل کرتی رہتی ہے۔ وہ اسے کبھی گرا دیتی ہے اور کبھی سیدھا کر دیتی ہے، یہاں تک کہ وہ سرسبز و شاداب ہو جاتا ہے"]۔

فَحَالُ الشِّدَّةِ وَ الْبَلْوٰى مُقْبِلَةٌ بِالْعَبْدِ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ، وَ حَالُ الْعَافِيَةِ وَ النَّعْمَآءِ صَارِفَةٌ لِلْعَبْدِ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى.

❀ ﴿وَ إِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ إِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [1]

سختی اور ابتلا کی حالت بندے کو اللہ عزوجل کی جانب متوجہ کر دیتی ہے۔ عافیت اور نعمتوں کی کیفیت بندے کو اللہ تعالیٰ سے پھیر دیتی ہے۔

(ارشادِ تعالیٰ ہے):

[ترجمہ: اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے، تو وہ ہمیں لیٹے، بیٹھے، کھڑے پکارتا ہے۔ پھر ہم جب اُس کی تکلیف اُس سے دُور کر دیتے ہیں، تو وہ (ایسے) گزر جاتا ہے، جیسے اُس نے کبھی (اس) مصیبت کے لیے، (جو) اُسے پہنچی تھی، ہم سے فریاد ہی نہیں کی تھی]۔

فَلِأَجْلِ ذٰلِكَ تَقَلَّلُوْا فِي الْمَآكِلِ وَ الْمَشَارِبِ وَ الْمَنَاكِحِ وَ الْمَجَالِسِ وَ الْمَرَاكِبِ وَ غَيْرِ ذٰلِكَ لِيَكُوْنُوْا عَلٰى حَالَةٍ تُوْجِبُ لَهُمُ الرُّجُوْعَ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى عَزَّوَجَلَّ وَ الْإِقْبَالَ عَلَيْهِ.

---

[1] سورة يونس - عليه السلام - / الآية 12.

[اسی لیے انہوں نے کھانے، پینے، شادیوں، مجالس، سواریوں وغیرہ میں قلّت کو پسند اور اختیار کیا، تاکہ وہ ایسی حالت میں ہوں، جو کہ اُن کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع اور توجہ کرنے کا موجب ہو۔]

اَلسَّابِعَةُ عَشْرَةَ: اَلرِّضَا الْمُوْجِبُ لِرِضْوَانِ اللّٰهِ تَعَالٰی . فَإِنَّ الْمَصَآئِبَ تَنْزِلُ بِالْبَرِّ وَ الْفَاجِرِ فَمَنْ سَخِطَهَا فَلَهُ السَّخَطُ وَ خُسْرَانُ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، وَ مَنْ رَضِيَهَا فَلَهُ الرِّضَا . ❶ ❷

[سترھواں: (مصیبتوں پر) اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو واجب کرنے والی رضامندی، کیونکہ مصیبتیں نیک و بد (سب) پر نازل ہوتی ہیں، پس جو ناراض ہوا، اُس کے لیے (اللہ تعالیٰ کی) ناراضی اور دنیا و آخرت کا خسارہ ہے اور جو راضی ہوا، تو اُس کے لیے (اللہ تعالیٰ کی) رضا ہے۔

سیّد قطب کا بیان:

سیّد رحمہ اللہ ابتلاؤں اور سختیوں کے فوائد بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فَالشَّدَآئِدُ تَسْتَجِيْشُ مَكْنُوْنَ الْقُوَى وَ مَذْخُوْرَ الطَّاقَةِ، وَ تَفْتَحُ فِي الْقَلْبِ مَنَافِذَ وَ مَسَارِبَ مَا كَانَ لِيَعْلَمَهَا الْمُؤْمِنُ فِي نَفْسِهٖ إِلَّا تَحْتَ مَطَارِقِ الشَّدَآئِدِ . وَ الْقِيَمُ وَ الْمَوَازِيْنُ وَ التَّصَوُّرَاتُ مَا كَانَتْ لِتَصِحَّ وَ تَدُقَّ وَ تَسْتَقِيْمَ إِلَّا فِي جَوِّ الْمِحْنَةِ الَّتِي تَزِيْلُ الْغَبَشَ عَنِ الْعُيُوْنِ وَ الرَّانَ عَنِ الْقُلُوْبِ ." ❸

[مشکلات مخفی صلاحیتوں اور ذخیرہ شدہ قوتوں کو ابھارتی ہیں اور دلوں میں اُن راہوں اور راستوں کو کھول دیتی ہیں، کہ اگر سختیوں کے ہتھوڑے نہ چلتے، تو مومن اپنے

---

❶ اسی معنٰی کی حدیث اس کتاب کے ص 229 میں ملاحظہ فرمائیے۔

❷ منقول از: تفسیر القاسمي 2/329-339 باختصار.

❸ في ظلال القرآن 145/1.

نفس میں اُن کے وجود سے آگاہ ہونے والا نہ تھا۔ قدریں، پیمانے اور تصورات صرف ایسی سختی ہی کی فضا میں سیدھے ہوتے اور درست اور صحیح نہج پر آتے ہیں، جو کہ آنکھوں سے پردہ اور دلوں سے زنگ کو دُور کر دیتی ہے۔''

حاصلِ کلام یہ ہے، کہ جس کسی پر مصیبتیں آئیں، وہ ان فوائد کو یاد کرے اور انہیں پیشِ نظر رکھے۔ توفیقِ الٰہی سے اس طرح اُسے نازل شدہ مصائب کو برداشت کرنے، اُن پر صبر کرنے اور قضائے الٰہی پر راضی ہونے میں مدد ملے گی۔

-7-

ہر مصیبت پر ملنے والے اجر و ثواب کو پیشِ نظر رکھنا

اللہ کریم کی بندوں پر عنایات اور کرم نوازیوں میں سے ایک یہ ہے، کہ انہوں نے بندۂ مسلم کو پہنچنے والی ہر مصیبت پر اجر و ثواب مقرر فرما رکھا ہے۔ اگر بندہ مصیبتوں کے نازل ہونے پر اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھے، تو اُس پر ...... إن شاء الله تعالٰی ...... اُن کا برداشت کرنا آسان ہو جائے اور پریشانی اور بے چینی مکمل طور پر یا اس کا ایک اور بہت بڑا حصہ غائب ہو جائے۔

مصیبتوں پر اجر و ثواب ملنے کے پانچ دلائل:

ا: امام بخاری نے نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، (کہ) اُنہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''مَا مِنْ مُصِيبَةٍ تُصِيبُ الْمُسْلِمَ إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا عَنْهُ، حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَا.'' [1]

[''مسلمان کو کوئی مصیبت نہیں پہنچتی، مگر اللہ تعالیٰ اُس کی وجہ سے اُس کے گناہوں کو اُس سے دُور کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ چبھنے والے کانٹے کی وجہ سے بھی'']۔

انہی رضی اللہ عنہا کے حوالے سے امام مسلم کی روایت کردہ حدیث میں ہے:

[1] صحيح البخاري، كتاب المرضى، باب ما جاء في كفارة المرض ......، جزء من رقم الحديث 5640، 103/10.

"مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُشَاكُ شَوْكَةً فَمَا فَوْقَهَا إِلَّا كُتِبَتْ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ، وَ مُحِيَتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ." ❶

["کوئی (بھی) مسلمان ایسا نہیں، کہ اُسے کوئی کانٹا چبھے یا اُس سے بڑی (یا چھوٹی اذیت پہنچے)، مگر اُس کے لیے اُس کے سبب ایک درجہ لکھا جاتا ہے اور اُس کے لیے اس کی وجہ سے ایک خطا مٹائی جاتی ہے"]۔

شرحِ حدیث:

حافظ ابن حجر نے صحیح مسلم کی روایت کے حوالے سے لکھا ہے:

"وَ هٰذَا يَقْتَضِي حُصُوْلَ الْأَمْرَيْنِ مَعًا: حُصُوْلَ الثَّوَابِ، وَ رَفْعَ الْعِقَابِ. وَ شَاهِدُهُ مَا أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ مِنْ وَّجْهٍ آخَرَ عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا بِلَفْظٍ: ❷

["اس (حدیث) کا تقاضا یہ ہے، کہ اُس (یعنی مصیبتوں کے آنے) سے بیک وقت دونوں چیزیں حاصل ہوتی ہیں: ثواب کا حاصل ہونا اور سزا کا ختم کیا جانا۔ اس کی تائید امام طبرانی کی [المعجم] الأوسط میں ایک دوسری سند کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کردہ حدیث سے ہوتی ہے، جس کے الفاظ (حسبِ ذیل) ہیں:

"مَا ضُرِبَ عَلٰى مُؤْمِنٍ عِرْقٌ قَطُّ إِلَّا حَطَّ اللّٰهُ بِهِ عَنْهُ خَطِيئَةً، وَ كَتَبَ لَهُ حَسَنَةً، وَ رَفَعَ لَهُ دَرَجَةً." ❸

["کسی مومن کو دکھ دینے والی کبھی کوئی بات نہیں پہنچتی، مگر اللہ تعالیٰ اُس کی

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك، حتى الشوكة يشاكها، جزء من رقم الحديث 46-(2572)، 1991/4.

❷ فتح الباري 105/10.

❸ المرجع السابق 105/10. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اسے طبرانی نے (المعجم) الأوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی [سند حسن] ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد، كتاب الجنائز، باب جزيل ثواب المرض، 304/2).

بنا پر اُس سے ایک خطا دُور کر دیتے ہیں، اُس کے لیے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور اُس کا ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں'']۔

حافظ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: ''اور اِس (روایت) کی سند عمدہ ہے۔''❶

ب: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے، (کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ، وَّ لَا وَصَبٍ، وَّ لَا هَمٍّ، وَّ لَا حَزَنٍ وَّ لَا أَذًى، وَّ لَا غَمٍّ. ...... حَتَّى الشَّوْكَةَ يُشَاكُهَآ..... إِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ.''❷

[''مسلمان کو کوئی تھکاوٹ، کسی قسم کی بیماری، کوئی بھی ھم، حزن، اذیت اور غم❸ نہیں پہنچتا، ...... یہاں تک کہ چبھنے والا کانٹا ..... مگر اللہ تعالیٰ اُس کے سبب اُس سے اُس کی خطاؤں کو دُور فرما دیتے ہیں'']۔

ج: امام مسلم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام السّائب یا ام المسیّب - رضی اللہ عنہا - کے ہاں تشریف

---

❶ فتح الباري 105/10.

❷ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب المرضى، باب ما جاء في كفارة المريض ...... ، رقم الحديثين 5641 و 5642، 103/10؛ وصحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه من مرض أو حزن أو نحو ذلك، حتى الشوكة يشاكها، رقم الحديث 52-(2573)، 1992/4-1993. الفاظِ حدیث صحيح البخاري کے ہیں۔

❸ (هَـمّ) (حَزَن) (غَمّ): یہ تینوں ایسی باطنی امراض ہیں، جو کہ دل میں تنگی پیدا کرتی ہیں۔ ان کے متعلق کہا گیا ہے:
[ھمّ] مستقبل میں اذیت دینے والی چیز یا بات کے وقوع کے اندیشے کی بنا پر ہوتا ہے۔
[غمّ] کسی سابقہ وقوع پذیر چیز یا بات پر دل کا دکھی ہونا ہے۔
[حُزن] کسی ایسی چیز کے فقدان پر، دل کو لاحق ہونے والا مرض، جس کا کھونا دل پر گراں ہو۔
یہ بھی کہا گیا ہے، کہ تینوں ہم معنی ہیں۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري 106/10).

لائے، تو فرمایا:

"مَالَكِ يَا أُمَّ السَّآئِبِ ...... أَوْ ...... يَا أُمَّ الْمُسَيَّبِ تُزَفْزِفِيْنَ؟"

[''اے ام سائب ...... یا ...... ام مسیّب - رضی اللہ عنہا -! آپ کو کیا ہوا، کہ آپ کانپ رہی ہیں؟'']

انہوں نے جواب دیا:

"حُمّٰى، لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا."

[''بخار (ہے)، اللہ تعالیٰ اس میں برکت نہ فرمائیں۔'']

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا تَسُبِّي الْحُمّٰى، فَإِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِيْ آدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ." ❶

[''تم بخار کو برا بھلا نہ کہو، کیونکہ بلاشبہ وہ تو انسانوں کی خطاؤں کو اس طرح لے جاتا ہے، جیسے بھٹی لوہے کی خباثت (یعنی زنگ وغیرہ) کو دور کر دیتی ہے۔'']

د: امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) وہ بیان کرتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُصَبْ مِنْهُ." ❷

[''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں، اُسے مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں۔'']

---

❶ صحيح مسلم، كتاب البر والصلة والآداب، باب ثواب المؤمن فيما يصيبه......، رقم الحديث 53-(2575)، 1993/4.

❷ صحيح البخاري، كتاب المرضى، باب ما جآء في كفارة المريض......، رقم الحديث 5645، 103/10.

صحیح مسلم کی احادیث کی شرح:

امام نووی رقم طراز ہیں:

”فِيْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ بَشَارَةٌ عَظِيمَةٌ لِّلْمُسْلِمِينَ فَإِنَّهُ قَلَّمَا يَنْفَكُّ الْوَاحِدُ مِنْهُمْ سَاعَةً مِّنْ شَيْءٍ مِّنْ هٰذِهِ الْأُمُوْرِ. وَفِيهِ تَكْفِيْرُ الْخَطَايَا بِالْأَمْرَاضِ، وَالْأَسْقَامِ، وَمَصَآئِبِ الدُّنْيَا، وَهُمُوْمِهَا، وَإِنْ قَلَّتْ مَشَقَّتُهَا.

وَفِيْهِ رَفْعُ الدَّرَجَاتِ بِهٰذِهِ الْأُمُوْرِ، وَزِيَادَةُ الْحَسَنَاتِ، وَهٰذَا هُوَ الصَّحِيْحُ الَّذِي عَلَيْهِ جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَآءِ.

وَحَكَى الْقَاضِي عَنْ بَعْضِهِمْ أَنَّهَا تُكَفِّرُ الْخَطَايَا فَقَطْ، وَلَا تَرْفَعُ دَرَجَةً وَلَا تُكْتَبُ حَسَنَةٌ.

قَالَ: ”وَرُوِيَ نَحْوُهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رضي الله عنه قَالَ:

”اَلْوَجْعُ لَا يُكْتَبُ بِهٖ أَجْرٌ، لٰكِنْ تُكَفَّرُ بِهِ الْخَطَايَا فَقَطْ.“

وَاعْتَمَدَ عَلَى الْأَحَادِيْثِ الَّتِي فِيْهَا تَكْفِيْرُ الْخَطَايَا، وَلَمْ تَبْلُغْهُ الْأَحَادِيْثُ الَّتِي ذَكَرَهَا مُسْلِمُ الْمُصَرِّحَةُ بِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ، وَكَتْبِ الْحَسَنَاتِ.“ [1]

[”ان احادیث میں مسلمانوں کے لیے عظیم بشارت ہے، کیونکہ اُن (یعنی احادیث میں ذکر کردہ مختلف اقسام کی مصیبتوں) میں سے کسی نہ کسی (مصیبت) سے کسی گھڑی بھی کوئی (بھی) شخص کم ہی خالی رہتا ہے۔

اس میں یہ (بات بھی) ہے، کہ بیماریوں اور دنیوی مصائب و آلام سے گناہوں کی معافی ہوتی ہے، اگرچہ ان کی وجہ سے ہونے والی تکلیف تھوڑی ہی ہو۔

اس میں یہ (بھی) ہے، کہ اُن کی بنا پر درجات کی بلندی اور نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

---

[1] شرح النووي 16/128-129. نیز دیکھیے: فتح الباري 10/105 و 108.

یہ ہی درست بات ہے، جس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

قاضی (عیاض) نے اُن میں سے بعض (علماء) سے نقل کیا ہے، کہ وہ (یعنی بیماریاں اور مصائب و آلام) صرف گناہوں کو دُور کرتے ہیں۔ اُن کی وجہ سے نہ تو کوئی درجہ بلند ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی نیکی لکھی جاتی ہے۔

انہوں نے (یہ بھی) کہا ہے: ''ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قریب قریب یہی روایت کیا گیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

[''درد کی وجہ سے ثواب نہیں لکھا جاتا ہے، لیکن اُس کے سبب صرف خطائیں دُور کی جاتی ہیں۔'']

انہوں نے (اپنے موقف کی) اُن احادیث پر بنیاد رکھی ہے، جن میں خطاؤں کی دُوری (کا ذکر) ہے۔

اُنہیں (امام) مسلم کی (روایت کردہ) وہ احادیث نہیں پہنچی، جن میں (مصائب و آلام کی بنا پر) درجات کی بلندی اور نیکیوں کے لکھے جانے کا صراحۃً ذکر ہے۔'']

ہ: امام ابو یعلیٰ اور امام ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ الـرَّجُلَ لَتَكُوْنُ لَهُ عِنْدَاللّٰهِ الْمَنْزِلَةُ، فَمَا يَبْلُغُهَا بِعَمَلٍ، فَلَا يَزَالُ اللّٰهُ يَبْتَلِيْهِ بِمَا يَكْرَهُ، حَتّٰى يُبَلِّغَهُ إِيَّاهَا.'' [1]

---

[1] مسند أبي يعلى، رقم الحديث 255-(6095)، 10/482-483؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الجنائز، باب ما جاء في الصبر وثواب الأمراض، رقم الحديث 2908، 7/169. الفاظِ حدیث صحیح ابن حبان کے ہیں۔ حافظ ہیثمی نے اِس کے [راویان کو ثقہ]، شیخ البانی نے [حدیث کے شواہد کی بنا پر اسے صحیح]، شیخ ارناؤوط نے اِس کی [سند کو صحیح] اور شیخ حسین سلیم اسد نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد 2/292؛ وسلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث 2599، المجلد السادس، القسم الأول، ص 190؛ وهامش الإحسان 7/169؛ وهامش مسند أبي يعلى 10/483).

[''بلا شبہ بندے کا اللہ تعالیٰ کے ہاں (ایک) مقام ہوتا ہے اور وہ عمل کے ساتھ اُس تک پہنچ نہیں پا رہا ہوتا، تو اللہ تعالیٰ اُس کی ناپسندیدہ چیز کے ساتھ اُسے آزمائش میں ڈالتے رہتے ہیں، یہاں تک اُسے اُس (مقام) پر پہنچا دیتے ہیں۔'']

امام ابن حبان کا حدیث پر تحریر کردہ عنوان:

[ذِكْرُ الْبَيَانِ بِأَنَّ الْعَبْدَ قَدْ يَكُوْنُ لَهُ عِنْدَاللّٰهِ الْمَنَازِلُ فِي الْجِنَانِ فَلَا يَبْلُغُهَآ إِلَّا بِالْمِحَنِ وَ الْبَلَايَا فِي الدُّنْيَا .] ❶

[اس بات کا بیان، کہ بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کے ہاں جنتوں میں (عالی شان) مراتب ہوتے ہیں، لیکن وہ مصیبتوں اور آزمائشوں کے بغیر اُن تک نہیں پہنچ پاتا۔]

❀ محمود بن حسن وراق کا ایک شعر:

وہ لکھتے ہیں:

إِذَا مَسَّ بِالسَّرَّآءِ عَمَّ سُرُوْرُهَا
وَ إِنْ مَسَّ بِالضَّرَّآءِ أَعْقَبَهَا الْأَجْرُ ❷

[جب وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) خوشی پہنچائیں، تو اُس کی مسرت عام ہو جاتی ہے اور اگر وہ مصیبت پہنچائیں، تو اُس کے پیچھے اجر و ثواب آتا ہے]۔

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ جب مسلمان شخص کو اس بات کا علم و یقین ہو، کہ اُسے لاحق ہونے والی مصیبت اُس کے گناہوں کا کفارہ، درجات کی بلندی اور نیکیوں میں اضافے کا سبب بنتی ہے، تو اِس سے ...... ان شاء اللہ تعالیٰ ...... مصیبت کا بوجھ اُس پر نہ صرف ہلکا ہوگا، بلکہ اذنِ الٰہی سے توقع ہے، کہ وہ اُسے زحمت کی بجائے نعمت قرار دے گا اور وہ اُس کی آمد پر ویسے ہی خوش ہوگا، جیسے لوگ آسانی کے آنے پر خوش ہوتے ہیں۔

❶ الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان 169/7.

❷ منقول از: کتاب الشکر للہ عز وجل للإمام ابن ابی الدنیا ص 104.

-8-

صبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنا

قرآن وسنت کی متعدد نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں، کہ مصیبت زدہ شخص کے لیے ضروری ہے، کہ وہ صبر سے آراستہ و پیراستہ ہو۔ علاوہ ازیں سلف صالحین نے بھی اس سلسلے میں عظیم الشان زرین مثالیں چھوڑی ہیں۔ ذیل میں اس بارے میں قدرے تفصیل ملاحظہ فرمائیے:

ا: صبر کے ساتھ نصرتِ الٰہی طلب کرنے کے متعلق چھ نصوص:

1: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَاسْتَعِينُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَ إِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ [1]

[اور تم صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو اور بلاشبہ وہ یقیناً بہت بھاری ہے، مگر (اللہ تعالیٰ کے حضور) خشوع کرنے والوں کے لیے]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں شیخ سعدی کا قول:

"أَمَرَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى أَنْ يَسْتَعِيْنُوْا فِيْ أُمُوْرِهِمْ كُلِّهَا بِالصَّبْرِ بِجَمِيْعِ أَنْوَاعِهِ،

وَهُوَ الصَّبْرُ عَلَى طَاعَةِ اللّٰهِ حَتَّى يُؤَدِّيَهَا،

وَ الصَّبْرُ عَنْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ حَتَّى يَتْرُكَهَا،

وَالصَّبْرُ عَلَى أَقْدَارِ اللّٰهِ الْمُؤْلِمَةِ فَلَا يَتَسَخَّطُهَا،

فَبِالصَّبْرِ، وَحَبْسِ النَّفْسِ عَلَى مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِالصَّبْرِ عَلَيْهِ مَعُوْنَةٌ عَظِيْمَةٌ عَلَى كُلِّ أَمْرٍ مِّنَ الْأُمُوْرِ." [2]

---

[1] سورة البقرة / الآية 45.

[2] تفسير السعدي ص 51.

[''اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا، کہ وہ اپنے تمام معاملات میں صبر کی جملہ اقسام کے ساتھ مدد طلب کریں:

اور وہ (اقسام) ہیں:

اللہ تعالیٰ کی طاعت گزاری پر صبر، یہاں تک کہ وہ اُسے ادا کرلے،

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے صبر، یہاں تک کہ اُسے ترک کردے،

اللہ تعالیٰ کے درد پہنچانے والے فیصلوں پر صبر، کہ اُن پر خفا نہ ہو،

کیونکہ صبر اور نفس کو اُن کاموں پر روکے رکھنے سے، جن پر اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے کا حکم دیا ہے، تمام معاملات میں عظیم اعانت میسر آتی ہے۔'']

2: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱسْتَعِينُواْ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ إِنَّ ٱللَّهَ مَعَ ٱلصَّٰبِرِينَ﴾ [1]

[اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں]۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو خصوصی طور پر خطاب کرنے کا شرف عطا فرماتے ہوئے صبر اور نماز کے ساتھ مدد و نصرت طلب کرنے کا حکم دیا۔ علاوہ ازیں اس بات کی بشارت بھی دی، کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

پانچ مفسرین کے اقوال:

توفیقِ الٰہی سے آیتِ کریمہ کے معانی خوب اچھی طرح سمجھنے سمجھانے کی غرض سے ذیل میں پانچ حضراتِ مفسرین کے اقوال نقل کیے جارہے ہیں۔

---

[1] سورة البقرة / الآية 153.

i: علامہ رازی کا قول:

"أَمَّا الصَّبْرُ فَهُوَ قَهْرُ النَّفْسِ عَلَى احْتِمَالِ الْمَكَارِهِ فِيْ ذَاتِ اللّٰهِ تَعَالَى، وَتَوْطِيْنُهَا عَلَى تَحَمُّلِ الْمَشَاقِ، وَتَجَنُّبِ الْجَزَعِ. وَمَنْ حَمَلَ نَفْسَهُ وَقَلْبَهُ عَلَى هٰذَا التَّذْلِيْلِ سَهُلَ عَلَيْهِ فِعْلُ الطَّاعَاتِ، وَتَحَمُّلُ مَشَاقِّ الْعِبَادَاتِ، وَتَجَنُّبُ الْمَحْظُوْرَاتِ." ❶

[''جہاں تک صبر (کا تعلق) ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی خاطر نفس کو ناپسندیدہ باتیں برداشت کرنے کے لیے دبانا اور اُسے مشقتیں برداشت کرنے اور جزع وفزع سے دُور رہنے کا عادی بنانا۔ جس کسی نے اپنے نفس اور دل کو اس بات کے لیے مطیع کر لیا، تو اُس کے لیے نیکیوں کا کرنا، عبادات کی سختیاں جھیلنا اور ممنوعہ باتوں سے کنارہ کش ہونا آسان ہوگیا۔'']

ii: امام طبری کا بیان:

حضرت امام رحمہ اللہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾ کا معنی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فَإِنَّ اللّٰهَ نَاصِرُهُ وَظَهِيْرُهُ وَرَاضٍ بِفِعْلِهِ." ❷

[''پس یقیناً اللہ تعالیٰ اُس کی نصرت کرنے، اُسے سہارا دینے اور اس کے عمل سے راضی ہونے والے ہیں۔'']

iii: علامہ شوکانی کا بیان:

"وَإِنَّ هٰذِهِ الْمَعِيَّةَ الَّتِيْ أَوْضَحَهَا اللّٰهُ بِقَوْلِهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾ فِيْهَا أَعْظَمُ تَرْغِيْبٍ لِعِبَادِهِ سُبْحَانَهُ إِلَى لُزُوْمِ الصَّبْرِ عَلَى

---

❶ التفسیر الکبیر 144/4.

❷ تفسیر الطبری 214/3.

مَا يَنُوْبُ مِنَ الْخُطُوْبِ، فَمَنْ كَانَ اللّٰهُ مَعَهُ لَمْ يَخْشَ مِنَ الْأَهْوَالِ وَإِنْ كَانَتْ كَالْجِبَالِ." ❶

[''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشادِ عالی: ﴿إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾ میں جس معیت کو بیان فرمایا ہے، اس میں اُن کے بندوں کے لیے آنے والے مصائب میں صبر کے ساتھ چمٹے رہنے کی عظیم ترین ترغیب ہے، کیونکہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو، وہ خوفناک (مصیبتوں) سے نہیں ڈرتا، اگرچہ وہ پہاڑوں کی مانند ہوں۔'']

iv: شیخ سعدی کا بیان:

"وَأَخْبَرَ أَنَّهُ ﴿مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾، أَيْ: مَعَ مَنْ كَانَ الصَّبْرُ لَهُمْ خُلُقًا وَصِفَةً وَمَلَكَةً بِمَعُوْنَتِهِ وَتَوْفِيْقِهِ وَتَسْدِيْدِهِ، فَهَانَتْ عَلَيْهِمْ بِذٰلِكَ الْمَشَاقُّ وَالْمَكَارِهُ، وَسَهُلَ عَلَيْهِمْ كُلُّ عَظِيْمٍ، وَزَالَتْ عَنْهُمْ كُلُّ صُعُوْبَةٍ.

وَهٰذِهِ مَعِيَّةٌ خَاصَّةٌ تَقْتَضِي مَحَبَّتَهُ وَمَعُوْنَتَهُ وَنَصْرَهُ وَقُرْبَهُ. وَهٰذِهِ مَنْقَبَةٌ عَظِيْمَةٌ لِلصَّابِرِيْنَ، فَلَوْ لَمْ يَكُنْ لِلصَّابِرِيْنَ فَضِيْلَةٌ إِلَّا أَنَّهُمْ فَازُوْا بِهٰذِهِ الْمَعِيَّةِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى، لَكَفٰى بِهَا فَضْلًا وَشَرَفًا". ❷

[''اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے، کہ بے شک وہ [صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں] یعنی جن لوگوں کا [صبر کرنا] ہی اخلاق، صفت اور مزاج بن چکا ہو، تو (اللہ تعالیٰ) اپنی اعانت، توفیق اور راہنمائی کے ساتھ اُن کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ اس طرح اُن پر کٹھن (معاملات) اور ناپسندیدہ (باتیں) ہلکی ہو جاتی ہیں، ہر بڑا (کام) اُن کے لیے آسان ہو جاتا ہے اور ہر دشواری اُن سے دُور ہو جاتی ہے۔

---

❶ فتح القدير 246/1.

❷ تفسير السعدی ص 75.

یہ [معیّت خاصہ] اللہ تعالیٰ کی محبت، اعانت، نصرت اور قرب کا تقاضا کرتی ہے۔ (یعنی اس معیّت کے پانے والے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان نعمتوں سے بہرہ ور ہو جاتے ہیں)۔ صبر کرنے والوں کے لیے یہ عظیم منقبت ہے۔ اگر صبر کرنے والوں کے لیے، اِس فضیلت کے سوا کوئی اور بات نہ ہو، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس معیّت کو حاصل کر لیتے ہیں، تو یہ ہی شان و عظمت کے اعتبار سے بہت بڑی بات ہے۔'']

v: سیّد قطب کا بیان:

''وَ الْاِسْتِعَانَةُ بِالصَّبْرِ تَتَكَرَّرُ كَثِيْرًا، فَهُوَ الزَّادُ الَّذِيْ لَابُدَّ مِنْهُ لِمُوَاجَهَةِ كُلِّ مُشَقَّةٍ.'' ❶

[''[صبر کے ساتھ مدد طلب کرنے] کا بہت زیادہ دفعہ (آیات میں) ذکر آیا ہے)۔ وہ ایسا توشہ ہے، کہ ہر مشقت کا مقابلہ کرنے کے لیے اس کا وجود ضروری ہے۔'']

3: اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو وصیّت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ ❷

[اور جو مصیبت آپ کو پہنچے، اس پر صبر کیجیے۔ بلاشبہ وہ ❸ بڑے ہمت کے کام ❹ ہیں]۔

دو مفسرین کے اقوال:

i: قاضی ابو السعود کا بیان:

''أَيْ: مِمَّا عَزَمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَ قَطَعَهٗ عَلٰى عِبَادِهٖ مِنَ الْأُمُوْرِ

---

❶ في ظلال القرآن 69/1.

❷ سورۃ لقمان / جزء من الآیة 17.

❸ [وہ] سے آیت میں ذکر کردہ چار کاموں: [نماز قائم کرنا، امر بالمعروف، نہي عن المنکر اور مصیبت پر صبر کرنے] کی طرف اشارہ ہے۔

❹ ایک ترجمہ یہ بھی کیا ہے: ''بلاشبہ وہ ایسے کام ہیں، جن کا کرنا اللہ تعالیٰ نے واجب کیا ہے۔''

لِمَزِيْدِ مَزِيَّتِهَا .“ ❶

[”یعنی اُن باتوں میں سے ہے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کی نمایاں حیثیت کے پیشِ نظر، اپنے بندوں کے لیے واجب اور حتمی قرار دیا ہے۔“]

ii: علامہ شوکانی کا بیان:

”أي :مِمَّا جَعَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَزِيْمَةً ، وَّ أَوْجَبَهُ عَلٰى عِبَادِهِ . “ ❷

[”یعنی اُن (کاموں) میں سے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ضروری اور اپنے بندوں پر واجب قرار دیا ہے۔“]

4: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِيْنَ﴾ ❸

[”اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں“]۔

اس شخص کی شان وعظمت کے کیا کہنے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ محبت فرمائیں! وہ کتنے بخت اور نصیب والا ہے!

اے رب حي و قیوم! ہمیں، ہمارے بہن بھائیوں، اہل و عیال اور نسلوں کو ایسے سعادت مند لوگوں میں شامل فرما دیجیے۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ .

5: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. الَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ ❹

---

❶ تفسير أبي السعود 73/7.

❷ فتح القدير 340/4.

❸ سورة آل عمران / جزء من الآية 146.

❹ سورة البقرة / الآيات 155-157.

[اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیجیے، وہ لوگ کہ جب اُنہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے، تو کہتے ہیں:

''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بلاشبہ ہم اُن ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔''

وہ لوگ ہیں، جن پر اُن کے رب تعالیٰ کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور بڑی رحمت ہے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔]

آیاتِ شریفہ کی تفسیر میں تین بیانات:

i: شیخ سعدی کا بیان:

"مَنْ وَفَّقَهُ اللّٰهُ لِلصَّبْرِ عِنْدَ وُجُوْدِ هٰذِهِ الْمَصَائِبِ فَقَدِ امْتَثَلَ أَمْرَ اللّٰهِ، وَفَازَ بِالثَّوَابِ، فَلِهٰذَا قَالَ تَعَالٰى:

﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾: أَيْ بَشِّرْهُمْ بِأَنَّهُمْ يُوَفَّوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ، فَالصَّابِرُوْنَ هُمُ الَّذِيْنَ فَازُوْا بِالْبَشَارَةِ الْعَظِيْمَةِ وَالْمِنْحَةِ الْجَسِيْمَةِ." [1]

[''جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے ان مصیبتوں [2] پر صبر کی توفیق عطا فرمائی، تو اُس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی اور ثواب کو حاصل کر کے کامیاب ہوگیا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

[ترجمہ: اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دیجیے]۔

یعنی انہیں بشارت دے دیجیے، کہ یقیناً انہیں بلاحساب پورا پورا اجر دیا جائے گا۔ پس صبر کرنے والے ہی وہ لوگ ہیں، جو اِس بہت بڑی شان وعظمت والی بشارت، اور بہت بڑے انعام سے نوازے جائیں گے۔'']

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسير السعدي ص 76.

[2] سابقہ آیت میں ذکر کردہ: خوف، بھوک اور مالوں، جانوں اور پھلوں میں کمی۔

ii: شیخ قاسمی کا قول:

"﴿أُولٰئِكَ﴾: إِشَارَةٌ إِلَى الصَّابِرِينَ بِاعْتِبَارِ اتِّصَافِهِمْ بِمَا ذُكِرَ مِنَ النُّعُوتِ

﴿عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ﴾ قَالَ الرَّاغِبُ: "اَلصَّلَاةُ، وَإِنْ كَانَتْ فِي الْأَصْلِ الدُّعَاءُ، فَهِيَ مِنَ اللّٰهِ الْبَرَكَةُ عَلَى وَجْهٍ، وَالْمَغْفِرَةُ عَلَى وَجْهٍ.

وَقَالَ الرَّازِيْ: "اَلصَّلَاةُ مِنَ اللّٰهِ هِيَ الثَّنَآءُ وَالْمَدْحُ وَالتَّعْظِيْمُ."

قَالَ الرَّاغِبُ: "إِنَّمَا قَالَ: ﴿صَلَوٰتٌ﴾ عَلَى الْجَمْعِ تَنْبِيْهًا عَلَى كَثْرَتِهَا مِنْهُ، وَأَنَّهَا حَاصِلَةٌ فِي الدُّنْيَا تَوْفِيقًا وَّإِرْشَادًا، وَفِي الْآخِرَةِ ثَوَابًا وَّمَغْفِرَةً،

﴿وَرَحْمَةٌ﴾ عَظِيْمَةٌ فِي الدُّنْيَا عِوَضَ مُصِيْبَتِهِمْ.

﴿وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾ أَيْ: إِلَى الْوَفَآءِ بِحَقِّ الرُّبُوْبِيَّةِ وَالْعُبُوْدِيَّةِ، فَلَا بُدَّ أَنْ يُّوَفِّيَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتِهِ وَرَحْمَتَهُ." [1]

["﴿أُولٰئِكَ﴾: کے ساتھ سابقہ مذکورہ صفات والے (صَابِرِیْنَ) کی طرف اشارہ ہے۔

﴿عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّن رَّبِّهِمْ﴾: (علامہ) راغب نے بیان کیا:

(اَلصَّلَاۃُ) اگرچہ اصل میں [دعا] ہوتی ہے، (لیکن) وہ ایک اعتبار سے [اللہ تعالیٰ کی جانب سے برکت] اور ایک دوسرے اعتبار سے [بخشش] ہوتی ہے۔

(علامہ) رازی نے بیان کیا ہے:

"اللہ تعالیٰ کی جانب سے [اَلصَّلٰوۃُ] ثنا، اور مدح کرنا اور عظمت عطا فرمانا ہے۔

(علامہ) راغب نے بیان کیا:

---

[1] تفسیر القاسمي 327/2.

بلاشبہ (اللہ تعالیٰ) نے [اَلصَّلَوَاتُ] کے جمع کا صیغہ، اُن کی جانب سے ﴿صَلَوٰتٌ﴾ کی کثرت کو واضح کرنے کی خاطر استعمال فرمایا۔

یقیناً یہ دنیا میں (نیک اعمال کرنے کی) توفیق اور (اُن کی جانب سے) راہنمائی کی شکل میں اور آخرت میں ثواب اور بخشش کی صورت میں حاصل ہوتی ہیں۔

﴿وَ رَحْمَةٌ﴾ (یعنی) اُن کی مصیبت کے بدلے میں دنیا میں عظیم رحمت۔

﴿وَ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ یعنی وہ ربوبیت اور عبودیت کے حق کو پورا پورا ادا کرنے میں راہِ ہدایت پانے والے ہیں۔

(جب وہ ایسے تھے) تو ضروری تھا، کہ اللہ تعالیٰ بھی اُن پر اپنی [صَلَوَاتٌ] اور [رحمت] پوری پوری نازل فرماتے۔'']

iii: شیخ سعدی کا قول:

"وَ دَلَّتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى أَنَّ مَنْ لَمْ يَصْبِرْ فَلَهٗ ضِدُّ مَا لَهُمْ، فَحَصَلَ لَهُ الذَّمُّ مِنَ اللّٰهِ، وَالْعُقُوْبَةُ وَالضَّلَالُ وَالْخَسَارُ.

فَمَا أَعْظَمَ الْفَرْقَ بَيْنَ الْفَرِيْقَيْنِ!

وَمَآ أَقَلَّ تَعَبَ الصَّابِرِيْنَ، وَأَعْظَمَ عَنَآءَ الْجَازِعِيْنَ!"[1]

[''یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے، کہ جس شخص نے صبر نہ کیا، تو اُس کے لیے اُن (یعنی صبر کرنے والوں) کے برعکس (بدلہ) ہے۔ سو اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلّت، سزا، گمراہی اور خسارہ ہے۔

دونوں میں فرق کس قدر بڑا ہے!

صبر کرنے والوں کی تھکاوٹ کتنی تھوڑی اور جزع (فزع) کرنے والوں کی مشقت کتنی بڑی ہے!'']

---

[1] تفسیر السعدی ص 76.

❀ صبر کا بہت زیادہ درجات کا سبب ہونا:

مزید برآں اللہ تعالیٰ نے کتنی ہی آیات میں صبر کی ترغیب دیتے ہوئے سب سے زیادہ درجات کی نسبت صبر کی طرف کی ہے اور انہیں صبر ہی کا ثمرہ قرار دیا گیا ہے۔

علاّمہ غزالی کا بیان:

وَقَدْ وَصَفَ اللّٰهُ تَعَالَى الصَّابِرِيْنَ بِأَوْصَافٍ، وَذَكَرَ الصَّبْرَ فِي الْقُرْآنِ فِيْ نَيِّفٍ وَسَبْعِيْنَ مَوْضِعًا، وَأَضَافَ أَكْثَرَ الدَّرَجَاتِ وَالْخَيْرَاتِ إِلَى الصَّبْرِ، وَجَعَلَهَا ثَمْرَةً لَهُ، فَقَالَ عَزَّمِنْ قَائِلٍ:

﴿وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُوْنَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا﴾ [1]

اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والوں کا ذکر (متعدد) اوصاف کے ساتھ فرمایا۔ قرآن (کریم) میں صبر کا ذکر ستّر سے زائد مرتبہ کیا۔

اکثر درجات اور بھلائیوں کو صبر کی طرف منسوب کیا اور انہیں صبر کا ثمرہ (اور نتیجہ) قرار دیا۔

اللہ عزوجل نے فرمایا:

[ترجمہ: اور جب انہوں نے صبر کیا، تو ہم نے اُن میں سے (کئی) امام بنائے، جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے]۔

وَقَالَ تَعَالَى:

❀ ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ إِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا﴾ [2]

اور اللہ جل جلالہ نے فرمایا:

[ترجمہ: اور بنواسرائیل کے صبر کی وجہ سے آپ کے رب کی بہترین بات اُن پر

---

[1] سورة السجدة / جزء من الآية 24.

[2] سورة الأعراف / جزء من الآية 137.

پوری ہوگئی۔]

وَ قَالَ تَعَالٰی:

﴿وَ لَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ❶

اور انہوں نے فرمایا:

[ترجمہ: اور جن لوگوں نے صبر کیا، ہم انہیں یقیناً اُن کے اعمال سے زیادہ اچھا بدلہ ضرور دیں گے]۔

وَ قَالَ تَعَالٰی:

﴿أُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا﴾ ❷

اور ارشاد فرمایا:

[ترجمہ: وہ لوگ، کہ اُن کے صبر کے بدلے میں، انہیں دوہرا اجر دیا جائے گا]۔

و قال تعالٰی:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ❸

اور ارشاد فرمایا:

[ترجمہ: اور بلاشک صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر کسی شمار کے بغیر ہی دیا جائے گا]۔

فَمَا مِنْ قُرْبَةٍ إِلَّا وَأَجْرُهَا بِتَقْدِيْرٍ وَّحِسَابٍ إِلَّا الصَّبْرَ، وَوَعَدَ الصَّابِرِيْنَ بِأَنَّهُ مَعَهُمْ، فَقَالَ تَعَالٰى:

﴿وَ اصْبِرُوْا إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ❹

(اللہ تعالٰی کا) مقرب بنانے والا کوئی کام (یعنی کوئی اچھا عمل) ایسا نہیں، مگر اس

---

❶ سورة النحل / جزء من الآية 96.

❷ سورة القصص / جزء من الآية 54.

❸ سورة الزمر / جزء من الآية 15.

❹ سورة الأنفال / جزء من الآية 46.

کا اجر اندازے اور حساب سے ہے، مگر صبر۔

اور انہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے وعدہ فرمایا، کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔

ارشادِ تعالیٰ ہے:

[ترجمہ: اور تم صبر کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔]

وَعَلَّقَ النَّصْرَةَ عَلَى الصَّبْرِ،

فَقَالَ تَعَالَى:

❀ ﴿بَلَى إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا وَيَأْتُوكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُم بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ﴾ ❶

اور انہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے نصرت کو صبر کے ساتھ مشروط فرمایا، چنانچہ ارشاد فرمایا:

[ترجمہ: کیوں نہیں، اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور وہ (یعنی قریشِ مکہ کے کافر لوگ) اپنے اسی جوش میں تم پر آ پڑیں، تو تمہارے رب پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد فرمائیں گے۔]

وَجَمَعَ لِلصَّابِرِينَ بَيْنَ أُمُورٍ لَّمْ يَجْمَعْهَا لِغَيْرِهِمْ، فَقَالَ تَعَالَى:

﴿أُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾ ❷

فَالْهُدَى وَالرَّحْمَةُ وَالصَّلَوَاتُ مَجْمُوعَةٌ لِّلصَّابِرِينَ. ❸

اور انہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے صبر کرنے والوں کے لیے ان باتوں (یعنی انعامات اور نوازشات) کو جمع فرمایا، جنہیں اُن کے علاوہ کسی اور کے لیے جمع نہیں فرمایا، چنانچہ (اللہ) سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

[ترجمہ: وہ لوگ، کہ اُنہی پر اُن کے رب کی جانب سے (کئی) مہربانیاں اور عظیم

❶ سورة آل عمران / الآية 125.

❷ سورة البقرة / الآية 157.

❸ ملاحظہ ہو: إحياء علوم الدين 61/4.

رحمت ہے اور وہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔]

پس ہدایت، رحمت اور مہربانیاں سب اکٹھی ہو کر صبر کرنے والوں کے لیے ہیں]۔

6۔ امام مسلم نے حضرت صُہیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ خَيْرٌ، وَ لَيْسَ ذَاكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ. وَ إِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ.'' ❶

[''مومن کا معاملہ باعثِ تعجب ہے۔ بلاشبہ اُس کا ہر کام (سراپا) خیر ہے اور یہ (بات) مومن کے علاوہ کسی کے لیے بھی نہیں۔ اگر اُسے خوشی پہنچے (اور) وہ شکر کرے، تو (اُس خوشی کی آمد) اُس کے لیے (مجسمہ) خیر ہے۔ اگر اُسے تکلیف پہنچے (اور) وہ (اُس پر) صبر کرے، تو (اُس کی آمد) اُس کے لیے (سراسر) خیر ہے۔'']

شرحِ حدیث:

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

''وَ ذٰلِكَ أَنَّ الْمُؤْمِنَ الْمَذْكُورَ إِمَّا أَنْ يُبْتَلَى بِمَا يَضُرُّهُ، أَوْ بِمَا يَسُرُّهُ.

فَإِنْ كَانَ الْأَوَّلَ صَبَرَ، وَاحْتَسَبَ، وَرَضِيَ، فَحَصَلَ عَلَى خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَرَاحَتِهِمَا.

وَإِنْ كَانَ الثَّانِيَ عَرَفَ نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْهِ، وَمِنَّتَهُ فِيهَا، فَشَكَرَهَا، وَعَمِلَ بِهَا، فَحَصَلَ عَلَى نَعِيمِ الدُّنْيَا وَنَعِيمِ الْآخِرَةِ.'' ❷

[''اور یہ بات اِس لیے ہے، کہ (حدیث میں) ذکر کردہ مومن یا تو ضرر رساں چیز

❶ صحيح مسلم، كتاب الزهد والرقائق، باب المؤمن أمره كله خير، رقم الحديث 64-(2999)، 2295/4.

❷ المفهم 630/6.

سے آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے یا خوش کن چیز سے۔

اگر پہلی صورت ہو، (تو) وہ صبر کرے، ثواب حاصل کرنے کا ارادہ کرے اور (اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر) راضی ہو جائے، تو وہ دنیا و آخرت کی خیر اور راحت پا لیتا ہے۔

اگر دوسری شکل ہو، (تو) وہ اللہ تعالیٰ کے احسان اور کرم نوازی کو پہچانے، (اُن کا) شکر بجا لائے اور اُس (عطا کردہ نعمت) کے ساتھ (اُن کے احکامات کے مطابق) عمل کرے، تو وہ دنیا و آخرت کی نعمتیں حاصل کر لیتا ہے۔''

جب صورتِ حال یہ ہے، تو ضرر رساں چیز کے ساتھ آزمائش میں مبتلا کیے جانے پر ایمان دار شخص کیسے صبر کو چھوڑ سکتا ہے؟

ب: صبر کے ساتھ مدد طلب کرنے کے پانچ واقعات:

حدیث کی کتابوں میں صبر کے ساتھ مدد طلب کرنے کے عظیم الشان واقعات کثرت سے موجود ہیں۔ انہی میں سے پانچ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

1: ام سلیم رضی اللہ عنہا کا واقعہ:

امام بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

''ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا بیمار ہوا۔''

انہوں نے بیان کیا: ''پھر وہ فوت ہو گیا اور اس وقت ابوطلحہ...... رضی اللہ عنہ...... (گھر سے) باہر تھے۔

جب اُن کی اہلیہ نے دیکھا، کہ وہ فوت ہو چکا ہے، تو انہوں نے (کوئی) چیز تیار کی (یعنی بچے کو غسل دیا اور کفن پہنایا) اور گھر کے ایک کنارے میں علیحدہ رکھ دیا۔ (1)

---

(1) فتح الباري 170/3. ایک دوسری روایت میں ہے، کہ بچے کو گھر کے مخزن (یعنی سٹور) میں رکھ دیا۔ (ملاحظہ ہو: المرجع 170/3).

جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے، تو انہوں نے پوچھا:

"کَیْفَ الْغُلَامُ؟"

"لڑکا کیسے ہے؟"

"قَدْ هَدَأَتْ نَفْسُهُ، وَ أَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ قَدِ اسْتَرَاحَ."

["اس کے نفس نے سکون پایا ہے اور مجھے امید ہے، کہ اسے آرام حاصل ہوا ہے۔"]

"وَ ظَنَّ أَبُوْ طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ أَنَّهَا صَادِقَةٌ." ❶

["اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا، کہ وہ سچ کہہ رہی ہیں۔"]

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

"مَاتَ ابْنٌ لِأَبِي طَلْحَةَ مِنْ أُمِّ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہا، فَقَالَتْ لِأَهْلِهَا: "لَا تُحَدِّثُوا أَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهِ، حَتَّى أَكُونَ أَنَا أُحَدِّثُهُ."

["ابوطلحہ کا ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بطن سے (جنم لینے والا) بیٹا فوت ہوگیا، تو انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا:

"ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے اُن کے بیٹے کے متعلق (کوئی اُس وقت تک) بات نہ کرے، یہاں تک کہ میں (پہلے سے) اُن سے بات کرلوں۔"

انہوں (یعنی انس رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا:

"فَجَاءَ، فَقَرَّبَتْ إِلَيْهِ عَشَاءً، فَأَكَلَ وَ شَرِبَ."

["چنانچہ وہ آئے، تو انہوں نے رات کا کھانا اُنہیں پیش کیا۔ انہوں نے کھایا پیا۔"]

انہوں نے بیان کیا:

"ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهُ أَحْسَنَ مَا كَانَ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَوَقَعَ بِهَا.

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب من لم يظهر حزنه عند المصيبة، جزء من رقم الحديث 1301، 169/3.

فَلَمَّا رَأَتْ أَنَّهُ قَدْ شَبِعَ وَ أَصَابَ مِنْهَا ، قَالَتْ:

"يَا أَبَا طَلْحَةَ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنْ قَوْمًا أَعَارُوْا عَارِيَتَهُمْ أَهْلَ بَيْتٍ ، فَطَلَبُوْا عَارِيَتَهُمْ ، أَلَهُمْ أَنْ يَمْنَعُوْهُمْ؟"

[''پھرانہوں نے اُن کے لیے اپنا بہترین بناؤ سنگھار کیا، اُنہوں نے اُن کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کیے۔

جب اُنہوں نے دیکھا، کہ وہ (کھانے پینے سے) سیر ہو چکے ہیں اور ازدواجی تعلقات قائم کر چکے ہیں، (تو) کہنے لگیں:

[''اے ابوطلحہ......رضی اللہ عنہ......! آپ کی کیا رائے ہے، کہ اگر کوئی قوم کسی گھرانے کو اپنی کوئی چیز عاریتاً دیں، پھر وہ عاریتاً دی ہوئی چیز طلب کریں، تو کیا انہیں اُسے روکنے کا حق ہے؟'']

انہوں نے جواب دیا: "لَا". [''نہیں'']

اُنہوں نے کہا: "فَاحْتَسِبْ اِبْنَكَ."

[''اپنے بیٹے (کی وفات) پر صبر کر کے ثواب حاصل کیجیے۔'']

انہوں نے بیان کیا:

"فَغَضِبَ ، وَ قَالَ:

"تَرَكْتِنِي حَتّٰى تَلَطَّخْتُ ، ثُمَّ أَخْبَرْتِنِي بِابْنِي."

[''تم نے مجھے آلودہ کر کے چھوڑا ہے، پھر مجھے میرے بیٹے کی خبر دی۔'']

فَانْطَلَقَ ، حَتّٰى أَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ:

"بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا فِيْ غَابِرِ لَيْلَتِكُمَا."

[پس وہ روانہ ہوئے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

اور سارے ماجرے کی خبر عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے (دعا دیتے ہوئے) کہا:

[''اللہ تعالیٰ تمہاری گزشتہ شب میں برکت فرمائیں۔'']

انہوں نے بیان کیا: فَحَمَلَتْ...... ، فَوَلَدَتْ غُلَامًا .

انہیں حمل ٹھہرا......، پھر انہوں نے ایک لڑکے کو جنم دیا۔

میری والدہ...... یعنی ام سلیم رضی اللہ عنہا...... نے مجھ سے فرمایا:

"يَا أَنَسُ! لَا يُرْضِعُهُ أَحَدٌ حَتّٰى تَغْدُوَ بِهٖ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . "

[''اے انس۔رضی اللہ عنہ۔! تمہارے اُسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے جانے تک کوئی اُسے دودھ نہ پلائے۔'']

"فَلَمَّا أَصْبَحَ ، اِحْتَمَلْتُهُ، فَانْطَلَقْتُ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ . "

[''پس جب صبح ہوئی، تو میں اُسے اٹھائے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوا۔'']

انہوں نے بیان کیا:

فَصَادَفْتُهُ، وَمَعَهُ مِيْسَمٌ . فَلَمَّا رَآنِيْ قَالَ:

"لَعَلَّ أُمَّ سُلَيْمٍ وَلَدَتْ؟"

[''میرا اور آنحضرت ﷺ کا آمنا سامنا اُس وقت ہوا، جب کہ اُن کے پاس جانوروں کو داغنے والا آلہ تھا۔ آنحضرت ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا:

[''شاید کہ ام سلیم۔رضی اللہ عنہا۔ نے (بچے کو) جنم دیا ہے۔'']

میں نے عرض کیا: "نَعَمْ" . [''(جی) ہاں۔'']

آنحضرت ﷺ نے جانوروں کو داغنے والا آلہ رکھ دیا۔

انہوں نے بیان کیا:

"وَجِئْتُ بِهٖ ، فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهٖ . وَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعَجْوَةٍ مِّنْ عَجْوَةِ الْمَدِيْنَةِ ، فَلَاكَهَا فِيْ فِيْهِ ، حَتّٰى ذَابَتْ . ثُمَّ قَذَفَهَا فِيْ فِيِّ

الصَّبِيِّ . فَجَعَلَ الصَّبِيُّ يَتَلَمَّظُهَا .

[''میں اُس (بچے) کو لایا، اور اُسے آنحضرت ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ (طیبہ) کی عجوہ قسم کی کھجوروں میں سے ایک کھجور منگوائی۔ اپنے مُنہ (مبارک) میں اُسے چبایا، یہاں تک کہ وہ (آنحضرت ﷺ کے لُعاب مبارک کے ساتھ مل کر) گُھل گئی، تو اُسے بچے کے مُنہ میں ڈال دیا۔ بچے نے اُسے چاٹنا شروع کر دیا۔'']

انہوں نے بیان کیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اُنْظُرُوْا إِلٰی حُبِّ الْأَنْصَارِ التَّمْرَ.''

[''انصاریوں کی کھجور کے لیے محبت دیکھو۔'']

انہوں نے بیان کیا: ''فَمَسَحَ وَجْهَهٗ ، وَ سَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ - رضی اللہ عنہ -''. ❶

[''آنحضرت ﷺ نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔'']

صحیح البخاري کی روایت میں ہے:

سفیان نے بیان کیا: ''فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ:

''فَرَأَيْتُ لَهُمَا تِسْعَةَ أَوْلَادٍ ، كُلُّهُمْ قَدْ قَرَأَ الْقُرْآنَ .'' ❷

[''ایک انصاری شخص نے کہا:

''پس میں نے ان دونوں (ابوطلحہ اور ام سلیم رضی اللہ عنہما) کے لیے (عبداللہ کی اولاد ❸ سے) نو بچے (یعنی اشخاص) دیکھے، جو قرآن کے قاری تھے۔'']

---

❶ صحيح مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أبي طلحة الأنصاري رضی اللہ عنہ، رقم الحديث 107-(2144) باختصار، 1909/4-1910.

❷ صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب من لم يظهر حزنه عند المصيبة، جزء من رقم الحديث 1301، 169/3.

❸ ملاحظہ ہو: فتح الباري 171/3.

اللہ اکبر! ام سلیم رضی اللہ عنہا کا صبر کس قدر عظیم تھا!

اُن کا اجر دنیا ہی میں کتنا بڑا تھا!

آخرت میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ..... إِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى ..... اُن کا اجر اس سے بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ رضی اللہ عنہا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ إِنَّهُ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ.

قصہ کے متعلق حافظ ابن حجر کا بیان:

"وَكَانَ الْحَامِلُ لِأُمِّ سُلَيْمٍ رضی اللہ عنہا عَلٰى ذٰلِكَ الْمُبَالَغَةِ فِي الصَّبْرِ، وَالتَّسْلِيْمِ لِأَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَرَجَآءَ إِخْلَافِهِ عَلَيْهَا مَا فَاتَ مِنْهَا، إِذْ لَوْ أَعْلَمَتْ أَبَا طَلْحَةَ رضی اللہ عنہ بِالْأَمْرِ فِي أَوَّلِ الْحَالِ، تَنَكَّدَ عَلَيْهِ وَقْتُهُ، وَلَمْ تَبْلُغِ الْغَرَضَ الَّذِيْ أَرَادَتْهُ. فَلَمَّا عَلِمَ اللّٰهُ صِدْقَ نِيَّتِهَا بَلَغَهَا مُنَاهَا، وَأَصْلَحَ لَهَا ذُرِّيَّتَهَا." [1]

"ام سلیم رضی اللہ عنہا کے (طرزِ عمل) کا باعث اُن کا بہت زیادہ صبر کرنا، حکمِ الٰہی کے لیے سرِ تسلیم خم کرنا اور (اللہ تعالیٰ سے یہ) امید تھی، کہ وہ اُن سے لی جانے والی چیز کا بہتر بدل عطا فرمائیں گے، کیونکہ اگر وہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو معاملہ کی شروع ہی سے خبر دے دیتیں، تو اُن کا موقع ضائع ہو جاتا اور وہ اپنی مراد حاصل نہ کر پاتیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اُن کے صدقِ نیت کو جان لیا، تو انہیں اپنی مراد تک پہنچا دیا اور اُن کی نسل کی اصلاح فرما دی۔"

2: ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ:

امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"لَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ - رضی اللہ عنہ - قُلْتُ:

---

[1] فتح الباري 171/3.

"غَرِيبٌ، وَ فِي أَرْضِ غُرْبَةٍ، لَأَبْكِيَنَّهُ بُكَاءً يُتَحَدَّثُ عَنْهُ."

[''جب ابو سلمہ -رضی اللہ عنہ- فوت ہوئے، (تو) میں نے کہا:

''پردیسی اور پردیس میں ہی (چل بسے)۔ یقیناً میں ضرور ایسا روؤں گی (یعنی اُن پر ایسا نوحہ کروں گی)، کہ اُسے (یعنی میرے رونے کو بطورِ مثال) ذکر کیا جائے گا۔'']

فَكُنْتُ قَدْ تَهَيَّأْتُ لِلْبُكَاءِ عَلَيْهِ، إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِّنَ الصَّعِيْدِ، تُرِيدُ أَنْ تُسْعِدَنِي. فَاسْتَقْبَلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَقَالَ:

"أَتُرِيْدِيْنَ أَنْ تُدْخِلِيْ الشَّيْطَانَ بَيْتًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ مِنْهُ مَرَّتَيْنِ؟"

[''پس میں رونے کی غرض سے (ذہنی طور پر) تیار ہو چکی تھی، کہ (مدینہ طیبہ کے) مضافات سے ایک خاتون (رونے دھونے میں) میرے ساتھ تعاون کرنے کے ارادے سے آئی۔

رسول اللہ ﷺ کا اُس سے آمنا سامنا ہوا، (تو) فرمایا:

[''کیا تم اُس گھر میں شیطان کو داخل کرنے کا ارادہ کر رہی ہو، جہاں سے اللہ تعالیٰ نے اُسے دو مرتبہ [1] نکالا ہے؟'']

"فَكَفَفْتُ عَنِ الْبُكَاءِ فَلَمْ أَبْكِ." [2]

[''پس میں رونے سے رک گئی اور میں (بالکل) نہ روئی۔'']

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک دوسری روایت میں ہے، کہ انہوں نے بیان کیا: ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"مَا مِنْ مُّسْلِمٍ تُصِيْبُهُ مُصِيْبَةٌ، فَيَقُوْلُ مَآ أَمَرَهُ اللّٰهُ:

[إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ]

---

[1] آنحضرت ﷺ نے شاید یہ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے عمدہ اسلام اور عظیم الشان ہجرت کی وجہ سے فرمایا۔ وَاللّٰهُ تَعَالَى أَعْلَمُ. (ملاحظہ ہو: المفهم 2/574-575).

[2] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب البكاء على الميت، رقم الحديث 10-(922)، 2/635.

اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَ أَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا]

إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِّنْهَا.''

[''کوئی مسلمان (ایسا) نہیں، کہ اُسے کوئی مصیبت پہنچے اور وہ، وہ کہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے اُسے حکم دیا ہے:

[ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور ہم انہی کی طرف پلٹنے والے ہیں]

[اے اللہ! میری مصیبت کا مجھے اجر دیجیے اور مجھے اس کا بہتر بدل عطا فرمائیے۔'']

''فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ قُلْتُ: ''أَيُّ الْمُسْلِمِينَ خَيْرٌ مِّنْ أَبِي سَلَمَةَ؟

أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ''

ثُمَّ إِنِّي قُلْتُهَا.''

[''پس جب ابوسلمہ -رضی اللہ عنہ- فوت ہوئے، تو میں نے (اپنے دل میں) کہا:

''ابوسلمہ سے بہتر مسلمانوں میں سے کون ہیں؟

رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنے والا پہلا گھرانہ۔''

پھر بلاشبہ میں نے اُسے (یعنی آنحضرت ﷺ کے بتلائے ہوئے ذکر کو) کہہ دیا۔''

''فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ.'' [1]

[''تو اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول اللہ ﷺ (کی صورت میں) بہترین بدل عطا فرمائے۔''] [2]

اللہ اکبر! صبر کرنے والوں کا اجر کس قدر جلیل القدر ہے!

اللہ کریم نے سچ فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب ما يقال عند المصيبة، جزء من رقم الحديث 3-(918)، 2/631-632.

[2] یعنی آنحضرت ﷺ سے اُن کی شادی ہوگئی۔

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ ❶

3: ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ:

امام بخاری نے حضرت محمد بن سیرین سے روایت نقل کی، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"تُوُفِّيَ ابْنٌ لِأُمِّ عَطِيَّةَ رضي الله عنها. فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ دَعَتْ بِصُفْرَةٍ، فَتَمَسَّحَتْ بِهِ، وَقَالَتْ:

"نُهِينَا أَنْ نُحِدَّ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثٍ إِلَّا بِزَوْجٍ." ❷

["ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا بیٹا فوت ہوا۔ وفات کے تیسرے دن انہوں نے صفرہ (ایک زرد قسم کی خوشبو) منگوائی اور اُسے استعمال کیا اور بیان کیا:

"ہمیں روکا گیا، کہ ہم خاوند کے علاوہ کسی پر تین (دن) سے زیادہ سوگ کریں۔"]

4: ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا واقعہ:

امام بخاری نے حضرت زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حِينَ تُوُفِّيَ أَبُوهَا أَبُو سُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ رضي الله عنه، فَدَعَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِطِيبٍ فِيهِ صُفْرَةٌ - خَلُوقٌ أَوْ غَيْرُهُ - فَدَهَنَتْ مِنْهُ جَارِيَةً، ثُمَّ مَسَّتْ بِعَارِضَيْهَا".

["میں نبی کریم ﷺ کی اہلیہ (محترمہ) ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آئی، جب کہ اُن کے والد (ماجد) ابوسفیان بن حرب۔رضی اللہ عنہ۔ فوت ہوئے۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی، جس میں خلوق خوشبو کی زردی یا کسی اور چیز کی ملاوٹ تھی۔ پھر ایک لونڈی نے

---

❶ سورة الزمر/ جزء من الآية 10. [ترجمہ: اور یقیناً صبر کرنے والوں کو اُن کا اجر کسی شمار کے بغیر ہی دیا جائے گا]۔

❷ صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها، رقم الحديث 1279، 145/3.

وہ خوشبو انہیں لگائی، پھر انہوں نے خود اُسے اپنے دونوں رخساروں پر لگایا۔

پھر انہوں نے بیان کیا:

"وَاللّٰہِ! مَا لِي بِالطِّیبِ مِنْ حَاجَۃٍ، غَیْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ:

"لَا یَحِلُّ لِامْرَأَۃٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ إِلَّا عَلٰی زَوْجٍ أَرْبَعَۃَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا." ❶

["اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں، مگر میں نے بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

"اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت کے ساتھ ایمان رکھنے والی خاتون کے لیے جائز نہیں، کہ وہ کسی میت پر تین رات سے زیادہ سوگ کرے، مگر خاوند پر چار ماہ دس دن (سوگ کرے)۔"]

5: زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا واقعہ:

امام بخاری نے حضرت زینب (بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا) سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"فَدَخَلْتُ عَلٰی زَیْنَبَ ابْنَۃِ جَحْشٍ رضی اللہ عنہا حِینَ تُوُفِّيَ أَخُوهَا، فَدَعَتْ بِطِیبٍ، فَمَسَّتْ مِنْهُ."

"پھر جب زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے بھائی فوت ہوئے، تو میں اُن کے ہاں آئی۔ انہوں نے خوشبو منگوائی اور استعمال کی۔"

پھر بیان کیا: "أَمَا وَاللّٰہِ! مَا لِي بِالطِّیبِ مِنْ حَاجَۃٍ، غَیْرَ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰہِ ﷺ یَقُولُ عَلَی الْمِنْبَرِ:

---

❶ صحیح البخاري، کتاب الطلاق، باب تُحِدُّ المُتَوَفّٰی عنها أربعۃ أشهر و عشرًا، رقم الحدیث 5334، 484/9.

[''سنو، اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی ضرورت نہیں تھی، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کو برسرِ منبر (یہ) فرماتے ہوئے سنا:

''لَا یَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ إِلَّا عَلٰی زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.'' ❶

[''اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان لانے والی خاتون کے لیے جائز نہیں، کہ وہ تین رات سے زیادہ کے لیے سوگ کرے، سوائے شوہر کے، (کہ) اُس پر چار ماہ دس دن (سوگ کرے)۔'']

بیٹے، والد اور بھائی سے ماں، بیٹی اور بہن کا تعلق اور اُن کی نگاہوں میں اُن کی حیثیت بیان کی محتاج نہیں۔ اُن میں سے ہر ایک کی وفات کے صدمہ کی شدت ایک مسلّمہ اور معلوم حقیقت ہے، جس کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں، لیکن مذکورہ بالا واقعات میں ماں نے بیٹے کی وفات پر، بیٹی نے باپ کے انتقال پر اور بہن نے بھائی کی موت پر کمال صبر کا مظاہرہ کیا۔ فَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ وَ أَرْضَاهُنَّ.

اے رب کریم! ہمیں اور ہماری نسلوں کو بھی اُن عظیم ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمایئے۔ آمِیْنَ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ.

ج: چار قابلِ توجہ باتیں:

اس مقام پر شاید درجِ ذیل چار باتوں کی جانب توجہ مبذول کرنا مناسب ہو:

1: ہر آمدہ مصیبت پر صبر کا دائرۂ استطاعت میں ہونا:

بعض لوگ کہتے ہیں، کہ ہمیں صبر کرنے کا حکم کیوں دیا گیا، جب کہ اس کا کرنا ہمارے بس ہی میں نہیں۔

❶ صحیح البخاري، کتاب الطلاق، باب تُحدّ المتوفّٰی عنها أربعة أشهر و عشرا، رقم الحدیث 5335، 484/9.

علّامہ غزالی نے اس سوال کو اٹھایا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"فَإِنْ قُلْتَ: فَبِمَاذَا تُنَالُ دَرَجَةُ الصَّبْرِ فِي الْمَصَآئِبِ، وَلَيْسَ الْأَمْرُ إِلَى اخْتِيَارِهِ؟

فَهُوَ مُضْطَرٌّ شَآءَ أَمْ أَبٰى.

فَإِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِهِ أَنْ لَّا تَكُوْنَ فِي نَفْسِهِ كَرَاهِيَةُ الْمُصِيْبَةِ، فَذٰلِكَ غَيْرُ دَاخِلٍ فِي اخْتِيَارٍ."

[''پس اگر تم کہو: ''مصیبتوں میں صبر کا درجہ کیسے پایا جا سکتا ہے، جب کہ وہ ہمارے دائرۂ اختیار میں ہی نہیں؟

وہ چاہنے یا انکار کرنے (ہر دو صورتوں) میں، مجبور ہے۔ اگر مراد یہ ہے، کہ اُس کے نفس میں مصیبت کے لیے ناپسندیدگی نہ ہو، تو وہ (بات بھی) اختیار میں نہیں۔'']

علامہ رحمہ اللہ خود ہی اس کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فَاعْلَمْ أَنَّهُ إِنَّمَا يَخْرُجُ عَنْ مَّقَامِ الصَّابِرِيْنَ بِالْجَزَعِ، وَشَقِّ الْجُيُوْبِ، وَضَرْبِ الْخُدُوْدِ، وَالْمُبَالَغَةِ فِي الشَّكْوٰى، وَإِظْهَارِ الْكَآبَةِ، وَتَغْيِيْرِ الْعَادَةِ فِي الْمَلْبَسِ وَالْمَفْرَشِ وَالْمَطْعَمِ. وَهٰذِهِ الْأُمُوْرُ دَاخِلَةٌ تَحْتَ اخْتِيَارِهِ. يَنْبَغِيْ أَنْ يَّجْتَنِبَ جَمِيْعَهَا، وَيُظْهِرَ الرِّضَا بِقَضَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى. وَيَبْقٰى مُسْتَمِرًّا عَلٰى عَادَتِهِ. وَيَعْتَقِدَ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَتْ وَدِيْعَةً، فَاسْتُرْجِعَتْ كَمَا رُوِيَ عَنِ الرُّمَيْصَآءِ أُمِّ سُلَيْمٍ رَحِمَهَا اللّٰهُ." ❶

[''پس سمجھ لیجیے، کہ بلاشبہ وہ جزع فزع کرنے، گریبانوں کے چاک کرنے، رخساروں کے پیٹنے، بہت زیادہ شکوہ کرنے، غم کے اظہار اور لباس، بستر اور کھانے میں تبدیلی کرنے سے صبر کرنے والوں کے مرتبہ سے خارج ہو جاتا ہے اور اِن باتوں کا کرنا یا

❶ إحیاء علوم الدین 73/4.

نہ کرنا، اُس کے اختیار میں ہے۔ اُس کے لیے مناسب ہے، کہ اِن سب (باتوں) سے اجتناب کرے، قضائے الٰہی پر (اپنی) رضامندی کا اظہار کرے، حسبِ معمول (اپنے معاملات میں) رواں دواں رہے، یہ اعتقاد رکھے، کہ وہ (یعنی لی جانے والی چیز، اس کے پاس) امانت تھی اور وہ واپس لے لی گئی۔

جیسے کہ رمیصاء ام سلیم رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے۔'']

2: صبر کے لیے کوشش سے توفیق کا میسر آنا:

جو شخص اپنے نفس کو صبر پر آمادہ کرنے کی غرض سے جدوجہد کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسے صبر عطا فرما دیتے ہیں۔

امام بخاری نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ. وَمَا أُعْطِيَ أَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَّ أَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ.'' ❶

[''اور جو شخص صبر کرنے کی خاطر خوب کوشش کرے، اللہ تعالیٰ اُسے صبر عطا فرما دیتے ہیں۔ کسی ایک کو صبر سے بہتر اور وسیع نعمت نہیں دی گئی۔'']

شرحِ حدیث:

دو محدثین کے اقوال:

i: علامہ عینی نے قلم بند کیا ہے:

أَيْ: وَمَنْ يَتَكَلَّفِ الصَّبْرَ، يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، أَيْ: يَرْزُقُهُ اللّٰهُ الصَّبْرَ. ❷

[یعنی: اور جو شخص خوب کوشش کر کے صبر کرے، اللہ تعالیٰ اُسے صبر دے دیتے ہیں، یعنی اُسے صبر (کی نعمت) عطا فرما دیتے ہیں۔]

---

❶ صحیح البخاري، کتاب الزکاة، باب الاستعفاف عن المسألة، جزء من رقم الحدیث 1469، 335/3.

❷ ملاحظہ ہو: عمدة القاري 68/23.

ii: حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں:

"(يُصَبِّرُهُ اللّٰهُ) : أَيْ: فَإِنَّهُ يُقَوِّيْهِ وَيُمَكِّنُهُ مِنْ نَفْسِهِ حَتّٰى تَنْقَادَ لَهُ، وَيَذْعَنَ لِتَحَمُّلِ الشِّدَّةِ، فَعِنْدَ ذٰلِكَ يَكُوْنُ اللّٰهُ مَعَهُ، فَيَظْفَرُهُ بِمَطْلُوْبِهِ."[1]

["(يُصَبِّرُهُ اللّٰهُ): یعنی بے شک وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اُسے قوت عطا فرما دیتے ہیں اور اُس کے نفس کو اُس کے قابو میں کر دیتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اُس کا تابع دار اور سختی جھیلنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ پھر اُس وقت (یعنی ایسی صورتِ حال میں) اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ ہوتے ہیں اور اُسے اپنی مراد کو پانے والا فرما دیتے ہیں۔"]

3: مصیبت کے آتے ہی صبر کرنے کا قابلِ تعریف ہونا:

قابلِ تعریف صبر وہ ہے، جو مصیبت کے آتے ہی کیا جاتا ہے۔ وقت گزرنے کے بعد صبر میں کچھ کمال نہیں، کیونکہ وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ تو کم و بیش سب ہی چار و ناچار صبر کر لیتے ہیں۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"مَرَّ النَّبِيُّ ﷺ بِامْرَأَةٍ تَبْكِيْ عِنْدَ قَبْرٍ، فَقَالَ:

"اِتَّقِيْ اللّٰهَ وَ اصْبِرِيْ."

["نبی کریم ﷺ قبر کے پاس بیٹھی ایک روتی ہوئی خاتون کے پاس سے گزرے، تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

["اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور صبر کرو۔"]

اُس نے کہا:

"إِلَيْكَ عَنِّيْ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِيْ."

[1] فتح الباري 304/11.

وَلَمْ تَعْرِفْهُ .

[''مجھ سے چلے جائیے، کیونکہ آپ کو تو میری مصیبت نہیں پہنچی۔ (یعنی آپ میری مصیبت کی شدت کو نہیں جانتے'']۔

اور اُس نے آنحضرت ﷺ کو پہچانا نہیں تھا۔

اُس سے کہا گیا: "إِنَّهُ النَّبِيُّ ﷺ ."

''بلاشبہ وہ نبی کریم ﷺ ہیں۔''

فَأَتَتِ النَّبِيَّ ﷺ ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ ، فَقَالَتْ: "لَمْ أَعْرِفْكَ ."

[چنانچہ وہ نبی کریم ﷺ کے ہاں آئی، تو اُس نے وہاں دربانوں کو نہ پایا، تو اُس نے عرض کیا:

[''میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"إِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلَى." ❶

[''بلاشبہ صبر تو پہلی ہی چوٹ پر (یعنی باعثِ صدمہ بات سے آگاہ ہوتے ہی) ہے۔'']

شرحِ حدیث:

تین محدثین کے بیانات:

i: نبی کریم ﷺ نے واضح فرمایا، کہ جس صبر کے کرنے پر اللہ تعالیٰ کی نوازشات اور عظیم رحمت ملتی ہے، وہ ہے، جو کہ پہلی چوٹ پر کیا جائے۔ ❷

---

❶ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، رقم الحديث 1283، 148/3؛ و صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب في الصبر على المصيبة عند الصدمة الأولى، رقم الحديث 15-(926)، 637/2-638. الفاظ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

❷ ملاحظہ ہو: فتح الباري 172/3.

ii: علامہ نووی کا بیان:

"مَعْنَاهُ الصَّبْرُ الْكَامِلُ الَّذِي يَتَرَتَّبُ عَلَيْهِ الْأَجْرُ الْجَزِيْلُ لِكَثْرَةِ الْمُشَقَّةِ فِيْهِ." ❶

[''اس سے مراد صبرِ کامل ہے، کہ جس کا اجر وثواب بہت زیادہ مشقت ہونے کے سبب، بہت زیادہ ہوتا ہے۔'']

iii: علامہ عینی کا بیان:

"وَحَاصِلُ الْمَعْنٰى أَنَّ الصَّبْرَ الَّذِي يَكُوْنُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى هُوَ الَّذِيْ يَكُوْنُ صَبْرًا عَلَى الْحَقِيْقَةِ. وَأَمَّا السُّكُوْنُ بَعْدَ فَوَاتِ الْمُصِيْبَةِ رُبَّمَا لَا يَكُوْنُ صَبْرًا، بَلْ قَدْ يَكُوْنُ سَلْوَةً، كَمَا يَقَعُ لِكَثِيْرٍ مِّنْ أَهْلِ الْمَصَآئِبِ بِخِلَافِ أَوَّلِ وُقُوْعِ الْمُصِيْبَةِ، فَإِنَّهُ يَصْدِمُ الْقَلْبَ بَغْتَةً، فَلَا يَكُوْنُ السُّكُوْنُ عِنْدَ ذٰلِكَ، وَالرِّضٰى بِالْمَقْدُوْرِ إِلَّا صَبْرًا عَلَى الْحَقِيْقَةِ." ❷

[''اور حاصلِ معنٰی یہ ہے، کہ پہلی چوٹ پر صبر ہی درحقیقت صبر ہے۔ مصیبت کے ختم ہونے پر (حاصل ہونے والا) سکون بسا اوقات صبر نہیں ہوتا، بلکہ وہ تو بھولنا ہوتا ہے، جو کہ بہت سے مصیبت زدہ لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ مصیبت کے آتے ہی ہونے والی بات سے مختلف (چیز) ہے، جو کہ یکایک دل کو جا کے لگتی ہے۔ اس وقت کا سکون اور تقدیر پر راضی ہونا ہی دراصل صبر ہے۔'']

❀ امام ابن قیم کا بیان:

حضرت امام اس سلسلے میں ایک اور پہلو سے گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَمِنْ عِلَاجِهَا أَنْ يَّعْلَمَ أَنَّهُ، وَإِنْ بَلَغَ فِي الْجَزَعِ غَايَتَهُ، فَآخِرُ

❶ شرح النووي 227/6.

❷ عمدة القاري 68/8.

أَمْرِهِ إِلٰى صَبْرِ الْاِضْطِرَارِ، وَهُوَ غَيْرُ مَحْمُوْدٍ وَّلَا مُثَابٍ.

قَالَ بَعْضُ الْحُكَمَاءِ:

"اَلْعَاقِلُ يَفْعَلُ فِيْ أَوَّلِ يَوْمٍ مِّنَ الْمُصِيْبَةِ مَا يَفْعَلُهُ الْجَاهِلُ بَعْدَ أَيَّامٍ. وَمَنْ لَّمْ يَصْبِرْ صَبْرَ الْكِرَامِ سَلَا سُلُوَّ الْبَهَائِمِ.

وَفِي الصَّحِيْحِ مَرْفُوْعًا:

"اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُوْلٰى." [1]

وَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ:

"إِنَّكَ إِنْ صَبَرْتَ إِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا، وَإِلَّا سَلَوْتَ سُلُوَّ الْبَهَائِمِ." [2]

[''اور اس (یعنی مصیبت کی تپش اور اس کے غم) کے علاج میں سے یہ ہے، کہ وہ (اچھی طرح) سمجھ لے، کہ جزع وفزع کی انتہا کو بھی پہنچ کر آخرِ کار اسے مجبور ہو کر صبر ہی کرنا ہے اور ایسا صبر نہ تو قابلِ تعریف ہے اور نہ ہی اس پر ثواب ہے۔

بعض حکماء نے بیان کیا:

''عقلمند شخص مصیبت کے (آنے پر) پہلے ہی دن وہ کرتا ہے، جو جاہل اُس کے (آنے کے) کئی دن بعد کرتا ہے۔ جو شخص باعثِ عزت صبر نہیں کرتا، وہ چوپائیوں کی طرح (وقت کے گزرنے کے ساتھ مصیبتوں) کو بھول جاتا ہے۔

صحیح (بخاری و مسلم) میں مرفوعاً ہے:

''صبر پہلی چوٹ کے موقع پر ہے۔''

اشعث بن قیس نے بیان کیا:

---

[1] حوالۂ حدیث کے لیے دیکھیے اس کتاب کا ص 302.

[2] زاد المعاد 193/4.

''بلاشبہ اگر تم نے (اللہ تعالیٰ پر) ایمان لاتے ہوئے اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے صبر کیا، (تو ٹھیک)، وگرنہ تم اسی طرح (مصیبت کو) بھول جاؤ گے، جیسے چوپائے بھول جاتے ہیں۔''

4: جزع وفزع کا مصیبت زدہ کو نقصان پہنچانا:

صبر پر آمادہ کرنے والی ایک بات یہ ہے، کہ مصیبت زدہ اس حقیقت کو پیشِ نظر رکھے، کہ بے صبری اس کے لیے ضرر رساں ہے، مفید نہیں۔ وہ مصیبت کو دُور تو نہیں کرتی، البتہ اس میں اضافے کا سبب بنتی ہے۔

❀ امام ابن قیم کا بیان:

''وَمِنْ عِلَاجِهَا أَنْ يَعْلَمَ أَنَّ الْجَزَعَ لَا يَرُدُّهَا، بَلْ يُضَاعِفُهَا، وَهُوَ فِي الْحَقِيقَةِ مِنْ تَزَايُدِ الْمَرَضِ.''[1]

[''اور اس (یعنی مصیبت کی تپش اور غم) کے علاج میں سے ہے، کہ وہ (اچھی طرح) سمجھ لے، کہ یقیناً رونا پیٹنا مصیبت کو دُور نہیں کرتا، بلکہ اُسے دو چند کرتا ہے۔ وہ تو درحقیقت بیماری کا بڑھانا ہے۔'']

❀ عمرو بن معدی کرب رضی اللہ عنہ کے اشعار:

كَمْ مِنْ أَخٍ لِّي صَالِحٍ
بَوَّأْتُهُ بِيَدَيَّ لَحْدًا
مَا إِنْ جَزِعْتُ وَلَا هَلِعْـ
ـتُ وَلَا يَرُدُّ بُكَائِي زَنْدًا[2]

---

[1] زاد المعاد 191/4.

[2] الحماسة لأبي تمام الطائي ص 105/1.

[میرے کتنے ہی صالح بھائی تھے،

میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے انہیں قبر میں اُتارا،

میں نے واویلا نہ کیا اور نہ ہی بے صبری کی

اور میرا رونا (کسی حقیر ترین چیز، جیسے) آگ کو روشن کرنے کی لکڑی کو بھی واپس نہیں لا سکتا]۔

علاوہ ازیں مصیبت میں مبتلا شخص یہ بات پیشِ نظر رکھے، کہ اُس کا واویلا کرنا اُس کے دشمن کو خوش، دوست کو پریشان، اُس کے رب تعالیٰ کو ناراض، شیطان کو خوش، اُس کے اجر کو ضائع اور اُس کے نفس کو کمزور کرتا ہے۔ جب وہ ثواب کے حصول کی غرض سے صبر کرتا ہے، تو اپنے (ساتھ چمٹے ہوئے) شیطان کا زور توڑ کر، اُسے ذلیل کر کے دُور کرتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے رب تعالیٰ کو راضی، دوست کو خوش اور دشمن کو پریشان کرتا ہے۔

مزید برآں اِس طرح وہ اِس قابل ہو جائے گا، کہ اپنے (مصیبت زدہ) بھائیوں کا بوجھ اُٹھائے، بجائے اِس کے کہ وہ اُسے دلاسا اور تسلی دیں، وہ خود انہیں تسلی دینے کے قابل ہوگا۔ یہی ثبات اور سب سے بڑا کمال ہے۔ رخساروں کے پیٹنے، گریبانوں کے چاک کرنے، اپنے لیے تباہی اور بربادی کی بددعا کرنے اور تقدیر پر خفا ہونے میں تو کوئی کمال کی بات نہیں۔

اگر مصیبت زدہ شخص یہ باتیں یاد رکھے گا، تو حکمِ الٰہی سے یہ باتیں صبر کرنے میں اس کی مدد ومعاون ہوں گی۔ [1]

---

[1] ملاحظہ ہو: زاد المعاد 191/4.

-9-

نماز کے ساتھ نصرتِ الٰہی طلب کرنا

مصیبت زدہ کے لیے ضروری باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ آمدہ مصیبت کے خلاف اپنے ربِ کریم سے نماز کے ساتھ مدد طلب کرے۔ متعدد نصوص اس پر دلالت کرتی ہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور سلف صالحین کی پاکیزہ سیرتوں میں اس حوالے سے بہت بڑی تعداد میں نصیحت آموز اور تابناک مثالیں موجود ہیں۔ ذیل میں توفیقِ الٰہی سے اس بارے میں قدرے تفصیل پیش کی جا رہی ہے۔

ا: دو دلائل:

i: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ ❶

[''اور تم صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو اور بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے علاوہ، دیگر لوگوں پر یقیناً بہت بھاری ہوتی ہے]۔

ii: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾ ❷

[''اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہیں'']۔

ب: مفسرین کے اقوال:

اللہ تعالیٰ نے اِن دونوں آیتوں میں اپنے بندوں کو صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے:

---

❶ سورۃ البقرۃ / الآیۃ 45.
❷ سورۃ البقرۃ / الآیۃ 153.

i: امام قتادہ نے بیان کیا:

"إِنَّهُمَا مَعُوْنَتَانِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی، فَاسْتَعِیْنُوْا بِهِمَا." ❶

[''بلاشبہ وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی جانب سے دو مدد (حاصل کرنے کے بہت قوی اور موثر ہتھیار) ہیں، سو تم ان دونوں کے ساتھ اعانت طلب کرو''۔]

ii: علامہ سیوطی رقم طراز ہیں:

"فِیْهِ اِسْتِحْبَابُ الصَّلَاةِ عِنْدَ الْمُصِیْبَةِ، وَ أَنَّهَا تُعِیْنُ صَاحِبَهَا." ❷

[''اس میں مصیبت کے وقت نماز (کے ذریعے مدد طلب کرنے) کا مستحب (یعنی پسندیدہ) ہونا ہے اور یقیناً وہ نماز پڑھنے والے کی اعانت کرتی ہے''۔]

❀ نماز کے ساتھ مدد طلب کرنے کی حکمت

چار علماء کے اقوال:

i: حافظ ابن حجر:

"وَمِنْ أَسْرَارِهَا أَنَّهَا تُعِیْنُ عَلَی الصَّبْرِ لِمَا فِیْهَا مِنَ الذِّكْرِ وَالدُّعَآءِ وَالْخُضُوْعِ، وَكُلُّهَا تَضَادُّ حُبَّ الرِّیَاسَةِ، وَعَدَمَ الْاِنْقِیَادِ لِلْأَوَامِرِ وَالنَّوَاهِيْ." ❸

[''اس (حکم) کی حکمتوں میں سے یہ ہے، کہ بلاشبہ وہ (یعنی نماز) ذکر، دعا اور (اللہ تعالیٰ کے روبرو) عجز و انکساری پر مشتمل ہونے کی بنا پر صبر کرنے میں مدد کرتی ہے۔ یہ ساری چیزیں (ذکر و دعا و خضوع) جاہ پسندی اور اوامر و نواہی سے سرکشی کے منافی ہیں''۔]

ii: شیخ سعدی:

"وَأَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِالْاِسْتِعَانَةِ بِالصَّلَاةِ، لِأَنَّ الصَّلَاةَ هِيَ عِمَادُ الدِّیْنِ، وَنُوْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ، وَهِيَ الصِّلَةُ بَیْنَ الْعَبْدِ وَبَیْنَ رَبِّهٖ. فَإِذَا

❶ منقول از: فتح القدیر 127/1.
❷ الإکلیل في استنباط التنزیل ص 28.
❸ فتح الباري 172/3.

كَانَتْ صَلَاةُ الْعَبْدِ صَلَاةً كَامِلَةً مُجْتَمِعًا فِيهَا مَا يَلْزَمُ فِيهَا، وَمَا يُسَنُّ، وَحَصَلَ فِيهَا حُضُورُ الْقَلْبِ الَّذِي هُوَ لُبُّهَا، فَصَارَ الْعَبْدُ إِذَا دَخَلَ فِيهَا اسْتَشْعَرَ دُخُولَهُ عَلَى رَبِّهِ، وَوُقُوفَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ مَوْقِفَ الْعَبْدِ الْخَادِمِ الْمُتَأَدِّبِ، مُسْتَحْضِرًا لِكُلِّ مَا يَقُولُهُ وَمَا يَفْعَلُهُ، مُسْتَغْرِقًا بِمُنَاجَاةِ رَبِّهِ وَدُعَائِهِ، لَا جَرَمَ أَنَّ هٰذِهِ الصَّلَاةَ مِنْ أَكْبَرِ الْمَعُونَةِ عَلَى جَمِيعِ الْأُمُورِ." ❶

[''اور اللہ تعالیٰ کا نماز کے ذریعہ اعانت طلب کرنے کا حکم اِس لیے ہے، کیونکہ بلاشبہ نماز دین کا ستون، مومنوں کا نور اور بندے کو اُس کے رب کے ساتھ جوڑنے کا ذریعہ ہے۔ جب بندے کی نماز کامل ہو، اپنے واجبات اور سنتوں پر مشتمل ہو، دورانِ نماز حضورِ قلب، جو کہ اس کی روح ہے، موجود ہو، اس میں داخل ہوتے وقت یہ شعور ہو، کہ بندہ اپنے رب کے حضور پہنچا ہے اور ایک باادب خادم اور غلام کی مانند اُن کے رُوبرو کھڑا ہے، جو کچھ کہہ اور کر رہا ہو، وہ اس کے پیشِ نظر ہو، وہ اپنے رب سے سرگوشیوں اور فریادوں میں مگن ہوا ہو۔ بلاشک وشبہ ایسی نماز تمام معاملات میں سب سے بڑی اعانت والی باتوں میں سے ہے۔'']

iii: علامہ الوسی:

"وَأَمَّا الْاِسْتِعَانَةُ (بِالصَّلَاةِ) فَلِمَا فِيهَا مِنْ أَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ بِمَا يُقَرِّبُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى قُرْبًا يَقْتَضِي الْفَوْزَ بِالْمَطْلُوبِ، وَالْعُرُوجَ إِلَى الْمَحْبُوبِ. وَنَاهِيكَ مِنْ عِبَادَةٍ تَكَرَّرُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ خَمْسَ مَرَّاتٍ يُنَاجِي فِيهَا الْعَبْدُ عَلَّامَ الْغُيُوبِ، وَيَغْسِلُ فِيهِ الْعَاصِي دَرَنَ الْعُيُوبِ." ❷

[''نماز کے ساتھ مدد طلب کرنا اس لیے ہے، کہ اُس میں عبادت کی ایسی انواع (و

---

❶ تفسیر السعدي ص 75. ❷ روح المعاني 249/1.

اقسام) ہیں، کہ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا ایسا قرب نصیب ہوتا ہے، جو مقصود کو پانے اور محبوب کی طرف بلند ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ اُس عبادت کے کیا کہنے، جو شب و روز میں پانچ مرتبہ آتی ہے، اس میں بندہ علّام الغیوب (غیب کی باتوں کو بہت زیادہ جاننے والے ربِّ کریم) سے سرگوشی کرتا اور گناہ گار (اپنے) گناہوں کی میل کچیل کو دھوتا ہے۔''

iv: سیّد قطب:

''إِنَّ الصَّلَاةَ صِلَةٌ وَّلِقَاءٌ بَيْنَ الْعَبْدِ وَالرَّبِّ: صِلَةٌ يَّسْتَمِدُّ مِنْهَا الْقَلْبُ قُوَّةً، وَّتُحِسُّ فِيْهَا الرُّوْحُ صِلَةً، وَّتَجِدُ فِيْهَا النَّفْسُ زَادًا أَنْفَس مِنْ أَعْرَاضِ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا.'' ❶

[''بلاشبہ نماز بندے کے لیے رب ذوالجلال سے تعلق جوڑنے اور ملاقات کا ذریعہ ہے۔ وہ ذریعہ، کہ دل اس سے قوت لیتا اور روح کو اُس میں (اللہ تعالیٰ سے) تعلق کا احساس ہوتا ہے۔ (انسانی) نفس اُس میں دنیاوی ساز و سامان سے بہت بہتر زاد پاتا ہے۔'']

ب: چند ایمان افروز مثالیں:

حضراتِ انبیاء علیہم السلام اور سلف صالحین کی مقدّس سیرتوں میں [نماز کے ساتھ مدد طلب کرنے کے] واقعات میں سے چند درج ذیل ہیں:

1: حضراتِ انبیاء علیہم السلام کا بوقتِ خوف نماز کی طرف لپکنا:

امام احمد نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے، تو چپکے سے کچھ فرماتے، (لیکن) نہ تو ہم اُسے سمجھ پاتے اور نہ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتلاتے۔

انہوں (یعنی راوی) نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

❶ في ظلال القرآن 69/1.

''فَطِنْتُمْ لِيْ."

''تم میری (مراد) سمجھ گئے ہو؟''

ایک کہنے والے نے کہا: ''(جی) ہاں۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''فَإِنِّيْ قَدْ ذَكَرْتُ نَبِيًّا مِّنَ الْأَنْبِيَآءِ أُعْطِيَ جُنُوْدًا مِّنْ قَوْمِهٖ، فَقَالَ:

''مَنْ يُّكَافِيءُ هٰؤُلَاءِ؟''

أَوْ ''مَنْ يَّقُوْمُ لِهٰؤُلَاءِ؟''

أَوْ كَلِمَةً شَبِيْهَةً بِهٰذِهٖ ...... شَكَّ سُلَيْمَانُ ......

[''بے شک مجھے انبیاء میں سے ایک نبی یاد آئے، جنہیں اپنی قوم سے عساکر (لشکر) دیے گئے تھے، تو انہوں نے کہا:

''اُن کا مقابلہ کون کرسکتا ہے؟''

یا (انہوں نے یہ کہا:) ''اُن کے سامنے کون ٹھہر سکتا ہے؟''

یا اسی قسم کی کوئی اور بات (کہی)۔ ...... سلیمان [1] کو شک ہوا ......

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ:

''اِخْتَرْ لِقَوْمِكَ بَيْنَ إِحْدٰى ثَلَاثٍ:

إِمَّا أَنْ أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِّنْ غَيْرِهِمْ أَوِ الْجُوْعَ أَوِ الْمَوْتَ."

اللہ تعالیٰ نے اُن کی طرف وحی کی:

[''اپنی قوم کے لیے تین (باتوں) میں سے ایک پسند کر لیجیے:

میں اُن پر، اُن کے علاوہ، کوئی دشمن مسلّط کر دوں،

[1] راویانِ حدیث میں سے ایک۔

یا (انہیں) بھوک (کے عذاب میں مبتلا کروں)

یا موت۔"]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"فَاسْتَشَارَ قَوْمَهُ فِي ذٰلِكَ. فَقَالُوْا:

"أَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ، نَكِلُ ذٰلِكَ إِلَيْكَ، فَخِرْ لَنَا."

[''انہوں نے اپنی قوم سے مشورہ طلب کیا، تو انہوں نے (عرض) کیا:

''آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، ہم اِسے (یعنی یہ معاملہ) آپ کو سونپتے ہیں، تو آپ ہمارے لیے (ایک) چن لیجیے۔''

آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا:

"فَقَامَ إِلٰى صَلَاتِهِ."

[''سو وہ اپنی نماز کے لیے کھڑے ہو گئے۔'']

آنحضرت ﷺ نے (مزید) فرمایا:

"وَ كَانُوْا يَفْزَعُوْنَ، إِذَا فَزِعُوْا إِلَى الصَّلَاةِ."

[''جب بھی انہیں گھبراہٹ آتی، تو وہ نماز کی طرف لپکا کرتے تھے۔'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''انہوں نے نماز ادا کی۔''

(اور اللہ تعالیٰ سے) عرض کیا:

"أَمَّا عَدُوٌّ مِنْ غَيْرِهِمْ فَلَا، أَوِ الْجُوْعُ فَلَا، وَ لٰكِنَّ الْمَوْتُ."

[اُن کے علاوہ کوئی دشمن (اُن پر غالب ہو)، تو نہیں یا بھوک (سے ہلاک ہوں) تو نہیں، لیکن موت۔]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''فَسُلِّطَ عَلَيْهِمُ الْمَوْتُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَمَاتَ مِنْهُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا.

فَهَمْسِي الَّذِي تَرَوْنَ أَنِّي أَقُوْلُ:

''اَللّٰهُمَّ يَا رَبِّ! بِكَ أُقَاتِلُ،

وَبِكَ أُصَاوِلُ،

وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ.'' ❶

''تو اللہ تعالیٰ نے ان پر تین دن موت مسلط کر دی، تو ان میں سے ستر ہزار (آدمی) مر گئے۔

میری سرگوشی، جو تم دیکھتے ہو، بلاشبہ میں (اس میں) کہتا ہوں:

''اے اللہ! اے میرے رب! میں آپ ہی (کی نصرت و اعانت) کے ساتھ جنگ کرتا ہوں۔

اور آپ ہی (کی نصرت و اعانت) کے ساتھ حملہ کرتا ہوں۔

اور مجھ میں اللہ تعالیٰ (کی مدد) کے بغیر نہ کچھ حاصل کرنے کی سکت ہے اور نہ کسی چیز سے بچنے کی ہمت ہے۔'']

اس حدیث میں یہ بات واضح ہے، کہ حضراتِ انبیاء علیہم السلام کا طریقہ یہ تھا، کہ وہ سختیوں اور مصیبتوں میں نماز کی طرف لپکتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے درجِ ذیل الفاظ سے بیان فرمایا:

''وَ كَانُوْا يَفْزَعُوْنَ، إِذَا فَزِعُوْا، إِلَى الصَّلَاةِ.''

[''اور جب بھی انہیں گھبراہٹ آتی، تو وہ نماز کی طرف لپکتے تھے۔'']

---

❶ المسند، رقم الحديث 18937، 31/267-268. شیخ ارناؤوط اور ان کے رفقاء نے اس کی سند کو صحیح مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند 31/268).

شرحِ حدیث:

علامہ سندھی لکھتے ہیں:

”أَيْ: عَادَتُهُمُ الْاِشْتِغَالُ بِالصَّلٰوةِ فِيْ الشَّدَآئِدِ.“ ❶

[”یعنی اُن کی عادت (تھی) کہ وہ شدّت کی سختیوں میں نماز میں مشغول ہو جاتے۔“]۔

علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ نے مذکورہ بالا حدیث میں جن نبی علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا ہے، ان کے بارے میں آنحضرت ﷺ نے خبر دی:

”فَقَامَ إِلَى الصَّلَاةِ.“

[تو (یعنی مشکل موقع آنے پر) وہ نماز کے لیے کھڑے ہوئے]۔

2: خلیل الرحمٰن علیہ السلام کا نماز کے ذریعہ سنگین مصیبت میں اعانت طلب کرنا:

جب ایک جابر حکمران نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ کو بُرے ارادے سے اپنے ہاں روکا، تو خلیل الرحمٰن علیہ السلام نماز کی طرف متوجہ ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے بدبخت کافر کی تدبیر الٹ دی اور اپنے خلیل علیہ السلام اور اُن کی زوجہ محترمہ کو غم اور مصیبت سے نجات دی۔

صرف یہی نہیں، بلکہ اُس ظالم جابر حاکم کو اِس قدر مرعوب اور ہیبت زدہ کیا، کہ اُس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اُن کے گھرانے کی خدمت کی غرض سے ایک لونڈی پیش کرنے میں اپنی عافیت سمجھی۔ ❷

قصہ پر تبصرہ:

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

”وَ فِيْهِ أَنَّ مَنْ نَّابَهٗ أَمْرٌ مُّهِمٌّ مِنَ الْكَرْبِ، يَنْبَغِيْ لَهٗ أَنْ يَّفْزَعَ إِلَى الصَّلَاةِ.“ ❸

---

❶ هامش المسند، رقم الهامش ۱، 268/31.

❷ اِس واقعہ کی تفصیل اِسی کتاب کے صفحات 239-242 میں دیکھیے۔

❸ فتح الباري 394/6.

[''اس میں یہ (نصیحت) ہے، کہ جسے کوئی شدید غم آ پہنچے، تو اُسے چاہیے، کہ نماز کی طرف لپکے۔'']

3: آنحضرت ﷺ کا نماز کے ساتھ مدد طلب کرنا:

تین دلائل:

ہمارے نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ درپیش آتا یا غم لاحق ہوتا، تو نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و اعانت طلب کرتے۔ اس سلسلے میں ذیل میں تین دلائل ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) اُنہوں نے بیان کیا:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا حَزَبَهٗ أَمْرٌ صَلّٰى." ❶

[''نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا یا غم پہنچتا، تو آنحضرت ﷺ نماز پڑھتے تھے۔'']

ب: امام احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"لَقَدْ رَأَيْتُنَا لَيْلَةَ بَدْرٍ، وَ مَا مِنَّآ إِلَّا نَآئِمٌ، إِلَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ، فَإِنَّهٗ كَانَ يُصَلِّيْ إِلٰى شَجَرَةٍ، وَ يَدْعُوْ حَتّٰى أَصْبَحَ." ❷

[''یقیناً ہم نے بدر کی شب خود کو دیکھا۔ ہم سب سوئے ہوئے تھے، سوائے رسول

---

❶ سنن أبي داود، أبواب قيام الليل، باب وقت قيام النبي ﷺ من الليل، رقم الحديث 1315، 142/4. شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن أبي داود 245/1).

❷ المسند، جزء من رقم الحديث 1161، 271/2. (ط. دار المعارف بمصر). شیخ احمد البنا اور شیخ احمد شاکر نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني 36/21؛ وهامش المسند للشيخ أحمد شاكر 271/2).

اللہ ﷺ کے، کہ وہ ایک درخت کی جانب نماز پڑھ رہے تھے [یعنی درخت کو سترہ بنا کر نماز میں مشغول رہے] اور آنحضرت ﷺ صبح ہونے تک دعا کرتے رہے۔'']

ج: غزوۂ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے حملہ آور دشمنوں کے خلاف نصرت و اعانت طلب کی۔ امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالْخَنْدَقِ. وَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ هَوِيًّا، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا، فَقَالَ:

''مَنْ رَجُلٌ يَقُومُ، فَيَنْظُرَ لَنَا مَا فَعَلَ الْقَوْمُ..... يَشْتَرِطُ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ يَرْجِعُ ..... أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ.''

[''واللہ! ہم نے خود کو (غزوۂ) خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ طویل وقت تک نماز پڑھتے رہے۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

[''قوم (یعنی مدینہ طیبہ پر چڑھائی کی غرض سے آنے والے دشمن) کی خبر لانے کی غرض سے کون شخص اٹھتا ہے؟..... رسول اللہ ﷺ اس کی واپسی کی ضمانت دیتے ہیں..... اللہ تعالیٰ اُسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔'']

فَمَا قَامَ رَجُلٌ.

[تو کوئی شخص بھی کھڑا نہ ہوا]۔

ثُمَّ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَوِيًّا مِنَ اللَّيْلِ، ثُمَّ الْتَفَتَ إِلَيْنَا، فَقَالَ:

''مَنْ رَجُلٌ يَقُومُ، فَيَنْظُرَ مَا فَعَلَ الْقَوْمُ، ثُمَّ يَرْجِعُ ..... يَشْتَرِطُ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرَّجْعَةَ..... أَسْأَلُ اللّٰهَ أَنْ يَكُونَ رَفِيقِي فِي الْجَنَّةِ.''

[پھر رسول اللہ ﷺ طویل وقت نماز پڑھتے رہے، پھر ہماری جانب متوجہ

ہوئے اور فرمایا:

''قوم کی خبر لانے کی غرض سے کون شخص اٹھتا ہے؟ ......رسول اللہ ﷺ اس کے لیے واپس آنے کی ضمانت دیتے ہیں......

(نیز) میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں، کہ وہ جنت میں میرا ساتھی ہو۔'']

''فَمَا قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ مَعَ شِدَّةِ الْخَوْفِ، وَشِدَّةِ الْجُوعِ، وَشِدَّةِ الْبَرْدِ.''

[''شدید خوف، شدید بھوک اور شدید سردی کی وجہ سے کوئی شخص بھی کھڑا نہ ہوا۔'']

فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ أَحَدٌ دَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ.

فَلَمْ يَكُنْ لِي بُدٌّ مِنَ الْقِيَامِ حِينَ دَعَانِي.

[پس جب کوئی بھی کھڑا نہ ہوا، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلایا۔

آنحضرت ﷺ کے مجھے بلانے کی وجہ سے میرے لیے اٹھنے سے مفر نہیں تھا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''يَا حُذَيْفَةُ! فَاذْهَبْ، فَادْخُلْ فِي الْقَوْمِ، فَانْظُرْ مَا يَفْعَلُونَ، وَلَا تُحْدِثَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَأْتِيَنَا.''

[اے حذیفہ- رضی اللہ عنہ -! جاؤ اور قوم (یعنی دشمنوں) میں گھس جاؤ اور دیکھو، کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ ہمارے پاس (واپس) پہنچنے تک کچھ بھی نہیں کرنا۔'']

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا:

''ثُمَّ رَجَعْتُ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي مِرْطٍ لِبَعْضِ نِسَائِهِ مُرَحَّلٍ.

[''پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا، تو آنحضرت ﷺ اپنی کسی اہلیہ- محترمہ رضی اللہ عنہا - کی نقش دار چادر میں لپٹے ہوئے کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔'']

فَلَمَّا رَآنِيَ أَدْخَلَنِيَ إِلَى رَحْلِهِ، وَطَرَحَ عَلَيَّ طَرَفَ الْمِرْطِ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، وَإِنَّهُ لَفِيهِ."

[پھر جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھا، تو اپنے خیمے میں داخل فرمالیا اور چادر کا ایک کنارہ مجھ پر ڈال دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ نے اُسی (چادر) میں لپٹے لپٹے رکوع اور سجدہ کیا۔]

"فَلَمَّا سَلَّمَ، أَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ." ❶

["جب آنحضرت ﷺ نے (نماز سے) سلام پھیرا، تو میں نے انہیں (دشمن کی) صورتِ حال سے آگاہ کیا۔"]

ہم اس حدیث میں دیکھتے ہیں، کہ مسلمانوں پر شدید خوف، سخت بھوک اور انتہائی سردی، تینوں ابتلائیں جمع ہوگئیں اور صورتِ حال نہایت ہی سنگین ہوگئی، جیسے کہ باری تعالیٰ نے اِن الفاظ میں اُس کا ذکر فرمایا ہے:

﴿إِذْ جَآءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا. هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا﴾ ❷

[جب وہ تمہارے اُوپر سے اور تمہارے نیچے سے آگئے اور جب آنکھیں پھر گئیں اور دل گلوں تک پہنچ گئے اور تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں کئی طرح کے گمان کرتے تھے۔

اس موقع پر ایمان والے آزمائے گئے اور بہت سخت جھنجھوڑ دیئے گئے]۔

---

❶ المسند، رقم الحدیث 23334 باختصار، 38/358-359. شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء لکھتے ہیں، کہ یہ [حدیث صحیح] ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند 38/359). حدیث کی تفصیلی تخریج کے لیے ملاحظہ ہو: المرجع السابق 38/359-360.

❷ سورۃ الأحزاب / الآیتان 10-11.

اس واقعہ میں آنحضرت ﷺ کا نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اعانت طلب کرنے کا شدید اہتمام واضح ہے۔ ایک ہی موقع پر آنحضرت ﷺ نے تین دفعہ نماز پڑھی:

i: صحابہ رضی اللہ عنہم کو پہلی مرتبہ دشمن کی خبر لانے کی ترغیب دینے سے پہلے آنحضرت ﷺ نے طویل وقت تک نماز پڑھی۔

ii: صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی شخص کے کھڑے نہ ہونے کے بعد، دوسری بار ترغیب دینے سے پیشتر آنحضرت ﷺ طویل وقت تک نماز میں مشغول رہے۔

iii: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مشن سے واپس آ کر بھی آنحضرت ﷺ کو نماز ہی میں مشغول پایا۔

اللہ اکبر! آنحضرت ﷺ کا نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کا اہتمام کس قدر تھا!

اے رب کریم! ہمیں، ہمارے اہل و عیال، بہن بھائیوں اور نسلوں کو ایسے ہی کرنے کی توفیق دیجیے۔ آمین يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

4: ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نماز کے ذریعہ مدد طلب کرنا:

امام طبری نے عیینہ بن عبدالرحمٰن کے حوالے سے ان کے باپ سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما نُعِيَ إِلَيْهِ أَخُوْهُ قُثَمُ، وَ هُوَ فِي سَفَرٍ، فَاسْتَرْجَعَ. ثُمَّ تَنَحَّى عَنِ الطَّرِيْقِ، فَأَنَاخَ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ، أَطَالَ فِيْهِمَا الْجُلُوْسَ، ثُمَّ قَامَ يَمْشِيْ إِلَى رَاحِلَتِهِ، وَ هُوَ يَقُوْلُ: ﴿وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَ إِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ﴾ [1] [2]

---

[1] سورة البقرة / الآية 45.

[2] تفسير الطبري، رقم الرواية 852، 14/2. شیخ محمود محمد شاکر اور احمد محمد شاکر نے اس کی [سند کو] صحیح [قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش تفسير الطبري 14/2).

[''بلاشبہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سفر کے دوران اُن کے بھائی قُثَم کی وفات کی خبر دی گئی، تو انہوں نے [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ] پڑھا۔

پھر راستے سے ہٹے، اپنی سواری کو بٹھایا اور دو رکعتیں پڑھیں اور تشہد میں بہت دیر تک بیٹھے رہے۔ پھر یہ پڑھتے ہوئے:

[ترجمہ: اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو اور یقیناً وہ درحقیقت بہت بھاری ہے، مگر خشوع کرنے والوں پر]۔

(پھر) اپنی سواری کی طرف آئے۔'']

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ مصیبت زدہ پر لازم ہے، کہ وہ مصیبت کے آنے پر نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے۔

رب کریم ہمیں ہر مصیبت سے محفوظ رکھیں اور اُن کے آنے پر نماز کے ساتھ مدد طلب کرنے کی توفیق سے محروم نہ فرمائیں۔ إِنَّهٗ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ.

-10-

بہت زیادہ استغفار کرنا

ہمیں پہنچنے والی مصیبتیں ہمارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں۔ مصیبتوں کا نشانہ بننے والے پر لازم ہے، کہ وہ خلوصِ نیت سے ربّ کریم سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے اور اُن کے حضور پکی اور سچی توبہ کریں۔ شاید کہ مولائے کریم اُس کی توبہ قبول فرمالیں اور اُس کی تنگی کو آسانی اور پریشانی کو راحت سے تبدیل فرمادیں۔

کثرتِ استغفار کے مصیبتوں سے چھٹکارا دلوانے کی دلیل:

حضراتِ ائمہ احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ أَكْثَرَ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا، وَّ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا، وَّ رَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.'' ❶

[''جس شخص نے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی کثرت سے معافی طلب کی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم سے چھٹکارا اور ہر مشکل سے نکلنے کی راہ بنا دیں گے اور اُسے وہاں سے رزق دیں گے، جہاں سے اُس کا وہم وگمان بھی نہیں ہوگا۔'']

شرحِ حدیث:

ایک دوسری روایت میں ہے: ''مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ'' ❷ [''جو شخص استغفار سے چمٹ جائے۔'']

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

أَيْ: عِنْدَ صُدُوْرِ مَعْصِيَةٍ وَّ ظُهُوْرِ بَلِيَّةٍ أَوْ مَنْ دَاوَمَ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ فِي كُلِّ نَفْسٍ يَحْتَاجُ إِلَيْهِ، وَ لِذَا قَالَ ﷺ:

''طُوْبٰى لِمَنْ وَّجَدَ فِي صَحِيْفَتِهِ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا.'' ❸

---

❶ المسند، رقم الحديث 2234، 55/4-56 (ط: مصر)؛ و سنن أبي داود، تفريع أبواب الوتر، باب في الاستغفار، رقم الحديث 1515، 267/4؛ و كتاب السنن الكبرى، كتاب عمل اليوم والليلة، ثواب ذلك، (يعني ثواب الإكثار من الاستغفار)، رقم الحديث 2/10290، 118/6؛ و سنن ابن ماجه، أبواب الأدب، باب الاستغفار، رقم الحديث 3864، 339/2؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب التوبة والإنابة، 262/4. الفاظِ حدیث المسند کے ہیں۔ بعض محدثین نے ایک راوی کی وجہ سے اس حدیث کو [ضعیف] کہا ہے۔ (دیکھیے: التلخيص 262/4؛ و عون المعبود 267/4؛ و ضعيف سنن أبي داود للشيخ الألباني ص 149)؛ لیکن امام حاکم اور شیخ احمد محمد شاکر نے [اس کی سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ شیخ احمد شاکر نے راوی پر نقد کا بھی جواب دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المستدرك 262/4؛ و هامش المسند 55/4).

❷ سنن أبي داود اور سنن ابن ماجه کے الفاظ یہی ہیں۔ (ملاحظہ ہو: سنن أبي داود 267/4؛ و سنن ابن ماجه 439/2).

❸ ملا علی قاری لکھتے ہیں: اِسے (امام) ابن ماجہ نے [حسن صحيح سند] کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح 170/5).

[یعنی: گناہ کے سرزد ہونے اور مصیبت کے ظاہر ہونے پر یا (مراد یہ ہے)، کہ وہ اس پر مواظبت کرے (یعنی ہمیشہ استغفار کرتا رہے)، کیونکہ وہ ہر سانس کے ساتھ اس کا محتاج ہے۔ اسی لیے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

[''اس شخص کے لیے طوبیٰ ❶ ہے، جس نے اپنے نامۂ اعمال میں بہت زیادہ استغفار پایا۔'']

حسن بصری رحمہ اللہ کا واقعہ:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس چار مختلف اشخاص اپنی جدا جدا مصیبتیں لائے، انہوں نے اُن میں سے ہر ایک کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنے کی تلقین کی۔

علامہ قرطبی نے ابن صبیح سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"شَكَا رَجُلٌ إِلَى الْحَسَنِ الْجَدُوْبَةَ."

[ایک شخص نے حسن کے روبرو [قحط سالی] کی شکایت کی]،

تو انہوں نے اُسے فرمایا:

"اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ."

[''اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرو۔'']

وَ شَكَا آخَرُ إِلَيْهِ الْفَقْرَ، فَقَالَ لَهُ: "اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ."

[ایک دوسرے شخص نے اُن کے سامنے فقر و فاقہ کی شکایت کی، تو انہوں نے اُس سے فرمایا:

[''اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگو۔'']

وَ قَالَ لَهُ آخَرُ: "أُدْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّرْزُقَنِيْ وَلَدًا." فَقَالَ لَهُ: "اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ."

---

❶ (طُـوْبٰـی): ایک جنت کا نام ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے: (یہ) جنت کا ایک درخت ہے۔ (ملاحظہ ہو: النهاية في غريب الحديث و الأثر، مادة "طوب"، 141/3).

[ایک اور شخص نے اُن سے درخواست کی: ''اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے، کہ وہ مجھے لڑکا عطا فرمائیں۔''

تو انہوں نے اُسے کہا: ''اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو۔'']

وَ شَكَا إِلَيْهِ آخَرُ جَفَافَ بُسْتَانِهٖ، فَقَالَ لَهٗ: "اِسْتَغْفِرِ اللّٰهَ."

ایک اور شخص نے اُن کے سامنے اپنے باغ کی خشک سالی کا شکوہ کیا، تو انہوں نے اُسے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے معافی کی التجا کرو۔''

فَقُلْنَا لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ.

[(ابن صبیح کہتے ہیں): تو ہم نے اس بارے میں ان کے رُو برو عرض کیا''۔]

ایک دوسری روایت میں ہے:

ربیع بن صبیح نے اُن کی خدمت میں عرض کیا:

"أَتَاكَ رِجَالٌ يَشْكُوْنَ أَنْوَاعًا، فَأَمَرْتَهُمْ كُلَّهُمْ بِالْاِسْتِغْفَارِ." ❶

[''آپ کے پاس لوگ الگ الگ شکایتیں لائے، تو آپ نے سب کو گناہوں کی معافی طلب کرنے کا حکم دیا (یعنی سب کو ایک ہی بات کا حکم دیا)۔'']

انہوں نے جواب دیا:

"مَا قُلْتُ مِنْ عِنْدِيْ شَيْئًا. إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ فِيْ سُوْرَةِ نُوْحٍ -عَلَيْهِ السَّلَامُ-:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا. يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا. وَّيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهٰرًا﴾ ❷ ❸

---

❶ ملاحظہ ہو: الکشاف 162/4.

❷ سورۃ نوح - علیہ السلام - / الآیات 10-12.

❸ تفسیر القرطبي 302/18-303۔ نیز ملاحظہ ہو: الکشاف 162/4؛ و المحرّر الوجیز 123/16؛ و شرح الطیبي 1847/6؛ و مرقاۃ المفاتیح 171/5.

[''میں نے اپنی جانب سے کچھ نہیں کہا۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے سورۃ نوح۔علیہ السلام۔ میں فرمایا ہے:

[ترجمہ: تم اپنے رب سے گناہوں کی معافی طلب کرو۔ بے شک وہ بڑے بخشنے والے ہیں۔ آسمان سے تم پر موسلا دھار مینہ برسائیں گے اور تمہارے مالوں اور اولاد میں اضافہ کریں گے اور تمہارے لیے باغات بنائیں گے اور تمہارے لیے نہریں بنائیں گے]۔

سلف میں سے ایک شخص کا واقعہ:

امام ابن قیم بیان کرتے ہیں:

''سلف میں سے ایک شخص کو ایک آدمی ملا، تو اُس نے اُن کے ساتھ سخت کلامی کی اور بُرا بھلا کہا۔ انہوں نے اُس آدمی سے کہا:

"قِفْ حَتّٰی أَدْخُلَ الْبَيْتَ ، ثُمَّ أَخْرُجَ إِلَيْكَ ."

[''ٹھہریئے، یہاں تک کہ میں گھر سے ہو کر تمہارے پاس واپس آؤں۔'']

"فَدَخَلَ ، فَسَجَدَ لِلّٰهِ ، وَ تَضَرَّعَ إِلَيْهِ وَ تَابَ ، وَ أَنَابَ إِلٰى رَبِّهٖ ، ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْهِ ."

[''پس وہ (اپنے گھر میں) داخل ہوئے، اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ ریز ہوئے، اُن کے حضور گریہ زاری کی اور توبہ کی اور اپنے رب تعالیٰ کی جانب پوری دل جمعی سے متوجہ ہوئے، پھر اُس آدمی کی طرف نکلے۔'']

اُس آدمی نے اُن سے پوچھا: "مَا صَنَعْتَ؟"

''آپ نے (اپنے گھر میں) کیا کیا؟''

اُنہوں نے جواب دیا:

"تُبْتُ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الذَّنْبِ الَّذِيْ سَلَّطَكَ بِهٖ عَلَيَّ ." ❶

❶ التفسير القيم ص 590؛ و بدائع التفسير 432/3.

[''میں نے اللہ تعالیٰ کے حضور اُس گناہ سے توبہ کی، جس کی بنا پر تجھے مجھ پر مسلّط کردیا گیا۔'']

❀ امام ابن قیم کا بیان:

"لَيْسَ فِي الْوُجُوْدِ شَرٌّ إِلَّا لِذُنُوْبِ وَمُوْجِبَاتِهَا. فَإِذَا عُوْفِيَ الْعَبْدُ مِنَ الذُّنُوْبِ، عُوْفِيَ مِنْ مُوْجِبَاتِهَا. فَلَيْسَ لِلْعَبْدِ إِذَا بُغِيَ عَلَيْهِ وَأُوْذِيَ، وَتَسَلَّطَ عَلَيْهِ خُصُوْمُهُ، شَيْءٌ أَنْفَعَ لَهُ مِنَ التَّوْبَةِ النَّصُوْحِ." ❶

[''کائنات میں حقیقت میں کوئی شر نہیں، مگر گناہوں اور اُن کے اسباب کی وجہ سے ہے۔ جب بندے کو گناہوں سے عافیت عطا کی گئی، تو اُسے اُن کی وجہ سے واجب ہونے والی باتوں (یعنی مصائب) سے بھی عافیت دی جاتی ہے۔ جب بندے پر زیادتی کی جائے، اُسے اذیّت پہنچائی جائے اور اس کے مدِمقابل دشمن اُسے قابو کرلیں، تو اُس کے لیے خالص (کھری) توبہ سے زیادہ کوئی سود مند (چیز) نہیں۔'']

❀ استغفار کی دیگر آٹھ دنیوی برکات:

استغفار وتوبہ کی دنیا ہی میں حاصل ہونے والی دیگر برکات اور ثمرات بھی ہیں۔ اُن میں سے آٹھ درجِ ذیل ہیں:

1: اللہ تعالیٰ کی شدید خوشی

2: بہت زیادہ توبہ کرنے والوں کا اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا

3: موسلا دھار بارانِ رحمت کا نزول

4: مالوں میں اضافہ

5: بیٹوں میں اضافہ

❶ بدائع التفسير 432/3؛ و التفسير القيم، ص 59.

6: باغات کا حصول

7: نہروں کا بنایا جانا

8: قوت میں ترقی و اضافہ 9: فلاح کا پانا ❶

تین انتہائی قابل توجہ باتیں

ا: استغفار کا قول و عمل سے ہونا:

انتہائی ضروری بات ہے، کہ استغفار قول و فعل، دونوں کے ساتھ ہو۔ عمل کے بغیر، صرف زبان کے ساتھ، استغفار کافی نہیں، بلکہ کہا جاتا (یعنی مشہور بات) ہے:

"اَلِاسْتِغْفَارُ بِاللِّسَانِ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ بِالْفِعَالِ فِعْلُ الْكَذَّابِيْنَ." ❷

["عمل کے بغیر صرف زبان کے ساتھ استغفار، بہت بڑے جھوٹوں کا شیوہ ہے۔"

چار علماء کے اقوال:

i: علامہ قرطبی رقم طراز ہیں:

"وَلَا يَكْفِي فِي التَّوْبَةِ عِنْدَ عُلَمَآئِنَا قَوْلُ الْقَائِلِ: [تُبْتُ]، حَتّٰى يَظْهَرَ مِنْهُ فِي الثَّانِي خِلَافُ الْأَوَّلِ.

فَإِنْ كَانَ مُرْتَدًّا رَجَعَ إِلَى الْإِسْلَامِ مُظْهِرًا شَرَآئِعَهُ.

وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ ظَهَرَ مِنْهُ الْعَمَلُ الصَّالِحُ، وَجَانَبَ أَهْلَ الْفَسَادِ، وَالْأَحْوَالَ الَّتِيْ كَانَ عَلَيْهَا.

وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْأَوْثَانِ جَانَبَهُمْ، وَخَالَطَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ.

وَهٰكَذَا يُظْهِرُ عَكْسَ مَا كَانَ عَلَيْهِ." ❸

---

❶ ان برکات کی تفصیل اور دلائل کے لیے ملاحظہ ہو: راقم السطور کی کتاب ''اذکار نافعہ'' صفحات 61-63.

❷ ملاحظہ ہو: المفردات في غريب القرآن، مادة "غفر"، ص 362.

❸ تفسير القرطبي 187/2.

[''ہمارے علماء کے نزدیک [توبہ] کے لیے [میں نے توبہ کی] کہنا کافی نہیں، بلکہ یہ (ضروری ہے،) کہ دوسری (یعنی توبہ کے بعد والی) حالت پہلی حالت سے مختلف ہو۔

اگر وہ (توبہ کرنے والا) مرتد تھا، تو اسلام کی طرف پلٹ آئے اور اس کے احکامات پر عمل کرے۔

اگر وہ نافرمان لوگوں میں سے ہو، تو عمل صالح اُس سے ظاہر ہو، فساد بپا کرنے والے لوگوں اور اپنے (سابقہ) حالات سے الگ تھلگ ہو جائے۔

اگر بُت پرستوں میں سے تھا، تو اُن سے علیحدہ ہو جائے اور اہلِ اسلام کا ساتھی بن جائے۔

اس طرح وہ اپنی پہلی کیفیت کے برعکس صورتِ حال اختیار کرے۔'']

ii: علامہ رازی نے قلم بند کیا ہے:

"فَدَلَّتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى:

"أَنَّ التَّوْبَةَ لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِتَرْكِ كُلِّ مَالَا يَنْبَغِيْ ، وَبِفِعْلِ كُلِّ مَا يَنْبَغِيْ . " ❶

[''پس یہ آیت ﴿إِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ أَصْلَحُوْا وَ بَيَّنُوْا فَأُولٰٓئِكَ أَتُوْبُ عَلَيْهِمْ وَ أَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ ❷

[ترجمہ: مگر وہ لوگ جنہوں نے توبہ کی اور اصلاح کی اور (جو کچھ چھپایا تھا، اُسے) اچھی طرح بیان کیا، پس وہ لوگ ہیں، کہ میں اُن کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں ہی بہت توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہوں]۔

(اس بات پر) دلالت کرتی ہے، کہ:

---

❶ التفسير الكبير 165/4.

❷ سورة البقرة / رقم الآية 160 .

[توبہ] ہر نامناسب (بات) کے ترک کرنے اور ہر مناسب (بات) کے کرنے ہی سے حاصل ہوتی ہے۔"]

iii: علامہ جرجانی لکھتے ہیں:

"وَالتَّوْبَةُ فِي الشَّرْعِ: اَلرَّجُوْعُ عَنِ الْأَفْعَالِ الْمَذْمُوْمَةِ إِلَى الْمَمْدُوْحَةِ." ❶

["شریعت میں [توبہ] قابلِ مذمت (باتوں) سے قابلِ تعریف کی طرف پلٹنا ہے۔"]

iv: علامہ راغب اصفہانی نے [توبہ] کی چار شرائط بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

"وَالتَّوْبَةُ فِي الشَّرْعِ:
تَرْكُ الذَّنْبِ لِقُبْحِهِ،
وَالنَّدَمُ عَلَى مَا فَرَطَ مِنْهُ،
وَالْعَزِيْمَةُ عَلَى تَرْكِ الْمُعَاوَدَةِ،
وَتَدَارُكُ مَآ أَمْكَنَهُ أَنْ يَتَدَارَكَ مِنَ الْأَعْمَالِ بِالْإِعَادَةِ.
فَمَتَى اجْتَمَعَتْ هٰذِهِ الْأَرْبَعُ فَقَدْ كَمُلَ شَرَآئِطُ التَّوْبَةِ." ❷

شریعت میں [توبہ]
["گناہ کو اس کی بُرائی کے سبب ترک کرنا،
اپنی طرف سے ہونے والی زیادتی پر شرمندہ ہونا،
دوبارہ نہ پلٹنے کا عزم
اور جن اعمال کے دوبارہ کرنے سے اُن کی تلافی ممکن ہو، اُن کی تلافی کرنا۔
جب یہ چاروں باتیں جمع ہو جائیں، تو بلاشبہ [توبہ] کی شرائط کی تکمیل ہوئی۔"]

---

❶ کتاب التعریفات، مادہ "التوبة"، ص 95.

❷ المفردات في غريب القرآن، مادة "توب"، ص 76. نیز ملاحظہ ہو: "رياض الصالحين"، ص 41-42؛ و "کتاب التعریفات" ص 96.

2: گناہوں کی سنگینی اور کثرت کا [توبہ] کی راہ میں رکاوٹ نہ بننا:

بعض لوگ سمجھتے ہیں، کہ گناہوں کی سنگینی اور کثرت [توبہ] کی راہ میں حائل ہوتی ہے۔ یہ گمان درست نہیں۔ کتاب و سنت کی متعدد نصوص اور اُن میں بیان کردہ واقعات اس تصور کی نفی کرتے ہیں۔

ا: چار نصوص:

i: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَٰتِ وَالْهُدَىٰ مِن بَعْدِ مَا بَيَّنَّٰهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَٰبِ أُولَٰٓئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّٰعِنُونَ. إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰٓئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾ [1]

[بلاشبہ جو لوگ ہماری نازل کردہ نشانیوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، اس کے بعد، کہ ہم اُسے لوگوں کے لیے کتاب میں بیان کر چکے ہیں۔ اُن پر اللہ تعالیٰ اور تمام لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں، مگر جن لوگوں نے توبہ کر لی اور (اپنی) اصلاح کر لی اور (حق بات لوگوں کے رُوبرو) بیان کر دی، سو میں اُن کی توبہ قبول کرتا ہوں اور میں بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا نہایت مہربان ہوں]۔

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ نشانیوں اور ہدایت کو چھپانے کا گناہ کتنا سنگین ہے!

اس پر اللہ تعالیٰ کی ناراضی کس قدر شدید ہے!

اس کی سزا کتنی تباہ کن اور خوفناک ہے!

لیکن جب یہی گناہ کرنے والا توبہ کرے، اپنی اصلاح کرے اور چھپائی ہوئی

---

[1] سورۃ البقرۃ / الآیتان 159-160.

بات بیان کر دے، تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرماتے ہیں اور وہ بہت زیادہ توبہ قبول فرمانے والے اور نہایت مہربان ہیں۔

دو مفسرین کے اقوال:

ا: حافظ ابن کثیر نے قلم بند کیا ہے:

"وَ فِي هٰذَا دَلَالَةٌ عَلَى أَنَّ الدَّاعِيَةَ إِلَى كُفْرٍ أَوْ بِدْعَةٍ إِذَا تَابَ إِلَى اللّٰهِ، تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ." ❶

[''اس میں اس (بات) کی دلیل ہے، کہ اگر کفر یا بدعت کی دعوت دینے والا اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرے، تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔'']

ب: شیخ سیّد محمد رشید رضا رقم طراز ہیں:

"(فَأُولٰئِكَ أَتُوْبُ عَلَيْهِمْ) أَيْ أَرْجِعُ وَأَعُوْدُ عَلَيْهِمْ بِالرَّحْمَةِ وَالرَّأْفَةِ بَعْدَ الْحِرْمَانِ الْمُعَبَّرِ عَنْهُ بِاللَّعْنَةِ.

قَالَ الْأُسْتَاذُ: "وَهٰذَا مِنْ أَلْطَفِ أَنْوَاعِ التَّأْدِيْبِ الْإِلٰهِيِّ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ يَقْبَلُ تَوْبَتَهُمْ كَمَا هُوَ الْوَاقِعُ، بَلْ أَسْنَدَ إِلَى ذَاتِهِ الْعُلِيَّةِ فِعْلَ التَّوْبَةِ الَّذِيْ أَسْنَدَهُ إِلَيْهِمْ.

وَزَادَ عَلَى ذٰلِكَ مِنْ تَأْنِيْسِهِمْ وَتَرْغِيْبِهِمْ أَنْ قَالَ: ﴿وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾

يَصِفُ نَفْسَهُ سُبْحَانَهُ بِكَثْرَةِ الرُّجُوْعِ وَالتَّوْبَةِ، لِلْإِيْذَانِ بِالتَّكْرَارِ، كُلَّمَا أَذْنَبَ الْعَبْدُ وَتَابَ، حَتّٰى لَا يَيْأَسَ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ، إِذَا هُوَ عَادَ إِلَى ذَنْبِهِ. فَأَيُّ تَرْغِيْبٍ فِيْ ذٰلِكَ أَبْلَغُ مِنْ هٰذَا وَأَشَدُّ تَأْثِيْرًا مِنْهُ لِمَنْ يَشْعُرُ وَيَعْقِلُ." ❷

---

❶ تفسير ابن كثير 214/1.

❷ تفسير المنار 50/2.

[(ترجمہ: پس میں اُن پر پلٹتا ہوں) ''یعنی میں اُن کی اس محرومی کے بعد، جسے [لعنت] سے تعبیر کیا گیا ہے، شفقت و مہربانی کرتے ہوئے، اُن کی جانب لوٹتا ہوں۔

استاذ (یعنی شیخ محمد عبدہ) نے بیان کیا:

''یہ ادبِ الٰہی کی انتہائی مشفقانہ صورتوں میں سے ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے صورت حال کے مطابق یہ نہیں فرمایا، کہ وہ اُن کی توبہ قبول فرماتے ہیں، بلکہ انہوں نے اپنی ذات بلند و بالا کی طرف اُسی لفظ [توبہ کرنے] کی نسبت فرمائی، جس کی نسبت انہوں نے اُن لوگوں کی جانب کی تھی۔ (یعنی رب ذوالجلال نے یہ بیان فرمایا، کہ جب وہ میری طرف پلٹتے ہیں، تو میں اُن کی طرف پلٹتا ہوں)۔

اللہ تعالیٰ نے اُن کے ساتھ اُنس و پیار کا اظہار کرتے اور انہیں (توبہ کی) ترغیب دیتے ہوئے مزید فرمایا: (ترجمہ: اور میں توبہ کرنے والوں کی طرف بہت پلٹنے والا اور نہایت مہربان ہوں)۔

اللہ تعالیٰ اپنے لیے [بہت زیادہ پلٹنے اور توبہ کرنے کا] وصف بیان کر کے اپنے بار بار توبہ قبول کرنے کی خبر دے رہے ہیں۔ (تاکہ) جب بندہ گناہ کرے اور توبہ کر لے اور اُس کے بعد پھر گناہ کرے، تو اپنے رب کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

عقل و شعور والے کے لیے اِس سے زیادہ بلیغ اور پُر تاثیر ترغیب کیا ہو سکتی ہے؟'']

ii: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا إِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ إِلٰهٍ إِلَّآ إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ وَإِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ۔ أَفَلَا يَتُوْبُوْنَ إِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ [1]

[1] سورۃ المائدۃ / الآیتان 73-74۔

[بلاشبہ یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے، جنہوں نے کہا:

''بے شک اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے''،

حالانکہ ایک معبود کے سوا کوئی معبودِ (برحق) نہیں۔

اگر وہ اُس سے باز نہ آئے، جو وہ کہتے ہیں، تو یقیناً اُن میں سے جن لوگوں نے کفر کیا، انہیں ضرور بہت دردناک عذاب پہنچے گا۔

کیا پس وہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ نہیں کرتے اور اُن سے بخشش طلب نہیں کرتے؟ اور اللہ تعالیٰ بے حد بخشنے والے، نہایت مہربان ہیں۔]

اللہ أکبر! ان لوگوں کا جرم کتنا سنگین اور قبیح تھا! لیکن اس کے مقابلے میں رحمتِ الٰہی کس قدر وسعتوں والی ہے!

اللہ تعالیٰ کی بخشش کا دائرہ کس قدر وسیع ہے!

ان لوگوں کے اتنے بڑے اور سنگین گناہ کے باوجود اللہ تعالیٰ نہ صرف انہیں توبہ و استغفار کی دعوت دے رہے ہیں، بلکہ ایسا کرنے پر انہیں رحمت و مغفرت کی بشارت بھی سنا رہے ہیں۔

آیاتِ شریفہ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر کا بیان:

''وَهٰذَا مِنْ كَرَمِهٖ تَعَالٰى وَجُوْدِهٖ وَلُطْفِهٖ وَرَحْمَتِهٖ بِخَلْقِهٖ مَعَ هٰذَا الذَّنْبِ الْعَظِيْمِ، وَهٰذَا الْإِفْتِرَآءِ وَالْكِذْبِ وَالْإِفْكِ، يَدْعُوْهُمْ إِلَى التَّوْبَةِ وَالْمَغْفِرَةِ، فَكُلُّ مَنْ تَابَ إِلَيْهِ، تَابَ عَلَيْهِ.''[1]

[''اس عظیم گناہ کے باوجود یہ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے ساتھ جود و کرم اور لطف و رحمت ہے۔ اِس بہتان، جھوٹ اور تہمت کے باوجود وہ انہیں توبہ اور بخشش کی طرف

---

[1] تفسیر ابن کثیر 92/2.

بلاتے ہیں۔ پھر اپنے حضور ہر توبہ کرنے والے شخص کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔'']

iii: ارشاد باری تعالیٰ:

﴿إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيقِ﴾ [1]

[یقیناً وہ لوگ جنہوں نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو آزمائش میں ڈالا، پھر توبہ نہیں کی، تو اُنہی کے لیے جہنم کا عذاب اور اُنہی کے لیے جلنے کا عذاب ہے]۔

گزشتہ زمانے میں ایک بادشاہ اپنے رب ہونے کا دعویٰ کیا کرتا تھا۔ جب اُس کی رعیّت کے لوگ اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور ربوبیت پر ایمان لائے، تو اُس نے راستوں کے دروازوں پر خندق کھدوا کر اُس میں آگ روشن کرنے کا حکم دیا۔ اہلِ ایمان کو، بادشاہ کے شدید اصرار اور تقاضے کے باوجود، دینِ حق پر جمے رہنے کے جرم کی پاداش میں زندہ جلا کر ختم کر دیا گیا۔ [2]

مذکورہ بالا آیتِ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ اُن اہلِ ایمان مردوں اور عورتوں کو زندہ جلانے والوں کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے توبہ کرنے کی دعوت تھی، کیونکہ رب کریم نے بیان فرمایا:

''اُنہی کے لیے جہنم اور جلائے جانے کے عذاب توبہ نہ کرنے کی حالت میں ہیں۔''

بالفاظِ دیگر اگر وہ توبہ کر لیتے، تو جہنم اور جلائے جانے کے عذاب سے محفوظ ہو جاتے۔

---

1. سورۃ البروج / الآیۃ 10.
2. قصہ کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: صحیح مسلم، کتاب الزهد و الرقائق، باب قصة أصحاب الأخدود ...، رقم الحديث 73-(3005) 4/2299-2301.

تفسیرِ آیت میں امام حسن بصری کا بیان:

حضرت امام رحمہ اللہ نے بیان کیا:

"اُنْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا الْكَرَمِ وَ الْجُوْدِ قَتَلُوْا أَوْلِيَآءَهٗ، وَ هُوَ يَدْعُوْهُمْ إِلَى التَّوْبَةِ وَ الْمَغْفِرَةِ. ❶

["اس جود و کرم کی طرف دیکھو، انہوں نے اُن کے دوستوں کو قتل کیا اور وہ انہیں توبہ (کرنے) اور مغفرت (طلب کرنے) کی دعوت دے رہے ہیں۔"]

iv: امام ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) اُنہوں نے بیان کیا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى:

"يَا ابْنَ آدَمَ! إِنَّكَ مَا دَعَوْتَنِيْ وَرَجَوْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ عَلٰى مَا كَانَ فِيْكَ وَلَآ أُبَالِيْ.

يَا ابْنَ آدَمَ! لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُكَ عَنَانَ السَّمَآءِ، ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِيْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَآ أُبَالِيْ.....الحديث. ❷

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

["اے ابن آدم! بلاشبہ تو جب تک مجھ سے دعا کرتا رہے اور امید رکھتا رہے، تو میں تم میں جو کچھ بھی ہو، اُس کے باوجود، تمہاری بخشش کرتا رہوں گا اور مجھے کچھ پروا نہیں (کہ تم میں کیا کچھ ہے، یعنی تم میں کتنے بھی زیادہ گناہ کیوں نہ ہوں)۔

❶ تفسیر ابن کثیر 525/4.

❷ جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب، جزء من رقم الحديث 3772، 368/9. امام ترمذی نے اِسے [حسن غریب] اور شیخ البانی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 368/9؛ وصحيح سنن الترمذي 176/3).

اے ابن آدم! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے، تو میں تجھے بخش دوں گا اور مجھے پروا نہیں ...... الحدیث.

شرحِ حدیث:

دو محدثین کے بیانات:

i: علامہ طیبی رقم طراز ہیں:

"قَوْلُهُ: (مَادَعَوْتَنِي): أَيْ مَا دُمْتَ تَدْعُوْنِي، وَتَرْجُوْ مَغْفِرَتِيْ، وَلَا تَقْنُطُ مِنْ رَّحْمَتِيْ، فَإِنِّيْ أَغْفِرُلَكَ، وَلَا يَعْظُمُ عَلَيَّ مَغْفِرَتُكَ، وَإِنْ كَانَتْ ذُنُوْبُكَ كَثِيْرَةً."❶

["اللہ عزوجل کا ارشاد (مَا دَعَوْتَنِي): یعنی جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے، مجھ سے مغفرت کی امید رکھتا رہے اور میری رحمت سے مایوس نہ ہو، تو یقیناً میں تجھے بخشتا رہوں گا، (کیونکہ) تجھے بخش دینا مجھ پر کوئی بڑی بات نہیں، اگرچہ تمہارے گناہ بہت زیادہ ہوں۔"]

ii: ملا علی قاری کا بیان:

"قَوْلُهُ (وَلَآ أُبَالِيْ): أَيْ، وَالْحَالُ أَنِّيْ لَآ أَتَعَظَّمُ مَغْفِرَتَكَ عَلَيَّ، وَإِنْ كَانَ ذَنْبًا كَبِيْرًا أَوْ كَثِيْرًا، فَإِنَّ رَحْمَتِيْ سَبَقَتْ أَوْ غَلَبَتْ غَضَبِيْ."❷

["اللہ جل جلالہ کا فرمان: (وَلَآ أُبَالِيْ): یعنی (صورتِ) حال یہ ہے، کہ تجھے معاف کرنا میرے لیے کوئی بھاری چیز نہیں، اگرچہ گناہ بہت بڑا یا بہت بڑی تعداد میں ہوں، کیونکہ میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے چکی یا غالب آچکی ہے۔"]

---

❶ شرح الطیبي 1845/6.

❷ مرقاۃ المفاتیح 169/5.

ب: تین واقعات:

i: الکفل کا قصہ

حضراتِ ائمہ احمد، ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يُحَدِّثُ حَدِيثًا، لَوْ لَمْ أَسْمَعْهُ إِلَّا مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ، ...... حَتّٰى عَدَّ سَبْعَ مَرَّاتٍ...... وَلٰكِنِّي سَمِعْتُهُ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ.

["میں نے نبی کریم ﷺ کو ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔ اگر میں نے اسے ایک یا دو مرتبہ نہ سنا ہوتا [1] ...... یہاں تک کہ انہوں نے سات دفعہ (سُننے کو) شمار کیا...... لیکن میں نے تو اُسے اِس سے بھی زیادہ بار سنا۔"]

"سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ:

"كَانَ الْكِفْلُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يَتَوَرَّعُ مِنْ ذَنْبٍ عَمِلَهُ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ فَأَعْطَاهَا سِتِّينَ دِينَارًا عَلَى أَنْ يَطَأَهَا.

فَلَمَّا قَعَدَ مِنْهَا مَقْعَدَ الرَّجُلِ مِنِ امْرَأَتِهِ، أُرْعِدَتْ وَبَكَتْ. فَقَالَ:

"مَا يُبْكِيكِ أَكْرَهْتُكِ؟"

قَالَتْ:

"لَا وَلٰكِنَّهُ عَمَلٌ مَّا عَمِلْتُهُ قَطُّ، وَمَا حَمَلَنِي عَلَيْهِ إِلَّا الْحَاجَةُ."

فَقَالَ:

"تَفْعَلِينَ أَنْتِ هٰذَا، وَمَا فَعَلْتِهِ! اذْهَبِي فَهِيَ لَكِ."

---

[1] اِس جملے کی جزا (یعنی دوسرا حصہ محذوف (یعنی ذکر نہیں کیا گیا) ہے۔ اُن کی مراد یہ ہے کہ اگر میں نے اِسے ایک یا دو بار، بلکہ سات دفعہ سنا نہ ہوتا، تو میں اِسے بیان نہ کرتا۔ (ملاحظہ ہو: تحفة الأحوذي 168/7).

وَقَالَ:

"لَا، وَاللّٰهِ! لَآ أَعْصِيُ اللّٰهَ بَعْدَهَا أَبَدًا."

فَمَاتَ مِنْ لَيْلَتِهِ، فَأَصْبَحَ مَكْتُوبًا عَلٰى بَابِهِ:

"إِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لِلْكِفْلِ." ❷

[''بنو اسرائیل میں سے کفل (نامی شخص) کسی بھی گناہ کے کرنے سے گریز نہیں کرتا تھا۔ اُس کے پاس ایک خاتون آئی، تو اُس نے اُسے ساٹھ دینار اِس شرط پر دیئے، کہ وہ اُس کے ساتھ برائی کرے گا۔

جب وہ اُس (عورت) کے ساتھ خاوند کے بیوی کے ساتھ بیٹھنے کی شکل میں بیٹھا، تو اُس (خاتون کے جسم) میں کپکپی طاری ہوگئی اور وہ رونے لگی۔

اُس نے کہا:

''تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟

(کیا) میں نے تمہیں مجبور کیا ہے؟''

اُس نے جواب دیا:

''نہیں، لیکن یہ (ایسا) کام ہے، کہ میں نے (اِس سے پہلے) کبھی نہیں کیا۔

(میری) محتاجی نے مجھے اِس پر آمادہ کیا۔''

اُس نے کہا:

''تم یہ کر رہی ہو (یعنی تمہاری صورتِ حال یہ ہو چکی ہے)، حالانکہ تم نے ابھی یہ

---

❷ المسند، رقم الحديث 4747، 334/6-336، (ط: دار المعارف بمصر)؛ وجامع الترمذي، أبواب صفة القيامة، باب، 2614، 167/7-168؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب التوبة والإنابة، 254/4-255. الفاظِ حدیث ترمذی کے ہیں۔ امام ترمذی نے اسے [حسن]، امام حاکم نے اِس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی اور شیخ احمد شاکر نے اُن کے ساتھ موافقت کی ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي 168/7؛ والمستدرك على الصحيحين 255/4؛ والتلخيص 255/4؛ وهامش المسند 334/6).

(برائی) کی (بھی) نہیں۔ چلی جاؤ، (جو ساٹھ دینار دے چکا ہوں،) سو وہ تیرے ہی ہیں۔''

اور اُس نے (خاتون کے جانے کے بعد خلوت میں) کہا:

''نہیں، اللہ تعالیٰ کی قسم! میں (اب) کبھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔''

وہ (کفل) اُسی رات فوت ہوگیا، تو اُس کے دروازے پر لکھا ہوا تھا:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کفل کو بخش دیا۔'']

اِس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں، کہ جب کفل نے اللہ تعالیٰ کے حضور سچی اور مخلصانہ توبہ کی، تو اللہ تعالیٰ نے اُس کی توبہ قبول فرمالی۔ اُس کے گناہوں کی سنگینی اور کثرت اُس کی توبہ کی راہ میں رکاوٹ نہ بنی۔

ii: ابوطویل شطب ممدود رضی اللہ عنہ کا قصہ

امام طبرانی اور امام بزّار نے حضرت ابوطویل شطب ممدود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''أَرَأَيْتَ مَنْ عَمِلَ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا،

فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهَا شَيْئًا،

وَ هُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَتْرُكْ حَاجَةً وَلَا دَاجَةً إِلَّا أَتَاهَا،

فَهَلْ لِّذٰلِكَ مِنْ تَوْبَةٍ؟''

[''آپ اس شخص کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں، جس نے تمام گناہوں کا ارتکاب کیا،

پس اُس نے اُن میں سے کوئی چیز (یعنی نافرمانی) چھوڑی نہ ہو،

اُس نے اُن میں سے کسی چھوٹے بڑے مرغوب گناہ سے گریز نہ کیا ہو،

تو کیا ایسے شخص کے لیے توبہ ہے؟'']

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''فَهَلْ أَسْلَمْتَ؟''

[''کیا تم مسلمان ہو چکے ہو؟'']

عرض کیا:''أَمَّآ أَنَا فَأَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ.''

[''جہاں تک میرا تعلق ہے، تو میں گواہی دیتا ہوں، کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یقیناً آپ اللہ تعالیٰ کے رسول - ﷺ - ہیں۔'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''تَفْعَلُ الْخَيْرَاتِ، وَ تَتْرُكُ السَّيِّئَاتِ، فَيَجْعَلُهُنَّ اللّٰهُ لَكَ خَيْرَاتٍ كُلَّهُنَّ.''

[''اچھے اعمال کرو اور برائیاں چھوڑ دو، تو اللہ تعالیٰ اُن سب (برائیوں) کو تمہارے لیے نیکیاں بنا دیں گے۔'']

عرض کیا:''وَ غَدَرَاتِيْ وَ فَجَرَاتِيْ.''

[''اور میری غداریاں اور بدکاریاں (یعنی کیا وہ بھی نیکیوں میں بدل دی جائیں گی؟'']

آنحضرت ﷺ نے جواب دیا:''نَعَمْ.''

کہا (یعنی پکار اُٹھا):''اَللّٰهُ أَكْبَرُ.''

[''اللہ تعالیٰ سب سے بڑے ہیں۔''] (یعنی خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔)

فَمَا زَالَ يُكَبِّرُ حَتّٰى تَوَارٰى.''❶

[(راوی نے بیان کیا): وہ [اللہ اکبر] کہتا رہا، یہاں تک کہ (نگاہوں سے) اوجھل ہو گیا۔'']

---

❶ بحوالہ: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، کتاب الإیمان، باب الإسلام یجبّ ما قبله، 1/31-32. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں:''طبرانی نے اِسے روایت کیا۔ بزار نے بھی قریب قریب انہی الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [محمد بن ہارون ابونشیط] کے علاوہ بزار کے تمام راویان [صحیح کے راویان] ہیں اور [محمد بن ہارون ثقہ] ہیں۔'' (المرجع السابق 1/32).

حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے، کہ اس شخص رضی اللہ عنہ نے اپنے دائرۂ طاقت میں آنے والے کسی بھی مرغوب گناہ سے احتراز نہیں کیا تھا۔ اُس نے اپنی اِس کیفیت کو درجِ ذیل تین جملوں میں خوب واضح کیا ہے:

i:[مَنْ عَمِلَ الذُّنُوْبَ كُلَّهَا] .

[جس شخص نے تمام گناہوں کا ارتکاب کیا ہو]۔

ii:[فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهَا شَيْئًا] .

[پس اُس نے اُن (یعنی گناہوں) میں سے کسی کو چھوڑا نہ ہو]۔

iii:[وَ هُوَ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَتْرُكْ حَاجَةً وَّ لَا دَاجَةً إِلَّا أَتَاهَا]

[اور اُس نے اس سلسلے میں کسی ایسے صغیرہ کبیرہ گناہ سے گریز نہیں کیا، جس کے ارتکاب کی اُس کے نفس نے رغبت کی]۔

امام ابن اثیر رقم طراز ہیں:

اس کا معنٰی یہ ہے، کہ میرے نفس نے مجھے کسی گناہ کی طرف دعوت نہیں دی، مگر میں نے اُس کا ارتکاب کیا اور [دَاجَةً] سے مقصود رغبت اور پسند کے پیچھے لگنا ہے۔ [1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص کو توحید و رسالت کی گواہی دینے کے بعد حسبِ ذیل دو کام کرنے کی تلقین فرمائی:

ا: نیکیوں کا کرنا

ب: بُرائیوں کا چھوڑنا

اور اُس کی جانب سے ان دو باتوں کے کرنے پر عظیم الشان ثمرہ پانے کی بشارت دی اور وہ یہ تھا، کہ:

---

[1] النهاية في غريب الحديث والأثر، مادة "حوج" 456/1-457؛ نیز ملاحظہ ہو: غريب الحديث للحافظ ابن الجوزي، باب الحاء مع الواو، 250/1.

اللہ تعالیٰ اُس کی تمام ہر قسم کی برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل فرما دیں گے۔

اس طرح اُس شخص کے گناہوں کی سنگینی اور کثرت آنحضرت ﷺ کی بشارت کے پورا ہونے میں رکاوٹ نہ بنے گی۔

اللہ اکبر! اے رب کریم! ہمیں اِس عظیم بشارت کے حصول کے تقاضوں کو پورا کرنے اور اِسے پانے والوں میں سے اپنی رحمتِ بے پایاں سے شامل فرما دیجیے۔

إِنَّكَ جَوَّادٌ كَرِيْمٌ .

iii: سو اشخاص کے قاتل کا قصہ

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"كَانَ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ نَفْسًا .

فَسَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ ، فَدُلَّ عَلٰى رَاهِبٍ ، فَأَتَاهُ ، فَقَالَ :

["تم سے پہلے ایک شخص نے ننانوے جانوں کو قتل کیا تھا۔

اُس نے روئے زمین کے سب سے زیادہ علم والے (شخص) کے بارے میں پوچھا، تو اُسے ایک درویش کے متعلق بتلایا گیا، تو وہ اُس کے پاس پہنچا، اور اُس سے کہا:

"إِنَّهُ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ نَفْسًا ، فَهَلْ لَّهُ مِنْ تَوْبَةٍ ."

["بلاشبہ اُس نے ننانوے جانوں کو قتل کیا ہوا ہے، تو کیا اُس کی توبہ (کے قبول ہونے کی کوئی صورت) ہے؟"]

اُس نے جواب دیا: "لَا ." ["نہیں۔"]

"فَقَتَلَهُ ، فَكَمَّلَ بِهِ مِائَةً ."

["تو اُس نے اُسے بھی قتل کر کے سو (قتل کرنے کی گنتی) مکمل کر دی۔"]

"ثُمَّ سَأَلَ عَنْ أَعْلَمِ أَهْلِ الْأَرْضِ ، فَدُلَّ عَلٰى رَجُلٍ عَالِمٍ .

فَقَالَ: ''إِنَّهُ قَتَلَ مِائَةَ نَفْسٍ، فَهَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ؟''

[''پھر اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم کے متعلق سوال کیا، تو اُسے ایک علم والے شخص کے متعلق بتلایا گیا۔

چنانچہ اُس نے (اُس کے پاس پہنچ کر) اُس سے کہا:

''بے شک اُس نے سو جانوں کو قتل کیا ہے، تو اُس کے لیے توبہ ہے؟'']

اس نے جواب دیا:

''نَعَمْ. وَ مَنْ يَّحُولُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ التَّوْبَةِ؟

اِنْطَلِقْ إِلَى أَرْضِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنَّ بِهَآ أُنَاسًا يَعْبُدُونَ اللّٰهَ، فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ. وَلَا تَرْجِعْ إِلَى أَرْضِكَ، فَإِنَّهَا أَرْضُ سَوْءٍ.''

[''ہاں، اُس کے اور توبہ کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ (یعنی تیری توبہ کی راہ میں رکاوٹ بننے کا کسی کو کوئی حق نہیں)۔

فلاں فلاں زمین کی طرف چلے جاؤ، کیونکہ وہاں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے لوگ ہیں۔ تم بھی اُن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔ اپنی دھرتی کی طرف نہ پلٹنا، کیونکہ وہ بُری زمین ہے۔'' (یعنی وہاں بُرے لوگ رہتے ہیں)۔'']

''فَانْطَلَقَ، حَتّٰى إِذَا نَصَفَ الطَّرِيقَ، أَتَاهُ الْمَوْتُ. فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَآئِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَآئِكَةُ الْعَذَابِ.

فَقَالَتْ مَلَآئِكَةُ الرَّحْمَةِ: ''جَآءَ تَآئِبًا مُّقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللّٰهِ.''

وَقَالَتْ مَلَآئِكَةُ الْعَذَابِ: ''إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ.''

[''چنانچہ وہ شخص روانہ ہوا۔ جب آدھے راستے میں پہنچا، تو اُسے موت آ گئی۔

رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا (شروع) ہوا۔

رحمت کے فرشتوں نے کہا: ''وہ دلی توجہ (یعنی اخلاص) سے توبہ کرتے ہوئے اللہ

تعالیٰ کی طرف آیا۔"

عذاب کے فرشتوں نے کہا: "اُس نے کبھی (بھی) کوئی بھلا کام نہیں کیا تھا۔"]

"فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ، فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ."

["اُن کے پاس ایک فرشتہ انسانی شکل میں آیا، تو اُنہوں نے اُسے اپنے درمیان (فیصل) مقرر کرلیا۔"

"فَقَالَ: "قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ، فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنٰى، فَهُوَ لَهُ."

اس (مقرر کردہ فیصل) نے کہا (یعنی فیصلہ دیا):

["دونوں جگہوں کے درمیان پیائش کر لیجیے۔ دونوں میں سے جس کی جانب وہ زیادہ قریب ہوا، وہ اُسی کے لیے ہے۔"]

"فَقَاسُوهُ، فَوَجَدُوهُ أَدْنٰى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ.

فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ." [1]

["چنانچہ انہوں نے اُس (یعنی فوت ہونے کے مقام سے لے کر روانہ ہونے والی جگہ تک اور اُسی مقام سے لے کر اُس بستی تک، جہاں جانے کا اُس کا ارادہ تھا] کی پیائش کی، تو انہوں نے اُسے جس جگہ جانے کا وہ ارادہ کر رہا تھا، نسبتاً زیادہ قریب پایا۔"

تو رحمت کے فرشتوں نے اُس (کی روح) کو قبض کیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے:

"فَنَأَى بِصَدْرِهِ." [2]

["وہ اپنے سینے کے بل (اپنی منزل کی جانب مزید) آگے بڑھا۔"]

[1] متفق علیه، صحیح البخاري، کتاب أحادیث الأنبیآء، باب، رقم الحدیث 3470، 512/6؛ و صحیح مسلم، کتاب التوبة، رقم الحدیث 46-(2766)، 2118/4. الفاظِ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

[2] صحیح مسلم، کتاب التوبة، جزء من رقم الحدیث 46-(2766)، 2118/4. روایت کا یہ حصہ مرفوع اور متصل نہیں، کیونکہ [الحسن] نے کہا: "ذُكِرَ لَنَا." [ہمارے لیے ذکر کیا گیا]۔

ایک تیسری روایت میں ہے:

"فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلٰى هٰذِهٖ: أَنْ تَبَاعَدِيْ، وَإِلٰى هٰذِهٖ أَنْ تَقَرَّبِيْ." ❶

[پس اللہ تعالیٰ نے اُسے (یعنی اُس کی روانہ ہونے والی جگہ کو) حکم دیا: "یہ کہ دُور ہو جاؤ۔"

اور اس (جگہ) کو (جہاں وہ جا رہا تھا، حکم دیا): "کہ قریب ہو جاؤ۔"]

ایک چوتھی روایت میں ہے:

["وَقَالَ: "قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا."

فَوُجِدَ إِلٰى هٰذِهٖ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ، فَغُفِرَ لَهٗ."] ❷

["اور اس (فیصلہ کرنے والے) نے کہا: "اُن دونوں (مقامات) کے درمیان پیمائش (کر کے موازنہ) کر لیجیے۔"

تو وہ اُس (یعنی جہاں وہ جا رہا تھا) کے ایک بالشت (کے برابر) زیادہ قریب تھا، تو اُسے معاف کر دیا گیا۔"]

❀ توبہ اور حقوق العباد:

اِس حدیث سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے، کہ گناہوں کی کثرت توبہ کی راہ میں رکاوٹ نہیں، وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں، تو توبہ سے حقوق العباد بھی معاف فرما دیتے ہیں۔

صحیح مسلم کی روایت پر علامہ نووی نے حسبِ ذیل عنوان تحریر کیا ہے:

[بَابُ قُبُوْلِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ، وَإِنْ كَثُرَ قَتْلُهٗ]. ❸

[قاتل کی توبہ کی قبولیت کے متعلق باب، اگرچہ اُس کے قتل بہت زیادہ ہوں۔]

❶ المرجع السابق، رقم الحديث 48-(2766)، 2119/4.

❷ صحيح البخاري، كتاب أحاديث الأنبياء، باب، جزء من رقم الحديث 3470، 512/6.

❸ صحيح مسلم 2118/4.

باقی جہاں تک مقتول اور اسی طرح دیگر مظلوموں کے حقوق کا تعلق ہے، تو شاید توبہ کرنے والے کی صدقِ نیت اور اخلاص کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مظلومین کو اپنی طرف سے اجر و ثواب دے کر روزِ قیامت راضی فرما دیں اور قاتل اور ظالم کا نامۂ اعمال سچی اور کھری توبہ کی وجہ سے گناہوں سے پاک کر دیں۔

شرحِ حدیث:

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"وَ فِيْ الْحَدِيْثِ مَشْرُوْعِيَّةُ التَّوْبَةِ مِنْ جَمِيْعِ الْكَبَآئِرِ حَتّٰى مِنْ قَتْلِ الْأَنْفُسِ. وَ يُحْمَلُ عَلٰى أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى إِذَا قَبِلَ تَوْبَةَ الْقَاتِلِ تَكَفَّلَ بِرِضَا خَصْمِهِ." ❶

[''(اس) حدیث میں تمام کبیرہ گناہوں سے، حتیٰ کہ جانوں کے قتل سے بھی، توبہ کرنے کا شرعی طور پر درست ہونے کا (ثبوت) ہے اور یہ بات سمجھی جائے گی، کہ قاتل کی توبہ قبول ہونے کی صورت میں، اُس کے خلاف مدعی کو راضی کرنا، خود اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لے لیں گے۔'']

3: مغفرت کی طلب میں ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑنا:

بندے پر لازم ہے، کہ توبہ کرنے میں بہت جلدی کرے۔ تاخیر و توقف بالکل نہ کرے۔ کہیں ایسا نہ ہو، کہ مصائب کی سنگینی اور کثرت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جائے یا اس کی موت کا وقت آ پہنچے اور اُسے توبہ کا موقع میسر ہی نہ آئے۔

دو دلائل:

i: ﴿وَسَارِعُوْٓا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ ❷

---

❶ فتح الباري 517/6.
❷ آل عمران / الآية 133.

[ترجمہ: اور اپنے رب کی جانب سے بخشش اور آسمانوں اور زمین کے برابر چوڑائی والی جنت کی طرف، ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑو۔ اُسے متقی لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔'']

تین مفسرین کے اقوال:

ا: قاضی بیضاوی:

''﴿وَ سَارِعُوْا﴾: بَادِرُوْا وَأَقْبِلُوْا ﴿اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ إِلٰی مَا يَسْتَحِقُّ بِهِ الْمَغْفِرَةَ كَالْإِسْلَامِ وَالتَّوْبَةِ وَالْإِخْلَاصِ.''❶

[''﴿وَ سَارِعُوْا﴾: اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دوڑو اور توجہ کرو۔ ﴿اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ان (باتوں) کی طرف، جن کے ساتھ تم بخشش پانے کے حق دار بن جاؤ، جیسے اسلام، توبہ اور اخلاص ہیں۔'']

ب: شیخ ابن عاشور:

ارشادِ باری تعالیٰ ﴿وَ سَارِعُوْا﴾ باب [مُفَاعَلَة] سے ہے، اس میں دونوں جانب سے کام کرنے میں شراکت ہوتی ہے، یہاں ایسی شرکت تو نہیں، البتہ مقصود یہ ہے، کہ تم مغفرت کے طلب کرنے میں بہت زیادہ جلدی کرو۔❷

ج: شیخ ابوبکر الجزائری:

شیخ حفظہ اللہ آیت سے حاصل ہونے والی ہدایت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''وُجُوْبُ تَعْجِيْلِ التَّوْبَةِ وَ عَدَمِ التَّسْوِيْفِ فِيْهَا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰی: ﴿وَ سَارِعُوْا﴾.''❸

[''ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿وَ سَارِعُوْا﴾ کی وجہ سے جلدی توبہ کرنے اور تاخیر نہ

---

❶ تفسير البيضاوي 180/1.

❷ ملاحظہ ہو: تفسير التحرير و التنوير 89/4.

❸ أيسر التفاسير 317/1.

کرنے کا واجب ہونا۔'']

ii: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿سَابِقُوْا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ﴾ ❶

[''اپنے رب کی بخشش اور اس کی جنت کی طرف ایک دوسرے سے آگے بڑھو، جس کی چوڑائی آسمان اور زمین کی مانند ہے]۔

دو مفسرین کے اقوال:

i: علامہ رازی رقم طراز ہیں:

''وَاعْلَمْ أَنَّهُ تَعَالَى أَمَرَ بِالْمُسَارَعَةِ فِي قَوْلِهِ: ﴿وَسَارِعُوْٓا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ ثُمَّ شَرَحَ هٰهُنَا كَيْفِيَّةَ تِلْكَ الْمُسَارَعَةِ، فَقَالَ: سَارِعُوْا مُسَارَعَةَ الْمُسَابِقِيْنَ لِأَقْرَانِهِمْ فِي الْمِضْمَارِ.'' ❷

[''جان لیجیے، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشادِ تعالیٰ: ﴿وَسَارِعُوْٓا إِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ میں بہت تیزی سے دوڑ کر (مغفرت طلب کرنے کا) حکم دیا۔ پھر اس مقام پر اس [تیز دوڑنے] کی کیفیت بیان فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''اس طرح دوڑ لگاؤ، جیسے کہ میدان میں اپنے ساتھیوں سے سبقت لے جانے کی خاطر باہمی مقابلہ کرنے والے دوڑتے ہیں۔''

ب: شیخ جزائری آیت شریفہ سے حاصل ہونے والی ہدایت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

---

❶ سورة الحديد / جزء من الآية 21.

❷ التفسير الكبير 234/2. نیز ملاحظہ ہو: الكشاف 65/4؛ وتفسير البيضاوي 470/2؛ وتفسير أبي السعود 211/8.

"اَلدَّعْوَةُ إِلَى الْمُسَابَقَةِ فِيْ طَلَبِ مَغْفِرَةِ الذَّنْبِ وَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ." ❶

"گناہوں سے بخشش اور جنت میں داخلے کی طلب میں ایک دوسرے سے (دوڑ میں) سبقت لے جانے کی دعوت ہے۔"

❀ شیخ محمود وراق کے اشعار:

قَدِّمْ لِنَفْسِكَ تَوْبَةً مَرْجُوَّةً

قَبْلَ الْمَمَاتِ وَقَبْلَ حَبْسِ الْأَلْسُنِ

بَادِرْ بِهَا غَلْقَ النُّفُوْسِ فَإِنَّهَا

ذُخْرٌ وَغُنْمٌ لِلْمُنِيْبِ الْمُحْسِنِ ❷

[موت کے آنے سے پہلے اور زبانوں کے بند ہو جانے سے پیشتر اپنے نفس کی (قبولیت کی) امید والی توبہ پیش کیجیے۔

جانوں کے بند (یعنی ختم) ہونے سے پیشتر اس کے کرنے میں بہت جلدی کرو، کیونکہ وہ (اللہ تعالیٰ کے حضور) رجوع کرنے والے محسن کے لیے ذخیرہ اور غنیمت ہے]۔

علامہ جرجانی کا قول:

"وَهِيَ (أَيِ التَّوْبَةُ) وَاجِبَةٌ عَلَى الْفَوْرِ عِنْدَ عَامَّةِ الْعُلَمَاءِ. أَمَّا الْوُجُوْبُ فَلِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿تُوْبُوْٓا إِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا أَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ ❸، وَأَمَّا الْفَوْرِيَّةُ فَلِمَا فِيْ تَأْخِيْرِهَا مِنَ الْإِصْرَارِ الْمُحَرَّمِ." ❹

["عام علماء کے نزدیک اُس (یعنی توبہ) کا فوری طور پر کرنا واجب ہے۔ وجوب کی دلیل ارشادِ تعالیٰ: (ترجمہ: اے اہل ایمان! تم سب اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کرو)۔ اور فوری اس لیے، کیونکہ اِس کی تاخیر میں (گناہ پر) ناجائز اصرار ہے۔"]

❶ بحوالہ: تفسير القرطبي 92/5.
❷ سورة النور / جزء من الآية 31.
❸ كتاب التعريفات ص 96.
❹ أيسر التفاسير 274/5.

-11-

تقویٰ

مصیبت زدہ شخص پر لازم ہے، کہ وہ اللہ عزوجل کے تقویٰ کو نہایت مضبوطی سے اختیار کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ متقی شخص کے لیے ہر مصیبت سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتے ہیں اور اُس کے ہر معاملے کو آسان فرما دیتے ہیں۔

تقویٰ سے مراد...... جیسا کہ شیخ ابن عاشور نے بیان کیا ہے......:

اِمْتِثَالُ الْأَوَامِرِ وَاجْتِنَابُ الْمَنْهِيَّاتِ مِنَ الْكَبَائِرِ، وَعَدَمُ الْاِسْتِرْسَالِ عَلَى الصَّغَائِرِ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا، أَيْ: اِتِّقَاءُ مَا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِقْتِحَامَ فِيْهِ مُوْجِبًا غَضَبَهٗ وَعِقَابَهٗ. [1]

[(اللہ تعالیٰ کے) احکام کی تعمیل، کبائر میں سے ممنوعہ باتوں سے دُور رہنا، صغیرہ گناہوں کے ارتکاب میں ظاہری اور باطنی طور پر سہل پسندی اختیار نہ کرنا۔

یعنی (بالفاظِ دیگر):

ایسی باتوں سے دُور رہنا، جن میں داخل ہونا اُن (یعنی اللہ تعالیٰ) کے غضب اور عذاب کا موجب ہو]۔

تقویٰ کا پریشانی اور غم سے نجات کا سبب ہونے کی دلیل:

ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا. وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [2]

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر التحریر و التنویر 226/1. تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمایئے: راقم السطور کی کتاب [تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب] ص 25-28.

[2] سورۃ الطلاق / الآیتان 2-3.

[اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے، وہ اُس کے لیے نجات کی شکل نکال دیتے ہیں اور اُسے ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں، جہاں اُس کا گمان بھی نہ ہو]۔

تقویٰ کے فائدہ ﴿يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا﴾ کی تفسیر:

اس ارشاد باری تعالیٰ میں تقویٰ اختیار کرنے والوں کو حاصل ہونے والے دو ثمرات میں سے پہلا یہ ہے، کہ

﴿يَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا﴾

[یعنی اللہ تعالیٰ اُس کے لیے نجات کی شکل نکال دیتے ہیں]۔

پانچ علماء کے اقوال:

اِس فائدے کو توفیقِ الٰہی سے اچھی طرح سمجھنے کی غرض سے ذیل میں پانچ علماء کے اقوال پیش کیے جارہے ہیں:

i: ابن عباس رضی اللہ عنہما:

"يُنْجِيهِ مِنْ كُلِّ كَرْبٍ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ." [1]

["اللہ تعالیٰ اُسے دنیا و آخرت کے ہر غم سے نجات عطا فرما دیتے ہیں۔"]

ii: ابو العالیہ رحمہ اللہ:

"مَخْرَجًا مِنْ كُلِّ شِدَّةٍ." [2]

[اس کے لیے ہر سختی سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتے ہیں]۔

iii: ربیع بن خُثَیم رحمہ اللہ:

"مِنْ كُلِّ شَيْءٍ ضَاقَ عَلَى النَّاسِ." [3]

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي 159/18.

[2] ملاحظہ ہو: المرجع السابق 159/18.

[3] ملاحظہ ہو: المرجع السابق 159/18..

[(اللہ تعالیٰ اُسے) ہر چیز سے چھٹکارا دے دیتے ہیں، جو لوگوں کے لیے باعثِ تنگی بنتی ہے)۔

iv: قاضی ابو السعود:

(تقویٰ کی بدولت) اللہ تعالیٰ زوجین کے درمیان پیدا ہونے والے غموں اور مشکلات میں پھنسنے اور آنے والے دکھوں سے اُن کے لیے نجات کی صورت پیدا فرما دیتے ہیں۔

اور یہ بھی ممکن ہے، کہ یہ بات ایک عام ضابطہ کے طور پر بیان کی گئی۔

فَالْمَعْنٰی: "وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ مَا یَأْتِيْ وَ مَا یَذَرُ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ مَخْلَصًا مِّنْ غُمُوْمِ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ." ❶

"اور معنٰی یہ ہوا، کہ:

["جو شخص کسی کام کے کرنے، نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے لیے دنیا و آخرت میں غموں سے چھٹکارے اور نجات کی صورت پیدا فرما دیں گے"]۔

v: شیخ سعدی:

"فَكُلُّ مَنِ اتَّقَی اللّٰهَ تَعَالٰی، وَ لَازَمَ مَرْضَاةَ اللّٰهِ فِيْ جَمِیْعِ أَحْوَالِهٖ، فَإِنَّ اللّٰهَ یُثِیْبُهٗ فِي الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ.

وَ مِنْ جُمْلَةِ ثَوَابِهٖ أَنْ یَّجْعَلَ لَهٗ فَرَجًا وَّ مَخْرَجًا مِّنْ كُلِّ شِدَّةٍ وَّ مُشَقَّةٍ." ❷

["پس ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اور اپنے سب حالات میں رضائے الٰہی کے حصول میں لگا رہتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُسے دنیا و آخرت میں ثواب دیتے ہیں۔

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود 261/8. نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر 400/4-401.

❷ تفسیر السعدي ص 870.

اور اسی ثواب میں سے یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ہر سختی اور مشقت سے نکلنے کے لیے نجات اور چھٹکارا کی صورت پیدا فرما دیتے ہیں'']۔

تنبیہ:

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے بدلے میں عطا کیے جانے والے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا﴾

[وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اُس کے لیے نجات کی شکل نکال دیتے ہیں]

لیکن یہ بیان نہیں فرمایا: کہ

[اس کے لیے نجات کی شکل کس چیز سے نکالتے ہیں؟]

شاید......وَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ ......اس کا ذکر نہ کرنے (یعنی حذف) میں یہ کہا جا رہا ہے:

اے پڑھنے سننے والے! تیرے تصور میں تنگی، مصیبت، پریشانی، قلق، اضطراب وغیرہ کی جو کوئی صورت بھی ہو، مجھے اُس کی کوئی پروا نہیں، تم تقویٰ لے کر آ ؤ، میں احکم الحاکمین پہلے ہی سے تجھے اُس سے چھٹکارا دینے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔

❀ تقویٰ کا آسانی کا سبب ہونے کی دلیل:

ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ [1]

[اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے گا (،تو) اللہ تعالیٰ اس کے (ہر) کام میں عظیم آسانی فرما دیں گے]۔

[1] سورة الطلاق / جزء من الآية 4.

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

حافظ ابن جوزی رقم طراز ہیں:

"يُسَهِّلُ عَلَيْهِ أَمْرَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ." ❶

[وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اُس کے لیے دنیا و آخرت کا معاملہ سہل فرما دیں گے]۔

تنبیہ:

تقویٰ کی بنا پر ملنے والی (یُسْرًا) [آسانی] کو اللہ تعالیٰ نے اسم نکرہ، [یعنی تنوین (دو زبروں) کے ساتھ] ذکر فرمایا ہے اور یہاں تنوین اس آسانی کی ضخامت اور بہت بڑے ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ وَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

❀ تقویٰ کے دیگر گیارہ دنیوی فوائد:

تقویٰ کی بدولت ......رب کریم کے فضل و کرم سے...... دنیا میں حاصل ہونے والے دیگر فوائد میں سے گیارہ درجِ ذیل ہیں:

i: اللہ تعالیٰ کا دوست بننا
ii: اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا
iii: اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہونا
iv: رحمتِ خاصہ پانے والوں میں شامل ہونا
v: چھوٹے بڑے گناہوں کی معافی اور پردہ پوشی
vi: فرقان و نور کا میسر آنا
vii: دشمنوں کے مکر سے بچاؤ
viii: کاموں کا سُدھرنا
ix: قابلِ تعریف انجامِ کار
x: حصولِ فلاح
xi: بعد از وفات اولاد کی حفاظت ❷

اے رب کریم! اپنی رحمت سے ہمیں اور ہمارے اہل و عیال کو متقی بنا دیجیے اور تقویٰ کے دینی و دنیاوی ثمرات سے مالا مال فرما دیجیے۔ آمِيْنَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ.

---

❶ زاد المسیر 295/8.

❷ تقویٰ کے ان فوائد اور دیگر ثمرات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''تقویٰ اہمیت، برکات، اسباب'' ص 69-119.

-12-

دعا

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ نہایت مہربان ہیں۔ وہ سختیوں اور غموں میں اُنہیں تنہا اور بے یار و مددگار نہیں چھوڑتے۔ اُنہوں نے ایسے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے بندوں کو ایک انتہائی مؤثر، بہت ہی زور آور اور نہایت ہی قوی ہتھیار عطا فرمایا ہے۔ وہ ہتھیار دعا ہے، جو آئی ہوئی مصیبتوں کو دُور کر دیتا، آئندہ آنے والی مصیبتوں سے محفوظ کر دیتا اور حکمِ الٰہی ہی سے ربِّ ذوالجلال کے فیصلوں کو ٹال دیتا ہے۔ مزید برآں مولائے کریم نے اس ہتھیار کے کارگر اور مفید ہونے کا وعدہ خود ہی فرمایا ہے۔

قرآن و سنت کے متعدد دلائل و شواہد اس پر دلالت کرتے ہیں۔ ذیل میں اس حوالے سے قدرے تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

ا: دعا کے مصیبت کو دُور کرنے کے متعلق چار دلائل:

i: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿أَمَّنْ يُّجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْأَرْضِ ۗ ءَ إِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ ❶

[کون ہے، جو لاچار کی فریاد سنتا ہے، جب وہ اُسے پکارتا ہے اور سختی دُور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں جانشین بناتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے بہت کم تم نصیحت قبول کرتے ہو]۔

اس آیت شریفہ میں ربِّ کریم نے اس بات کی خبر دی ہے، کہ جب مصیبتوں کے ستائے ہوئے لوگوں کے سارے سہارے ٹوٹ جاتے ہیں اور وہ ہر طرف سے

❶ سورۃ النمل / الآیۃ 62.

مایوس ہو کر اُن کے دروازے پر دستک دیتے ہیں، تو وہ اُنہیں مایوس نہیں کرتے، بلکہ اُن کی دادرسی فرماتے ہیں۔

تین مفسرین کے اقوال:

i: علامہ قرطبی:

"ضَمِنَ اللّٰهُ إِجَابَةَ الْمُضْطَرِّ إِذَا دَعَاهُ، وَأَخْبَرَ بِذٰلِكَ عَنْ نَفْسِهِ. وَالسَّبَبُ فِي ذٰلِكَ أَنَّ الضَّرُوْرَةَ إِلَيْهِ بِاللِّجَآءِ يَنْشَأُ عَنِ الْإِخْلَاصِ، وَقَطْعِ الْقَلْبِ عَمَّا سِوَاهُ، وَلِلْإِخْلَاصِ عِنْدَهُ سُبْحَانَهُ مَوْقِعٌ وَّذِمَّةٌ، وُجِدَ مِنْ مُّؤْمِنٍ أَوْ كَافِرٍ، طَآئِعٍ أَوْ فَاجِرٍ." ❶

[''اللہ تعالیٰ نے لاچار کے پکارنے پر اُس کی فریادرسی کی ضمانت دی ہے اور اپنے بارے میں اس بات کی خبر دی ہے۔ اِس کا سبب یہ ہے، کہ اخلاص اور اُن کے سوا ہر کسی سے دلی تعلّق توڑنے سے ہی اُن کے حضور پناہ لینے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے اور اخلاص کی، خواہ وہ مومن میں ہو یا کافر میں، طاعت گزار میں یا فاجر میں، اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک (خاص) حیثیت اور مقام ہے۔'']

ii: حافظ ابن کثیر:

"يُنَبِّهُ تَعَالٰى أَنَّهُ هُوَ الْمَدْعُوُّ عِنْدَ الشَّدَآئِدِ، الْمَرْجُوُّ عِنْدَ النَّوَازِلِ كَمَا قَالَ تَعَالٰى:

﴿وَ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ إِلَّآ إِيَّاهُ﴾ ❷

وَقَالَ تَعَالٰى:

﴿ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْـَٔرُوْنَ﴾ ❸

❶ تفسير القرطبي 223/13.

❷ سورة الإسراء / جزء من الآية 67.

❸ سورة النحل / جزء من الآية 53.

وَھٰکَذَا قَالَ ھٰھُنَا:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ﴾

أَيْ: مَـنْ هُوَ الَّذِيْ لَا يَلْجَأُ الْمُضْطَرُّ إِلَّا إِلَيْهِ، وَالَّذِيْ لَا يَكْشِفُ ضُرَّ الْمَضْرُوْرِيْنَ سِوَاهُ." ❶

"اللہ تعالیٰ آگاہ فرما رہے ہیں، کہ یقیناً سختیوں میں انہیں ہی پکارا جاتا ہے، آفات میں انہی سے امید رکھی جاتی ہے، جیسے کہ انہوں -سبحانہ وتعالیٰ- نے ارشاد فرمایا:

[ترجمہ: اور جب تمہیں سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے، تو اُن (یعنی اللہ تعالیٰ) کے سوا جنہیں تم پکارتے تھے، گم ہو جاتے ہیں)۔

اور (ایک دوسرے مقام پر) ارشاد فرمایا:

[ترجمہ: پھر جب تمہیں تکلیف پہنچتی ہے، تو انہی کی طرف تم نالہ وفریاد کرتے ہو]۔

اسی طرح اس مقام پر ارشاد فرمایا:

[ترجمہ: کون ہے، جو لاچار کی فریاد سنتا ہے، جب وہ اُسے پکارتا ہے]۔

یعنی وہ کون سی ذات ہے، کہ جن کے سوا لاچار کسی اور کی طرف پناہ نہیں لیتا اور اُن کے علاوہ تکلیف زدہ لوگوں کی تکلیف کو، کوئی دوسرا دُور نہیں کرتا۔"]

iii: شیخ سعدی:

"أَيْ: هَـلْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ الَّذِيْ أَقْلَقَتْهُ الْكُرُوْبُ، وَتَعَسَّرَ عَلَيْهِ الْمَطْلُوْبُ، وَاضْطَرَّ لِلْخَلَاصِ مِمَّا هُوَ فِيْهِ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ؟

وَمَنْ (يَكْشِفُ السُّوْٓءَ)، أَيْ: اَلْبَلَآءَ، وَالشَّرَّ، وَالنِّقْمَةَ، إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ؟" ❷

---

❶ تفسیر ابن کثیر 408/3.

❷ تفسير السعدي ص 608.

[''یعنی کوئی اُس لاچار کی فریاد رسی کرنے والا ہے، جسے غموں نے بے چین کر رکھا ہو اور مقصود کا حصول اس کے لیے بہت کٹھن ہو چکا ہو؟

(یَكْشِفُ السُّوْٓءَ) یعنی تنہا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کون اُس کی مصیبت، شر اور عذاب کو دُور کر سکتا ہے؟''] ❶

2: امام ترمذی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَرُدُّ الْقَضَآءَ إِلَّا الدُّعَآءُ، وَ لَا يَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ إِلَّا الْبِرُّ." ❷

[''دعا کے سوا کوئی (چیز) قضا کو ردّ نہیں کرتی اور عمر میں نیکی کے علاوہ کوئی (چیز) اضافہ نہیں کرتی]۔

شرحِ حدیث:

حضراتِ محدثین کے [دعا کے قضا کو ردّ کرنے کے] بیان کردہ معانی میں سے دو درج ذیل ہیں:

i: تسلسل سے دعا کرنے سے ...... جیسا کہ علامہ طیبی نے بیان کیا ہے ...... قضا کے آنے کو، (وہ جیسی بھی ہو،) بندے کے لیے خوش گوار کر دیا جاتا ہے، تو اِس طرح گویا کہ، دعا نے اسے ردّ کر دیا۔ ❷

یا بالفاظِ دیگر ...... بقول علّامہ مناوی ...... قضا کو اِس کے لیے سہل بنا دیا جاتا ہے، تو

❶ جامع الترمذي، أبواب القدر، باب ما جآء "لا يردّ القدرَ إلا الدعآء"، رقم الحديث 2225، 289/6. امام ترمذی نے اِسے [حسن] قرار دیا ہے۔ شیخ البانی نے کہا ہے، کہ (ایک دوسری حدیث) حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ کے شاہد کے ساتھ مل کر، جیسا کہ امام ترمذی نے کہا ہے، یہ [حدیث حسن] ہے۔ (ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث 154، المجلد الأول).

❷ ملاحظہ ہو: شرح الطيبي 3164/10.

گویا، کہ دعا نے اُسے ردّ ہی کر دیا۔ ❶

ii: یہاں [تقدیر] سے مراد وہ [تقدیر] ہے، جو کہ، اگر دعا نہ کی جاتی، تو واقع ہونے والی تھی۔ ❷

قاضی (عیاض) رقم طراز ہیں:

اَلْمُرَادُ اَنَّ الْقَضَآءَ قِسْمَانِ:

جَازِمٌ لَّا يَقْبَلُ الرَّدَّ وَالتَّعْوِيْقَ،

وَمُعَلَّقٌ وَّهُوَ أَنْ يَّقْضِيَ اللّٰهُ أَمْرًا مَّفْعُوْلًا مَّا لَمْ يَرُدَّهٗ عَائِقٌ،

وَذٰلِكَ الْعَائِقُ لَوْ وُجِدَ، كَانَ ذٰلِكَ أَيْضًا قَدْرًا مَّقْضِيًّا. ❸

[مراد یہ ہے، کہ [قضا] دو قسموں کی ہے:

[قضا جازم]، جو کہ ردّ نہیں ہوتی اور نہ رکتی ہے۔

اور [معلّق] کہ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہو، کہ اگر رکاوٹ نہ ہوئی، تو وہ ہونے والا ہے۔ اگر وہ رکاوٹ پائی گئی، تو اُس (رکاوٹ) کا ہونا بھی فیصلہ شدہ تقدیر (ہی) تھا۔]

3: امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''إِنَّ الدُّعَآءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ، فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَآءِ.'' ❹

['' بے شک دعا نازل شدہ (مصیبتوں کے دُور کرنے) میں فائدہ دیتی ہے اور

---

❶ ملاحظہ ہو: فيض القدير 450/6.

❷ ملاحظہ ہو: شرح الطيبي 3164/10.

❸ دیکھیے: فيض القدير 450/6.

❹ جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب، رقم الحديث 3780، 374/9. امام ترمذی نے اس کے [ایک راوی کو ضعیف] کہا ہے اور شیخ البانی نے [حدیث کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 374/9؛ و صحيح سنن الترمذي 178/3).

اُن سے (بچاؤ میں بھی نفع دیتی ہے)، جو ابھی نازل نہیں ہوئیں، پس (اے) اللہ تعالیٰ کے بندو! دعا کو لازم کرو۔'']

شرحِ حدیث:

علامہ محمد عبدالرحمن مبارک پوری رقم طراز ہیں:

''(إِنَّ الدُّعَآءَ يَنفَعُ مِمَّا نَزَلَ): أَيْ: مِنْ بَلَاءٍ نَزَلَ، بِالرَّفْعِ إِنْ كَانَ مُعَلَّقًا، وَبِالصَّبْرِ إِنْ كَانَ مُحْكَمًا، فَيَسْهُلُ عَلَيْهِ تَحَمُّلُ مَا نَزَلَ بِهِ، فَيُصَبِّرُهُ عَلَيْهِ أَوْ يُرْضِيهِ بِهِ، حَتّٰى لَا يَكُونَ فِي نُزُولِهِ مُتَمَنِّيًا خِلَافَ مَا كَانَ، بَلْ يَتَلَذَّذُ بِالْبَلَاءِ مِمَّا يَتَلَذَّذُ أَهْلُ الدُّنْيَا بِالنَّعْمَآءِ.

(وَ مِمَّا لَمْ يَنْزِلْ): أَيْ: بِأَنْ يَصْرِفَهُ عَنْهُ، وَيَدْفَعَهُ مِنْهُ، أَوْ يُمِدَّهُ قَبْلَ النُّزُولِ بِتَأْيِيدٍ مَنْ يَخِفُّ مَعَهُ أَعْبَاءَ ذٰلِكَ، إِذَا نَزَلَ بِهِ.

(فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَآءِ): أَيْ: إِذَا كَانَ هٰذَا شَأْنُ الدُّعَآءِ فَالْزَمُوْا يَا عِبَادَ اللّٰهِ! الدُّعَآءَ.'' ❶

[''(ترجمہ: بے شک دعا نازل شدہ مصیبت میں فائدہ دیتی ہے): اگر وہ (تقدیر) [مُعَلَّق] ❷ ہو، تو (دعا کا نفع) اُسے لے جانے کے ساتھ حاصل ہوتا ہے۔ اگر وہ [مُحْكَم] ❸ ہو، تو صبر کی صورت میں (دعا کا نفع ظاہر ہوتا ہے)۔ نازل شدہ مصیبت کا برداشت کرنا، اُس کے لیے آسان ہو جاتا ہے اور وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اُسے اس پر صبر عطا فرما دیتے ہیں اور اُس پر ایسے راضی کر دیتے ہیں، کہ وہ اس کی بجائے کسی دوسری چیز کا متمنی نہیں رہتا، بلکہ وہ تو اُس سے دنیا والوں کے نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی مانند لذت لیتا ہے۔

---

❶ تحفة الأحوذي 374/9.

❷ یعنی ایسی تقدیر، کہ اسے کسی چیز کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہو۔

❸ یعنی ایسی تقدیر، کہ وہ کسی سے وابستہ نہ ہو، بلکہ اُس کا ہونا حتمی اور قطعی ہو۔

(ترجمہ: اور جو ابھی نازل نہیں ہوئی): یعنی اُسے اس سے پھیر دیتے اور دُور کر دیتے ہیں یا اُس (مصیبت) کے اُسے پہنچنے سے پہلے اُس کی ایسی مدد فرماتے ہیں، کہ جب وہ آتی ہے، تو اُس کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے۔

(ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ کے بندو! دعا کو لازم کرو): یعنی جب دعا کی یہ شان (و عظمت) ہے، تو اے اللہ تعالیٰ کے بندو! دعا کو چمٹ جاؤ۔'']

4: امام احمد نے ابوتمیمہ کے حوالے سے اُن کی قوم کے ایک آدمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ:

[''بلاشبہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئے۔

یا انہوں نے بیان کیا:

''میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، اُن کے ہاں ایک شخص آیا اور کہا:

"أَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ - ﷺ -؟"

[''(کیا) آپ اللہ تعالیٰ کے رسول - صلی اللہ علیہ وسلم - ہیں؟''

یا اس نے کہا:

"أَنْتَ مُحَمَّدٌ ﷺ؟"

[''کیا آپ محمد - صلی اللہ علیہ وسلم - ہیں؟''

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا: "نَعَمْ." ''ہاں۔''

اُس نے پوچھا: "فَإِلَامَ تَدْعُوْ؟"

''آپ کس کی طرف بُلاتے ہیں؟''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

" أَدْعُوْ إِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهُ:

مَنْ إِذَا كَانَ بِكَ ضُرٌّ، فَدَعَوْتَهُ، كَشَفَهُ عَنْكَ،

وَ مَنْ إِذَا أَصَابَكَ عَامُ سَنَةٍ، فَدَعَوْتَهُ، أَنْبَتَ لَكَ،

وَ مَنْ إِذَا كُنْتَ فِي أَرْضٍ قَفْرٍ، فَأَضْلَلْتَ، فَدَعَوْتَهُ، رَدَّ عَلَيْكَ.''

[''میں صرف ایک اللہ عزوجل کی طرف بلاتا ہوں: وہ ذات، کہ اگر تمہیں کوئی تکلیف ہو، تو تم اُنہیں پکارو، تو وہ اُسے تم سے دُور کردیں

اور اگر تم قحط سالی میں مبتلا ہو اور اُن سے فریاد کرو، تو وہ تمہارے لیے (فصلوں) کو اُگادیں

اور اگر تم چٹیل میدان میں ہو اور اپنی سواری کھو دینے پر اُن سے دعا کرو، تو وہ اُسے تمہارے لیے واپس لے آئیں۔''

انہوں نے بیان کیا: ''فَأَسْلَمَ الرَّجُلُ.'' [1]

[''تو (سوال کرنے والا) شخص مسلمان ہوگیا۔'']

قرآن وسنت کی مذکورہ بالا نصوص سے دوٹوک انداز میں یہ حقیقت واضح ہورہی ہے، کہ دعا نازل شدہ مصیبتوں کو دُور اور آنے والی مصیبتوں سے محفوظ کرتی ہے۔ علاوہ ازیں ربِّ کریم نے لاچار اور مضطر کی دادرسی کی ضمانت خود دی ہے۔

مصیبتوں کے مارے اور غموں کے ستائے ہوئے اس عظیم ہتھیار کے بارے میں غفلت اور کوتاہی کا شکار نہ ہوں۔

اے رب کریم! ہمیں، ہمارے بہن بھائیوں، اہل وعیال اور نسلوں کو اس ہتھیار سے خوب خوب فیض یاب ہونے والوں میں شامل فرمادیجیے۔ إِنَّكَ قَرِيبٌ مُّجِيبٌ.

ب: دعا کے ذریعہ مصیبتوں سے نجات پانے کے تین واقعات:

کتاب وسنت میں بیان کردہ متعدّد واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں، کہ ربِّ کریم مصائب میں اپنے حضور دعائیں کرنے والوں کی تکالیف دُور کرتے، غموں

---

[1] المسند، جزء من رقم الحدیث 16616، 163/27-164. شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش المسند 164/27).

سے چھٹکارا عطا فرماتے اور ہر تنگی سے نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتے ہیں۔ ایسے ہی تین واقعات توفیقِ الٰہی سے ذیل میں پیش کیے جا رہے ہیں:

i: ایوب علیہ السلام کا قصہ:

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَ أَيُّوْبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ أَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ﴾ [1]

[اور ایوب - علیہ السلام - جب اُس نے اپنے رب کو پکارا:

"بے شک مجھے تکلیف پہنچی ہے اور آپ ہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والے ہیں۔"

تو ہم نے اُس کی دعا قبول کی اور اُسے جو بھی تکلیف تھی، دُور کر دی اور ہم نے اُسے، اُس کے گھر والے اور اُن کے ساتھ اُن کی مثل (اور) عطا کر دیے۔ اپنی جانب سے رحمت کرتے ہوئے اور عبادت کرنے والوں کی نصیحت کے لیے]۔

آیات شریفہ کی تفسیر:

تین مفسرین کے اقوال:

i: شیخ قاسمی:

أَيْ اُذْكُرْ أَيُّوْبَ عليه السلام - وَمَآ أَصَابَهٗ مِنَ الْبَلَآءِ، وَدُعَآءَهٗ رَبَّهٗ فِيْ كَشْفِ مَا نَزَلَ بِهٖ، وَاسْتِجَابَتَهٗ تَعَالٰى دُعَاءَهٗ، وَمَا امْتَنَّ بِهٖ عَلَيْهِ فِيْ رَفْعِ الْبَلَآءِ، وَمَا ضَاعَفَ لَهٗ بَعْدَ صَبْرِهٖ مِنَ النَّعْمَآءِ، لِتَعْلَمَ أَنَّ النَّصْرَ

[1] سورة الأنبياء / الآيتان 83-84.

مَعَ الصَّبْرِ ، وَأَنَّ عَاقِبَةَ الْعُسْرِ الْيُسْرُ......

وَإِنَّ مِنْ أَسْبَابِ الْفَرَجِ دُعَآءَهُ تَعَالٰى ، وَالْاِبْتِهَالَ إِلَيْهِ ، وَالتَّضَرُّعَ لَهُ ، وَذِكْرَهُ بِأَسْمَآئِهِ الْحُسْنٰى وَصِفَاتِهِ الْعُلْيَا . ❶

[یعنی ایوب -علیہ السلام- ، اُن پر نازل شدہ مصیبت، اُن کی اپنے رب تعالیٰ کے حضور اُسے دُور کرنے کی خاطر التجا، (اللہ سبحانہ و) تعالیٰ کی جانب سے اُن کی دادرسی، مصیبت کے دُور کرنے کا اُن پر احسان اور اُن کے صبر کے بعد اُن پر نعمتوں کو دوچند کرنا۔ (اس سب کچھ کو) یاد کیجیے، تاکہ آپ (خوب اچھی طرح) جان لیں، کہ یقیناً صبر کے ساتھ مدد ہے اور بلاشبہ ہر تنگی کا انجام آسانی ہے۔

(اللہ) تعالیٰ کے حضور دعا کرنا، اُن کے رُوبرو گریہ زاری کرنا، اُن کے حضور گڑگڑانا اور اُن کے خوب صورت ناموں اور بلندترین صفات کے ساتھ اُن کا ذکر کرنا، بلاشک و شبہ (یہ سب باتیں مصائب سے) چھٹکارا حاصل کرنے کے اسباب میں سے ہیں]۔

ii: قاضی ابوالسعود:

"﴿ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ﴾: أَيْ: آتَيْنَاهُ مَا ذُكِرَ ، لِرَحْمَتِنَا أَيُّوْبَ - علیہ السلام - ، وَتَذْكِرَةً لِغَيْرِهِ مِنَ الْعَابِدِيْنَ لِيَصْبِرُوْا كَمَا صَبَرَ ، فَيُثَابُوْا كَمَآ أُثِيْبَ ." ❷

["ہم نے مذکورہ چیزیں ایوب علیہ السلام پر رحمت کرتے ہوئے انہیں عطا فرمائیں۔ (علاوہ ازیں یہ) کہ اِس (سب کچھ) میں دیگر عبادت گزاروں کے لیے یاد دہانی ہو جائے، تاکہ وہ بھی انہی کی مانند صبر کریں اور انہی کی طرح ثواب دیے جائیں"]۔

❶ تفسير القاسمي 281/11 باختصار.

❷ تفسير أبي السعود 82/6. نیز ملاحظہ ہو: روح المعاني 81/17-82؛ وتفسير القاسمي 281/11-282.

iii: شیخ ابن عاشور:

”أَيْ وَ تَنْبِيْهًا لِّلْعَابِدِيْنَ بِأَنَّ اللّٰهَ لَا يَتْرُكُ عِنَايَتَهُ بِهِمْ.“ [1]

[”یعنی اور عبادت گزاروں کی یاد دہانی کے لیے، کہ اللہ تعالیٰ اُن پر اپنی عنایت فرمانا نہیں چھوڑتے“]۔

2: یونس علیہ السلام کا قصہ:

اللہ عزّوجلّ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [2]

[اور مچھلی والا (یعنی یونس علیہ السلام)، جب وہ ناراض ہو کر چل دیا اور سمجھا، کہ ہم اُس پر سخت گیری نہیں کریں گے، تو اُس نے اندھیروں میں پکارا، کہ:

”آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں۔ بے شک میں ہی ظالموں میں سے تھا۔“

پس ہم نے اُس کی دعا قبول کی اور اُسے غم سے نجات دی اور ہم مومنوں کو اِسی طرح نجات دیتے ہیں]۔

آیات شریفہ کی تفسیر:

دو مفسرین کے اقوال:

i: امام طبری:

﴿وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ يَقُوْلُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ: ”كَمَا أَنْجَيْنَا

[1] التحرير والتنوير 128/17.

[2] سورة الأنبياء / الآيتان 87-88.

يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ كَرْبِ الْحَبْسِ فِيْ بَطْنِ الْحُوْتِ فِيْ الْبَحْرِ، إِذْ دَعَانَا، كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ كَرْبِهِمْ، إِذَا اسْتَغَاثُوْا بِنَا وَدَعَوْنَا." ❶

[ترجمہ: اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیتے ہیں]۔ ''(اللہ) جل ثناؤہ فرماتے ہیں: ''ہم نے جیسے یونس۔ علیہ السلام۔ کے دعا کرنے پر انہیں سمندر میں مچھلی کے پیٹ کی قید سے نجات دی، اسی طرح ہم اہلِ ایمان کو اُن کی فریاد طلبی اور دعا کرنے پر اُن کے غموں سے نجات دیتے ہیں۔'']

ii: شیخ ابن عاشور:

﴿وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾: ''وَالْإِشَارَةُ بِـ [كَذٰلِكَ] إِلَى الْإِنْجَاءِ الَّذِيْ أَنْجَى بِهِ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، أَيْ مِثْلُ ذٰلِكَ الْإِنْجَاءِ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ غُمُوْمٍ، يَحْسَبُ مَنْ يَقَعُ فِيْهَا أَنَّ نَجَاتَهُ عَسِيْرَةٌ." ❷

[﴿وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾: ''[كَذٰلِكَ] سے اُس نجات کی طرف اشارہ ہے، جو کہ انہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے یونس علیہ السلام کو عطا فرمائی، یعنی اسی طرح کی نجات ہم مومنوں کو ایسے غموں سے دیتے ہیں، کہ اُن میں مبتلا ہونے والا گمان کرتا ہے، کہ اُس کا چھٹکارا پانا بہت مشکل ہے۔'']

3: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کا قصہ:

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، (کہ) اُنہوں نے بیان فرمایا:

أَقْرَعَ ...... رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ...... بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا، فَخَرَجَ سَهْمِيْ، فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَمَا نَزَلَ الْحِجَابُ، فَأَنَا

❶ تفسير الطبري 64/17؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر 213/3.

❷ التحرير والتنوير 133/17.

أُحْمَلُ فِيْ هَوْدَجِي، وَأُنْزَلُ فِيهِ.

فَسِرْنَا حَتّٰى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ، وَقَفَلَ، وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَافِلِينَ، آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ. فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ، فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ.

فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِيْ، أَقْبَلْتُ إِلٰى رَحْلِيْ، فَإِذَا عِقْدٌ لِي مِنْ جَزْعِ أَظْفَارِ قَدِ انْقَطَعَ، فَالْتَمَسْتُ عِقْدِيْ، وَحَبَسَنِي ابْتِغَاؤُهُ. وَأَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِينَ كَانُوا يَرْحَلُونَ لِيْ، فَاحْتَمَلُوا هَوْدَجِيْ، فَرَحَلُوهُ عَلٰى بَعِيرِيْ الَّذِي كُنْتُ رَكِبْتُ، وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنِّي فِيهِ، فَبَعَثُوا الْجَمَلَ، وَسَارُوا.

فَوَجَدْتُ عِقْدِيْ بَعْدَمَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ، فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ، وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ. فَأَمَمْتُ مَنْزِلِيَ الَّذِي كُنْتُ بِهِ، وَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ سَيَفْقِدُونِي، فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ.

[ایک غزوہ میں ...... رسول اللہ ﷺ نے ...... ہمارے (یعنی امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کے) درمیان قرعہ ڈالا، تو میرا نام نکل آیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوگئی۔ یہ واقعہ پردے کا حکم آنے کے بعد کا ہے۔

مجھے ہودج سمیت اونٹ پر چڑھا دیا جاتا اور اسی طرح اُتار لیا جاتا تھا۔ یوں ہمارا سفر جاری رہا، یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوکر لوٹے اور ہم مدینہ (طیبہ) کے قریب پہنچ گئے، تو ایک رات آنحضرت ﷺ نے کوچ کا حکم دیا۔ میں (قضائے حاجت کی غرض سے) لشکر (کے پڑاؤ) سے کچھ دُور چلی گئی۔

جب میں قضائے حاجت کے بعد اپنے کجاوے کے پاس واپس آ گئی، تو (میں نے دیکھا، کہ) میرا اُظفار ❶ کے نگینوں کا ہار (کہیں راستہ میں) گر گیا ہے۔ میں نے

❶ (أظفار): حافظ ابن حجر لکھتے ہیں، کہ شاید اُن کا ہار [ظفر] کا تھا، جو کہ کستوری کی ایک بہت اچھی خوشبو والی قسم ہے۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري 459/8).

اپنے ہار کی تلاش شروع کی اور اُس کے ڈھونڈنے ہی کی خاطر رک گئی۔

میرے ہودج کو اٹھانے والے لوگ آئے اور انہوں نے اسے میری سواری والے اونٹ پر رکھ دیا۔ انہوں نے گمان کیا، کہ میں ہودج میں موجود ہوں اور تب عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ انہوں نے اونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے۔

لشکر کے کوچ کر جانے کے بعد مجھے میرا ہار ملا۔ جب میں اُن کے پڑاؤ پر پہنچی، تو وہاں نہ کوئی بلانے والا اور نہ ہی جواب دینے والا تھا۔ (یعنی وہاں کوئی بھی نہیں تھا)۔ میں نے اسی جگہ کا قصد کیا، جہاں میں (پہلے بیٹھی) تھی۔ میں نے گمان کیا، کہ جلد ہی انہیں (ہودج میں) میرے نہ ہونے کا علم ہوگا، تو وہ (مجھے تلاش کرتے ہوئے) میری (سابقہ ٹھہرنے کی جگہ کی) جانب آئیں گے۔]

فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي، فَنِمْتُ، وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَرَآءِ الْجَيْشِ، فَأَدْلَجَ، فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي، فَرَأَى سَوَادَ إِنْسَانٍ نَائِمٍ، فَأَتَانِي، فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي، وَكَانَ يَرَانِي قَبْلَ الْحِجَابِ.

فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي، فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي. وَ وَاللّٰهِ! مَا كَلَّمَنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهِ، حَتّٰى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ، فَوَطِىءَ عَلٰى يَدَيْهَا، فَرَكِبْتُهَا.

[میں اپنی جگہ ہی میں بیٹھی تھی، کہ میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سُلَمی ذکوانی لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ (1) وہ رات کے آخری حصے میں روانہ ہوئے اور صبح کے وقت میرے پڑاؤ کی جگہ میں پہنچے۔ انہوں نے (دُور سے) ایک سوئے ہوئے انسان کا سایہ دیکھا، تو وہ میرے قریب آئے اور مجھے دیکھتے ہی

(1) تاکہ اگر لشکر والوں سے کوئی چیز چھوٹ جائے، تو وہ اُسے اٹھالیں۔

پہچان گئے؛ (کیونکہ) پردے (کا حکم آنے) سے پہلے، انہوں نے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ مجھے پہچاننے پر اُن کے (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ) پڑھنے (کی آواز) سے میں جاگ گئی۔ میں نے اپنی اوڑھنی سے اپنے چہرے کو ڈھانپ لیا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم! انہوں نے مجھ سے ایک لفظ تک نہ کہا اور نہ ہی میں نے (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ) کے سوا اُن (کی زبان) سے کوئی لفظ سُنا۔ اُنہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا، اُس کے دونوں ہاتھوں کو (اپنے پاؤں تلے) دبایا اور میں اُس پر سوار ہوگئی۔

فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِيَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَمَا نَزَلُوا مُوغِرِيْنَ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ، وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى الْإِفْكَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أُبَيِّ ابْنَ سَلُولَ.

[پس وہ (خود پیدل چلتے ہوئے) سواری کو کھینچتے ہوئے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ ہم اُس وقت لشکر کے پاس پہنچے، جب لوگ شدید گرمی سے بچاؤ کی خاطر پڑاؤ کیے ہوئے تھے۔ جسے ہلاک ہونا تھا، وہ ہلاک ہوگیا۔ بہتان باندھنے میں قیادت عبداللہ بن أُبَیّ ابن سلول کر رہا تھا۔]

فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا، وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِيْ قَوْلِ أَصْحَابِ الْإِفْكِ، وَلَآ أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ، وَهُوَ يَرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ أَنِّيْ لَآ أَعْرِفُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِيْ كُنْتُ أَرٰى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِيْ حَتّٰى خَرَجْتُ بَعْدَمَا نَقِهْتُ، فَخَرَجَتْ مَعِيْ أُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ، وَأُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ أَبِيْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيقِ، وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ أُثَاثَةَ- رضی اللہ عنہم -، فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِيْ وَقَدْ فَرَغْنَا مِنْ شَأْنِنَا، فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا، فَقَالَتْ:

"تَعِسَ مِسْطَحٌ."

[مدینہ (طیبہ) پہنچ کر میں بیمار ہوگئی اور ایک مہینہ تک بیمار رہی۔ (اس عرصے میں) لوگوں میں تہمت لگانے والوں کی باتوں کا بہت چرچا رہا، (لیکن) مجھے اُن (باتوں) میں سے کسی چیز کا احساس (بھی) نہیں تھا۔ صرف ایک معاملے سے مجھے شبہ سا ہوتا تھا، کہ میں اپنی بیماری میں رسول اللہ ﷺ سے وہ شفقت نہیں دیکھ رہی تھی، جو کہ اپنی پہلی بیماریوں میں دیکھا کرتی تھی۔

میں بیماری سے افاقہ ہونے پر ام مسطح ۔رضی اللہ عنہا۔ کے ساتھ [المناصع] 1 کی طرف گئی۔ اُن کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں اور اُن کا بیٹا مسطح بن اثاثہ تھا۔

اپنے کام (یعنی حاجت) سے فارغ ہو کر میں اور ام مسطح، میرے گھر کی جانب، چل رہی تھیں، تو ام مسطح کا قدم اُن کی اپنی چادر میں الجھ کر پھنس گیا، تو انہوں نے کہا:

''مسطح برباد ہو گیا۔''

فَقُلْتُ لَهَا: "بِئْسَ مَا قُلْتِ، أَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا؟"

[میں نے اُن سے کہا: ''آپ نے بُری بات کہی ہے۔ کیا آپ ایک ایسے شخص کو بُرا بھلا کہہ رہی ہیں، جس نے (غزوۂ) بدر میں شرکت کی؟'']

قَالَتْ: "أَيْ هَنْتَاهْ! أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ؟"

[انہوں نے کہا: ''اے لڑکی؟ کیا تم نے وہ نہیں سنا، جو اُس نے کہا ہے؟]

قَالَتْ: "قُلْتُ: "وَمَا قَالَ؟"

[انہوں نے کہا: ''میں نے پوچھا: ''اُس نے کیا کہا ہے؟'']

فَأَخْبَرَتْنِي بِقَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ، فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِيْ.

1 (اَلْمَنَاصِعِ): مدینہ طیبہ کے باہر ایک کھلی جگہ۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري 465/8).

فَلَمَّا رَجَعْتُ إِلَى بَيْتِي ، وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَعْنِي سَلَّمَ ، ثُمَّ قَالَ: "كَيْفَ تِيكُمْ؟"

[تو انہوں نے مجھے تہمت باندھنے والوں کی بات بتلائی۔ اس سے میری بیماری مزید بڑھ گئی۔

جب میں اپنے گھر لوٹی اور رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے (اُن کا مقصود یہ تھا)، کہ آنحضرت ﷺ نے سلام کہا اور پھر فرمایا: ''تم کیسی ہو؟'']

فَقُلْتُ: "أَتَأْذَنُ لِيَ أَنْ آتِيَ أَبَوَيَّ؟"

قَالَتْ: "وَأَنَا حِينَئِذٍ أُرِيْدُ أَنْ أَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا".

[میں نے عرض کیا: ''کیا آپ مجھے اپنے والدین کے ہاں جانے کی اجازت دیں گے؟''

انہوں نے بیان کیا: ''میرا مقصد والدین کی جانب سے اس خبر کی حقیقت معلوم کرنے کا تھا۔'']

قَالَتْ: "فَأَذِنَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، فَجِئْتُ أَبَوَيَّ ، فَقُلْتُ لِأُمِّي: "يَا أُمَّتَاهْ مَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ؟"

[انہوں نے بیان کیا: ''آنحضرت ﷺ نے مجھے اجازت دے دی اور میں اپنے والدین کے ہاں آ گئی۔

میں نے اپنی والدہ سے پوچھا:

''اے میری ماں! لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں؟''

قَالَتْ: "يَا بُنَيَّةُ! هَوِّنِي عَلَيْكِ ."

[اُنہوں نے فرمایا: ''اے میری چھوٹی سی (یعنی پیاری) بیٹی! صبر کرو۔'']

قَالَتْ: فَقُلْتُ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ! أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا؟!"

قَالَتْ: "فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ، لا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَّلا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، حَتّٰى أَصْبَحْتُ أَبْكِي.

[انہوں نے بیان کیا: ''میں نے کہا: ''سُبْحَانَ اللّٰهِ! کیا یقیناً لوگوں نے ایسی بات کہی ہے؟''

انہوں نے (مزید) بیان کیا:

''میں اُس رات روتی رہی۔ صبح ہونے تک نہ تو میرے آنسو تھمے اور نہ ہی نیند کا نام ونشان تھا۔ صبح ہوئی، تو میں روئے جا رہی تھی۔'']

فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَّأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رضی اللہ عنہم حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ، يَسْتَأْمِرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ.

[''جب (اس معاملے کے متعلق) وحی نہیں آ رہی تھی، تو آنحضرت ﷺ نے اپنے گھر والوں سے جُدا ہونے کے بارے میں مشورہ کی غرض سے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو بلایا۔''

قَالَتْ: "فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ - رضی اللہ عنہما -، فَأَشَارَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ، وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ مِنَ الْوُدِّ، فَقَالَ:

"يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا."

وَأَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ - رضی اللہ عنہ -، فَقَالَ:

"يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَمْ يُضَيِّقِ اللّٰهُ عَلَيْكَ، وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ. وَإِنْ تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ."

[انہوں نے بیان کیا: ''اسامہ - رضی اللہ عنہ - نے اپنے علم کے مطابق آنحضرت ﷺ کے گھر والوں کی (اُس تہمت سے) براءت اور اُن کے دل میں، اُن (یعنی اپنے اہل)

کے لیے جو محبت تھی، کی جانب اشارہ کیا۔ اُنہوں نے یہ (بھی) عرض کیا:
''آپ کے گھر والے، ہم اُن کے بارے میں خیر (و بھلائی) کے سوا کوئی چیز نہیں جانتے۔''
علی۔رضی اللہ عنہ۔ نے عرض کیا:
''اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں فرمائی۔ اُن کے علاوہ خواتین بہت زیادہ ہیں اور اگر آپ (اُن کی) باندی (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے دریافت کریں گے، تو وہ آپ کو سچ (سچ) بتلا دے گی۔'']

قَالَتْ: "فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَرِيرَةَ، فَقَالَ:

"أَيْ بَرِيرَةُ! هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ؟"

[انہوں نے بیان کیا: ''پھر رسول اللہ ﷺ نے بریرہ۔رضی اللہ عنہا۔ کو بلایا اور فرمایا:
''اے بریرہ! کیا تم نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے، جس سے تجھے شبہ گزرا ہو؟'']

قَالَتْ بَرِيرَةُ: "لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ، تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا، فَتَأْتِي الدَّاجِنُ، فَتَأْكُلُهُ."

[انہوں نے عرض کیا:
''نہیں (حضور)! اُس ذات کی قسم، جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا! میں نے اُن میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی، جس پر میں عیب لگا سکوں۔ ایک بات ضرور ہے، کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں۔ آٹا گوندھتے گوندھتے بھی سو جاتی ہیں، تو گھریلو پالتو جانور آتا ہے اور اُسے کھا جاتا ہے۔'']

قَالَتْ: "فَمَكَثْتُ يَوْمِي ذٰلِكَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ."
قَالَتْ: "فَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِي، وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا، لَا

أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ، وَلَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ ، يَظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي . "

[اُنہوں نے بیان کیا:

''میں اس دن بھی برابر روتی رہی، آنسو تھمتے تھے، نہ نیند آتی تھی۔''

اُنہوں نے بیان کیا:

''میرے والدین میرے پاس ہی رہے۔ دو راتیں اور ایک دن مجھے مسلسل روتے ہوئے گزر گیا تھا۔ اس دوران نہ مجھے نیند آتی تھی اور نہ ہی آنسو تھمتے تھے۔ والدین گمان کرتے تھے، کہ یقیناً رونا میرے کلیجے کو چاک کر دے گا۔'']

قَالَتْ: "فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي ، وَأَنَا أَبْكِي ، فَاسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ ، فَأَذِنْتُ لَهَا ، فَجَلَسَتْ تَبْكِي مَعِي . "

قَالَتْ: "فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذٰلِكَ ، دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَلَّمَ ، ثُمَّ جَلَسَ ، قَالَتْ: "وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ مَا قِيلَ قَبْلَهَا ، وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي . "

[اُنہوں نے بیان کیا:

''وہ دونوں اسی طرح میرے پاس بیٹھے تھے اور میں روئے جا رہی تھی، تو ایک انصاری خاتون نے اندر آنے کی اجازت چاہی۔ میں نے انہیں اجازت دے دی، تو وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگی۔''

اُنہوں نے بیان کیا:

''ہم اسی حال میں تھے، کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے۔ آنحضرت ﷺ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔''

اُنہوں نے بیان کیا:

''جب سے (میرے بارے میں) جو کہا گیا تھا، آنحضرت ﷺ میرے پاس

نہ بیٹھے تھے۔ آنحضرت ﷺ ایک ماہ تک انتظار کرتے رہے، (لیکن) میرے بارے میں اُن پر کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔"]

قَالَتْ: "فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حِينَ جَلَسَ، ثُمَّ قَالَ:

"أَمَّا بَعْدُ، يَا عَائِشَةُ! فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا، فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ، وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ، فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ، وَتُوبِي إِلَيْهِ، فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهِ، ثُمَّ تَابَ إِلَى اللّٰهِ، تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ."بَرِيئَةٌ

[اُنہوں نے بیان کیا:

"بیٹھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے خطبہ پڑھا، پھر فرمایا:

"أَمَّا بَعْدُ! اے عائشہ- رضی اللہ عنہا -! یقیناً مجھے تمہارے بارے میں اِس اِس طرح کی خبریں پہنچی ہیں، پس اگر تم بری ہو، تو اللہ تعالیٰ تمہاری براءت (خود) فرما دیں گے اور اگر تم نے گناہ کیا ہے، تو اللہ تعالیٰ سے گناہ کی معافی طلب کرو اور اُن کے حضور توبہ کرو، کیونکہ بلاشبہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔"

قَالَتْ: "فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَقَالَتَهُ، قَلَصَ دَمْعِي، حَتَّى مَآ أُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً، فَقُلْتُ لِأَبِي:

"أَجِبْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِيمَا قَالَ."

قَالَ: "وَاللّٰهِ! مَآ أَدْرِي مَآ أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ.

فَقُلْتُ لِأُمِّي: "أَجِيبِي رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ."

قَالَتْ: "مَآ أَدْرِي مَآ أَقُولُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ."

[اُنہوں نے بیان کیا:

"جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی گفتگو ختم کر لی، تو میرے آنسو یکسر ختم ہو گئے،

یہاں تک کہ میں اُن میں سے ایک قطرے کو بھی محسوس نہیں کرتی تھی۔ میں نے اپنے والد (ماجد) سے درخواست کی:

''رسول اللہ ﷺ نے جس بارے میں گفتگو فرمائی ہے، اُس کا جواب عرض کیجیے۔''

انہوں نے (جواب میں) فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے سمجھ نہیں آ رہی، کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا عرض کروں؟''

پھر میں نے اپنی والدہ (محترمہ) سے عرض کیا:

''رسول اللہ ﷺ کو جواب دیجیے۔''

انہوں نے (جواب میں) فرمایا:

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا، کہ میں رسول اللہ ﷺ کے رُو برو کیا عرض کروں۔'']

قَالَتْ: "فَقُلْتُ...... وَأَنَا جَارِيَةٌ، حَدِيثَةُ السِّنِّ، لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ الْقُرْآنِ......

"إِنِّي وَاللّٰهِ! لَقَدْ عَلِمْتُ، أَنَّكُمْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ، حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي نُفُوْسِكُمْ، وَصَدَّقْتُمْ بِهِ. فَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ:

"إِنِّي بَرِيْئَةٌ ......وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيْئَةٌ...... لَا تُصَدِّقُوْنِي بِذٰلِكَ.

وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ ......وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّي مِنْهُ بَرِيْئَةٌ...... لَتُصَدِّقُنِّي.

وَاللّٰهِ مَا أَجِدُ لَكُمْ مَثَلًا إِلَّا قَوْلَ أَبِي يُوْسُفَ- عليه السلام - قَالَ ﴿فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَّاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ﴾

[انہوں نے بیان کیا: ''تو میں خود ہی بولی .... اور تب میں نوعمر لڑکی تھی (اور) بہت زیادہ قرآن (کریم بھی) نہیں پڑھتی تھی..........:

''یقیناً اللہ تعالیٰ کی قسم! بلاشبہ مجھے اچھی طرح معلوم ہو چکا ہے، کہ آپ لوگوں نے اِس بات کو سُنا ہے اور وہ آپ کے دلوں میں راسخ ہو چکی ہے اور آپ اِس کو سچ سمجھ چکے ہیں۔ سو اگر میں آپ لوگوں سے کہوں:

''بلاشبہ میں (اِس بہتان سے) بری ہوں'' ......اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، کہ یقیناً میں بری ہوں......تو آپ اِس بارے میں میری تصدیق نہیں کریں گے۔

اور اگر میں ایسی بات کا اعتراف کروں ......اور اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، کہ یقیناً میں اُس سے بری ہوں......تو آپ لوگ میری تصدیق ضرور کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! میرے پاس آپ لوگوں کے لیے کوئی مثال نہیں، سوائے یوسف کے والد علیہما السلام کی بات کے، کہ انہوں نے کہا تھا:

[ترجمہ: پس صبر ہی بہتر ہے اور تمہاری گھڑی ہوئی باتوں سے اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کی طلب ہے]۔

قَالَتْ: "ثُمَّ تَحَوَّلْتُ، وَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِي."

قَالَتْ: "وَ أَنَا حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ، وَأَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي، وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ! مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِي شَأْنِي وَحْيًا يُتْلٰى، وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ يُتْلٰى، وَلٰكِنْ كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا، يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ بِهَا."

[انہوں نے بیان کیا:

''پھر میں نے اپنا رخ موڑا اور اپنے بستر پر لیٹ گئی۔''

انہوں نے بیان کیا:

''مجھے یقین تھا، کہ بلاشبہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری براءت یقیناً فرمائیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے اس کا وہم و گمان بھی نہیں تھا، کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے

میں تلاوت کی جانے والی وحی (یعنی قرآن کریم) نازل فرمائیں گے۔ میرے دل میں میری حیثیت یقیناً اس سے بہت کم تر تھی، کہ اللہ تعالیٰ اپنے تلاوت کیے جانے والے کلام میں میرے متعلق گفتگو فرمائیں گے، البتہ مجھے (یہ) توقع تھی، کہ رسول اللہ ﷺ میرے متعلق (نیند میں) خواب دیکھیں گے اور اُس کے ذریعے اللہ تعالیٰ میری براءت فرمادیں گے۔'']

قَالَتْ: ''فَوَاللّٰهِ! مَا رَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ، وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى أُنْزِلَ عَلَيْهِ.''

قَالَتْ: ''فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ يَضْحَكُ، فَكَانَتْ أَوَّلُ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا:

''يَا عَآئِشَةُ! أَمَا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَقَدْ بَرَّأَكِ.''

انہوں نے بیان کیا:

''اللہ تعالیٰ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے (ابھی اس مجلس کو) نہ تو چھوڑا تھا اور نہ گھر والوں میں سے کوئی باہر گیا تھا، کہ آنحضرت ﷺ پر وحی نازل (ہونا شروع) ہوئی۔''

جب رسول اللہ ﷺ سے (وحی سے طاری ہونے والی کیفیت) ختم ہوئی، تو آنحضرت ﷺ تبسم فرما رہے تھے اور پہلی بات، جو زبانِ مبارک سے نکلی:

[''اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں بری قرار دیا ہے۔'']

فَقَالَتْ أُمِّي: ''قُومِي إِلَيْهِ.''

قَالَتْ: ''فَقُلْتُ: فَوَاللّٰهِ! لَا أَقُومُ إِلَيْهِ، وَلَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ.''

وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى:

﴿إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنكُمْ لَا تَحْسَبُوهُ .... الْعَشْرَ الْآيَاتِ كُلَّهَا . ❶

[میری والدہ نے فرمایا: ''(شکریہ ادا کرنے کی غرض سے) آنحضرت ﷺ کی جانب اٹھو۔''

انہوں نے بیان کیا:

''میں نے (جواب میں) کہا:

''اللہ تعالیٰ کی قسم! میں آنحضرت ﷺ کی جانب کھڑی نہیں ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعریف نہیں کروں گی۔''

اور اللہ تعالیٰ نے (یہ آیات) نازل فرمائیں:

[ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ طوفان باندھ لائے ہیں، وہ تم میں سے ایک گروہ ہے، تم ایسے نہ سمجھو.............. مکمل دس آیتوں تک..............]۔

اس قصے میں ہم دیکھتے ہیں، کہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے ابتلا انتہائی سخت اور کٹھن ہو چکی تھی۔ وہ دو راتیں اور ایک دن مسلسل روتی رہیں۔ نہ نیند اُن کی پلکوں کے قریب آتی تھی اور نہ ہی آنسو تھمنے کا نام لیتے تھے۔ اُن کے والدین نے گمان کیا، کہ یقیناً رونا اُن کے کلیجے کو چاک کر دے گا۔ وہ انتہائی بے بسی اور لاچاری کے عالم میں پہنچ چکی تھیں۔ والدین، حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ کی جانب سے بھی، واضح اور دوٹوک انداز میں دفاع میسر نہیں آ رہا تھا۔ دریں حالات اُنہوں نے اللہ جل جلالہ کی طرف رجوع کیا، اُن کے حضور فریاد کی، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کی فریاد رسی فرمائی اور اُن کے غم کو یکسر دُور فرما دیا۔

---

❶ صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب ﴿لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم....﴾ رقم الحدیث 4750 باختصار، 8/452-455.

شرحِ حدیث:

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"[وَفِيْهِ] فَضْلُ مَنْ يُفَوِّضُ الْأَمْرَ لِرَبِّهِ، وَأَنَّ مَنْ قَوِيَ عَلٰى ذٰلِكَ خَفَّ عَنْهُ الْهَمُّ وَالْغَمُّ كَمَا وَقَعَ فِي حَالَتَيْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَبْلَ اِسْتِفْسَارِهَا عَنْ حَالِهَا، وَبَعْدَ جَوَابِهَا بِقَوْلِهَا: (وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ) ." ❶

["اور اس (واقعہ) میں اپنا معاملہ اپنے رب کو سونپنے والے کی فضیلت ہے اور جو کوئی اس (طرزِ عمل) پر ڈٹ جائے، تو اُس سے غم اور فکر ہلکا ہو جاتا ہے، جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی دونوں حالتوں: (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) اُن سے استفسار کرنے سے پہلے اور اُن کے [وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ] کے ساتھ جواب عرض کرنے کے بعد ہوا۔"]

-13-

غم اور مصیبت دُور کرنے کی ثابت شدہ دعاؤں کا اہتمام

قرآن و سنت میں مصیبتوں اور غموں کے آنے پر پڑھی جانے والی متعدد دعائیں بیان کی گئی ہیں۔ پریشان حال اور مصیبت زدہ حضرات و خواتین اُن کے پڑھنے کا خوب اہتمام کریں، شاید کہ مولائے کریم کی رحمت سے غموں کے بادل چھٹ جائیں، مصیبتیں دور ہو جائیں، ہونے والے نقصانات کی تلافی ہو جائے اور ربّ کریم تفکرات اور پریشانیوں کو شادمانیوں اور مسرتوں میں تبدیل فرما دیں۔

وَ مَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ . ❷

توفیقِ الٰہی سے اس مقام پر ایسی ہی پندرہ دعائیں باحوالہ نقل کی جا رہی ہیں۔

---

❶ فتح الباري 481/8.

❷ ترجمہ: اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے کچھ مشکل نہیں۔

-i-

[حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ]

[ترجمہ: ہمارے لیے اللہ تعالیٰ (ہر غم میں مبتلا کرنے والی بات کے مقابلے میں ❶) کافی ہیں اور وہ بہترین کارساز ہیں (یعنی بندوں کے معاملات کی تدبیر اور اُن کے مفادات اور مصالح کی نگہبانی اُنہی کو سونپی جاتی ہے)۔] ❷

دو دلیلیں:

ا: امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ:

"[حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ]

قَالَهَآ إِبْرَاهِيْمُ علیہ السلام حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ،

وَ قَالَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ حِيْنَ قَالُوْا:

﴿إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾" ❸ ❹ ❺

"[حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ]

(حضرت) ابراہیم علیہ السلام نے یہ (دعا) پڑھی، جب اُنہیں آگ میں ڈالا گیا، اور (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (بھی) یہ (دعا) پڑھی، جب اُنہوں (یعنی لوگوں)

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسير السعدي ص 157.

❷ ملاحظہ ہو: المرجع السابق ص 157.

❸ سورة آل عمران / جزء من الآية 173.

❹ صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب (اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ ...... الآية)، رقم الحديث 4563، 229/8.

❺ جب ابوسفیان نے (اپنے قبولِ اسلام سے پہلے)، غزوۂ احد کے بعد ...... جس میں، وہ مشرکین مکہ کی فوج کے سپہ سالار تھے ...... کچھ لوگوں کے ذریعہ سے نبی کریم ﷺ کو خبر ارسال کی، کہ ابوسفیان اور اُن کے ساتھی حملہ آور ہونے کی خاطر دوبارہ آ رہے ہیں، تو اُس وقت آنحضرت ﷺ نے یہ دعا پڑھی۔ (ملاحظہ ہو: فتح الباري 229/8).

نے کہا: ''(بے شک لوگوں نے تمہارے لیے (فوج) جمع کر لی ہے، سو تم اُن سے ڈرو،'' تو اس (خبر) نے انہیں ایمان میں زیادہ کر دیا اور انہوں نے کہا:

''ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہیں اور وہ بہترین کارساز ہیں۔'']

ان کلمات کے ساتھ دعا کی قبولیت:

i: ربِ کریم نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی فریاد قبول فرمائی، جیسے کہ اُنہوں نے خود خبر دی ہے:

﴿قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ. فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ﴾ ❶

[اُنہوں نے کہا: ''اُس کے لیے ایک عمارت بناؤ، پھر اُسے بھڑکتی آگ میں پھینک دو۔''

پس اُنہوں نے اُن (یعنی ابراہیم علیہ السلام) کے خلاف سازش کرنا چاہی، تو ہم نے اُنہی کو سب سے نیچا کر دیا]۔

ایک دوسرے مقام پر رب تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانْصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ. قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَى إِبْرَاهِيمَ. وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَخْسَرِينَ﴾ ❷

[انہوں نے کہا: ''اُسے جلا دو۔ اگر تم (کچھ) کرنے والے ہو، تو اپنے معبودوں کی مدد کرو۔''

ہم نے کہا: ''اے آگ! تو ابراہیم - علیہ السلام - پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جا۔''

---

❶ سورة الصافات / الآيتين 97-98.

❷ سورة الأنبياء / الآيات 68-70.

اور اُنہوں نے اُن کے خلاف سازش کا ارادہ کیا، تو ہم نے اُنہی کو سب سے زیادہ خسارے والے کردیا]۔

ii: نبی کریم ﷺ اور حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی اِن کلمات کے ساتھ کی ہوئی فریاد کو بھی ربِ کریم نے شرفِ قبولیت عطا فرمایا، جیسے کہ انہوں نے خود ہی خبر دی:

﴿فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ﴾ ❶

[پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے۔ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچی اور اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی اتباع کی اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والے ہیں]۔

مصیبتوں میں جکڑے اور غموں کے ستائے ہوئے حضرات وخواتین اِن کلمات کو حرزِ جان بنائیں، ان کے ساتھ اپنی زبانوں کو تر کردیں۔ جس ذات بلند و بالا ذوالجلال والاِکرام نے اپنے خلیل وحبیب علیہما السلام اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی دادرسی فرمائی، وہ آج بھی اپنے جاہ وجلال اور قوت و جبروت کے ساتھ لاچار، مضطر، ہر قسم کے سہاروں سے محروم اور بے کسوں کی فریاد رسی فرمانے والے ہیں۔

علاّمہ سیوطی [حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ] کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

"فِيْهِ اِسْتِحْبَابُ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ عِنْدَ الْغَمِّ ، وَ الْأُمُوْرِ الْعَظِيْمَةِ ." ❷

["اس (آیت) میں غم اور سنگین معاملات کے وقت اس کلمہ (یعنی دعا کے پڑھنے) کا استحباب ہے۔"]

ب: امام ابن حبان نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

---

❶ سورة آل عمران / الآية 174.
❷ الإكليل في استنباط التنزيل ص 74.

[''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''كَيْفَ أَنْعَمُ؟ وَ صَاحِبُ الصُّوْرِ قَدِ الْتَقَمَ الْقَرْنَ، وَحَنٰى جَبْهَتَهُ، يَنْتَظِرُ، مَتٰى يُؤْمَرُ أَنْ يَنْفُخَ؟''

[''میں آسودگی والی زندگی کیسے بسر کروں؟ جب کہ سینگ والے (فرشتے) نے سینگ کو منہ میں لے رکھا ہے اور اپنی پیشانی کو جھکائے ہوئے انتظار کر رہا ہے، کہ کب اُسے (صور میں) پھونکنے کا حکم دیا جائے؟]

اُنہوں نے بیان کیا: ''ہم نے عرض کیا:

''فَمَا نَقُوْلُ يَوْمَئِذٍ؟''

[''تو ہم اُس دن کیا کہیں؟'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''تم کہو:

''حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ''. ❶

حدیث پر امام ابن حبان کا تحریر کردہ عنوان:

[ذِكْرُ الْأَمْرِ لِمَنِ انْتَظَرَ النَّفْخَ فِي الصُّوْرِ أَنْ يَقُوْلَ:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ] ❷

(صور میں پھونکے جانے کا انتظار کرنے والے شخص کے لیے، (اس) حکم کا ذکر، کہ وہ کہے:

[حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ]

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأذكار، رقم الحديث 823، 105/3. شیخ شعیب ارناؤوط نے اِس کی [سند کو صحیحین کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: (هامش الإحسان 105/3).

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان 105/3.

-ii-

[حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ]

[ترجمہ: میرے لیے (ہر مصیبت میں مبتلا کرنے والی بات کے مقابلے میں) اللہ تعالیٰ کافی ہیں اور وہ بہترین کارساز ہیں۔ (یعنی بندوں کے معاملات کی تدبیر اور اُن کے مفادات اور مصالح کی نگہبانی انہیں ہی سونپی جاتی ہے)۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، (کہ)، اُنہوں نے بیان کیا:

"كَانَ آخِرُ قَوْلِ إِبْرَاهِيْمَ عليه السلام حِيْنَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ:

[حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ]" [1]

[آگ میں پھینکے جانے کے وقت ابراہیم علیہ السلام کے آخری الفاظ:

[حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ]

تھے۔"]

دونوں روایتوں میں تطبیق:

سابقہ حدیث، کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں ڈالے جانے کے وقت [حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ] کہا

اور دوسری حدیث، کہ آگ میں ڈالے جاتے وقت اُن کے آخری الفاظ [حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ] تھے،

میں کوئی تعارض نہیں، کیونکہ جیسا کہ دوسری حدیث میں واضح طور پر ہے، کہ [حَسْبِيَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ] اُن کے آخری الفاظ تھے۔

---

[1] صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب ﴿الَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ﴾ الآية، رقم الحديث 4564، 229/8.

اِن الفاظ سے پہلے وہ [حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ] پڑھتے رہے۔ وَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ.

اس طرح ...... وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ...... دونوں طرح کے الفاظ کا پڑھنا سنتِ ابراہیمی علیہ السلام قرار پایا۔

-iii-

مچھلی والے یونس علیہ السلام کی دعا [لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ ......]

امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ إِذْ دَعَا، وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ:

[لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ]

فَإِنَّهُ لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ.'' (1)

[''مچھلی والے (2) -علیہ السلام- کی دعا، جب انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں دعا کی:

[لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ]

(ترجمہ: آپ کے سوا کوئی معبود نہیں، آپ پاک ہیں۔ یقیناً میں ظلم کرنے والوں میں سے تھا)۔

پس بلاشبہ کوئی مسلمان، کسی چیز کے متعلق کبھی، اِس کے ساتھ دعا نہیں کرتا، مگر اللہ تعالیٰ اُس کی فریاد کو پورا فرما دیتے ہیں۔'']

---

(1) المسند، رقم الحديث 1462، 35/3-36؛ و جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب، رقم الحديث 3736، 336/9. الفاظِ حدیث جامع الترمذي کے ہیں۔ شیخ احمد شاکر نے [المسند کی سند کو صحیح] اور شیخ البانی نے ترمذی کی روایت کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المسند 35/3؛ و صحيح سنن الترمذي 169/3).

(2) یعنی حضرت یونس علیہ السلام۔ (ملاحظہ ہو: مرقاة المفاتيح 119/5).

قرآن کریم میں بھی ہے:

﴿وَذَا النُّوْنِ إِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحٰنَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ ❶

[اور مچھلی والے کو جب وہ غصے میں بھرا ہوا چلا گیا۔ پس وہ سمجھا، کہ ہم اس پر گرفت تنگ نہیں کریں گے، تو اُس نے اندھیروں میں پکارا، کہ [آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ آپ (ہر عیب) سے پاک ہیں۔ یقیناً میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں]،

تو ہم نے اُس کی دعا قبول کی اور اُسے غم سے نجات دی اور اسی طرح ہم ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں]۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشادِ عالی (وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ) ❷ کے ساتھ واضح فرما دیا، کہ اِس دعا کے ساتھ نجات پانا، یونس علیہ السلام کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کلمات کے ساتھ دعا کرنے والے اہلِ ایمان کو بھی نجات دیتے ہیں۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر کا قول:

"(وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ): أَيْ إِذَا كَانُوْا فِي الشَّدَائِدِ وَ دَعَوْنَا مُنِيْبِيْنَ إِلَيْنَا، وَ لَا سِيَّمَا إِذَا دَعَوْا بِهٰذَا الدُّعَاءِ فِيْ حَالِ الْبَلَاءِ." ❸

[اور اسی طرح ہم ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں، یعنی جب وہ سختیوں میں ہوں

❶ سورة الأنبياء / الآيتين 87-88.

❷ [ترجمہ: اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔]

❸ تفسير ابن كثير 213/3. نیز دیکھیے: تفسير القاسمي 288/11.

اور توجہ سے ہم سے فریاد کریں، خصوصاً جب کہ وہ ابتلا کی حالت میں اس دعا کے ساتھ فریاد کریں]۔

-iv-

کثرت سے استغفار کرنا

حضرات ائمہ احمد، ابو داود، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، [کہ] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مَنْ أَكْثَرَ مِنَ الْإِسْتِغْفَارِ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُ مِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا،

وَ مِنْ كُلِّ ضِيقٍ مَّخْرَجًا،

وَ رَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.'' ❶

[''جو شخص گناہوں کی معافی کثرت سے طلب کرے،

اللہ تعالیٰ اُس کا ہر غم دُور کر دیتے ہیں،

ہر تنگی سے نکلنے کی صورت پیدا فرما دیتے

اور اُسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتے ہیں، جہاں اُس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔'']

ایک دوسری روایت میں ہے:

''وَ مَنْ لَزِمَ الْإِسْتِغْفَارَ ..... الحديث.'' ❷

[''اور جو شخص استغفار سے چمٹ جائے ..... الحدیث]۔

---

❶ حدیث کی تخریج اس کتاب کے صفحہ 321 میں ملاحظہ فرمایئے۔

❷ ملاحظہ ہو: سنن أبي داود، تفريع أبواب الوتر، باب في الاستغفار، جزء من الرواية 1515، 267/4؛ و سنن ابن ماجه، أبواب الآداب، باب الاستغفار، جزء من رقم الحديث 3864، 339/2.

- ۷ -

اپنے تمام اوقاتِ دعا میں درود شریف پڑھتے رہنا

امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے،

(کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''میں نے عرض کیا:

"إِنِّيَ أُكْثِرُ الصَّلَاةَ عَلَيْكَ ، فَكَمْ أَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلَاتِيْ؟"

[''یا رسول اللہ - صلی اللہ علیہ وسلم -! بے شک میں آپ پر بہت زیادہ درود پڑھتا ہوں، تو میں اپنے لیے دعا کرنے کے اوقات میں سے کتنا حصہ آپ پر درود کے لیے (مختص) کر دوں؟'' [1]]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَا شِئْتَ.''

[''جو (یعنی جتنا حصہ) تم چاہو۔'']

میں نے عرض کیا:

''اَلرُّبُعَ؟''

[''ایک چوتھائی؟'']

[یعنی کیا میں اپنے لیے دعا کے اوقات میں سے ایک چوتھائی وقت آپ پر درود کے لیے مخصوص کر دوں؟]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ.''

---

[1] ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح 16/3.

[''جو (یعنی جتنا حصہ) تم پسند کرو، (لیکن) اگر تم زیادہ (حصہ مختص) کرو، تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔'']

میں نے عرض کیا:

''فَالنِّصْفَ؟''

[''سو آدھا؟'']

(یعنی کیا میں اپنے لیے دعا کرنے کے اوقات میں سے آدھا وقت آپ پر درود پڑھوں؟)۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مَا شِئْتَ، وَ إِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ.''

[''جو تم پسند کرو اور اگر تم زیادہ کرو، تو وہ بہتر ہے۔'']

میں نے عرض کیا:

''فَالثُّلُثَيْنِ؟''

[''پس دو تہائی؟'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''مَا شِئْتَ، فَإِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ.''

[''جو تم پسند کرو، پس اگر تم زیادہ کرو، تو وہ بہتر ہے۔'']

میں نے عرض کیا:

''أَجْعَلُ لَكَ صَلَاتِي كُلَّهَا.''

[''میں اپنی دعا (یعنی اپنے لیے دعا کرنے کا سارا وقت) آپ (پر درود پڑھنے) کے لیے کر دیتا ہوں۔'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"إِذاً تُكْفٰى هَمَّكَ، وَيُغْفَرُ لَكَ ذَنْبُكَ." ❶

[''تب تم اپنے غم سے کفایت کیے جاؤ گے اور تمہارے لیے تمہارا گناہ معاف کیا جائے گا۔'']

[إِذاً تُكْفٰى هَمَّكَ] سے مراد:

دو علماء کے اقوال:

i: علامہ ابہری لکھتے ہیں:

"أَيْ إِذَا صَرَفْتَ جَمِيْعَ زَمَانِ دُعَآئِكَ فِي الصَّلَاةِ عَلَيَّ كُفِيْتَ مَا يَهُمُّكَ." ❷

[''یعنی جب تم اپنی دعا کا تمام وقت مجھ پر درود (پڑھنے) میں صرف کرو گے، تو تم اپنے (ہر) غم سے کفایت کیے جاؤ گے۔'']

ii: علامہ محمد عبدالرحمٰن مبارکپوری نے تحریر کیا ہے:

"إِذَا صَرَفْتَ جَمِيْعَ أَزْمَانِ دُعَآئِكَ فِي الصَّلَاةِ عَلَيَّ أُعْطِيْتَ مَرَامَ الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ." ❸

[''جب تم اپنی (یعنی اپنے لیے) دعا کا سارے وقت مجھ پر درود (پڑھنے) میں صرف کرو گے، تو تم دنیا و آخرت کی مراد دیئے جاؤ گے۔'']

---

❶ جامع الترمذي، أبواب صفة القيامة، باب، جزء من رقم الحديث 2574، 129/7-130؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب التفسير، 421/2. الفاظ حدیث جامع الترمذي کے ہیں۔ امام ترمذی اور شیخ البانی نے اسے [حسن]، امام حاکم نے اس کی [سند کو صحیح]، اور حافظ ذہبی نے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي 130/7؛ وصحيح سنن الترمذي 299/2؛ و المستدرك على الصحيحين 421/2؛ و التلخيص 421/2).

❷ بحواله: مرقاة المفاتيح 17/3.

❸ تحفة الأحوذي 130/7.

دو اور روایتیں:

ا: امام احمد کی روایت کردہ حدیث میں ہے:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"إِذًا يَكْفِيلُكَ اللّٰهُ مَا أَهَمَّكَ مِنْ دُنْيَاكَ وَ آخِرَتِكَ." ❶

[''تب اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی تمہاری ہر پریشان کرنے والی بات سے تمہیں کفایت کردیں گے۔'']

ب: امام طبرانی کی روایت کردہ حدیث میں ہے:

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"إِذًا يَكْفِيلُكَ اللّٰهُ مَا هَمَّكَ مِنْ أَمْرِ دُنْيَاكَ وَ آخِرَتِكَ." ❷

[''تب اللہ تعالیٰ تیری دنیا و آخرت کے غم میں مبتلا کرنے والی تمہاری (ہر) بات سے تمہیں کفایت کردیں گے۔'']

خلاصۂ گفتگو یہ ہے، کہ اپنے لیے دعا کرنے کے تمام اوقات آنحضرت ﷺ پر درود پڑھنے کی خاطر مختص کرنے والے کے لیے بشارتِ نبوی ﷺ ہے، کہ

[اللہ تعالیٰ اُسے دنیا و آخرت کی ہر پریشان کن اور غم میں مبتلا کرنے والی بات سے کفایت کریں گے]۔

---

❶ المسند، جزء من الحدیث 21242، 166/35-167. حافظ منذری اور حافظ ہیثمی نے اس کی [سند کو جید (یعنی عمدہ)] قرار دیا ہے۔ شیخ البانی نے اسے [صحیح] اور شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد 160/10؛ وصحیح الترغیب والترہیب 296/2؛ و ہامش المسند 166/35).

❷ مجمع الزوائد، کتاب الأدعیة، باب الصلاة علی النبي ﷺ في الدعاء وغیرہ، 160/10. حافظ ہیثمی نے لکھا ہے: ''اِسے (امام) طبرانی نے روایت کیا ہے اور اِس کی [سند حسن] ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 160/10).

قارئین کرام!

(اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ)؟ ❶

[ترجمہ: کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں؟]

یقیناً وہ بہت کافی ہیں۔

-vi-

[اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّيْ ، لَآ أُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا]

[اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں، میں اُن کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں ٹھہراتا]۔

دو روایتیں:

ا: امام ابوداؤد نے حضرت اسماء بنت عُمیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

''أَلَآ أُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ أَوْ فِيْ الْكَرْبِ؟

[اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّيْ، لَآ أُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا]''. ❷

[''کیا میں تمہیں (ایسے) الفاظ نہ سکھلاؤں، جنہیں تم غم کے وقت یا غم میں ❸ کہو:

[اَللّٰہُ اَللّٰہُ رَبِّيْ، لَا أُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا].

ب: امام ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کی ہے، کہ:

---

❶ سورۃ الزمر / جزء من رقم الآیۃ 36.

❶ سنن أبي داود، تفریع أبواب الوتر، باب في الاستغفار، رقم الحدیث 1522، 270/4. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحیح سنن أبي داود 284/1).

❷ راوی کو شک ہے، کہ اس نے [غم کے وقت] سنایا [غم میں]۔ (ملاحظہ ہو: عون المعبود 270/4).

''أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ جمعَ أَهْلَ بَيْتِهِ، فَقَالَ:

''إِذَآ أَصَابَ أَحَدَكُمْ غَمٌّ أَوْ كَرْبٌ، فَلْيَقُلْ:

[اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ، لَآ أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا] ''. ❶

[''بلاشبہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہلِ خانہ کو جمع فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا:

[''جب تم میں سے کسی ایک کو غم یا دکھ پہنچے، تو اسے چاہیے، کہ کہے:

[اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ، لَآ أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا]''.

امام ابن حبان کا اِس پر تحریر کردہ عنوان:

[ذِكْرُ الشَّيْءِ الَّذِيْ إِذَا قَالَهُ الْمَرْءُ عِنْدَ الْكَرْبِ يُرْتَجَى لَهُ زَوَالُهَا عَنْهُ] ❷

[اس چیز (یعنی دعا) کا ذکر، کہ جسے دکھ کے وقت بندے کے کہنے سے اُس (دکھ) کے اُس سے دُور ہونے کی امید کی جاتی ہے]۔

-vii-

[اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَهُ] .

[اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں، اُن کا کوئی شریک نہیں]۔

امام بخاری اور امام طبرانی نے حضرت اسماء بنت عُمیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، (کہ) وہ بیان کرتی ہیں:

[''میں نے اپنے اِن دونوں کانوں سے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأذكار، رقم الحديث 864، 146/3. شیخ ارناؤوط لکھتے ہیں: اس کی [سند ضعیف] ہے اور [حدیث اپنے شواہد کے ساتھ صحیح] ہے۔ شیخ البانی نے اسے [حسن صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ہامش الإحسان 146/3؛ و صحیح موارد الظمآن 429/2).

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان 146/3.

"مَنْ أَصَابَهُ هَمٌّ أَوْ غَمٌّ أَوْ سُقْمٌ أَوْ شِدَّةٌ، فَقَالَ:

["اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَهُ"]

كُشِفَ ذٰلِكَ عَنْهُ." ❶

[''جس شخص کو، (کوئی) پریشانی یا غم یا بیماری یا سختی پہنچی، تو اُس نے کہا:

[اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا شَرِيْكَ لَهُ]

[اللہ تعالیٰ میرے رب ہیں، اُن کا کوئی شریک نہیں۔"]

تو اُسے (یعنی نازل شدہ پریشانی، یا غم وغیرہ کو) اُس (کہنے والے) سے دُور کر دیا جاتا ہے۔'']

- viii -

[اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ ....]

دو روایتیں:

i: حضرات ائمہ احمد، ابو یعلیٰ اور ابن حبان نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَآ أَصَابَ أَحَدًا قَطُّ هَمٌّ وَ لَا حَزَنٌ، فَقَالَ:

''کسی کو کبھی کوئی فکر یا غم لاحق ہو اور وہ کہے:

[اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ عَبْدُكَ، وَ ابْنُ عَبْدِكَ، وَ ابْنُ أَمَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ، مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَآؤُكَ، أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ،

❶ امام بخاری نے اسے [التاریخ الکبیر] 3006/328/2/2 اور امام طبرانی نے [المعجم الکبیر] 396/154/24 اور [الدعاء] میں روایت کیا ہے۔ اس کے راویان [ثقہ] ہیں، سوائے ابا العوف کے اور وہ بھی قابلِ استشہاد ہے۔ (ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة، المجلد السادس، القسم الأول /592-593).

سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ، أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ، أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ، أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ، أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي، وَ نُوْرَ صَدْرِي، وَ جِلَاءَ حُزْنِي، وَ ذَهَابَ هَمِّي]۔

[ترجمہ: اے اللہ! بلا شبہ میں آپ کا بندہ ہوں، آپ کے بندے اور آپ کی کنیز کا بیٹا ہوں۔ میری پیشانی آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ ہی کا حکم میرے بارے میں جاری و ساری ہے۔ آپ ہی کا فیصلہ میرے بارے میں سراپا عدل ہے۔ میں آپ سے، آپ کے ہر اُس نام کے ساتھ سوال کرتا ہوں، جو آپ نے خود اپنے لیے رکھا ہے یا اپنی مخلوق میں سے کسی ایک کو سکھایا ہے یا اُسے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے یا اُسے آپ نے علمِ غیب میں اپنے پاس رکھا ہے [میری التجا یہ ہے، کہ] قرآن (کریم) کو میرے دل کی بہار، میرے سینے کا نور، میرے دکھ کا علاج اور میرے غم کا تریاق بنا دیجیے]۔

إِلَّا أَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهُ، وَ حُزْنَهُ، وَ أَبْدَلَهُ مَكَانَهُ فَرَجًا۔"

[تو اللہ تعالیٰ اس کا غم اور دُکھ دُور فرما دیتے اور اُس کے بدلے میں اُسے فارغ البالی عطا فرما دیتے ہیں۔"]

انہوں (یعنی راوی) نے بیان کیا:

"فَقِيْلَ: "يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا نَتَعَلَّمُهَا؟"

"عرض کیا گیا: "کیا ہم اُسے (یعنی یہ دعا) سیکھ نہ لیں؟"

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"بَلٰى، يَنْبَغِي لِمَنْ سَمِعَهَا أَنْ يَتَعَلَّمَهَا۔" ❶

❶ المسند، رقم الحدیث 3712، 5/266-268؛ (ط: مصر)؛ ومسند أبي يعلى، رقم الحديث 331-(5297)، 9/198-199؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأدعية، رقم الحديث 972، 3/253. حافظ ہیثمی لکھتے ہیں، کہ اسے (حضراتِ ائمہ) احمد، ابو یعلی، بزار اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔ احمد اور ابو یعلی کے راویان ماسوائے ابوسلمہ جہنی کے [صحیح کے راویان] ہیں اور (امام) ابن حبان نے بھی اُن کی توثیق کی ⇦⇦⇦

[''کیوں نہیں، اُسے سننے والے کو چاہیے، کہ اِسے سیکھ لے۔'']

ب: امام ابن سُنّی کی روایت میں ہے:

[لوگوں میں سے ایک شخص نے عرض کیا:

''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! اَلْمَغْبُوْنُ لَمَنْ غُبِنَ ھٰؤُلَاءِ الْکَلِمَاتِ . ''

[''یارسول اللہ! ان کلمات سے محروم، تو یقیناً محروم ہے۔''

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''أَجَلْ، فَقُوْلُوْھُنَّ، وَ عَلِّمُوْھُنَّ، فَإِنَّهُ مَنْ قَالَهُنَّ اِلْتِمَاسَ مَا فِيْهِنَّ أَذْهَبَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ هَمَّهُ، وَ أَطَالَ فَرَحَهُ.'' ❶

[''ہاں، سو تم (خود) انہیں کہو (یعنی پڑھو) اور (دوسروں کو) سکھلاؤ، کیونکہ جو انہیں، اُن میں موجود چیز طلب کرنے کی خاطر کہتا ہے، اللہ عزوجل اس کے غم کو دُور اور اُس کی خوشی کو طویل فرما دیتے ہیں۔'']

دو محدثین کے حدیث پر تحریر کردہ عنوانات:

i: امام ابن حبان:

[ذِكْرُ الْأَمْرِ لِمَنْ أَصَابَهُ حُزْنٌ أَنْ يَسْأَلَ ذَهَابَهُ عَنْهُ وَ إِبْدَالَهُ إِيَّاهُ فَرَحًا] ❷

⇐⇐⇐ ہے۔ شیخ احمد شاکر نے امام احمد کی روایت کردہ حدیث کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ شیخ البانی طویل گفتگو کے بعد تحریر کرتے ہیں، کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث تنہا اُن ہی کی روایت سے [صحیح] ہے۔ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت کو اُس کے ساتھ ملایا جائے گا، تو قوت و صحت میں اضافہ ہوگا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور اُن کے شاگرد ابن قیم نے بھی اِسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد 136/10؛ و ھامش المسند 266/5؛ و سلسلة الأحاديث الصحيحة، المجلد الأول، الجزء الثاني، رقم الحديث 6198، ص 176-181)۔ نیز ملاحظہ ہو: ھامش أبي يعلى للأستاذ حسين سليم أسد 198/9-201.

❶ كتاب عمل اليوم والليلة، جزء من رقم الحديث 339، ص 122. شیخ ابو محمد سلفی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: ھامش كتاب عمل اليوم والليلة، رقم الهامش 4، ص 122).

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان 253/3.

[غم زدہ کو اس بات کے حکم کا ذکر، کہ وہ اُس (غم) کے دُور ہونے اور اُس کی خوشی میں تبدیلی کا سوال کرے]۔

ii: امام ابن السُّنّی:

[بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَآ أَصَابَهُ هَمٌّ أَوْ حُزْنٌ] ❶

[غمگین اور دکھی جو کہتا (یعنی پڑھتا) ہے، اس کے متعلق باب]۔

- ix -

[اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُو ......]

حضراتِ ائمہ احمد، بخاری، ابو داؤد، ابن حبان اور ابن السُّنّی نے حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"دَعَوَاتُ ❷ الْمَكْرُوْبِ:

[اَللّٰهُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ، لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ"]. ❸ ❹

---

❶ كتاب عمل اليوم والليلة ص 122.

❷ اس دعا کو [دَعَوَات] [دعائیں] کہنے کا سبب یہ ہے، کہ یہ اپنے اندر متعدد معانی سموئے ہوئے ہے۔ وَ اللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ. (ملاحظہ ہو: شرح الطيبي 1907/6؛ مرقاة المفاتيح 301/5)۔

❸ المسند، جزء من رقم الحديث 20430، 74/3-75؛ والأدب المفرد، جزء من رقم الحديث 702، ص 237؛ وسنن أبي داود، كتاب الأدب، باب ما يقول إذا أصبح، جزء من رقم الحديث 5079، 294/13؛ والإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأدعية، رقم الحديث 970، 250/3؛ وكتاب عمل اليوم والليلة، رقم الحديث 342، ص 123. الفاظ حدیث سنن أبي داود اور صحيح ابن حبان کے ہیں۔ حافظ ہیثمی ⇦⇦⇦

[''پریشان حال اور غم زدہ کی دعائیں:

[اے اللہ! میں آپ ہی کی رحمت کی امید رکھتا ہوں، سو آپ مجھے آنکھ جھپکنے کے برابر (وقت میں بھی) میرے نفس کے حوالے نہ کیجیے اور آپ میرے لیے میرے سارے معاملات کو درست فرما دیجیے۔ کوئی معبود نہیں مگر آپ''۔]

⇦⇦⇦ نے لکھا ہے، کہ اسے (امام) طبرانی نے روایت کیا اور اس کی [سند حسن] ہے۔ شیخ البانی نے اس [حدیث کو حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: مجمع الزوائد 137/10؛ و صحیح الأدب المفرد ص 189؛ و صحیح موارد الظمآن 429/2؛ وصحیح سنن أبي داود 959/3).

4 اس دعا کے بعض حصوں کی شرح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں:

(اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ): یعنی میں آپ کے علاوہ کسی اور کی رحمت کی امید نہیں رکھتا۔ (کسی اور کی رحمت کی امید نہ ہونے کا معنی جملے میں ترتیب کی تبدیلی (تقدیم و تاخیر) سے پیدا ہوا ہے۔ عام طور پر جملے کی ترتیب [اَللّٰھُمَّ أَرْجُوْ رَحْمَتَكَ] ہوتی ہے، لیکن اس مقام پر [رَحْمَتَكَ] کو پہلے لایا گیا)۔

(طَرْفَةَ عَیْنٍ): یعنی ایک لمحہ، کیونکہ وہ (یعنی میرا نفس) میرا سب سے بڑا دشمن ہے اور بلاشبہ وہ میری حاجات کو پورا کرنے میں بے بس ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 301/5).

علامہ طیبی رقم طراز ہیں:

(رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ): اس میں مفعول (رَحْمَتَكَ) کو پہلے لایا گیا، تاکہ اختصاص (یعنی اللہ تعالیٰ ہی کی رحمت کی امید کے ہونے کا) فائدہ دے۔

(رَحْمَةَ) عام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہی رحمت کی امید رکھنے کا تقاضا یہ ہے، کہ تمام معاملات انہی کو سونپے جائیں، گویا کہ اُن کے حضور عرض کیا گیا ہے: جب میں نے اپنا (سارا) معاملہ آپ کے سپرد کیا ہے، تو آپ لحہ بھر کے لیے بھی، اسے میرے نفس کے سپرد نہ کیجیے، کیونکہ مجھے تو علم ہی نہیں، کہ میرے معاملے کا سُدھرنا اور برباد ہونا کیسے ہے۔

ہوسکتا ہے، کہ میں کوئی کام اس اعتقاد سے کروں، کہ اس میں میرے معاملے کا سُدھرنا ہے اور اس سے الٹا نقصان ہو۔ اسی طرح اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے۔

جب اپنے نفس سے فارغ ہو چکا اور کسی اور کو سونپنے کی نفی اور اللہ تعالیٰ کی سپرداری میں رہنے کا ارادہ کیا، تو عرض کیا: (وَ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ) [اور میرے لیے میرے معاملہ کی اصلاح فرما دیجیے] پھر اس کی تاکید (كُلَّهُ) [تمام] کے ساتھ کی اور اس کے بعد کہا (لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ) [آپ کے سوا کوئی معبود (یعنی میرے معاملے کی اصلاح کرنے والا کوئی) نہیں۔ (ملاحظہ ہو: شرح الطیبي 1906/6-1907).

حدیث پر تین محدثین کے تحریر کردہ عنوانات:

i: امام بخاری:

[بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْكَرْبِ] ❶

[غم کے موقع پر دعا کے متعلق باب]۔

ii: امام ابن حبان:

[ذِكْرُ وَصْفِ دَعْوَاتِ الْمَكْرُوْبِ] ❷

[دکھی کی دعاؤں کی کیفیت کا ذکر]۔

iii: امام ابن السُّنّی:

[بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا نَزَلَ بِهٖ كَرْبٌ أَوْ شِدَّةٌ] ❸

[غم یا سختی کے نازل ہونے پر جو کہتا ہے، کے متعلق باب]

- X -

[لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ..........]

تین روایات:

ا: امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے:

"أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ:

["بلاشبہ رسول اللہ ﷺ غم کے وقت کہا کرتے تھے:

"لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ،

لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ،

❶ الأدب المفرد ص 237.

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان 250/3.

❸ كتاب عمل اليوم والليلة، ص 123.

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَ رَبُّ الْأَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ".]❶

[''نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ، بہت بڑے، بہت تحمل والے،

نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ، عرشِ عظیم کے رب،

نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ، آسمانوں کے رب اور زمین کے رب اور عرش کریم کے رب'']۔

ب: امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ:

''أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَدْعُوْبِهِنَّ، وَ يَقُوْلُهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ.''❷

[''بے شک رسول اللہ ﷺ ان (الفاظ) کے ساتھ دعا کیا کرتے اور انہیں غم کے وقت کہا کرتے تھے۔'']

ج: امام مسلم ہی کی روایت ہے:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ......''❸

[''بلاشبہ جب نبی کریم ﷺ کو کوئی بہت سنگین معاملہ درپیش آتا......۔

شرحِ حدیث:

i: حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں: (الْعَظِيْمُ): کوئی چیز اُن سے اُوپر اور اُن پر بالا نہیں۔

(الْحَلِيْمُ): وہ ذات، جو کہ قدرت کے باوجود، سزا دینے کو مؤخر کرتے ہیں۔

ب: (رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ) اور (رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ) دونوں میں [اَلْعَظِيْمِ] اور [اَلْكَرِيْمِ] کو زیر کے ساتھ پڑھا گیا ہے، اس طرح یہ دونوں [اَلْعَرْشِ] کی صفتیں ہوں گی۔

---

❶ صحيح البخاري، كتاب الدعوات، رقم الحديث 6346، 145/11.

❷ صحيح مسلم، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، رقم الحديث 83-(2730)، 2093/4.

❸ المرجع السابق، رقم الحديث 83-(2730)، 2093/4.

دونوں میں [اَلْعَظِیْمُ] اور [اَلْکَرِیْمُ] پیش (ضَمَّه) کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے۔ اس طرح یہ دونوں رب ذوالجلال کی صفتیں ہوں گی۔

[اَلْکَرِیْمُ] کے رب تعالیٰ کی صفت ہونے کی صورت میں معنٰی یہ ہوگا: (بطورِ بدلہ ہی نہیں، بلکہ) ازراہِ نوازش عطا فرمانے والے ہیں۔ ❶

ii: آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کی ثنا کرتے ہوئے لفظ [رَبُّ] لائے ہیں، تاکہ غم کے دُور فرمانے سے مناسبت ہو جائے، کیونکہ غم کا دُور فرمانا تربیت کا تقاضا ہے۔

اس میں [تہلیل] ہے، جو کہ توحید پر مشتمل ہے اور [عظمت] ہے، جو قدرتِ کاملہ پر دلالت کرتی ہے اور [حلم] جو کہ علم پر دلالت کناں ہے، کیونکہ جاہل سے نہ تو [حلم] کا تصور کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی [کرم] کا اور یہ دونوں کسی کو عطا فرمانے کے اوصاف کی اساس ہیں۔ ❷

❀ دو محدثین کے حدیث پر تحریر کردہ عنوانات:

i: امام بخاری:

[بَابُ الدُّعَآءِ عِنْدَ الْکَرْبِ] ❸

[بے چینی کے وقت دعا کے متعلق باب]۔

ii: علامہ نووی کا امام مسلم کی روایت پر عنوان:

[بَابُ دُعَآءِ الْکَرْبِ] ❹

[بے چینی کی دعا کے متعلق باب]

---

❶ ملاحظہ ہو: فتح الباري 146/11.

❷ ملاحظہ ہو: المرجع السابق 146/11.

❸ صحیح البخاري 145/11.

❹ صحیح مسلم 2092/4.

❀ علامہ نووی کا حدیث اور اِس دعا کے متعلق بیان:

"وَ هُوَ حَدِيْثٌ جَلِيْلٌ يَنْبَغِي الْاِعْتِنَاءُ بِهِ وَ الْإِكْثَارُ مِنْهُ عِنْدَ الْكَرْبِ وَ الْأُمُوْرِ الْعَظِيْمَةِ ." ❶

[اور وہ بہت بڑی شان والی حدیث ہے، اِس کی جانب خوب توجہ دینی چاہیے۔ اُسے (یعنی اِس میں بیان کردہ دعا کو) غم اور بہت سنگین معاملات میں بہت زیادہ پڑھنا چاہیے]۔

❀ اس دعا کے حوالے سے تین باتیں

1: سلف صالحین کا اس دعا کا اہتمام کرنا:

امام طبری لکھتے ہیں:

"كَانَ السَّلَفُ يَدْعُوْنَ بِهٰذَا الدُّعَاءِ، وَ يُسَمُّوْنَهُ: دُعَاءَ الْكَرْبِ ." ❷

["سلف اس دعا کے ساتھ دعا کیا کرتے تھے اور اسے [دُعَاءُ الْكَرْبِ] ❸ کا نام دیتے تھے۔"]

ii: دعا نہ ہونے کے باوجود اِسے دعا کہنا:

مذکورہ بالا کلمات میں [دعا نہ ہونے] کے باوجود اُسے [دعا] کیوں کہا گیا؟

محدثین کرام نے اس سوال کا جواب دیا ہے۔ علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

جواب (یہ ہے)، کہ اسے دعا دو وجوہات کی بنا پر کہا گیا:

اُن میں سے پہلی (وجہ)، کہ اس کے ساتھ دعا کا آغاز کیا جاتا ہے اور ان کلمات

---

❶ شرح النووي 47/17. نیز ملاحظہ ہو: المفهم 56/7.

❷ منقول از: المرجع السابق 56/7. نیز ملاحظہ ہو: شرح النووي 47/17.

❸ یعنی انتہائی سختی، دکھ، مصیبت اور بے چینی دُور کرنے والی دعا۔

کے پڑھنے کے بعد (بندہ) دعا کرتا ہے۔ بعض روایات میں ہے:

["ثُمَّ يَدْعُوْ"].

[پھر (آنحضرت ﷺ) دعا کرتے۔] ❶

اُن میں سے دوسری (وجہ یہ ہے)، کہ (امام) ابن عیینہ (سے اس بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں) نے کہا:

"کیا تمہیں معلوم نہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"إِذَا شَغَلَ عَبْدِيْ ثَنَاؤُهُ عَنْ مَسْأَلَتِيْ أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِي السَّآئِلِيْنَ."؟ ❷

[ترجمہ: "جب میرے بندے کو میری ثنا نے مجھ سے سوال کرنے سے مشغول کر دیا، تو میں اُسے سوال کرنے والوں سے افضل عطا کرتا ہوں۔"]

---

❶ امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ انہوں نے بیان کیا):

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ قَالَ:

[لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ، لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَ رَبُّ الْأَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ.]

["بلاشبہ جب نبی کریم ﷺ پر کوئی بات (یعنی ناگہانی مصیبت) آ پڑتی، تو آنحضرت ﷺ فرماتے:

[ترجمہ: کوئی معبود نہیں، مگر اللہ تعالیٰ بہت تحمل والے، بہت بڑی عظمت والے، کوئی معبود نہیں، مگر اللہ تعالیٰ عرش عظیم کے رب۔ کوئی معبود نہیں مگر ساتوں آسمانوں کے رب، زمین کے رب اور عرش کریم کے رب]

ثُمَّ يَدْعُوْ." (المنتخب من مسند عبد بن حميد، رقم الحديث 659، 496/1). شیخ ابوعبداللہ العدوی نے اُسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: هامش المنتخب 496/1).

❷ امام ترمذی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رب تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

"[ترجمہ: جس شخص کو قرآن (کریم) نے میرے ذکر اور مجھ سے مانگنے سے مشغول کر دیا، تو میں اُسے مانگنے والوں سے افضل چیز دیتا ہوں۔" (جامع الترمذي، أبواب فضائل القرآن، باب، جزء من رقم الحديث 3094، 196/8). امام ترمذی نے اِسے [حسن] اور شیخ البانی نے [ضعیف] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: "المرجع السابق 197/8؛ وضعيف سنن الترمذي ص 353؛ وسلسلة الأحاديث الضعيفة، رقم الحديث 1335، 506/3-509).

علامہ قرطبی امام ابن عیینہ کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(مزید برآں ایک ذکر کو) حدیث میں دعا کا نام دیا گیا ہے، حالانکہ اُس میں نہ دعا ہے اور نہ ہی فرمائش۔

امام نسائی نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث روایت کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''مچھلی والے کی دعا، جب انہوں نے اُس کے ساتھ مچھلی کے پیٹ میں دعا کی:

[لَآ إِلٰهَ إِلَّآ أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ]

[ترجمہ: کوئی معبود نہیں مگر آپ۔ آپ (ہر عیب سے) پاک ہیں، بلاشبہ میں ظالموں میں سے تھا]۔

پس یقیناً کوئی مسلمان، کسی چیز کے بارے میں اس کے ساتھ دعا نہیں کرتا، مگر اس کے لیے قبول کیا جاتا ہے۔'' [1] [2]

iii: اِس دعا سے سب لوگوں کا فیض پانا:

علاّمہ نووی اِس بارے میں گفتگو کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''قاضی عیاض نے بیان کیا: ''بعض علماء نے کہا: ان اذکار کے مذکورہ فضائل دین میں بلند مقام رکھنے والے اور کبیرہ گناہوں سے پاک لوگوں کے لیے ہیں۔ (ان

---

1. حدیث کے حوالے کے لیے اس کتاب کا ص 385 دیکھیے۔
2. المفهم 7/56-57 باختصار. علامہ قرطبی کی مذکورہ بالا بات کی تائید امام ترمذی اور امام نسائی کی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے روایت کردہ حدیث سے بھی ہوتی ہے، (کہ) وہ بیان کرتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''وَ أَفْضَلُ الدُّعَآءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ.'' امام ترمذی، حافظ ابن حجر اور شیخ البانی نے اسے [حسن] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: جامع الترمذي 9/229-230؛ ونتائج الأفكار 1/62؛ وصحيح سنن الترمذي 3/140). (اس حدیث کے حوالے کے لیے کتاب [اذکار نافعہ] ص 95 دیکھیے۔)

گناہوں پر) اصرار کرنے والے اور دیگر لوگوں کے لیے نہیں۔''

قاضی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''یہ بات محلِ نظر ہے، (کیونکہ) احادیث عام ہیں۔ (یعنی اُن میں کسی کی تخصیص نہیں)۔''

میں (یعنی علامہ نووی) کہتا ہوں: ''صحیح یہ ہے، کہ یقیناً وہ (فضائل صرف مخصوص (لوگوں کے لیے) نہیں۔'' وَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَعْلَمُ. ❶

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

اللہ تعالیٰ کے لیے اس دعا کا فیض سب اہلِ اسلام کو عطا فرمانا چنداں مشکل نہیں۔

-xi-

[لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ......]

حضراتِ ائمہ احمد، نسائی اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَزَلَ بِيْ كَرْبٌ أَنْ أَقُوْلَ:

''رسول اللہ ﷺ نے مجھے تعلیم دی، کہ جب مجھے شدید غم اور دکھ پہنچے، تو کہوں:

''لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ،

سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَ تَبَارَكَ اللّٰهُ،

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ،

وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.'' ❷

---

❶ شرح النووي 48/17.

❷ المسند، رقم الحديث 701، 87/2؛ (ط: مصر)؛ و السنن الكبرٰى للنسآئي، كتاب النعوت، الحليم الكريم، رقم الحديث 7626، 129/7؛ و المستدرك على الصحيحين، كتاب الدعاء، 508/1. الفاظ حدیث المسند اور المستدرك کے ہیں۔ امام حاکم نے اِسے [مسلم کی شرط پر صحیح] قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی نے اُن کے ساتھ موافقت کی ہے۔ حافظ ابن حجر اور شیخ ارناؤوط اور اُن کے رفقاء نے اِسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ شیخ احمد شاکر ⇦⇦⇦

اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) پاک ہیں اور اللہ تعالیٰ بابرکت ہیں،

[ترجمہ: ''کوئی معبود نہیں مگر اللہ تعالیٰ، نہایت بردبار، بہت ہی کرم والے،

عرشِ عظیم کے رب

اور تمام تعریف سارے جہانوں کے رب اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں''] ۔

امام نسائی کی روایت کے الفاظ ہیں:

"وَ أَمَرَنِيْ: "إِنْ نَّزَلَ بِيْ كُرْبَةٌ أَوْ شِدَّةٌ أَنْ أَقُوْلَهَا:"]

[''اور مجھے حکم دیا: ''اگر مجھے کوئی سخت غم اور مصیبت یا بہت سختی آئے، تو میں

کہوں۔ (یعنی مندرجہ بالا دعا پڑھوں)۔'']

الحسن بن الحسن رضی اللہ عنہ کے دو واقعات:

سلف صالحین اس دعا کو پڑھا کرتے تھے۔ اسی بارے میں دو واقعات ذیل میں

ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام ابن ابی الدنیا نے اپنی کتاب [اَلْفَرَجُ بَعْدَ الشِّدَّةِ] میں عبدالملک بن

عمیر کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''ولید بن عبدالملک نے عثمان بن حیان کو لکھا:

''الحسن بن الحسن۔رضی اللہ عنہ۔ کو دیکھو اور انہیں سو کوڑے مارو اور انہیں لوگوں کے

سامنے کھڑا کرو۔''

انہوں (یعنی راوی) نے بیان کیا: ''پس انہیں لایا گیا، تو علی بن الحسین۔رضی اللہ عنہ۔

اُن کی جانب اُٹھے اور کہا:

"يَا ابْنَ عَمِّ! تَكَلَّمْ بِكَلِمَاتِ الْفَرَجِ، يُفَرِّجُ اللّٰهُ عَنْكَ."

⇦⇦⇦ نے اِس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 508/1؛ و التلخیص 508/1؛ و هامش المسند (ط: الرسالة)، 109/2-110؛ و هامش المسند (ط. مصر)، 87/2.

......فَذَكَرَ حَدِيْثَ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہ ......

[''اے (میرے) چچا کے بیٹے! مصیبت (کو دُور کرنے) والے کلمات بولو، اللہ تعالیٰ آپ سے (مصیبت) دُور فرما دیں گے]۔

......انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی (روایت کردہ) حدیث ذکر کی......۔

فَقَالَهَا، فَرَفَعَ إِلَيْهِ عُثْمَانُ رَأْسَهُ، فَقَالَ:

"أَرَى وَجْهَ رَجُلٍ كُذِبَ عَلَيْهِ، خَلُّوْا سَبِيْلَهُ. فَسَأَكْتُبُ إِلَى أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِعُذْرِهِ."

فَأُطْلِقَ". ❶

[انہوں (یعنی الحسن بن الحسن رضی اللہ عنہ) نے انہیں (یعنی ان کلمات کو) کہا، تو عثمان نے اُن کی جانب اپنے سر کو اٹھایا۔ پھر کہا:

''میں (اِس) آدمی کا چہرہ دیکھ رہا ہوں، (کہ) ان پر جھوٹ باندھا گیا ہے۔ انہیں چھوڑ دو۔ میں عنقریب امیر المومنین کو اس کے عذر کے متعلق لکھوں گا۔''

پس اُنہیں رہا کر دیا گیا۔'']

اَللّٰهُ أَكْبَرُ.

ب: امام نسائی نے حضرت الحسن بن الحسن رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کا حجاج سے نکاح کیا اور اُن سے فرمایا:

"إِنْ نَزَلَ بِكِ الْمَوْتُ أَوْ أَمْرٌ مِّنْ أُمُوْرِ الدُّنْيَا، فَاسْتَقْبِلِيْهِ بِأَنْ تَقُوْلِيْ:

[''اگر تم پر موت نازل ہو (یعنی موت کا وقت آ پہنچے یا دنیا کے (سنگین) معاملات میں سے کوئی معاملہ درپیش ہو، تو اس کا مقابلہ یہ کہتے ہوئے کرنا:

---

❶ بحوالہ: فتح الباري 147/11.

["لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ،
سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ،
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ]"

[ترجمہ:
"کوئی معبود نہیں، مگر اللہ تعالیٰ بہت بردبار نہایت کرم والے،
اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، عرشِ عظیم کے رب،
سب تعریف اللہ تعالیٰ سارے جہانوں کے رب کے لیے"]۔

انہوں (یعنی الحسن بن الحسن رضی اللہ عنہ) نے کہا:

"فَأَتَيْتُ الْحَجَّاجَ ، فَقُلْتُهَا . "❶

["تو میں حجاج کے پاس پہنچا، تو میں نے وہ (یعنی مذکورہ بالا کلمات) کہے۔"]

اُس (یعنی حجاج) نے کہا:

"لَـقَدْ جِئْتَنِيْ وَ أَنَا أُرِيْدُ قَتْلَكَ ، فَأَنْتَ الْيَوْمَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَ كَذَا . "❷

["یقیناً (جب) تم میرے پاس آئے، تو میں تمہیں قتل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور آج (یعنی اب) تم مجھے اُس اُس (چیز) سے زیادہ محبوب (یعنی بہت پیارے) ہو۔]

ایک دوسری روایت میں ہے:

"مجھے حجاج نے بُلا بھیجا، تو میں نے اُنہیں پڑھا، تو وہ (یعنی حجاج) کہنے لگا:

"وَ اللّٰهِ! لَقَدْ أَرْسَلْتُ إِلَيْكَ ، وَ أَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَقْتُلَكَ......

---

❶ (ملاحظہ ہو: فتح الباري 147/11)۔

❷ السنن الكبرى للنسائي، كتاب عمل اليوم والليلة، ما يقول عند الكرب إذا نزل به، رقم الرواية 10404، 239/9۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے: "اسے نسائی اور طبری نے الحسن بن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔" (فتح الباري 147/11)۔

[اللہ تعالیٰ کی قسم! یقیناً میں نے تمہیں بلوایا اور میرا ارادہ تجھے قتل کرنے کا تھا......]۔

اللہ اکبر! ہر دل ربِّ قادر کے ہاتھ میں ہوتا ہے، جیسے اور جب چاہیں اسے پھیر دیں!

- xii -

[يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ]

امام ترمذی اور امام ابن السنّي نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا كَرَبَهُ أَمْرٌ، قَالَ:

[''جب نبی کریم ﷺ کو کوئی سخت مشکل پیش آتی، تو آپ کہا کرتے تھے:

[يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ]. ❶

[ترجمہ: اے ذاتی اور دائمی زندگی والے! ❷ اے سب چیزوں کو قائم رکھنے والے اور خود سب سے بے نیاز! ❸ میں آپ ہی کی رحمت کے ساتھ مدد طلب کرتا ہوں۔'']

امام ابن السنّي کی روایت میں ہے:

"إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ قَالَ......الحديث. ❹

[جب آنحضرت ﷺ پر کوئی (ناگہانی) بات آتی، تو کہتے......الحدیث]۔

امام ابن السنّي کا حدیث پر تحریر کردہ عنوان:

[بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا حَزَبَهُ أَمْرٌ] ❺

[(ناگہانی) بات کے آنے پر جو کہا جاتا ہے، اُس کے متعلق باب]

---

❶ جامع الترمذي، أبواب الدعوات، باب، رقم الحديث 3757، 358/9؛ و كتاب عمل اليوم و الليلة، رقم الحديث 337، ص 121. الفاظِ حدیث جامع الترمذي کے ہیں۔ شیخ البانی نے اسے [حسن] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: صحيح سنن الترمذي 172/3).

❷ (اَلْحَيُّ) کے معانی کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ''آیت الکرسی کے فضائل و تفسیر'' ص 111-113.

❸ (اَلْقَيُّوْمُ) کے معانی کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو، المرجع السابق ص 126-129.

❹ كتاب عمل اليوم و الليلة ص 121. ❺ المرجع السابق ص 121.

- xiii -

[اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ ......]

امام بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) وہ بیان کرتے ہیں:

[''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ - رضی اللہ عنہ - سے فرمایا:

''اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکا میرے لیے دیکھئے (کہ) وہ میری خدمت کرے۔''

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے سوار کر کے لے گئے، تو جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑاؤ ڈالتے، تو میں آپ کی خدمت کرتا،

فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ:

[تو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت زیادہ دفعہ یہ پڑھتے ہوئے سنتا تھا:]

''اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَ الْحَزَنِ، وَ الْعَجْزِ وَ الْكَسَلِ، وَ الْبُخْلِ وَ الْجُبْنِ، وَ ضَلَعِ الدَّيْنِ وَ غَلَبَةِ الرِّجَالِ''] [1]

[ترجمہ: ''اے اللہ تعالیٰ! میں آپ کے ساتھ پناہ طلب کرتا ہوں:

مستقبل میں متوقع شر کی بنا پر لاحق ہونے والی تشویش سے اور زمانہ ماضی میں آنے والی شر کے دکھ سے

اور بے بسی اور کاہلی سے

اور بزدلی اور بخیلی سے

اور قرض کے بوجھ اور سختی اور آدمیوں کے تسلط سے''].

ایک دوسری روایت:

امام نسائی کی روایت میں ہے:

[1] صحيح البخاري، كتاب الدعوات، باب التعوّذ من غلبة الرجال، جزء من رقم الحديث 6363، 173/11.

"كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ دَعْوَاتٌ لَا يَدَعُهُنَّ...... الحديث. ❶

[ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی دعائیں تھیں، جنہیں آپ چھوڑتے نہیں تھے...... الحدیث]

- xiv -

[اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ ......]

امام ابن حبان اور امام ابن السنی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، کہ:

[''یقیناً رسول اللہ ﷺ نے کہا:

["اَللّٰهُمَّ لَا سَهْلَ إِلَّا مَا جَعَلْتَهُ سَهْلًا، وَ أَنْتَ تَجْعَلُ الْحُزْنَ سَهْلًا إِذَا شِئْتَ."] ❷

[ترجمہ: ''اے اللہ! نہیں ہے آسان، مگر جسے آپ آسان فرمائیں اور آپ جب چاہیں، غم کو آسان فرما دیں''۔]

دو محدثین کے حدیث پر تحریر کردہ عنوانات:

i: امام ابن حبان لکھتے ہیں:

[ذِكْرُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْمَرْءِ سُؤَالُ الْبَارِي جَلَّ وَ عَلَا تَسْهِيلَ الْأُمُوْرِ

---

❶ صحيح سنن النسائي، كتاب الاستعاذة، باب الاستعاذة من الهمّ، 1109/3. شیخ البانی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 1109/3).

❷ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان، كتاب الرقائق، باب الأدعية، رقم الحديث 974، 255/3؛ و كتاب عمل اليوم والليلة، رقم الحديث 351، ص 127. شیخ البانی نے اس کی [سند کو مسلم کی شرط پر صحیح] اور شیخ ارناؤوط نے اس کی [سند کو صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم الحديث 2886، المجلد السادس، القسم الثاني 902-903/؛ و هامش الإحسان 255/3). نیز ملاحظہ ہو: المقاصد الحسنة، رقم الحديث 176، ص 91؛ و مختصر المقاصد الحسنة، رقم الحديث 159، ص 68.

عَلَيْهِ إِذَا صَعُبَتْ] ❶

[جب معاملات دشوار ہو جائیں، تو باری جلّ وعلا سے اُن کے آسان کرنے کی فرمائش کے مستحب ہونے کا ذکر]۔

ii: امام ابن السُّنّی نے تحریر کیا ہے:

[بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا اسْتَصْعَبَ عَلَيْهِ أَمْرٌ] ❷

[کسی معاملہ کو اپنے آپ پر کٹھن پانے پر کہی جانے والی (دعا) کے متعلق باب]

- XV -

[اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ......]

حضراتِ ائمہ احمد، ابوداؤد، ابن حبان، ابن السُّنّی اور حاکم نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا خَافَ قَوْمًا، قَالَ:

["یقیناً جب نبی کریم ﷺ کو کسی قوم سے خوف لاحق ہوتا، تو کہتے:

[اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ"]. ❸

---

❶ الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان 255/3.

❷ كتاب عمل اليوم والليلة ص 127.

❸ المسند، رقم الحديث 19720، 494/3؛ وسنن أبي داود، تفريع أبواب الوتر، رقم الحديث 1534، 277/4؛ وصحيح موارد الظمآن، كتاب الأذكار، باب ما يقول إذا خاف قومًا، 201-(2373)، 431/2؛ وكتاب عمل اليوم والليلة، باب ما يقول إذا خاف قومًا، رقم الحديث 333، ص 120؛ والمستدرك على الصحيحين، كتاب قسم الفيء، 142/2. الفاظِ حدیث سنن أبي داود اور المستدرك کے ہیں۔ امام حاکم اور حافظ ذہبی نے اسے [صحيحين کی شرط پر صحيح]، شیخ البانی نے اسے [صحيح] اور علامہ نووی نے اس کی [سند کو صحيح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 142/2؛ والتلخيص 142/2؛ وصحيح سنن أبي داود 286/1؛ وصحيح موارد الظمآن 431/2؛ وكتاب الأذكار ص 184).

[اے اللہ! ہم یقیناً آپ کو اُن کے سینوں میں کرتے ہیں اور اُن کی شرارتوں سے آپ کی پناہ لیتے ہیں۔'']

شرحِ حدیث:

[فِيْ نُحُوْرِهِمْ]: أَيْ فِي مُقَابَلَتِهِمْ ، فَادْفَعْهُمْ عَنَّا . ❶

[''یعنی اُن کے مقابلے میں، سو آپ اُنہیں ہم سے دُور فرما دیجیے۔'']

تین علماء کے اس پر تحریر کردہ عنوانات:

i: امام ابوداؤد لکھتے ہیں:

[مَا يَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَا خَافَ قَوْمًا] ❷

[آدمی کسی قوم سے خوف زدہ ہونے پر جو کہتا ہے]۔

ii: حافظ ابن السُّنّی نے قلم بند کیا:

[بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا خَافَ قَوْمًا] ❸

[کسی قوم سے خوف زدہ ہونے پر جو کہے گا، اس کے متعلق باب]۔

iii: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رقم طراز ہیں:

[مَا يُقَالُ فِي لِقَآءِ الْعَدُوِّ وَ ذِي السُّلْطَانِ] ❹

[دشمن اور صاحب اقتدار سے سامنا ہوتے وقت جو (بندہ) کہے گا]۔

- xvi -

[إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِيْ......]

امام مسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ بے شک انہوں نے

❶ منقول از: هامش المسند 494/32.

❷ سنن أبي داود 277/4.

❸ كتاب عمل اليوم و الليلة ص 120.

❹ صحيح الكلم الطيب ص 72.

بیان کیا:

[''میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

''مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ، فَيَقُولُ مَآ أَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى:

[''کسی بھی مسلمان کو (کوئی) مصیبت پہنچے اور وہ وہی کہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے: ❶

''إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ. اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَأَخْلِفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا.''

[ترجمہ: ''یقیناً ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اُنھی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔'' اے اللہ! میری مصیبت کا مجھے اجر دیجیے اور میرے لیے اُس کا بہتر بدل عطا فرمائیے۔''

إِلَّا أَخْلَفَ اللّٰهُ لَهُ خَيْرًا مِّنْهَا.''

تو اللہ تعالیٰ اُسے اُس سے بہتر بدلہ عطا فرماتے ہیں۔'']

انہوں (یعنی ام سلمہ رضی اللہ عنہا) نے بیان کیا:

''فَلَمَّا مَاتَ أَبُوْ سَلَمَةَ - رضی اللہ عنہ - ، قُلْتُ:

''أَيُّ الْمُسْلِمِيْنَ خَيْرٌ مِّنْ أَبِيْ سَلَمَةَ؟

أَوَّلُ بَيْتٍ هَاجَرَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.''

---

❶ سورۃ البقرۃ / الآیتان 155-157 ﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ. الَّذِيْنَ إِذَآ أَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ. أُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾ کی طرف اشارہ ہے:

[ترجمہ: اور صبر کرنے والوں کو خوش خبری دے دیجیے۔ وہ لوگ، کہ جب اُنہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے، تو کہتے ہیں: ''بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور یقیناً ہم اُنھی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ وہ لوگ ہیں، جن پر اُن کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں ہیں اور بڑی رحمت ہے اور وہی لوگ سیدھا راستہ پانے والے ہیں]۔

ثُمَّ إِنِّيْ قُلْتُهَا ، فَأَخْلَفَ اللّٰهُ لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ . "❶

["جب ابوسلمہ۔رضی اللہ عنہ۔فوت ہوئے، تو میں نے کہا:

"مسلمانوں میں کون ابوسلمہ سے بہتر ہے؟

پہلا گھرانہ جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی۔"

پھر میں نے اُسے (یعنی دعا کو) پڑھا، تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بہترین بدل رسول اللہ ﷺ عطا فرمادیئے"]۔

علامہ نووی کے حدیث پر تحریر کردہ دو عنوانات:

i: [بَابُ مَا يُقَالُ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ]❷

[مصیبت کے وقت جو کہا جاتا ہے، اس کے متعلق باب]۔

ii: [بَابُ مَا يَقُوْلُهُ إِذَآ أَصَابَتْهُ نَكْبَةٌ قَلِيْلَةٌ أَوْ كَثِيْرَةٌ]❸

[چھوٹے یا بڑے حادثے کے موقع پر وہ (یعنی مصیبت زدہ) جو کہتا ہے، اس کے متعلق باب]۔

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ جو شخص پریشانی، غم، دکھ، مصیبت، بیماری، حادثہ وغیرہ میں مبتلا ہو، وہ غم اور مصیبت کے موقع پر پڑھی جانے والی دعاؤں اور اذکار کا اہتمام کرے۔ انہیں خوب توجہ، دل جمعی اور کثرت سے پڑھے۔ تاکہ مولائے کریم اُس پر آئی ہوئی سختی مکمل طور پر ختم کردیں یا اُس میں کمی فرمادیں۔ اس کے غم کو خوشی سے بدل دیں اور اسے عظیم اجر و ثواب عطا فرمائیں۔ إِنَّهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ .

❶ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، رقم الحدیث 3-(918)، 2/631-632.

❷ المرجع السابق 2/631.

❸ کتاب الأذکار ص 188.

-14-

ذکرِ الٰہی

ذکرِ الٰہی کے بے چینی دُور کرنے کے دو دلائل:

مصیبتوں کے اثرات میں سے ایک نہایت تکلیف دہ اور اذیت ناک بات یہ ہے، کہ اُن کی بنا پر قلق، اضطراب اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ ربّ رحیم نے ان سب کا مؤثر اور زوردار علاج اپنے ذکر میں رکھا ہے۔

ا: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ أَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ﴾ ❶

[وہ لوگ جو ایمان لائے اور اُن کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے مطمئن ہوئے۔ سن لو! اللہ تعالیٰ کی یاد ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں]۔

دو مفسرین کے اقوال:

i: شیخ سعدی:

﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ﴾:

"أَيْ: يَزُوْلُ قَلَقُهَا وَاضْطِرَابُهَا، وَتَحْضُرُهَا أَفْرَاحُهَا وَلَذَّاتُهَا.

﴿أَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ﴾ أَيْ: حَقِيْقٌ بِهَا، وَحَرِيٌّ أَنْ لَا تَطْمَئِنَّ لِشَيْءٍ سِوٰى ذِكْرِهِ، فَإِنَّهُ لَا شَيْءَ أَلَذُّ لِلْقُلُوْبِ وَلَا أَشْهٰى وَلَا أَحْلٰى مِنْ مُحَبَّةِ خَالِقِهَا، وَالْأُنْسِ بِهِ وَمَعْرِفَتِهِ." ❷

[﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ﴾:

---

❶ سورة الرعد / الآية 28.

❷ تفسير السعدي ص 417-418. نیز ملاحظہ ہو: تفسير القاسمي 360/9.

[''یعنی ان کے دلوں کا قلق اور اضطراب ختم ہو جاتا ہے اور خوشیاں اور لذتیں اُن کے پاس پہنچ جاتی ہیں۔

﴿اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ یعنی دلوں کے لیے ضروری اور مناسب یہی ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کسی اور چیز سے اطمینان نہ پائیں، کیونکہ دلوں کے لیے اپنے خالق کے ساتھ محبت، اُن سے لَو لگانے اور ان کی معرفت کے حاصل کرنے سے کوئی چیز بھی زیادہ لذیذ، مرغوب اور شیریں نہیں۔'']

ii: شیخ الوسی دلوں کے ذکرِ الٰہی کے ساتھ اطمینان پانے کا سبب بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''وَ الْأَوْلٰی أَنْ يُّقَالَ: إِنَّ سَبَبَ الطَّمَأْنِيْنَةِ نُوْرٌ يُّفِيْضُهُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْ ❶ قَلْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِسَبَبِ ذِكْرِهٖ، فَيَذْهَبُ مَا فِيْهَا مِنَ الْقَلَقِ وَالْوَحْشَةِ و نَحْوِ ذٰلِكَ.'' ❷

[''مناسب ترین بات یہ ہے، کہ (یہ) کہا جائے:

اطمینان کا سبب (وہ) نور ہے، جو وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اپنے ذکر کی وجہ سے مؤمنوں کے دلوں میں نازل فرماتے ہیں، تو وہ اُن میں موجود بے چینی، وحشت اور اسی قسم کی دیگر چیزیں بہا لے جاتا ہے۔'']

آیتِ شریفہ کے حوالے سے دو باتیں:

i: آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ذکرِ الٰہی سے دلوں کو حاصل ہونے والے اطمینان کے لیے فعل مضارع [تَطْمَئِنُّ] استعمال فرمایا۔ عربی میں [فعل مضارع] [زمانۂ حال] اور [زمانۂ مستقبل] دونوں کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتا ہے۔ اس طرح معنی یہ ہوگا:

❶ مطبوعہ نسخہ میں [عَنْ] ہی ہے، لیکن شاید صحیح [فِيْ] یا [عَلٰی] ہے۔ وَ اللّٰهُ تَعَالٰی أَعْلَمُ.

❷ روح المعاني 150/13.

[سن لو! ذکرِ الٰہی ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں اور دل مطمئن ہوں گے]۔

ii: جملے [أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ] کی معمول کے مطابق حسبِ ذیل ترتیب ہوتی ہے:

[أَلَا تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ بِذِكْرِ اللّٰهِ]

ترتیب میں تقدیم و تاخیر (آگے پیچھے کرنے) سے جملے میں حصر پیدا ہو گیا یا بالفاظِ دیگر جملے میں ایک کی بجائے دو معانی پیدا ہوں گے:

1: سن لو! دلوں کا اطمینان ذکرِ الٰہی سے ہے۔

2: سن لو! دلوں کا اطمینان ذکرِ الٰہی کے سوا کسی اور چیز سے نہیں۔

حکیم و خبیر خالق جل جلالہ کے اِس فرمان کے بعد ناجائز چیزوں کے دیکھنے، سننے، کرنے، کھانے اور پینے سے اطمینان و سکون حاصل کرنے کی کوشش کے بے کار اور بے اثر ہونے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش کیسے باقی رہ سکتی ہے؟

ب: ارشادِ نبوی ﷺ:

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، کہ اُن دونوں نے نبی کریم ﷺ کے متعلق گواہی دی ہے، کہ بلاشبہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ،

وَ غَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ،

وَ نَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّكِیْنَةُ،

وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهُ." [1]

["کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لیے نہیں بیٹھتی، مگر

---

[1] صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء .....، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، وعلی الذکر، جزء من رقم الحدیث 39-(2700)، 4/2074.

فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں،

رحمت اُنہیں ڈھانپ لیتی ہے،

اُن پر اطمینان نازل ہوتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اُن کا تذکرہ اپنے ہاں (موجود فرشتوں) میں فرماتے ہیں۔'']

جب ذکرِ الٰہی کے لیے بیٹھنے والوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت ڈھانپ لے اور اُن پر اطمینان نازل ہو، تو پھر بے سکونی اور بے چینی کیسے رہ سکتی ہے؟

ذکرِ الٰہی کے دیگر فوائد:

امام ابن قیم کا بیان:

حضرت امام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وَ فِي الذِّكْرِ أَكْثَرُ مِنْ مِائَةِ فَائِدَةٍ .'' [1]

[''ذکرِ (الٰہی) میں سو سے زیادہ فائدے ہیں۔'']

قلق و اضطراب دُور کرنے کے متعلق پانچ فوائد:

حضرت امام کے بیان کردہ فوائد میں سے قلق و اضطراب کے دُور کرنے اور اطمینان وسکون کے حصول کے متعلق درجِ ذیل پانچ فوائد ہیں:

i: أَنَّهُ يُزِيْلُ الْهَمَّ وَ الْغَمَّ عَنِ الْقَلْبِ .

[بلاشبہ وہ (یعنی ذکرِ الٰہی) دل سے پریشانی اور غم کو دُور کر دیتا ہے۔]

ii: أَنْ يُجَلِّبَ لِلْقَلْبِ الْفَرْحَ وَ السُّرُوْرَ وَ الْبَسْطَ .

[وہ دل کے لیے مسرت، سرور اور کشادگی کھینچتا ہے۔]

iii: أَنَّهُ يُقَوِّيْ الْقَلْبَ وَ الْبَدَنَ .

[بے شک وہ دل اور بدن کو قوت دیتا ہے۔]

---

[1] صحیح الوابل الصیب من الکلم الطیب ص 82.

iv: أَنَّهُ يُنَوِّرُ الْوَجْهَ وَ الْقَلْبَ .

[یقیناً وہ چہرے اور دل کو منور کرتا ہے۔]

v: أَنَّـهُ سَبَـبُ تَـنْـزِيـلِ السَّكِيْنَةِ ، وَ غَشْيَانِ الرَّحْمَةِ ، وَ حُفُوْفِ الْمَلَآئِكَةِ بِالذَّاكِرِ ؛ كَمَآ أَخْبَرَ بِهِ النَّبِيُّ ﷺ . ❶

[بلاشبہ وہ اطمینان کے نازل ہونے، رحمت کے ڈھانپ لینے اور ذکر کرنے والے کے گرد فرشتوں کے گھیرا ڈالنے کا سبب ہے، جیسے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر دی ہے۔]

ذکرِ الٰہی کے دیگر فوائد میں سے سولہ فائدے:

اُن فوائد کو ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

i: إِنَّهُ يَطْرُدُ الشَّيْطَانُ وَيَقْمَعُهُ وَيَكْسِرُهُ .

[بے شک وہ شیطان کو دُور، اس کا قلع قمع کرتا اور اسے توڑتا ہے۔]

ii: إِنَّهُ يُرْضِي الرَّحْمٰنُ عَزَّوَجَلَّ .

[بلاشبہ وہ رحمان عزوجل کو راضی کر دیتا ہے۔]

iii: إِنَّهُ يَجْلِبُ الرِّزْقَ .

[یقیناً وہ رزق کو کھینچ لاتا ہے۔]

iv: إِنَّهُ يَكْسُوْ الذَّاكِرَ الْمَهَابَةَ وَالْحَلَاوَةَ وَالنَّضْرَةَ .

[درحقیقت وہ ذکر کرنے والے کو ہیبت، شیرینی اور تروتازگی کا لباس پہنا دیتا ہے۔]

v: إِنَّهُ يُوْرِثُهُ ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى كَمَا قَالَ تَعَالٰى:

﴿فَاذْكُرُوْنِيْٓ أَذْكُرْكُمْ﴾ ❷

---

❶ ملاحظہ ہو: صحیح الوابل الصیّب من الکلم الطیب ص 82-85.

❷ سورۃ البقرۃ / جزء من الآیۃ 152.

[بلاشک وہ اللہ عزوجل کے اسے یاد کرنے کا سبب بنتا ہے، جیسے کہ (اللہ) تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

[ترجمہ: سوتم مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد کروں گا]۔

vi: إِنَّهٗ قُوْتُ الْقَلْبِ وَالرُّوْحِ .

[درحقیقت وہ دل اور روح کی غذا ہے۔]

vii: إِنَّهٗ يَحُطُّ الْخَطَايَا وَيُذْهِبُهَا .

[یقیناً وہ خطاؤں کا نام ونشان مٹا دیتا ہے۔]

viii: إِنَّهٗ يُزِيْلُ الْوَحْشَةَ بَيْنَ الْعَبْدِ وَبَيْنَ رَبِّهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى .

[بلاریب وہ بندے اور اس کے رب تبارک وتعالیٰ کے درمیان وحشت کو ختم کر دیتا ہے۔]

ix: إِنَّهٗ يُنْجِيْ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

[بلاشبہ وہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دیتا ہے۔]

x: إِنَّ الْاِشْتِغَالَ بِهٖ سَبَبٌ لِعَطَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلذَّاكِرِ أَفْضَلَ مَا يُعْطِي السَّائِلِيْنَ .

[بے شک ذکر میں مشغولیت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ذکر کرنے والے کو سوال کرنے والے سے زیادہ عطا فرمانے کا سبب ہے۔]

xi: إِنَّ دَوَامَ ذِكْرِ الرَّبِّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يُوْجِبُ الْأَمَانَ مِنْ نِسْيَانِهٖ ، اَلَّذِيْ هُوَ سَبَبُ شِقَآءِ الْعَبْدِ فِيْ مَعَاشِهٖ وَمَعَادِهٖ .

[ذکرِ الٰہی پر مداومت اور ہمیشگی [اللہ تعالیٰ کے بندے کو نہ بھولنے] کا موجب ہے، جو کہ (یعنی اللہ تعالیٰ کا بندے کی طرف دھیان نہ کرنا) بندے کی دنیا و آخرت میں بدبختی کا سبب ہے۔]

xii: إِنَّ الذِّكْرَ يَجْمَعُ الْمُتَفَرِّقَ ، وَيُفَرِّقُ الْمُجْتَمِعَ ، وَيُقَرِّبُ الْبَعِيْدَ ، وَيُبْعِدُ الْقَرِيْبَ .

[بلاشبہ ذکر بکھری ہوئی (باتوں) کو جمع کر دیتا ہے، یکجا چیز کو منتشر کر دیتا ہے، دُور کو قریب اور قریب کو دُور کر دیتا ہے۔]

فَيَجْمَعُ مَا تَفَرَّقَ عَلَى الْعَبْدِ مِنْ قَلْبِهٖ وَإِرَادَتِهٖ ، وَهُمُوْمِهٖ وَعُزُوْمِهٖ . وَيُفَرِّقُ مَا اجْتَمَعَ عَلَيْهِ مِنَ الْهُمُوْمِ ، وَالْغُمُوْمِ ، وَالْأَحْزَانِ ، وَالْحَسَرَاتِ عَلٰى فَوَاتِ حُظُوْظِهٖ وَمَطَالِبِهٖ .

[پس (ذکرِ الٰہی) قلب اور ارادے کی پراگندگی اور پریشانیوں اور ارادوں کے انتشار کو یکسوئی اور دلجمعی سے تبدیل کر دیتا ہے، مرادوں اور آرزوؤں کے پورا نہ ہونے پر لاحق ہونے والی پریشانیوں، غموں اور حسرتوں کو پارہ پارہ کر دیتا ہے۔]

وَيُقَرِّبُ إِلَيْهِ الْآخِرَةَ الَّتِيْ يُبْعِدُهَا مِنْهُ الشَّيْطَانُ وَالْأَمَلُ ، وَيُبْعِدُ الدُّنْيَا الَّتِيْ هِيَ أَدْنٰى عَلَيْهِ مِنَ الْآخِرَةِ .

[(ذکرِ الٰہی) آخرت کو قریب کر دیتا ہے، جسے شیطان اور امید دُور کر دیتی ہے۔ دنیا، جو کہ اس کے لیے آخرت سے قریب ہوتی ہے، اسے دُور کر دیتا ہے۔]

xiii: إِنَّ الذَّاكِرَ قَرِيْبٌ مِّنْ مَذْكُوْرِهٖ ، وَمَذْكُوْرُهٗ مَعَهٗ ، وَهِيَ مَعِيَّةٌ بِالْقُرْبِ ، وَالْوَلَايَةِ ، وَالْمَحَبَّةِ ، وَالنُّصْرَةِ ، وَالتَّوْفِيْقِ .

[ذکر کرنے والا، جس کا ذکر کرتا ہے، اس کے بہت نزدیک ہوتا ہے، جس کا وہ ذکر کرتا ہے، وہ اس کے ہمراہ ہوتا ہے۔ یہ ہمراہی (اور معیّت) قربت، دوستی، محبت، نصرت اور توفیقِ (خیر) کے ساتھ ہوتی ہے۔]

xiv: اَلذِّكْرُ جَلَّابٌ لِّلنِّعَمِ ، دَافِعٌ لِّلنِّقَمِ .

[ذکر نعمتوں کو کھینچنے والا اور عذابوں کو دُور کرنے والا ہے۔]

xv: إِنَّ ذِكْـرَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ يُسَهِّلُ الصَّعْبَ ، وَيُيَسِّرُ الْعَسِيْرَ ، وَيُخَفِّفُ الْـمَشَـاقَّ . فَـمَـا ذُكِـرَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى صَعْبٍ إِلَّا هَانَ ، وَلَا عَلٰى عَسِيْرٍ إِلَّا تَيَسَّرَ ، وَلَا مَشَقَّةٍ إِلَّا خَفَّتْ ، وَلَا شِدَّةٍ إِلَّا زَالَتْ ، وَلَا كُرْبَةٍ إِلَّا انْـفَرَجَتْ ، فَذِكْرُ اللّٰهِ تَـعَـالٰى هُوَ الْفَرَجُ بَعْدَ الشِّدَّةِ ، وَالْيُسْرُ بَعْدَ الْعُسْرِ ، وَالْفَرَجُ بَعْدَ الْغَمِّ وَالْهَمِّ .

[بلاشبہ ذکرِ الٰہی مشکل کو سہل، تنگی کو آسان اور بوجھل کو ہلکا کر دیتا ہے۔ اللہ عزوجل کا کسی دشواری میں ذکر نہیں کیا جاتا، مگر وہ ہلکی ہو جاتی ہے اور نہ کسی تنگی میں، مگر وہ آسان ہو جاتی ہے اور نہ کسی مشقت میں، مگر وہ خفیف ہو جاتی ہے اور نہ کسی سختی میں، مگر وہ ٹل جاتی ہے اور نہ کسی غم میں، مگر وہ چھٹ جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا ذکر سختی کے بعد نجات، تنگی کے بعد آسانی اور پریشانی اور غم کے بعد چھٹکارا ہے۔]

xvi: إِنَّ ذِكْـرَ الـلّٰـهِ عَزَّوَجَلَّ يُذْهِبُ عَنِ الْقَلْبِ مَخَاوِفَهُ كُلَّهَا ، وَلَـهُ تَأْثِيْرٌ عَجِيْبٌ فِيْ حُصُوْلِ الْأَمْنِ ، فَلَيْسَ لِلْخَآئِفِ الَّذِيْ قَدِ اشْتَدَّ خَـوْفُـهُ أَنْـفَـعُ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ، إِذْ بِحَسْبِ ذِكْرِهٖ يَجِدُ الْأَمْنَ ، وَيَـزُوْلُ خَـوْفُهُ ، حَتّٰى كَأَنَّ الْمَخَاوِفَ الَّتِيْ يَجِدُهَا أَمَانٌ لَّهُ ، وَالْغَافِلُ خَـآئِفٌ مَعَ أَمْنِهٖ ، حَتّٰى كَأَنَّ مَا هُوَ فِيْهِ مِنَ الْأَمْنِ كُلُّهُ مَخَاوِفُ . وَمَنْ لَّهُ أَدْنٰى حِسٍّ قَدْ جَرَّبَ هٰذَا . وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ . [1]

[بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا ذکر دل سے ہر قسم کے خوف کو لے جاتا ہے۔ امن کے حصول میں اس کا اثر بہت عجیب ہے۔ شدید ترین خوف میں مبتلا شخص کے لیے اللہ عزوجل کے ذکر سے زیادہ نفع والی کوئی چیز نہیں، کیونکہ اُس کے ذکر کے بقدر اسے امن حاصل ہوتا ہے

[1] ملاحظہ ہو: صحيح الوابل الصيب ص 82-164.

اور اُس سے خوف دُور ہوتا ہے، یہاں تک کہ وہ خوف کی جگہوں میں اپنے لیے امن پاتا ہے۔ (اس کے برعکس ذکرِ الٰہی سے) غافل اپنے امن کے باوجود خوف زدہ ہوتا ہے، یہاں تک کہ (اُس کے لیے) ہر طرح کی امن والی جگہ گویا کہ خوف والی جگہیں ہوں۔ جس شخص میں معمولی شعور بھی ہے، اُس نے بھی اِس بات کو آزمایا ہوگا۔ وَ اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ .]

مصیبتوں میں مبتلا ہر شخص پر لازم ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے، تاکہ اللہ تعالیٰ اُس کے قلق و اضطراب کو ختم کر دیں اور اُسے اطمینان و سکون اور دیگر بہت سی برکتیں عطا فرمائیں۔

اے اللہ کریم! ہمیں، ہمارے بہن بھائیوں، اہل و عیال اور نسلوں کو اپنا بہت زیادہ ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِکْرَامِ .

-15-

اللہ تعالیٰ کی نعمتیں کو یاد رکھنا

نعمتوں کے اَن گنت ہونے کے دو دلائل:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی بندوں پر نعمتیں اَن گنت اور شمار و قطار سے باہر ہیں۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

ا: ﴿وَ اٰتٰـكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ﴾ ❶

[اور اُنہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے تمہیں ہر اس چیز سے دیا، جو تم نے اُن سے مانگی اور اگر تم اُن کی نعمت شمار کرو، تو اُسے شمار نہ کر پاؤ گے۔ بے شک انسان یقیناً بڑا ظالم، بہت ناشکرا ہے]۔

ب: ﴿وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ❷

❶ سورة إبراهيم - عليه السلام - / الآية 34. ❷ سورة النحل / الآية 18.

[اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت شمار کرو، تو تم اُسے شمار نہ کر پاؤ گے۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ یقیناً بے حد بخشنے والے، نہایت رحم والے ہیں]۔

اگر مصیبت میں مبتلا شخص رب کریم کی عنایات و نوازشات کو یاد کرنا شروع کر دے، تو اُس کی زبان پر شکوہ و شکایت کی بجائے مولائے رحیم کی حمد و ثنا جاری ہو جائے اور اُس کے دل و دماغ میں قلق، پریشانی، اضطراب اور بے سکونی کی بجائے اطمینان و سکون، خوشی، مسرت اور سپاس گزاری کی کیفیت پیدا ہوگی۔

نعمتوں کے یاد کرنے سے پریشانی کا علاج:

امام ابن قیم رقم طراز ہیں:

"وَمِنْ عِلَاجِهٖ أَنْ يَنظُرَ إِلَى مَا أُصِيبَ بِهٖ، فَيَجِدَ رَبَّهٗ قَدْأَبْقَى عَلَيْهِ مِثْلَهٗ أَوْ أَفْضَلَ مِنْهُ." ❶

[''اور اس ....یعنی مصیبت کی وجہ سے لاحق ہونے والی پریشانی اور غم......... کے علاج میں سے یہ (بھی) ہے، کہ وہ خود کو پہنچنے والی مصیبت کا......بنظر غائر...... جائزہ لے، تو وہ اُس نتیجے پر پہنچے گا، کہ اُس کے رب تعالیٰ نے اُس (مصیبت) کے مقابلے کی نعمت یا اُس سے (بھی) افضل (نعمت) اُس کے پاس رہنے دی ہے۔'']

دلیل:

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی نوازشات یاد کرنے کا حکم دیتے ہوئے، اُس کا متوقع فائدہ اور شاندار نتیجہ بھی بیان فرمایا۔ قرآن کریم میں اُن کی بیان کردہ بات حسبِ ذیل ہے:

﴿فَاذْكُرُوٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ ❷

---

❶ زاد المعاد 190/4.

❷ سورة الأعراف/جزء من الآية 69.

[سو تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ]۔

نعمتوں کی یاد سے میسر آنے والی [فلاح] سے مراد:

حضرت ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کی جانب سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنے پر اس امید کا اظہار فرمایا، کہ شاید وہ اِس کی وجہ سے [فلاح] پالیں۔

علامہ اصفہانی [اَلْفَلَاحُ] کا مفہوم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"اَلظَّفَرُ وَ إِدْرَاكُ الْبُغْيَةِ. ❶

[''مقصد کو پانا اور حاصل کر لینا'']۔

علامہ رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں:

"وَ ذٰلِكَ ضَرْبَانِ: دُنْيَوِيٌّ وَ أُخْرَوِيٌّ.

فَالدُّنْيَوِيُّ: اَلظَّفَرُ بِالسَّعَادَاتِ الَّتِي تَطِيبُ بِهَا حَيَاةُ الدُّنْيَا.

وَ فَلَاحٌ أُخْرَوِيٌّ: وَ ذٰلِكَ...... ❷

[''اور وہ دو قسموں کی ہے: دنیوی اور اخروی۔

پس دنیوی (فلاح یہ ہے، کہ): ایسی سعادتوں کا پانا، جن کے ساتھ دنیوی زندگی خوش گوار ہو جائے۔

اور اخروی فلاح (یہ ہے، کہ): وہ......]

جب اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنے کے سبب مصیبت زدہ شخص کو دنیوی زندگی کو خوش گوار بنانے والی سعادتیں مل جائیں گی، تو پھر کیا مصیبتوں کی وجہ سے لاحق ہونے والا چڑچڑا پن، خفگی، بے سکونی اور اضطراب باقی رہے گا؟

ہرگز نہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس قسم کی کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔

---

❶ المفردات في غريب القرآن، مادة "فلح"، ص 385.

❷ المرجع السابق، ص 385.

دو واقعات:

اس حوالے سے سلف صالحین کی سیرتوں میں موجود متعدد واقعات میں سے دو ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا قصہ:

حافظ ذہبی نے ہشام بن عروہ کے حوالے سے ذکر کیا، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''میرا بھائی محمد، ولید ❶ کے اصطبل کی سب سے اونچی سطح سے نیچے گرا، تو (اصطبل میں موجود) چوپائیوں نے اُسے اپنے پاؤں تلے روند کر قتل کر دیا۔

ایک شخص تعزیت کی غرض سے (میرے والد محترم) عروہ کے پاس آیا، تو انہوں نے فرمایا:

"إِنْ كُنْتَ تُعَزِّيْنِي بِرِجْلِيْ فَقَدِ احْتَسَبْتُهَا."

[''اگر آپ میرے قدم (کے کاٹے جانے) ❷ کی وجہ سے میرے ساتھ تعزیت کر رہے ہیں، تو یقیناً میں (اللہ تعالیٰ سے) ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اِس پر صبر کر چکا ہوں۔'']

اُس نے عرض کیا:

"بَلْ أُعَزِّيْكَ بِمُحَمَّدٍ ابْنِكَ."

[''بلکہ میں تو آپ کے ساتھ، آپ کے بیٹے محمد کے بارے میں تعزیت کر رہا ہوں۔'']

انہوں نے پوچھا:

---

❶ ولید بن عبدالملک بن مروان: اموی خلیفہ۔ 86ھ میں خلیفہ مقرر ہوا اور 96ھ میں اکاون برس کی عمر میں فوت ہوا۔ اس کے دورِ خلافت میں، 87ھ میں بخاریٰ، 92ھ میں اندلس، 93 میں دیبل اور 94ھ میں کابل فتح ہوا۔ (ملاحظہ ہو: تاریخ الخلفآء للسیوطی 178-179)۔

❷ اُن کے قدم کو دیمک لگ گئی تھی، تو اُسے کاٹ دیا گیا۔ (ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء 4/429-430)۔

"وَ مَالَهُ؟"

[''اور اُسے کیا ہوا؟'']

"فَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ:

[تو اس شخص نے (صورتِ حال سے) انہیں آ گاہ کیا، تو انہوں نے کہا:

"اَللّٰهُمَّ أَخَذْتَ عُضْوًا وَّ تَرَكْتَ أَعْضَاءً،

وَ أَخَذْتَ اِبْنًا، وَ تَرَكْتَ أَبْنَاءً." ❶

[''اے اللہ! آپ نے (میرا ایک) عضو (یعنی ٹانگ واپس لے) لی اور (میرے لیے) کتنے اعضاء رہنے دیئے

اور آپ نے ایک بیٹا لیا اور (کتنے) بیٹے (میرے پاس) رہنے دیئے۔'']

اللہ اکبر! یہ سوچ کتنی خوب صورت ہے!

اور اس سوچ والا کتنا خوش نصیب ہے!

اے اللہ کریم! ہمیں بھی اُن کے نقشِ قدم پر چلایئے اور ایسی سوچ عطا فرمایئے۔

آمین یا حَيُّ یا قَيُّوْمُ.

ایک دوسری روایت میں ہے، کہ انہوں نے بیٹے کی موت کی خبر سن کر کہا:

"اَللّٰهُمَّ كَانَ لِي بَنُوْنُ سَبْعَةٌ، فَأَخَذْتَ وَاحِدًا، وَّ أَبْقَيْتَ لِي سِتَّةً.

وَ كَانَ لِيَ أَطْرَافٌ أَرْبَعَةٌ، فَأَخَذْتَ طَرَفًا، وَ أَبْقَيْتَ ثَلَاثَةً.

وَ لَئِنِ ابْتَلَيْتَ، لَقَدْ عَافَيْتَ. وَ لَئِنْ أَخَذْتَ، لَقَدْ أَبْقَيْتَ." ❷

[''اے اللہ! میرے سات بیٹے تھے، تو آپ نے ایک کو لے لیا اور میرے لیے چھ رہنے دیئے۔

میرے چار اعضاء (یعنی دو ہاتھ، دو قدم) تھے، تو آپ نے ایک عضو لیا اور تین

❶ سیر أعلام النبلاء 433/4. ❷ المرجع السابق 430/4-431.

(میرے پاس) رہنے دیئے۔

اگر آپ نے (مجھے) ابتلا میں ڈالا ہے، تو آپ نے عافیت (بھی) عطا فرمائی اور اگر آپ نے (ایک ٹانگ اور ایک بیٹا) لیا ہے، تو البتہ یقیناً آپ نے (میرے لیے تین اعضاء اور چھ بیٹے) چھوڑے (بھی) ہیں۔'']

قدم کاٹے جانے پر تعزیت:

حضرت عروہ کے قدم کاٹے جانے پر اُن کے ایک ملاقاتی ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے بہت ہی خوب صورت تعزیت کی۔ ذیل میں ان کی تعزیت کے الفاظ اور ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

''وَ اللّٰهِ! مَا بِكَ حَاجَةٌ إِلَى الْمَشْيِ ، وَ لَا أَرَبَ فِيْ السَّعْيِ .

وَقَدْ تَقَدَّمَكَ عُضْوٌ مِّنْ أَعْضَائِكَ ، وَابْنٌ مِّنْ أَبْنَائِكَ إِلَى الْجَنَّةِ ، وَالْكُلُّ تَبَعٌ لِّلْبَعْضِ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ .

وَقَدْ أَبْقَى اللّٰهُ لَنَا مِنْكَ مَا كُنَّآ إِلَيْهِ فُقَرَآءُ ، مِنْ عِلْمِكَ وَرَأْيِكَ .

وَاللّٰهُ وَلِيُّ ثَوَابِكَ ، وَالضَّمِيْنُ بِحِسَابِكَ . ''❶

[واللہ! چلنے پھرنے کے تو آپ محتاج نہیں اور بھاگ دوڑ میں (آپ کی) رغبت نہیں۔

آپ کے اعضاء میں سے ایک عضو اور آپ کے بیٹوں میں سے ایک بیٹا جنت کی طرف (جانے میں) آپ پر سبقت لے گیا اور سب اِن شاء اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے پیچھے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے ہمارے لیے وہ باقی رکھا ہے، جس کی ہمیں آپ کی طرف سے ضرورت تھی:

آپ کا علم اور آپ کی رائے (یعنی راہ نمائی)۔

❶ سير أعلام النبلاء 434/4.

اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب عطا فرمانے والے اور آپ کے حساب کے ضامن ہیں۔'']

تنبیہ:

حضرت عروہ کے شناسا کے تعزیتی کلمات میں ہمارے لیے یہ نصیحت ہے، کہ ہم زمانۂ عافیت میں ایسے لوگوں سے تعلقات استوار کریں، جن سے ہم مصائب میں...... اللہ تعالیٰ نہ کریں...... مبتلا ہونے کی حالت میں ایسے ہی حوصلہ افزا الفاظ اور جملے سُن سکیں۔

ب: مصیبت آنے پر قاضی شریح کی کیفیت:

حافظ ذہبی نے امام شعبی کے حوالے سے قاضی شریح سے نقل کیا ہے، کہ انہوں نے کہا:

"إِنِّيْ لَأُصَابُ بِالْمُصِيْبَةِ ، فَأَحْمَدُ اللّٰهَ عَلَيْهَا أَرْبَعَ مَرَّاتٍ:

[''بلاشبہ میں مصیبت میں مبتلا کیا جاتا ہوں، تو چار مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں:

"أَحْمَدُ إِذْ لَمْ يَكُنْ أَعْظَمَ مِنْهُ ،

''میں حمد بیان کرتا ہوں، کہ وہ اِس (یعنی مجھ پر آنے والی مصیبت) سے زیادہ سنگین نہ تھی،

وَأَحْمَدُ إِذْ رَزَقَنِيَ الصَّبْرَ عَلَيْهَا ،

[میں حمد بیان کرتا ہوں، کہ اُنہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے مجھے اُس پر صبر کی توفیق عطا فرمائی۔

وَأَحْمَدُ إِذْ وَفَّقَنِيْ لِلْاِسْتِرْجَاعِ لِمَا أَرْجُوْ مِنَ الثَّوَابِ ،

میں حمد بیان کرتا ہوں، کہ اُنہوں نے مجھے [إِنَّا لِلّٰهِ وَ إِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ] کہنے کی توفیق دی، کہ (اسے پڑھنے سے) ثواب کی امید رکھتا ہوں۔]

وَأَحْمَدُ إِذْ لَمْ يَجْعَلْهَا فِيْ دِيْنِيْ ." [1]

---

[1] سير أعلام النبلاء 105/4.

میں حمد بیان کرتا ہوں، کہ انہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے اسے میرے دین میں نہیں کیا (یعنی وہ مصیبت میرے دین کے حوالے سے نہیں تھی۔)''[

جس سعادت مند کو یہ مبارک فہم دیا گیا، اس کے لیے مصیبتوں کو برداشت کرنا کس قدر سہل اور آسان ہو جاتا ہے!

اے ربِّ کریم! ہمیں، ہمارے اہل و عیال، بہن بھائیوں اور نسلوں کو اس سے محروم نہ فرمانا۔ آمین یَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِکْرَامِ.

❀ محمود ورّاق کا ایک شعر:

انہوں نے کتنی خوب بات کہی ہے:

إِلَـــى مَتَـــى أَنْـــتَ وَ حَتَّـــى مَتَـــى
تَشْـكُـوْ الْـمُـصِيْبَـاتِ وَ تَـنْسَـى النِّعَمَ؟ ❶

[تو کب تک اور کس حد تک مصیبتوں کا شکوہ کرتا رہے گا اور نعمتوں کو فراموش کرتا رہے گا؟]

-16-

سب لوگوں کے مصیبتوں میں مبتلا ہونے کو یاد رکھنا

مصیبتوں کے بوجھ اور اذیت کو لے جانے والی یا کم کرنے والی ایک بات یہ ہے، کہ مصیبت میں مبتلا شخص اِس حقیقت کو پیشِ نظر رکھے، کہ دنیا میں وہ تنہا مصیبت زدہ نہیں، بلکہ سب لوگ مصائب کی زد میں ہیں۔

سب لوگوں کے مصیبتوں میں مبتلا ہونے کی دلیل:

امام بخاری نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

❶ منقول از: ''کتاب الشکر للہ عزوجل'' ص 95.

"خَطَّ النَّبِيُّ ﷺ خَطًّا مُرَبَّعًا، وَ خَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَ خَطَّ خُطَطًا صِغَارًا إِلَى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ، وَ قَالَ:

[''نبی کریم ﷺ نے ایک مربع شکل بنائی۔ (پھر) اس کے درمیان سے گزرتی، باہر نکلتی ہوئی، ایک لکیر کھینچی، پھر درمیان سے گزرتی لکیر، کی جانب جانے والی چھوٹی چھوٹی لکیریں کھینچیں اور ارشاد فرمایا:

"هٰذَا الْإِنْسَانُ، وَ هٰذَا أَجَلُهُ مُحِيطٌ بِهِ، ..... أَوْ قَدْ أَحَاطَ..... وَ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ أَمَلُهُ، وَ هٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا، وَ إِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا، نَهَشَهُ هٰذَا." [1]

[''یہ انسان ہے اور یہ ہر جانب سے اسے گھیرے ہوئے ..... یا گھیرنے کے قریب..... اس کی موت کا مقررہ وقت ہے اور یہ باہر نکلنے والی (لکیر) اُس کی امید ہے اور یہ چھوٹی لکیریں مصیبتیں ہیں۔ پس اگر ایک مصیبت اُس سے چُوک گئی، تو دوسری (مصیبت) اُسے پہنچ جائے گی اور اگر وہ بھی اُسے نہ پہنچی، تو ایک اور مصیبت اُسے پہنچ جائے گی۔'']

شرحِ حدیث:

آنحضرت ﷺ نے اس حدیث میں امت کو آگاہ فرمایا، کہ انسان مصیبتوں میں گھرا ہوا ہے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

"وَ الْمُرَادُ بِالْأَعْرَاضِ الْآفَاتُ الْعَارِضَةُ لَهُ، فَإِنْ سَلِمَ مِنْ هٰذَا، لَمْ يَسْلَمْ مِنْ هٰذَا. وَ إِنْ سَلِمَ مِنَ الْجَمِيْعِ، وَ لَمْ تُصِبْهُ آفَةٌ مِّنْ مَّرَضٍ

[1] صحیح البخاري، کتاب الرقاق، باب في الأمل وطوله، رقم الحديث 6417، 236-235/11.

أَوْ فَقْدِ مَالٍ أَوْ غَيْرِ ذٰلِكَ، بَغَتَهُ الْأَجَلُ ."❶

[''اعراض سے مقصود بندے کو پیش آنے والی آفتیں ہیں۔ اگر ایک آفت سے بچ جائے گا، تو دوسری سے نہیں بچ سکے گا۔ اگر بیماری یا مال کی گم شدگی یا اس کے علاوہ دیگر (سب آفتوں) سے محفوظ رہا، تو اچانک اسے موت آ لے گی۔'']

آنحضرت ﷺ کی تسلّی کے لیے سابقہ انبیاء علیہم السلام کی ابتلاء کا بیان:

کافر لوگ آنحضرت ﷺ کو طرح طرح کی مسلسل اذیتیں پہنچاتے، جس کی وجہ سے آنحضرت ﷺ متاثر ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر آمدہ مصیبتوں کے بوجھ کو کم کرنے کی غرض سے انبیائے سابقین علیہم السلام کے اذیتوں میں مبتلا کیے جانے کے واقعات کا قرآن کریم میں متعدد بار ذکر فرمایا۔ انہی میں سے دو مقامات درجِ ذیل ہیں:

i: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ﴾❷

[آپ کو وہی کچھ کہا جا رہا ہے، جو آپ سے پہلے رسولوں۔ علیہم السلام ۔ سے کہا گیا]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

قاضی ابوالسعود لکھتے ہیں:

"وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿مَا يُقَالُ لَكَ.... الخ﴾ تَسْلِيَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ عَمَّا يُصِيبُهُ مِنْ أَذِيَّةِ الْكُفَّارِ، أَيْ: مَا يُقَالُ فِي شَأْنِكَ وَشَأْنِ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنَ الْقُرْآنِ مِنْ جِهَةِ كُفَّارِ قَوْمِكَ ﴿إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ﴾ أَيْ: مِثْلُ مَا قَدْ قِيلَ فِي حَقِّهِمْ مِمَّا لَا خَيْرَ فِيهِ."❸

[''ارشادِ باری تعالیٰ: ﴿مَا يُقَالُ لَكَ.... الخ﴾ رسول اللہ ﷺ کے لیے کفار

❶ فتح الباري 238/11. ❷ سورة فصلت / جزء من الآية 43.

❸ تفسير أبي السعود 16/8. نیز ملاحظہ ہو: تفسير البيضاوي 355/2؛ و فتح القدير 739/4؛ وروح المعاني 128/24؛ و تفسير التحرير والتنوير 310/24.

کی طرف سے پہنچنے والی اذیت کے سلسلے میں تسلّی ہے، کہ آپ کی قوم کے کافر لوگوں کی جانب سے جو بات آپ اور آپ پر نازل کردہ قرآن کے بارے میں کہی جا رہی ہے (ترجمہ: (وہ نہیں ہے) مگر جو آپ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا) یعنی اُسی بات کی مانند ہے، جو کہ خالی از خیر بات آپ سے پہلے (انبیاء علیہم السلام) سے کہی گئی۔"]

ب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿كَذٰلِكَ مَآ أَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُوْنٌ. أَتَوَاصَوْا بِهٖ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ﴾ [1]

[اسی طرح اُن سے پہلے جو لوگ تھے، اُن کے پاس کوئی رسول نہیں آیا،

مگر انہوں نے کہا: "یہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔"

کیا انہوں نے ایک دوسرے کو اس (بات) کی وصیّت کی ہے؟ (نہیں)

بلکہ وہ (خود ہی) سرکش لوگ ہیں۔]

آیاتِ شریفہ کی تفسیر:

اِن دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے، کہ سابقہ تمام رسولوں کو اُن کی اقوام کے لوگوں نے کہا، کہ:

"وہ (یعنی اُن کی طرف مبعوث کردہ رسول) جادوگر ہے یا دیوانہ۔"

اُن سب قوموں کے لوگوں کے اپنے اپنے رسول کو ایک ہی طرح کے کہے ہوئے الفاظ سے ایسے معلوم ہوتا ہے، کہ جیسے کہ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کی توہین کرنے کی خاطر ......معاذ اللہ...... آپس میں ایک دوسرے کو تلقین کر رکھی ہوئی تھی۔

دو مفسرین کے اقوال:

i: حافظ ابن کثیر کا بیان:

"يَقُوْلُ تَعَالٰى مُسَلِّيًا لِنَبِيِّهٖ ﷺ: وَكَمَا قَالَ لَكَ هٰؤُلَاءِ الْمُشْرِكُوْنَ،

[1] سورة الذاريات / الآيتين 52-53.

قَالَ الْمُكَذِّبُوْنَ الْأَوَّلُوْنَ لِرُسُلِهِمْ: ﴿كَذٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ إِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُوْنٌ﴾

قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَ: ﴿أَتَوَاصَوْا بِهٖ﴾ أَيْ أَوْصٰى بَعْضُهُمْ بَعْضًا بِهٰذِهِ الْمَقَالَةِ

﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ﴾ أَيْ: لٰكِنْ هُمْ قَوْمٌ طُغَاةٌ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ، فَقَالَ مُتَأَخِّرُهُمْ كَمَا قَالَ مُتَقَدِّمُهُمْ . "❶

[''(اللہ) تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کو تسلّی دیتے ہوئے فرماتے ہیں، کہ: جیسے اُن مشرکوں نے آپ کو کہا ہے، اسی طرح پہلے تکذیب کرنے والے لوگوں نے اپنے رسولوں سے کہا: (ترجمہ: اسی طرح سے جو پہلے لوگ تھے، اُن کے پاس کوئی رسول نہیں آیا، مگر انہوں نے کہا جادوگر ہے یا دیوانہ)۔

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿أَتَوَاصَوْا بِهٖ﴾ یعنی کیا انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو ان الفاظ (کے کہنے) کی تلقین کی؟

﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ﴾: یعنی اصل حقیقت یہ ہے، کہ وہ (سب) سرکش لوگ ہیں، اُن کے دل (سرکشی میں) آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں، تو اُن کے پچھلوں نے ویسے ہی کہا، جیسا کہ اُن کے پہلے لوگوں نے کہا۔'']

ii: علامہ شوکانی کا بیان:

"فِيْ هٰذَا تَسْلِيَةٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِبَيَانِ أَنَّ هٰذَا شَأْنُ الْأُمَمِ الْمُتَقَدِّمَةِ، وَأَنَّ مَا وَقَعَ مِنَ الْعَرَبِ مِنَ التَّكْذِيْبِ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَوَصْفِهٖ بِالسِّحْرِ وَالْجُنُوْنِ ، قَدْ كَانَ مِمَّنْ قَبْلَهُمْ لِرُسُلِهِمْ . "❷

[''اس بات کے بیان میں رسول اللہ ﷺ کے لیے تسلی ہے، کہ سابقہ امتوں کی

❶ تفسیر ابن کثیر 250/4. ❷ فتح القدیر 130/5.

یہی کیفیت تھی۔ بلاشبہ عربوں کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کی جو تکذیب ہوئی اور آنحضرت ﷺ کو جادوگر اور مجنون کے ...... معاذ اللہ ...... جو لقب دیئے گئے، اُن سے پہلے لوگوں نے بھی اپنے رسولوں کے ساتھ یہی معاملہ کیا۔'']

❀ ابو العتاہیہ کے تین اشعار:

اِصْبِرْ لِكُلِّ مُصِيبَةٍ وَتَجَلَّدِ
وَاعْلَمْ بِأَنَّ الْمَرْءَ غَيْرُ مُخَلَّدِ
أَوَ مَا تَرٰى أَنَّ الْمَصَائِبَ جُمَّةٌ
وَتَرَى الْمَنِيَّةَ لِلْعِبَادِ بِمِرْصَدِ
مَنْ لَّمْ يُصَبْ مِمَّنْ تَرٰى بِمُصِيبَةٍ؟
هٰذَا سَبِيْلٌ لَّسْتَ فِيْهِ بِأَوْحَدِ ❶

[''ہر مصیبت پر صبر کرو اور مضبوط رہو، جان لو، کہ یقیناً کوئی شخص ہمیشہ رہنے والا نہیں۔

کیا تم دیکھتے نہیں ہو، کہ مصیبتیں ڈھیر ہیں اور تم دیکھتے ہو، کہ موت بندے کے لیے گھات میں ہے۔

جنہیں تم دیکھتے ہو، اُن میں سے کوئی ایسا ہے، جسے مصیبت نہ پہنچی ہو؟

اس راہ میں تم تنہا تو نہیں۔'']

❀ امام ابن قیم کا بیان:

اسی بارے میں حضرت امام رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

''وَمِنْ عِلَاجِهٖ، أَنْ يُّطْفِيءَ نَارَ مُصِيبَتِهٖ بِبَرْدِ التَّأَسِّيْ بِأَهْلِ الْمَصَائِبِ، وَلِيَعْلَمْ أَنَّهٗ فِيْ كُلِّ وَادٍ بَنُوْ سَعْدٍ. وَلْيَنْظُرْ يُمْنَةً، فَهَلْ

❶ منقول از: تفسير القرطبي 176/2.

يَرٰى إِلَّا مِحْنَةً؟ ثُمَّ لِيَعْطِفْ يُسْرَةً، فَهَلْ يَرٰى إِلَّا حَسْرَةً؟

وَأَنَّهُ لَوْ فَتَّشَ الْعَالَمَ لَمْ يَرَ فِيْهِمْ إِلَّا مُبْتَلًى، إِمَّا بِفَوَاتِ مَحْبُوْبٍ، أَوْ حُصُوْلِ مَكْرُوْهٍ، وَأَنَّ شُرُوْرَ الدُّنْيَا أَحْلَامُ نَوْمٍ أَوْ كَظِلٍّ زَائِلٍ.

إِنْ أَضْحَكَتْ قَلِيْلًا، أَبْكَتْ كَثِيْرًا.

وَإِنْ سَرَّتْ يَوْمًا، سَاءَتْ دَهْرًا.

وَإِنْ مَتَّعَتْ قَلِيْلًا، مَنَعَتْ طَوِيْلًا.

وَمَا مَلَأَتْ دَارًا خَيْرَةً إِلَّا مَلَأَتْهَا عِبْرَةً.

وَلَا سَرَّتْهُ بِيَوْمِ سُرُوْرٍ إِلَّا خَبَأَتْ لَهُ يَوْمَ شُرُوْرٍ.

قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ:

"كُلُّ فَرْحَةٍ تَرْحَةٌ، وَمَا مُلِيءَ بَيْتٌ فَرْحًا إِلَّا مُلِيءَ تَرْحًا." ❶

[''اُس (یعنی مصیبت کی آگ اور اُس سے لاحق ہونے والی پریشانی) کے علاج میں سے (ایک بات) یہ ہے، کہ مصیبت کی آگ کو مصیبت زدہ لوگوں کی کیفیت پر غور کرنے سے حاصل ہونے والی ٹھنڈک سے بجھائے۔

اُسے چاہیے، کہ نوٹ کرے، کہ ہر وادی میں بنوسعد ہیں۔

اُسے چاہیے، کہ دائیں جانب نظر دوڑائے، تو کیا وہ مصیبت کے سوا کچھ دیکھتا ہے؟

پھر وہ بائیں طرف رُخ پھیرے، تو کیا اُسے حسرت کے علاوہ کچھ نظر آتا ہے؟

اگر وہ سارا جہاں چھان مارے، تو وہ سوائے مصیبت میں مبتلا شخص کے کوئی اور نہیں دیکھے گا،

(اُس کی مصیبت) یا تو پسندیدہ (شخص، چیز) کے نہ ہونے پر ❷ یا ناپسندیدہ (چیز

---

❶ زاد المعاد 190/4.

❷ پسندیدہ کے نہ ہونے کی ایک شکل یہ ہے، کہ وہ سرے سے حاصل ہی نہ ہو اور ایک دوسری صورت یہ ہے، کہ وہ حاصل ہونے کے بعد چھن جائے۔

یا بات) کے حاصل ہونے پر۔

دنیا کی شرارتیں نیند کے خواب یا زوال پذیر سایہ ہیں۔ اگر وہ تھوڑا سا ہنساتی ہیں، تو بہت زیادہ رُلاتی ہیں۔

اگر ایک دن خوش کرتی ہیں، تو لمبی مدت کے لیے تکلیف دیتی ہیں۔

اگر تھوڑی (دیر) فائدہ دیتی ہیں، تو طویل مدت فائدے سے محروم کر دیتی ہیں۔

وہ کسی گھر کو خیر سے نہیں بھرتیں، مگر اُسی گھر کو آنسوؤں سے لبریز کر دیتی ہیں۔

وہ کسی خوشی کے دن سے شاداں و فرحاں نہیں کرتی، مگر اُس کے لیے شرور والا دن چھپا رکھتی ہیں۔

(حضرت) ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''ہر مسرت کے لیے ہلاکت ہے (یعنی اُس مسرت کے بعد بربادی آنے والی ہے)۔

کوئی گھر خوشی سے معمور نہیں ہوا، مگر وہ ہلاکت سے بھی لبریز ہوا۔'']

امام ابن قیم مزید لکھتے ہیں:

(امام) ابن سیرین نے فرمایا: ''مَا كَانَ ضِحْكٌ قَطُّ إِلَّا كَانَ مِنْ بَعْدِهٖ بُكَآءٌ.''

[''کبھی بھی ہنسنا نہیں تھا، مگر اس کے بعد رونا تھا۔'']

حضرتِ امام ہی نے تحریر کیا ہے:

ہند بنت نعمان [1] نے کہا:

''لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَ نَحْنُ مِنْ أَعَزِّ النَّاسِ وَ أَشَدِّهِمْ مُلْكًا، ثُمَّ لَمْ تَغِبِ الشَّمْسُ حَتّٰى رَأَيْتُنَا، وَ نَحْنُ أَقَلُّ النَّاسِ، وَ أَنَّهٗ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ أَلَّا

[1] (ہند بنت نعمان بن منذر): حیرہ میں بادشاہ کے گھر پیدا ہوئی اور پرورش پائی۔ اس کے باپ پر کسریٰ ناراض ہوا اور قید کروا دیا۔ وہ قید ہی میں فوت ہوا۔ اس (خاتون) نے درویشی اختیار کی اور ٹاٹ پہن لیا۔ پٹنہ کی خانقاہ میں زندگی بسر کی اور قریباً 74 ہجری میں وہیں فوت ہوئی۔ (ملاحظہ ہو: الأعلام 7/98-99).

يَمْلَأَ دَارًا خَيْرَةً إِلَّا مَلَأَهَا عَبْرَةً ."

[''یقیناً ہم نے خود کو دیکھا، کہ ہم معزز ترین لوگوں اور پرشکوہ بادشاہت والوں میں سے تھے۔ پھر سورج غروب ہونے سے پیشتر ❶ ہم نے خود کو دیکھا، کہ ہم لوگوں میں سب سے زیادہ قلیل تھے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ پر لازم ہے، ❷ کہ وہ کسی گھر کو خیر سے لبریز نہیں کرتے، مگر اُسے آنسوؤں سے معمور کردیتے ہیں۔'']

وَ سَأَلَهَا رَجُلٌ أَنْ تُحَدِّثَهُ عَنْ أَمْرِهَا ، فَقَالَتْ:

(یعنی ہند بنت نعمان) سے کسی نے فرمائش کی، کہ وہ اُسے اپنے حالات کے بارے میں بتلائے، تو اُس نے کہا:

"أَصْبَحْنَا ذَا صَبَاحٍ ، وَ مَا فِي الْعَرَبِ أَحَدٌ إِلَّا يَرْجُوْنَا ، ثُمَّ أَمْسَيْنَا وَ مَا فِي الْعَرَبِ أَحَدٌ إِلَّا يَرْحَمُنَا ."

[''ہم نے صبح کی، تو ہم صبح والے (یعنی بڑی شان و شوکت اور ٹھاٹھ باٹھ والے) تھے۔ عرب میں سے ہر ایک ہم سے (خیر پانے کی) امید رکھتا تھا۔ پھر ہم نے شام کی، تو عرب میں سے کوئی ایک بھی نہیں تھا، مگر وہ ہم پر ترس کھاتا تھا (یعنی ہماری حالت قابلِ ترس ہوگئی)۔'']

ایک دن اس کی بہن حُرقہ بنت نعمان روئی، اور تب وہ اپنی شان و عظمت میں تھی، تو اُس سے پوچھا گیا:

"مَا يُبْكِيْكِ لَعَلَّ أَحَدًا آذَاكِ؟"

[''آپ کو کس نے رُلایا ہے؟ شاید کسی نے آپ کو اذیّت دی ہے؟'']

اُس نے جواب میں کہا:

---

❶ مقصود یہ ہے، کہ یہ انقلاب بہت قلیل مدت میں رونما ہوا۔

❷ یعنی یہ سنتِ الٰہی اور دستور رب العالمین ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے بنا رکھا ہے۔

"لَا ، وَلٰكِنْ رَأَيْتُ غَضَارَةً فِيْ أَهْلِيْ ، وَ قَلَّمَا امْتَلَأَتْ دَارٌ سُرُوْرًا إِلَّا امْتَلَأَتْ حُزْنًا ."

["نہیں، میں نے اپنے کنبے میں زندگی کی تروتازگی دیکھی، (تو مجھے یاد آیا، کہ) کم ہی کوئی گھر خوشی سے لبریز ہوا، مگر وہ غم سے (بھی) معمور ہوا۔"]

حضرت امام مزید تحریر کرتے ہیں: "اسحاق بن طلحہ نے بیان کیا:

["میں ایک دن ان (ہند بنت نعمان) کے ہاں گیا، تو میں نے ان سے پوچھا:

"كَيْفَ رَأَيْتِ عَبَرَاتِ الْمُلُوْكِ؟"

["بادشاہوں کے آنسوؤں کے متعلق آپ کیا رائے رکھتی ہیں؟"]

تو انہوں نے کہا:

"مَا نَحْنُ فِيْهِ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِمَّا كُنَّا فِيْهِ الْأَمْسَ . إِنَّا نَجِدُ فِيْ الْكُتُبِ أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَعِيْشُوْنَ فِيْ خَيْرَةٍ إِلَّا سَيُعْقَبُوْنَ بَعْدَهَا عَبْرَةً ، وَ أَنَّ الدَّهْرَ لَمْ يُظْهِرْ لِقَوْمٍ بِيَوْمٍ يُحِبُّوْنَهُ إِلَّا بَطَنَ لَهُمْ بِيَوْمٍ يَكْرَهُوْنَهُ ، ثُمَّ قَالَتْ:

فَبَيْنَا نَسُوْسُ النَّاسَ وَالْأَمْرُ أَمْرُنَا
إِذَا نَحْنُ فِيْهِمْ سُوْقَةٌ نَتَنَصَّفُ
فَأُفٍّ لِّدُنْيَا لَا يَدُوْمُ نَعِيْمُهَا
تَقَلَّبُ تَارَاتٍ بِنَا وَ تَصَرَّفُ" [1]

["ہم آج جس (حالت) میں ہیں وہ اس سے بہتر ہے، جس میں ہم کل تھے۔ ہم نے (سابقہ) کتابوں میں یہ (بات) دیکھی، کہ کوئی خیر میں زندگی بسر کرنے والا گھرانہ نہیں، مگر وہ اس کے بعد رُلایا جائے گا اور زمانہ کسی قوم کے لیے پسندیدہ دن ظاہر

[1] ملاحظہ ہو: زاد المعاد 4/190-191.

نہیں کرتا، مگر اُن کے لیے ناپسندیدہ دن کو چھپا کر رکھتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا:

[(ایک وقت تھا کہ) ہم لوگوں کی قیادت کرتے تھے اور ہمارا حکم ہی نافذ العمل تھا۔ (اب صورت یہ ہے کہ) ہم لوگوں کی طرف سے چلائے جاتے ہیں اور ہم خدمت گار ہیں۔

(اس) دنیا پر اف! اس کی نعمت دائمی نہیں۔ وہ ہمیں قلابازیاں دلاتی اور (اِدھر اُدھر) ہانکتی رہتی ہے۔"

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ کوئی انسان بھی مصائب سے خالی نہیں۔ کوئی نہ کوئی مصیبت ہر ایک کو چمٹی رہتی ہے۔

اس حقیقت کو توفیقِ الٰہی سے پیشِ نظر رکھنے سے مصیبتوں کی شدت ختم یا ہلکی ہوتی ہے اور انہیں برداشت کرنے کا حوصلہ مل جاتا ہے۔

-17-

اپنے سے بڑی اور سنگین آزمائشوں میں مبتلا لوگوں کو دیکھنا

نعمتوں کے پانے اور آزمائشوں میں مبتلا کیے جانے میں سب لوگ یکساں نہیں۔ کوئی مصیبت زدہ ایسا نہیں، جو اپنے سے کم نعمتوں اور زیادہ اور سنگین آزمائشوں میں مبتلا لوگ نہ پاتا ہو۔ اگر مصیبتوں کا مارا ہوا شخص ایسے لوگوں کو پیشِ نظر رکھے اور اُن کے حالات میں غور وفکر کرے، تو اُس کا شکوہ و شکایت رب کریم کے لیے شکر میں تبدیل ہو جائے۔ اُس کی پریشانی خوشی سے اور غم مسرت سے تبدیل ہو جائے۔

اس کے برعکس اگر وہ اس شخص کو دیکھے، جو نعمتوں میں اُس سے زیادہ اور آزمائشوں میں کم ہے، تو اُس کے شکوے میں اضافہ اور حسرت اور افسوس میں شدت آئے گی۔

چار دلائل وشواہد:

ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں اپنے قول وعمل سے خوب راہ نمائی

فرمائی۔ اس حوالے سے ذیل میں چار دلائل ملاحظہ فرمائیے:

ا: امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اُنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ، وَ لَا تَنْظُرُوْا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ، فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ.''

قَالَ اَبُو مُعَاوِيَةَ: ''عَلَيْكُمْ.'' ❶

[''اپنے سے نیچے والے کی طرف دیکھو۔ اپنے سے بالا لوگوں کی طرف نہ دیکھو، (کیونکہ) وہ اِس بات کے زیادہ لائق (یعنی اِس میں زیادہ امکان) ہے، کہ تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ سمجھو گے۔'']

ابو معاویہ (حدیث کے راویان میں سے ایک) نے کہا: ''تم پر۔'' (یعنی اُن کی روایت میں]عَلَيْكُمْ[بمعنی [تم پر] کا لفظ بھی ہے)۔

شرحِ حدیث:

i: امام ابن جریر اور دیگر علماء نے بیان کیا:

''هٰذَا حَدِيْثٌ جَامِعٌ لِّأَنْوَاعٍ مِنَ الْخَيْرِ، لِأَنَّ الْإِنْسَانَ إِذَا رَاٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا، طَلَبَتْ نَفْسُهٗ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَاسْتَصْغَرَ مَا عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَحَرَصَ عَلَى الْإِزْدِيَادِ لِيَلْحَقَ بِذٰلِكَ أَوْ يُقَارِبَهٗ. هٰذَا هُوَ الْمَوْجُوْدُ فِيْ غَالِبِ النَّاسِ.

وَأَمَّآ إِذَا نَظَرَ فِيْ أُمُوْرِ الدُّنْيَآ إِلٰى مَنْ هُوَ دُوْنَهٗ فِيْهَا، ظَهَرَتْ لَهٗ نِعْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ، فَشَكَرَهَا، وَتَوَاضَعَ، وَفَعَلَ فِيْهِ الْخَيْرَ.'' ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم الحديث 9-(2963)، 2275/4.

❷ بحوالہ: شرح النووي 97/18. نیز ملاحظہ ہو: شرح ابن بطال 199/10؛ وشرح الطيبي 3313/10؛ وفتح الباري 323/11.

[''یہ حدیث خیر کی (متعدد) اقسام کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے، کیونکہ جب انسان دنیوی اعتبار سے اپنے پر فوقیت دیئے ہوئے شخص کو دیکھتا ہے، تو اُس کا نفس اُسی کی مثل طلب کرتا ہے اور وہ اپنے پاس موجود اللہ تعالیٰ کی نعمت کو معمولی سمجھتا ہے اور اُس کے ہم پلّہ ہونے یا اُس کے قریب قریب ہونے کی خاطر مزید کی حرص کرتا ہے۔ لوگوں کی اکثریت میں یہی بات موجود ہے۔

لیکن جب وہ دنیوی معاملات میں اپنے سے کم تر کو دیکھتا ہے، تو اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت اجاگر ہو جاتی ہے۔ وہ اُس پر شکر کرتا ہے۔ (مزید برآں) وہ (اللہ تعالیٰ کے لیے) عاجزی کرتا اور اُسے (یعنی عطا کردہ نعمت کو) خیر میں استعمال کرتا ہے۔'']

ii: علامہ قرطبی نے قلم بند کیا ہے:

"أَيْ: اِعْتَبِرُوْا بِمَنْ فُضِّلْتُمْ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ، وَالْخَلْقِ، وَالْعَافِيَةِ، فَيَظْهَرُ عَلَيْكُمْ مَآ أَنْعَمَ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْكُمْ، فَتَشْكُرُوْنَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ، فَتَقُوْمُوْنَ بِحَقِّ النِّعْمَةِ. وَذٰلِكَ بِخِلَافِ مَآ إِذَا نَظَرَ إِلٰى مَا فُضِّلَ عَلَيْهِ غَيْرُهٗ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِنَّهٗ يَضْمَحِلُّ عِنْدَهٗ مَآ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهٖ مِنَ النِّعَمِ وَيَحْتَقِرُهَا، فَلَا يَحْسَبُهَا نِعَمًا، فَيَنْسٰى حَقَّ اللّٰهِ فِيْهَا. وَرُبَمَا حَمَلَهٗ ذٰلِكَ النَّظْرُ إِلٰى أَنْ تَمْتَدَّ عَيْنُهٗ إِلَى الدُّنْيَا، فَيُنَافِسُ أَهْلَهَا، وَيَتَقَطَّعُ لِحَسْرَةِ فَوْتِهَا، وَيَحْسُدُ أَهْلَهَا، وَذٰلِكَ هُوَ الْهَلَاكُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ." ❶

[''یعنی اُس شخص سے عبرت حاصل کرو جس پر تمہیں مال، تخلیق اور عافیت کے اعتبار سے فوقیت دی گئی ہے، (اس طرح) تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کی (نازل کردہ) نوازشات نمایاں ہو جائیں گی اور تم اُن کی بنا پر اُن (یعنی اللہ تعالیٰ) کا شکر بجا لاؤ گے اور نعمت کا حق ادا کرو گے۔

❶ المفہم 116/7.

یہ اُس کے برعکس ہے، کہ کوئی شخص اپنے آپ پر (دنیوی اعتبار سے) برتری دیئے ہوئے شخص کو دیکھے، تو اللہ تعالیٰ کی عنایات اُس کی نگاہ میں اس قدر ماند پڑ جائیں گی اور حقیر نظر آئیں گی، کہ وہ انہیں نعمتیں ہی تصور نہیں کرے گا اور (نتیجہ یہ ہوگا کہ) وہ اِن کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کا حق فراموش کر دے گا۔

بسا اوقات (صورت حال کا بگاڑ اُسے یہاں تک پہنچا دے گا، کہ) وہ دنیا کی طرف (للچائی ہوئی) نظروں سے دیکھے گا اور دنیا داروں کی دوڑ میں شامل ہو جائے گا۔ پھر دنیا کے میسر نہ آنے پر حسرت سے ٹکڑے ٹکڑے ہوتا رہے گا اور دنیا والوں سے حسد کرے گا۔ یہی دنیا و آخرت میں بربادی ہے۔'']

ب: امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن شِخّیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''أَقِلُّوا الدُّخُولَ عَلَى الْأَغْنِيَآءِ، فَإِنَّهُ قَمِنٌ أَنْ لَّا تَزْدَرُوا نِعَمَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.'' ❶

[''مال داروں کے ہاں جانا کم کرو، کیونکہ یہ اِس بات کے زیادہ لائق (یعنی اِس طرح زیادہ امکان) ہے، کہ تم اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو حقیر نہ جانو گے۔'']

ج: امام بخاری نے حضرت خبّاب بن اَرَتّ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

''شَكَوْنَآ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَّهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقُلْنَا:

---

❶ المستدرك على الصحيحين، كتاب الرقاق 312/4. امام حاکم نے اِس کی [سند کو صحیح] اور حافظ ذہبی نے اِس حدیث کو [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 312/4؛ والتلخيص 312/4).

"أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا؟

أَلَا تَدْعُوْ لَنَا؟"

["ہم نے رسول اللہ ﷺ کے رُوبرو (کافروں کی ایذا رسانی کا) شکوہ کیا اور اُس وقت آنحضرت ﷺ کعبہ کے سائے تلے، اپنی ایک چادر کو تکیہ بنائے ہوئے تھے۔

ہم نے عرض کیا:

"کیا آپ ہمارے لیے (اللہ تعالیٰ سے) مدد طلب نہیں کریں گے؟

کیا آپ ہمارے لیے دعا نہیں کریں گے؟"]

آنحضرت ﷺ نے (جواب میں) فرمایا:

"قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُوخَذُ الرَّجُلُ، فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ، فَيُجْعَلُ فِيهَا، فَيُجَآءُ بِالْمِنْشَارِ، فَيُوضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ، فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ.

وَ يُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مِنْ دُونِ لَحْمِهِ وَ عَظْمِهِ، فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِينِهِ.

وَاللّٰهِ! لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرُ، حَتّٰى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَآءَ إِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ، وَ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُونَ." [1]

["یقیناً تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کو پکڑا جاتا، اُس کے لیے گڑھا کھود کر اُسے اُس میں رکھا جاتا۔ پھر اُس کے سر پر آرہ رکھ کر اُس کے دو حصے کر دیے جاتے۔

اور لوہے کی کنگھیوں کو اُس کے گوشت سے لے کر ہڈی تک چلایا جاتا (پھر بھی) یہ (سب کچھ) اُسے دین سے دُور نہ کرتا۔

اللہ تعالیٰ کی قسم! یہ (یعنی دین کی) بات پوری ہو گی، یہاں تک، کہ سوار صنعاء

[1] صحيح البخاري، كتاب الإكراه، باب من اختار الضرب والقتل والهوان على الكفر، رقم الحديث 6943، 1/315-316.

سے حضر موت جائے گا اور اسے اللہ تعالیٰ اور بھیڑیئے کے بکری کو کھا جانے کے علاوہ کوئی خوف نہیں ہوگا، لیکن تم جلدی کرتے ہو۔'']

اِس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ نے مشرکوں کی جانب سے ستائے جانے والے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کو تسلی دینے کی خاطر، اُن سابقہ لوگوں کی صورتِ حال یاد کروائی، جنہیں اُن سے زیادہ شدید عذاب میں مبتلا کیا گیا۔ علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ نے اُن لوگوں کے صبر کا بھی تذکرہ فرمایا، تاکہ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی انہی کی طرح صبر کریں۔

د: امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَسْمًا ، فَقَالَ رَجُلٌ:

"إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَّآ أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ . "

[''رسول اللہ ﷺ نے ایک (دفعہ مالِ غنیمت) تقسیم کیا، تو ایک شخص نے کہا:

''یقیناً یہ ایسی تقسیم ہے، کہ اِس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضا طلب نہیں کی گئی۔''

انہوں (یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ) نے کہا:

"فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَسَارَرْتُهُ ،

فَغَضِبَ مِنْ ذٰلِكَ غَضَبًا شَدِيدًا . وَاحْمَرَّ وَجْهُهُ ، حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَذْكُرْهُ لَهُ .

[''پس میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سرگوشی کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ کو خبر دی۔

آنحضرت ﷺ بہت سخت غضب ناک ہوئے، چہرہ (مبارک) سرخ ہوگیا، یہاں تک کہ میں نے تمنا کی، کہ میں آنحضرت ﷺ کے رُوبرو اس (بات) کا ذکر ہی نہ کرتا۔'']

انہوں نے بیان کیا:

''پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''قَدْ أُوْذِیَ مُوْسٰی – علیہ السلام – بِأَکْثَرَ مِنْ هٰذَا، فَصَبَرَ.'' ❶

[''یقیناً موسیٰ – علیہ السلام – کو اِس سے زیادہ اذیت دی گئی، تو انہوں نے صبر کیا۔'']

اِس حدیث میں ہم دیکھتے ہیں، کہ آنحضرت ﷺ نے اذیّت دیئے جانے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی جانے والی اذیت کا ذکر کیا، جو کہ آنحضرت ﷺ کو اُس وقت دی جانے والی اذیت سے زیادہ سخت تھی، لیکن انہوں نے اُس پر صبر کیا۔ اِس طریقے سے آنحضرت ﷺ نے توفیقِ الٰہی سے اپنے غصے کو ہلکا کرنے کا بندوبست فرمایا۔

شرحِ حدیث:

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

وَ فِی الْحَدِیْثِ التَّأَسِّيْ بِمَنْ مَّضٰی مِنَ النُّظَرَآءِ. ❷

[اور (اس) حدیث میں سابقہ ہم پلّہ لوگوں کے اسوہ کو اپنانا ہے۔]

حاصلِ کلام یہ ہے، کہ مصیبت زدہ شخص کے لیے ضروری ہے، کہ وہ اپنے سے زیادہ نعمتوں والوں اور کم مصیبتوں والوں کو نہ دیکھے، بلکہ اُنہیں دیکھے، جو نعمتوں میں اُس سے کم تر اور مصیبتوں کی سنگینی اور تعداد میں اُس سے زیادہ ہوں۔ بلاشبہ ......توفیقِ الٰہی کے ساتھ...... اس طرزِ عمل سے مصیبتوں کا بوجھ ہلکا اور اُن کا جھیلنا آسان ہو جائے گا۔ شکر کی توفیق میسر آئے گی، غم اور پریشانی دُور یا کم از کم ہلکی ہو جائے گی اور اطمینانِ قلب میسر آئے گا۔

❶ متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب، رقم الحدیث 3405، 436/6؛ و صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب إعطاء المؤلفة قلوبهم علی الإسلام، و تصبّر من قوي إیمانه، رقم الحدیث 141-(1062)، 739/2. الفاظِ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

❷ ملاحظہ ہو: فتح الباري 56/8.

-18-

ہر تنگی کے ساتھ عظیم آسانی ہونے کی سنتِ الٰہیہ کو یاد رکھنا

مصیبتوں کے بوجھ کو کم کرنے اور انہیں برداشت کا حوصلہ دینے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے، کہ بندہ اس حقیقت کو پیش نظر رکھے، کہ اللہ تعالیٰ کی سنت، طریقہ اور دستور یہ ہے، کہ اُنہوں نے ہر مصیبت کے ساتھ عظیم آسانی رکھی ہے۔

دو دلائل:

ا: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا. إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ [1]

[کیونکہ یقیناً ہر مشکل کے ساتھ ایک عظیم آسانی ہے۔

یقیناً ہر مشکل کے ساتھ ایک عظیم آسانی ہے]۔

اِن دو آیتوں میں ربِّ کریم نے مصیبت کے مارے اور دکھوں کے ستائے ہوئے لوگوں کے لیے آنکھوں کو ٹھنڈا اور دلوں کو باغ باغ کرنے والی عظیم نویدِ مسرت سنائی ہے، کہ بلاشک وشبہ اُنہوں نے ہر تنگی کے ساتھ عظیم آسانی رکھی ہے۔

دو مفسرین کے اقوال:

i: قاضی شوکانی:

"أَيْ: أَنَّ مَعَ الضِّيْقَةِ سِعَةً، وَمَعَ الشِّدَّةِ رَخَاءً، وَمَعَ الْكَرْبِ فَرَجًا. وَفِي هٰذَا وَعْدٌ مِنْهُ سُبْحَانَهُ بِأَنَّ كُلَّ عَسِيْرٍ يَتَيَسَّرَ، وَكُلَّ شَدِيْدٍ يَهُوْنُ، وَكُلَّ صَعْبٍ يَلِيْنُ." [2]

["یعنی بلاشبہ ہر تنگی کے ساتھ وسعت، ہر سختی کے ساتھ آسانی اور ہر دکھ کے ساتھ (اُس سے) چھٹکارا ہے۔ اِس میں (اللہ) سبحانہ کی طرف سے وعدہ ہے، کہ ہر تنگی

---

[1] سورة الم نشرح/ الآيتان 5-6.

[2] فتح القدير 656/5؛ نیز ملاحظہ ہو: تفسير ابن كثير 557/4.

آسان، ہر سختی ہلکی پھلکی اور ہر مشکل نرم ہو جائے گی'']۔

ii: شیخ سعدی:

''بَشَارَةٌ عَظِيْمَةٌ أَنَّهُ كُلَّمَا وُجِدَ عُسْرٌ وَّصَعُوْبَةٌ، فَإِنَّ الْيُسْرَ يُقَارِنُهُ وَيُصَاحِبُهُ، حَتّٰى لَوْ دَخَلَ الْعُسْرُ جُحْرَ ضَبٍّ، لَدَخَلَ عَلَيْهِ الْيُسْرُ، فَأَخْرَجَهُ.'' ❶

[''عظیم بشارت ہے، کہ جب بھی تنگی اور مشکل پائی گئی، تو یقیناً آسانی اس کے ساتھ اور ہمراہ ہے، یہاں تک کہ اگر تنگی کسی گوہ کی سرنگ میں داخل ہو جائے، تو آسانی بھی اُس کے اوپر آ پہنچ کر، اُسے باہر نکال پھینکے گی'']۔

آیاتِ شریفہ میں تاکید کے لیے پانچ باتیں:

مذکورہ بالا دونوں آیات میں جو حقیقت بیان کی گئی ہے، انہی میں موجود متعدد باتیں اُس کی جامعیت، وسعت اور قطعیت کی تاکید کرتی ہیں۔ اُن میں سے پانچ باتیں درجِ ذیل ہیں:

1: آیتِ کریمہ کے آغاز میں [إِنَّ]:

پہلی آیتِ کریمہ کے آغاز میں فَــــ [إِنَّ] لایا گیا ہے، جو کہ آیت میں بیان کردہ بات کی تاکید کرتا ہے۔ اللہ کریم کی ہر بات شک و شبہ سے بلند و بالا ہے، کہ وہ سب سے زیادہ سچے ہیں۔

﴿وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا﴾ ❷

[اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ گفتگو میں کون سچا ہے؟]

تو جب وہ کسی حقیقت کے بیان کے آغاز میں بطورِ تاکید [إِنَّ] فرمائیں، تو وہ کس

❶ تفسير السعدي ص 929.

❷ سورة النساء / جزء من رقم الآية 122.

قدرِ حتمی، قطعی اور اٹل ہوگی!

2: [اَلْعُسْرِ] کے [اَلْ] کا استغراق کے لیے ہونا:

اللہ کریم نے [اَلْعُسْرِ] [تنگی] کے آغاز میں [اَلْأَلِفُ وَ اللَّامُ] [ال] استعمال فرمایا ہے، جس کی وجہ سے اس کے معنی میں عظیم وسعت اور جامعیت آ گئی ہے۔

دو مفسرین کے اقوال:

i: شیخ قاسمی کا قول:

"وَ[اَلْ] فِي [الْعُسْرِ] لِلِاسْتِغْرَاقِ، وَلٰكِنَّهُ اِسْتِغْرَاقٌ بِالْمَعْهُوْدِ عِنْدَ الْمُخَاطِبِيْنَ مِنْ أَفْرَادِهٖ أَوْأَنْوَاعِهٖ، فَهُوَ الْعُسْرُ الَّذِي يَعْرِضُ مِنَ الْفَقْرِ، وَالضَّعْفِ، وَجَهْلِ الصَّدِيْقِ، وَقُوَّةِ الْعَدُوِّ، وَقِلَّةِ الْوَسَائِلِ إِلَى الْمَطْلُوْبِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ مَعْهُوْدٌ وَمَعْرُوْفٌ. فَهٰذِهِ الْأَنْوَاعُ مِنَ الْعُسْرِ مَهْمَا اِشْتَدَّتْ. وَكَانَتِ النَّفْسُ حَرِيْصَةً عَلَى الْخُرُوْجِ مِنْهَا طَالِبَةً لِكَشْفِ شِدَّتِهَا، وَاسْتُعْمِلَتْ مِنْ وَسَائِلِ الْفِكْرِ وَالنَّظْرِ وَالْعَمَلِ، مَا مِنْ شَانِهٖ أَنْ يُعَدَّ لِذٰلِكَ فِي مَعْرُوْفِ الْعَقْلِ، وَاعْتَصَمَتْ بَعْدَ ذَاكَ بِالتَّوَكُّلِ عَلَى اللّٰهِ، فَلَا رَيْبَ فِيْ أَنَّ النَّفْسَ تَخْرُجُ مِنْهَا ظَافِرَةً." [1]

[''[اَلْعُسْرِ] میں [اَلْ] استغراق کے لیے ہے، لیکن ایسا استغراق، جو اپنے اندر شامل ہونے والی چیزوں اور اقسام کے اعتبار سے مخاطبین [2] کے ہاں جانا پہچانا ہے۔ اِس سے مراد ایسی تنگی ہے، جس میں فقر و افلاس، کمزوری، دوست کی زیادتی، دشمن کی قوت، مقصد کے حصول کی خاطر وسائل کی قلت وغیرہ (تنگی) کی وہ تمام انواع و اقسام شامل ہیں، جو لوگوں میں معروف اور متعارف ہیں۔ تنگی کی یہ صورتیں کتنی بھی شدید ہو جائیں اور نفس اُس سختی کے نکلنے کی خاطر شدید طلب گار ہو، اُس سے نکلنے کی غرض سے

[1] تفسير القاسمي 187/17.

[2] یعنی جن سے خطاب کیا گیا ہے۔

فکر و نظر اور عمل کی صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور پھر اللہ تعالیٰ پر توکل کرے، تو بلاریب اُس سے سرفراز و سربلند ہو کر نکلے گا۔'']

ii: شیخ سعدی کا بیان:

''وَفِي تَعْرِيفِهِ بِالْأَلِفِ وَاللَّامِ الدَّالَّةِ عَلَى الْاِسْتِغْرَاقِ وَالْعُمُوْمِ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ كُلَّ عُسْرٍ، وَإِنْ بَلَغَ مِنَ الصُّعُوْبَةِ مَا بَلَغَ، فَإِنَّهُ فِيْ آخِرِهِ تَيْسِيْرٌ مُلَازِمٌ لَهُ.'' ❶

[''اُسے یعنی [عسر کو] الألف اور اللام [ال] سے معرفہ بنانے میں، جو کہ استغراق اور عموم کا فائدہ دیتا ہے، اس بات پر دلالت ہے، کہ بلاشبہ ہر تنگی کے آخر میں، چاہے وہ کتنی کٹھن ہو، آسانی چمٹی ہوئی ہے۔'']

3: [اَلْعُسْرِ] کے ساتھ لفظ [بَعْدَ] کی بجائے [مَعَ] کا استعمال:

دو مفسرین کے اقوال:

i: علامہ رازی نے اس حوالے سے ایک سوال اُٹھا کر خود ہی اُس کا جواب دیا ہے:

''اَلسُّؤَالُ الثَّانِيْ: اَلْيُسْرُ لَا يَكُوْنُ مَعَ الْعُسْرِ لِأَنَّهُمَا ضِدَّانِ، فَلَا يَجْتَمِعَانِ؟'' ❷

[''دوسرا سوال: آسانی [تو] تنگی کے ساتھ نہیں ہوتی، کیونکہ وہ دونوں تو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اِس لیے وہ بیک وقت جمع نہیں ہوتیں؟ [مقصود یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے [ہر تنگی کے ساتھ آسانی] کہنے کی کیا حکمت ہے؟'']

علامہ رحمہ اللہ خود ہی جواب دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''لَمَّا كَانَ وُقُوْعُ الْيُسْرِ بَعْدَ الْعُسْرِ بِزَمَانٍ قَلِيْلٍ، كَانَ مَقْطُوْعًا بِهٖ، فَجُعِلَ كَالْمُقَارِنِ لَهُ.'' ❸

❶ تفسير السعدي ص 929. ❷ التفسير الكبير 32/6-7. ❸ المرجع السابق 32/6-7.

[''جب [تنگی] کے تھوڑے وقت کے بعد [آسانی] کا آنا قطعی (بات) تھی، تو اُسے گویا کہ اُس (یعنی آسانی) کے ساتھ ہی قرار دیا گیا''۔]

ii: قاضی ابوالسعود کا بیان:

''وَفِي كَلِمَةِ [مَعَ] إِشْعَارٌ بِغَايَةِ سُرْعَةِ مَجِيْءِ الْيُسْرِ كَأَنَّهُ مُقَارِنٌ لِّلْعُسْرِ.''❶

[''لفظ [مع] میں [آسانی] کے اِس قدر جلدی آنے کی خبر دی گئی ہے، گویا کہ وہ [تنگی] کے ساتھ (ہی) ہے۔'']

مذکورہ بالا تفصیل سے لفظ [مع] کے لانے کی دو حکمتیں معلوم ہوتی ہیں:

ا: ہر [تنگی] کے بعد [آسانی] کے قطعی اور یقینی طور پر آنے کی بنا پر۔

ب: ہر [تنگی] کے بعد [آسانی] کے انتہائی جلدی آنے کی وجہ سے۔

4: لفظ [يُسْرًا] کا نکرہ ہونا:

دو مفسرین کے اقوال:

i: علامہ رازی کا قول:

''مَا مَعْنَى التَّنْكِيْرِ فِيْ الْيُسْرِ؟

جَوَابُهُ التَّفْخِيْمُ، كَأَنَّهُ قِيْلَ: ''إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا عَظِيْمًا، وَأَيَّ يُسْرٍ!''❷

[''[یسر] کے نکرہ ہونے کا معنٰی (یعنی حکمت) کیا ہے؟

اس کا جواب (یہ ہے)، کہ آنے والی آسانی کے بہت بڑے ہونے کو اجاگر کرنے کی خاطر، گویا کہ کہا گیا:

[بلاشبہ ہر [تنگی] کے ساتھ [بہت بڑی آسانی] ہے، اور وہ کتنی بڑی آسانی ہے!'']

❶ تفسیر أبي السعود 173/9. نیز دیکھیے: تفسیر القاسمي 188/17.

❷ التفسیر الکبیر 6/32.

ii: شیخ قاسمی کا قول:

"تَنْكِيْر [يُسْرًا] لِلتَّعْظِيْمِ، وَالْمُرَادُ يُسْرٌ عَظِيْمٌ، وَهُوَ يُسْرُ الدَّارَيْنِ." ❶

''[یسرا] کا نکرہ ہونا (اُس کی) عظمت کے واضح کرنے کی خاطر ہے اور مراد [بہت بڑی آسانی] ہے اور وہ دنیا و آخرت کی [آسانی] ہے۔''

5: [اَلْعُسْرِ] کا دو دفعہ معرفہ اور [يُسْر] کا دونوں مرتبہ نکرہ ہونا:

اللہ تعالیٰ نے دونوں آیتوں میں [اَلْعُسْرِ] کو معرفہ اور [يُسْرًا] کو نکرہ استعمال فرمایا ہے۔ اس میں موجود حکمت کے سلسلے میں ذیل میں حضراتِ مفسرین کے اقتباسات ملاحظہ فرمایئے:

تین مفسرین کے اقوال:

i: قاضی شوکانی کا قول:

﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ أَيْ: إِنَّ مَعَ ذٰلِكَ الْعُسْرِ الْمَذْكُوْرِ سَابِقًا يُسْرًا آخَرَ لِمَا تَقَرَّرَ مِنْ أَنَّهُ إِذَآ أُعِيْدَ الْمُعَرَّفُ يَكُوْنُ الثَّانِي عَيْنَ الْأَوَّلِ، بِخِلَافِ الْمُنَكَّرِ إِذَآ أُعِيْدَ، فَإِنَّهُ يُرَادُ بِالثَّانِي فَرْدٌ مُغَايِرٌ، لِمَآ أُرِيْدَ بِالْفَرْدِ الْأَوَّلِ فِي الْغَالِبِ.

قَالَ الزَّجَّاجُ: "ذِكْرَ [الْعُسْرِ] مَعَ الْأَلِفِ وَاللَّامِ، ثُمَّ ثَنّٰى ذِكْرَهُ، فَصَارَ الْمَعْنٰى: إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرَيْنِ. ❷

[﴿إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ یعنی سابقہ ذکر کردہ [تنگی] کے ساتھ ایک دوسری [یعنی پہلے ذکر کردہ آسانی کے علاوہ) [آسانی] ہے، کیونکہ یہ بات طے شدہ ہے، کہ جب [(اسم) معرفہ] دوبارہ لایا جائے، تو اس سے پہلی بار ذکر کردہ [(اسم) معرفہ] والی چیز مراد ہوتی ہے۔ یہ بات [اسم نکرہ] کے برعکس ہے، کیونکہ جب اُسے دہرایا

---

❶ تفسير القاسمي 188/17. ❷ ملاحظہ ہو: فتح القدير 656/5.

جائے، تو غالبًا دوسری مرتبہ پہلی بار سے مختلف چیز مقصود ہوتی ہے۔

(امام) زَجّاج بیان کرتے ہیں: ''پہلے [اَلْـعُسْـر] کو [الألف اور [اللّام] کے ساتھ ذکر فرمایا۔ پھر دوبارہ اسی کا ذکر کیا، تو معنٰی یہ ہوا:

بلاشبہ ہر [تنگی] کے ساتھ دو [آسانیاں] ہیں۔ [

ii: شیخ سعدی کا بیان:

"وَتَعْرِیْفُ [الْعُسْرِ] فِي الْآیَتَیْنِ یَدُلُّ عَلٰی أَنَّهُ وَاحِدٌ، وَتَنْکِیْرُ [یُسْرٍ] یَدُلُّ عَلٰی تکرَارِہٖ، فَلَنْ یَغْلِبَ عُسْرٌ یُسْرَیْنِ."❶

[''دونوں آیتوں میں [اَلْعُسْر] کا معرفہ ہونا اس کے ایک ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور [یُسْـر] کا نکرہ ہونا اس کے تکرار پر دلالت کناں ہے، پس ایک [تنگی] ہرگز [دو آسانیوں] پر غلبہ نہ پائے گی۔'']

iii: شیخ ابوبکر جزائری:

شیخ جزائری دونوں آیتوں سے حاصل شدہ راہ نمائی بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"بَیَانُ أَنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا دَائِمًا أَبَدًا، وَلَنْ یَغْلِبَ عُسْرٌ یُسْرَیْنِ، فَرَجَآءُ الْمُؤْمِنِ فِي الْفَرَجِ دَائِمٌ."❷

[''(اس بات کا) بیان ہے، کہ بلاشبہ ہر [تنگی] کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ [آسانی] ہے، اور ایک [تنگی] ہرگز [دو آسانیوں] پر غالب نہیں ہوگی۔ سو مومن کی نجات میں امید دائمی ہوتی ہے۔'']

❀ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی جانب سے اِسی حقیقت کی تاکید:

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دونوں آیتوں میں بیان کردہ حقیقت، کہ [''ایک

❶ تفسیر السعدي ص 1096.

❷ أیسر التفاسیر 589/5.

[تنگی] [دو آسانیوں] پر ہرگز غالب نہیں ہوتی۔''] کی تاکید فرمائی ہے۔

امام مالک نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

[''ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو چٹھی ارسال کی۔

انہوں نے (اُس میں) رومیوں کی بہت بڑی تعداد (کے جمع ہونے) اور اُن کے حوالے سے اپنے خوف کا ذکر کیا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا:

"أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ مَهْمَا يَنْزِلْ بِعَبْدٍ مُؤْمِنٍ مِنْ مُنْزَلِ شِدَّةٍ يَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَهُ فَرَجًا، وَإِنَّهُ لَنْ يَغْلِبَ عُسْرٌ يُسْرَيْنِ، وَأَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَقُولُ فِي كِتَابِهِ:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾" ❶ ❷

[''أما بعد! اللہ تعالیٰ مومن بندے پر نازل ہونے والی ہر مصیبت کے بعد نجات کی سبیل بناتے ہیں اور یقیناً ایک تنگی کبھی بھی دو آسانیوں پر غالب نہیں آتی]۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں:

[ترجمہ: اے ایمان والو! صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرو اور جہاد کے لیے مستعد رہو اور اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ'']۔

ب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا﴾ ❸

[ترجمہ: اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد آسانی پیدا کر دیں گے]۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمانِ مبارک میں ایک عام قاعدہ، ضابطہ اور اصول بیان

---

❶ سورة آل عمران/ رقم الآية 200.

❷ الموطا، كتاب الجهاد، باب الترغيب في الجهاد، رقم الأثر 6، 446/2.

❸ سورة الطلاق / جزء من رقم الآية 7.

فرمایا، کہ وہ ضرور تنگی کے بعد آسانی فرما دیں گے۔

دو مفسرین کے اقوال:

i: حافظ ابن کثیر:

"وَعْدٌ مِنْهُ تَعَالٰی، وَوَعْدُهُ حَقٌّ لَا يُخْلِفُهُ. وَهٰذِهِ كَقَوْلِهِ تَعَالٰی: ﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا. إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ [1]

["(اللہ) تعالیٰ کی جانب سے وعدہ ہے اور اُن کا وعدہ حق ہے، وہ اُس کی خلاف ورزی نہیں کرتے اور یہ ارشاد تعالیٰ کی مانند ہے:

[ترجمہ: کیونکہ یقیناً ہر مشکل کے ساتھ ایک عظیم آسانی ہے۔ یقیناً ہر مشکل کے ساتھ ایک عظیم آسانی ہے]

ii: شیخ سعدی:

"وَهٰذِهِ بَشَارَةٌ لِلْمُعْسِرِينَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی سَيُزِيلُ عَنْهُمُ الشِّدَّةَ، وَيَرْفَعُ عَنْهُمُ الْمَشَقَّةَ ﴿فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا. إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا﴾ [2]

["اور یہ تنگی میں مبتلا لوگوں کے لیے بشارت ہے، کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اُن سے سختی کو پھیر دیں گے اور مشقت کو اُن سے اٹھا دیں گے۔

(جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے) [ترجمہ: پس یقیناً ہر تنگی کے ساتھ عظیم آسانی ہے۔ یقیناً ہر تنگی کے ساتھ عظیم آسانی ہے۔]

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے ثابت شدہ طریقوں میں سے ایک یہ ہے، کہ انہوں نے سختی کے ساتھ آسائش، غم کے ساتھ (اُس سے) چھٹکارا اور تنگی کے ہمراہ کشادگی رکھی ہے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر 405/4. نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرآن بکلام الرحمن للشیخ الأمرتسري ص 711.

[2] تفسیر السعدي ص 872؛ نیز ملاحظہ ہو: فتح القدیر 344/5.

بلاشبہ اِس حقیقت کا پیشِ نظر رکھنا مصیبتوں کے بوجھ کو ہلکا اور مایوسی کو دُور کرتا اور بندے کو مصیبتوں کا مقابلہ کرنے پر ابھارتا ہے۔

-19-

یاس اور نا امیدی سے یکسر دُوری

مصیبت میں مبتلا شخص کے لیے انتہائی ضروری ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بالکل مایوس اور نا امید نہ ہو، کیونکہ یہ تو اُن لوگوں کا شیوہ ہے، جو اپنے رب کریم اور اُن کی صفاتِ حمیدہ سے نا آشنا ہوتے ہیں۔ اُن کی ذاتِ بلند و برتر، اُن کی قدرت و اختیارات اور اُن کی رحمت سے آگاہی رکھنے والا، کسی بھی حالت میں یاس و قنوط کا شکار نہیں ہوتا۔

دو دلائل:

قرآن و سنت میں اس سلسلے میں بیان کردہ دلائل میں سے دو کے حوالے سے ذیل میں قدرے تفصیل ملاحظہ فرمایئے:

ا: قرآن کریم میں قولِ ابراہیم علیہ السلام:

سورۃ الحِجر میں ہے:

﴿قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِيْمٍ. قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِيْ عَلٰٓى اَنْ مَّسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ. قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ. قَالَ وَ مَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾ [1]

[انہوں (یعنی ابراہیم علیہ السلام کے ہاں آنے والے فرشتوں) نے کہا: ''ڈریئے نہیں۔ بے شک ہم آپ کو ایک بہت علم والے بچے کی بشارت دیتے ہیں۔''

انہوں نے کہا: ''کیا آپ مجھے بڑھاپا آ پہنچنے کے باوجود خوش خبری دے رہے ہیں؟ تو آپ کس بات کی خوش خبری دے رہے ہیں؟''

[1] الآیات 53-56.

انہوں نے کہا: ''ہم نے آپ کو حق کے ساتھ خوش خبری دی ہے، سو آپ نا امید ہونے والوں میں سے نہ ہو جایئے۔''

انہوں نے کہا: ''اور گمراہ لوگوں کے علاوہ اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے کون نا امید ہوتا ہے۔'']

آیاتِ شریفہ کی تفسیر:

i: قاضی ابوالسعود رقم طراز ہیں:

"﴿وَ مَنْ يَّقْنَطُ﴾: اِسْتِفْهَامٌ إِنْكَارِيٌّ أَيْ: لَا يَقْنُطُ: ﴿مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ إِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾ اَلْمُخْطِئُوْنَ طَرِيْقَ الْمَعْرِفَةِ وَالصَّوَابِ، فَلَا يَعْرِفُوْنَ سِعَةَ رَحْمَتِهٖ، وَكَمَالَ عِلْمِهٖ، وَقُدْرَتَهٗ." ❶

[﴿وَ مَنْ يَّقْنَطُ﴾ استفہامِ انکاری ❷ ہے۔ مراد یہ ہے، کہ اپنے رب کی رحمت سے راہِ معرفت وحق سے ہٹنے والوں کے سوا کوئی اور نا امید نہیں ہوتا۔ سو ایسے لوگ اُن (یعنی اللہ تعالیٰ) کی رحمت کی وسعت، اُن کے علم کے کمال اور اُن کی قدرت سے آشنا نہیں۔]

ii: علامہ رازی نے قلم بند کیا ہے:

"هٰذَا الْكَلَامُ حَقٌّ، لِأَنَّ الْقُنُوْطَ مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يَحْصُلُ إِلَّا عِنْدَ الْجَهْلِ بِأُمُوْرٍ:

أَحَدُهَا: أَنْ يَّجْهَلَ كَوْنَهٗ تَعَالٰى قَادِرًا عَلَيْهِ.

وَثَانِيْهَا: أَنْ يَّجْهَلَ كَوْنَهٗ تَعَالٰى عَالِمًا بِاحْتِيَاجِ ذٰلِكَ الْعَبْدِ إِلَيْهِ.

وَثَالِثُهَا: أَنْ يَّجْهَلَ كَوْنَهٗ تَعَالٰى مُنَزَّهًا عَنِ الْبُخْلِ وَالْحَاجَةِ وَالْجَهْلِ.

---

❶ تفسیر أبي السعود 82/5. نیز ملاحظہ ہو: روح المعاني 62/14.

❷ یعنی یہ سوالیہ انداز نفی کی خاطر اختیار کیا گیا ہے۔

فَكُلُّ هٰذِهِ الْأُمُوْرِ سَبَبٌ لِلضَّلَالِ. فَلِهٰذَا الْمَعْنٰى قَالَ: ﴿قَالَ وَ مَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾" ❶

[''یہ کلام برحق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی کچھ حقائق سے جہالت کے سبب ہی سے ہوتی ہے۔

اُن میں سے پہلی (حقیقت): وہ (ناامید ہونے والا) اللہ تعالیٰ کے اُس پر قادر ہونے سے بے خبر ہو۔

دوسری (حقیقت): اُسے اِس بات سے آگاہی نہ ہو، کہ اللہ تعالیٰ اُس بندے کی اُن کے حضور حاجت کو جانتے ہیں۔

تیسری (حقیقت): وہ اِس بات سے ناآشنا ہو، کہ اللہ تعالیٰ بخل، محتاجی اور لاعلمی سے مبرا ہیں۔

یہ (تینوں) باتیں گمراہی کا سبب ہیں۔ اِس بنا پر انہوں (یعنی ابراہیم علیہ السلام) نے کہا (جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا):

[ترجمہ: اور گمراہ لوگوں کے علاوہ اپنے رب کی رحمت سے کوئی ناامید نہیں ہوتا۔'']

iii: سیّد قطب لکھتے ہیں:

"إِنَّهٗ لَا يَقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ إِلَّا الضَّآلُّوْنَ: اَلضَّآلُّوْنَ عَنْ طَرِيْقِ اللّٰهِ، اَلَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْوِحُوْنَ رَوْحَهٗ، وَلَا يُحِسُّوْنَ رَحْمَتَهٗ، وَلَا يَسْتَشْعِرُوْنَ رَأْفَتَهٗ وَبِرَّهٗ وَرِعَايَتَهٗ.

فَأَمَّا الْقَلْبُ النَّدِيُّ بِالْإِيْمَانِ، اَلْمُتَّصِلُ بِالرَّحْمٰنِ، فَلَا يَيْأَسُ، وَلَا يَقْنَطُ مَهْمَا أَحَاطَتْ بِهِ الشَّدَائِدُ، وَمَهْمَا اِدْلَهَمَّتْ حَوْلَهُ الْخُطُوْبُ، وَمَهْمَا غَامَ الْجَوُّ وَتَلَبَّدَ، وَغَابَ وَجْهُ الْأَمَلِ فِيْ ظَلَامِ

❶ التفسیر الکبیر 198/19۔ نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق 199/18۔

الْحَاضِرِ وَثِقْلِ هٰذَا الْوَاقِعِ الظَّاهِرِ...... فَإِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ الْمُهْتَدِيْنَ. وَقُدْرَةُ اللّٰهِ تُنْشِیءُ الْأَسْبَابَ كَمَا تُنْشِیءُ النَّتَائِجَ، وَتُغَيِّرُ الْوَاقِعَ كَمَا تُغَيِّرُ الْمَوْعُوْدَ."❶

[''بے شک اپنے رب کی رحمت سے گمراہ لوگوں کے سوا کوئی اور ناامید نہیں ہوتا۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے ہٹے ہوئے ہیں، جو اُن کی رحمت سے راحت طلب نہیں کرتے۔ انہیں نہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا احساس ہے اور نہ ہی وہ اُن کی شفقت، احسان اور نگہبانی کا شعور رکھتے ہیں۔

ایمان سے تروتازہ اور رحمٰن سے جڑے ہوئے دل والا کتنی ہی سختیاں اُسے گھیر لیں، کتنی ہی مصیبتیں اُس کے گرد جمع ہو جائیں، فضا کتنی ہی پراگندہ ہو جائے، (زمانۂ) حال کی تاریکیوں میں امید کا چہرہ چھپ جائے اور موجود صورتِ حال کٹھن ہو جائے...... بلاشبہ ہدایت یافتہ اہلِ ایمان کے دلوں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت قریب ہے۔ قدرتِ الٰہیہ جیسے نتائج پیدا کرتی ہے، اسی طرح اسباب کو پیدا کرتی ہے اور واقع کو تبدیل کرتی ہے، جیسے کہ وعدہ کی گئی (حالت) کو تبدیل کرتی ہے۔'']

ب: یعقوب علیہ السلام کا بیٹوں کو رحمتِ الٰہی سے مایوسی سے منع کرنا:

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے دو بیٹے اُن سے گم ہو گئے، تو انہوں نے اپنے دیگر بیٹوں کو تاکید کی، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہوں۔ درجِ ذیل ارشادِ باری تعالیٰ میں اس بات کو بیان کیا گیا ہے:

﴿يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَأَخِيْهِ وَلَا تَايْـَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِنَّهٗ لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾❷

[اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف۔علیہ السلام۔ اور اُس کے بھائی کا سراغ

❶ في ظلال القرآن 2148/4. نیز ملاحظہ ہو: المرجع السابق 2026/4؛ وتفسیر السعدي ص 493.

❷ سورة یوسف ۔علیہ السلام۔ / الآية 87.

لگاؤ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، کیونکہ حقیقت یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے، مگر وہی لوگ جو کافر ہیں]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

دو مفسرین کے اقوال:

i: قاضی بیضاوی:

﴿وَلَا تَيْأَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ﴾: وَلَا تَقْنَطُوْا مِنْ فَرَجِهٖ وَتَنْفِيْسِهٖ.
﴿إِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ بِاللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ، فَإِنَّ الْعَارِفَ الْمُؤْمِنَ لَا يَقْنُطُ مِنْ رَحْمَتِهٖ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْأَحْوَالِ." ❶

[" ﴿وَلَا تَيْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ﴾: (مصیبت کے) چھٹ جانے اور (آفت کے) ختم ہو جانے سے مایوس نہ ہو [کیونکہ حقیقت یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے، مگر وہی لوگ، جو (اللہ تعالیٰ اور اُن کی صفات کے ساتھ) کفر کرتے ہیں]، کیونکہ اُنہیں پہچاننے والا مومن تو اُن کی رحمت سے کسی بھی حالت میں مایوس نہیں ہوتا۔"]

ii: شیخ سعدی:

" ﴿وَلَا تَيْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ﴾: فَإِنَّ الرَّجَآءَ يُوْجِبُ لِلْعَبْدِ السَّعْيَ وَالْاِجْتِهَادَ، فِيْمَا رَجَاهُ، وَالْإِيَاسُ يُوجِبُ لَهُ التَّثَاقُلَ وَالتَّبَاطُؤَ. وَأَوْلٰى مَا رَجَا الْعِبَادُ فَضْلَ اللّٰهِ، وَإِحْسَانَهٗ، وَرَحْمَتَهٗ، وَرَوْحَهٗ.
﴿إِنَّهٗ لَا يَيْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ فَإِنَّهُمْ لِكُفْرِهِمْ يَسْتَبْعِدُوْنَ رَحْمَتَهٗ، وَرَحْمَتُهٗ بَعِيْدَةٌ مِّنْهُمْ، فَلَا تَتَشَبَّهُوْا بِالْكَافِرِيْنَ.
وَدَلَّ هٰذَا عَلٰى أَنَّهٗ بِحَسْبِ إِيْمَانِ الْعَبْدِ يَكُوْنُ رِجَاؤُهٗ لِرَحْمَةِ اللّٰهِ وَرَوْحِهٖ." ❷

---

❶ تفسير البيضاوي 494/1. نیز ملاحظہ فرمائیے: تفسير أبي السعود 302/4-303؛ وروح المعاني 44/13.
❷ تفسير السعدي ص 404.

[''(ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو)، کیونکہ بلاشبہ بندہ جس چیز کی اُمید رکھتا ہے، تو امید اُس کے لیے اُس (چیز) کی خاطر کوشش اور جدوجہد کا موجب بنتی ہے۔ ناامیدی اُس کے لیے بوجھل ہونے اور سستی کا موجب ٹھہرتی ہے۔ بندہ جن چیزوں کی امید رکھتا ہے، ان میں سے بہترین چیز اللہ تعالیٰ کا فضل، ان کا احسان، رحمت اور مدد ہے۔

[ترجمہ: کیونکہ حقیقت یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر لوگوں کے سوا کوئی نا امید نہیں ہوتا]۔

کیونکہ حقیقت میں وہ اپنے کفر کی بنا پر اُن کی رحمت کو بہت دُور سمجھتے ہیں اور اُن کی رحمت تو اُن سے (واقعی) بہت دُور ہوتی ہے۔ پس تم (اُن کی رحمت سے مایوس ہو کر) کافروں کے ساتھ مشابہت اختیار نہ کرو۔

یہ (آیتِ شریفہ) اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے، کہ بندے کی اللہ تعالیٰ کی رحمت ونصرت سے اُمید اُس کے ایمان کے بقدر ہوتی ہے۔'']

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ مصیبت میں مبتلا شخص پر لازم ہے، کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کی رحمت ونصرت سے نا امید نہ ہو۔ اِس کی بجائے اُن کے فضل کی امید رکھے۔ اُن کے جود و کرم کی آس لگائے رکھے۔ وہ اپنے رب کریم کے بارے میں اچھا گمان رکھے، کیونکہ وہ اپنے بندے کے ساتھ اُس کے اُن کے بارے میں گمان کے مطابق معاملہ فرماتے ہیں۔ رب کریم نے خود اس حقیقت کی خبر دی ہے:

''أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي.'' [1]

[''میں اپنے بندے کے میرے ساتھ گمان کے مطابق ہوں'']۔

---

[1] ملاحظہ ہو: صحیح البخاري، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالی: ﴿وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ﴾، جزء من رقم الحدیث 7405، عن أبي هریرة رضی اللہ عنہ، 384/13.

مبحث چہارم

مصیبتوں کے چلے جانے کے بعد کرنے کے کام

تمہید:

مصیبتوں کے ...... ربِّ کریم کے فضل و کرم سے ...... ختم ہونے یا چلے جانے کے بعد کچھ باتوں کا اہتمام ضروری ہے۔ انہی میں سے نو باتیں درجِ ذیل ہیں:

1: مصیبت کے بعد نعمت کا بطورِ آزمائش ملنے کا اعتقاد

2: مصائب سے نجات عطا فرمانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر

3: اللہ تعالیٰ کے دوبارہ مصائب میں مبتلا کرنے پر قادر ہونے کو پیشِ نظر رکھنا

4: ربِّ کریم کے حضور دعا اور گریہ زاری کا جاری رکھنا

5: تسبیح و تحمید

6: استغفار

7: عبادت میں محنت کرنا

8: ربِّ ذوالجلال کی طرف رغبت کرنا

9: اللہ تعالیٰ کے احسان کی مانند مخلوق پر احسان کرنا

-1-

مصیبت کے بعد نعمت کا بطورِ آزمائش ملنے کا اعتقاد

ربّ کریم کی جانب سے مصیبت دُور کرنے، غم اور پریشانی سے نجات دینے اور عنایت ونوازش فرمانے کے بعد لوگوں کی ایک بڑی تعداد اِس سب کچھ کو اپنی چالاکی، ہوشیاری، فن کاری اور کاریگری کا کرشمہ قرار دیتی ہے۔ وہ اس ازلی اور حتمی حقیقت کو فراموش کر دیتے ہیں، کہ مصیبتوں کا ختم ہونا، غموں کا چھٹنا اور نعمتوں کا میسر آنا محض نعمتیں عطا فرمانے والے ربّ کریم کے فضل وکرم سے ہے۔ اُن کا شکر کرنے میں لوگوں کی اپنی سعادت اور ناشکری میں خود لوگوں کی اپنی بدبختی ہے۔ شکر کرنے سے خوش نصیب قرار پائیں گے اور ناشکری کرنے پر بدنصیب لوگوں میں شمار کیے جائیں گے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُ عَلَى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ. قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَمَآ أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ. فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَآءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَمَا هُم بِمُعْجِزِينَ. أَوَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَآءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ [1]

[پس جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے، تو ہمیں پکارتا ہے، پھر جب ہم اُسے اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا کرتے ہیں، (تو) کہتا ہے: ''یقیناً یہ تو

[1] سورۃ الزمر / الآیات 49-52.

مجھے (میرے) علم (یعنی دانش مندی) کی بنیاد پر دی گئی ہے،'' بلکہ وہ تو ایک آزمائش ہے، لیکن اُن میں سے اکثر (لوگ) نہیں جانتے۔ بلاشبہ یہی بات اُن لوگوں نے کہی، جو اُن سے پہلے تھے، پس اُن کی کمائی اُن کے کچھ کام نہ آئی۔ پھر اُن کے کرتوتوں کے بُرے نتائج نے اُنہیں آ لیا اور اُن لوگوں میں سے (بھی)، جنہوں نے ظلم کیا، اُن پر بھی اُن کے کرتُوتوں کا وبال ضرور آ پڑے گا اور وہ (اللہ تعالیٰ کو) ہرگز شکست نہیں دے سکتے۔ کیا انہیں معلوم نہیں، کہ بے شک اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتے ہیں، روزی کشادہ کر دیتے ہیں اور (جس کے لیے چاہتے ہیں) تنگ کر دیتے ہیں؟ بے شک اِس میں اُن لوگوں کے لیے یقیناً کئی نشانیاں ہیں، جو ایمان رکھتے ہیں]۔

آیاتِ شریفہ کی تفسیر:

دو مفسرین کے اقوال:

i: علامہ رازی کا قول:

جان لیجیے، کہ یہ اُن کے غلط طور اطوار میں سے ایک اور طرزِ عمل کا بیان ہے۔ وہ یہ ہے، کہ فقر و مرض کی مصیبت میں مبتلا ہونے پر، وہ اللہ تعالیٰ کی جانب لپکتے ہیں اور سمجھتے ہیں، کہ اِس مصیبت کو اُن کے سوا دُور کرنے والا کوئی نہیں۔ پھر جب اُنہیں اللہ تعالیٰ مال کی وسعت یا جان کی عافیت کی نعمت سے نوازتے ہیں، تو وہ (یعنی اُن میں سے ایک) سمجھتا ہے، کہ اُسے (جو کچھ حاصل ہوا ہے، وہ) تو صرف اُس کی کاریگری اور جدوجہد سے حاصل ہوا ہے۔

اگر مال ہو، تو وہ کہتا ہے: ''یہ تو صرف میرے کمانے سے حاصل ہوا ہے۔''

اگر صحت ہو، تو کہتا ہے: ''بلاشبہ یہ تو فلاں علاج سے میسر آئی ہے۔''

یہ بہت سنگین تناقض ہے، کیونکہ اُس نے درماندگی اور حاجت کے زمانے میں ہر چیز کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب کی اور صحت و سلامتی کی حالت میں اُس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے توڑ دیا اور اپنی کاری گری کی طرف منسوب کر لیا۔

یہ بہت ناپسندیدہ تناقض ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سختی اور آسانی میں اُن کے طرزِ عمل کی سنگین خرابی کو ایک پُر از فصاحت بہت ہی مختصر بات سے بیان فرما دیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ﴾

[ترجمہ: بلکہ وہ تو آزمائش ہے]۔

یعنی اُنہوں نے اُس کافر کو جو دیا ہے، وہ آزمائش (کے لیے) ہے، کیونکہ اُس کے حاصل ہونے پر شکر کرنا واجب ہوتا ہے اور نہ ملنے پر صبر کرنا ضروری ہوتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾

[ترجمہ: اور لیکن اُن کی اکثریت نہیں جانتی]۔

مراد یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کا عطا فرمانا، صرف امتحان کی غرض سے تھا۔ [1]

اس کے بعد علامہ رحمہ اللہ نے کچھ سوالات اٹھا کر خود ہی اُن کے جوابات دیئے ہیں۔ انہی میں سے دو درجِ ذیل ہیں:

ا: سوال: [اَلتَّخْوِيْلُ] سے کیا مراد ہے؟

جواب: اس سے مراد یہ ہے، کہ یعنی ہم ازراہِ نوازش اُسے عطا کرتے ہیں اور وہ سمجھتا ہے، کہ ہماری عطا کردہ چیز کا لینا اُس کا حق تھا، جو اُس نے حاصل کی۔

ب: سوال: ارشادِ تعالیٰ: ﴿إِنَّمَآ أُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ﴾ سے کیا مراد ہے؟

جواب: علامہ رحمہ اللہ نے اِس کے معانی کے متعلق درجِ ذیل تین احتمالات ذکر کیے ہیں:

i: مجھے یہ دیا گیا ہے، کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے علم میں اُس کا حق دار تھا۔

---

[1] ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر 26/287-288.

ii: مجھے یہ دیا گیا ہے، کیونکہ مجھے علم تھا، کہ میں اُسے لینے کا حق دار ہوں۔

iii: مجھے یہ میرے علم کی بنا پر دیا گیا ہے، اسی لیے تو میں اُسے حاصل کر پایا۔ مثال کے طور پر خود اپنا علاج کرنے والا مریض کہے:

[مجھے علاج کی کیفیت کا علم تھا، اسی لیے میں صحت یاب ہوا۔]

(مال پانے والا کہے):

[''کمانے کے طریقے سے آگاہی کی بنا پر میں نے مال کو حاصل کیا''] ۔ ❶

اس کے بعد علامہ رازی ارشادِ تعالیٰ:

﴿أَوَلَمْ يَعْلَمُوٓا أَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ﴾

[ترجمہ: کیا اُنہیں معلوم نہیں، کہ بے شک اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتے ہیں، روزی کشادہ کر دیتے ہیں، اور (جس کے لیے چاہتے ہیں،) تنگ کر دیتے ہیں]۔

کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی کیا اُنہیں معلوم نہیں، کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہیں (کبھی) رزق میں فراخی کر دیتے ہیں اور (کبھی) تنگی کر دیتے ہیں۔

اس کی دلیل (یہ ہے)، کہ ہم لوگوں کو رزق کی وسعت اور تنگی میں ایک دوسرے سے مختلف پاتے ہیں۔ اِس کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہے۔

یہ سبب آدمی کی عقل اور اس کی جہالت نہیں، کیونکہ ہم عقل اور طاقت والے کو شدید تنگ دستی اور جاہل، بیمار اور بہت کمزور کو سب سے زیادہ فراخی میں دیکھتے ہیں۔ ❷

ii: قاضی ابوالسعود:

﴿فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا﴾

[ترجمہ: پس انسان کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ ہمیں پکارتا ہے]۔

---

❶ التفسیر الکبیر 288/26 باختصار. ❷ المرجع السابق 288/26 باختصار.

جنسِ (انسانی) کے متعلق اِس بات کی خبر دی جا رہی ہے، جو کہ اُن کی اکثریت کرتی ہے۔ ❶

﴿ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا﴾

[ترجمہ: پھر جب ہم اپنی جانب سے اُسے نعمت عطا فرمائیں]۔

(یعنی) اُسے ازراہِ نوازش عطا فرمائیں، کیونکہ (لفظ) [اَلتَّخْوِیْلُ] اِسی قسم (یعنی بطورِ نوازش) دیئے جانے کے ساتھ مخصوص ہے۔ (یہ لفظ) بطورِ جزا دیئے جانے کے لیے استعمال نہیں کیا جاتا۔

﴿قَالَ إِنَّمَآ أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ﴾

[ترجمہ: اُس نے کہا: بلاشبہ یہ مجھے علم کی بنا پر دیا گیا ہے]۔

(یعنی) یہ مجھے کمانے کے طریقوں سے میری آگاہی کے سبب ملا ہے۔

یا (مجھے یہ اس وجہ سے دیا گیا ہے، کہ مجھے علم تھا، کہ) میرے حق دار ہونے کی وجہ سے مجھے یہ دیا جائے گا۔

یا (مجھے اس بنا پر دیا گیا ہے، کہ) مجھے علم تھا، کہ اللہ تعالیٰ کو میرے بارے میں اور میرے اس (عطا کی جانے والی چیز) کے مستحق ہونے کے متعلق علم تھا۔

﴿بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ﴾

[بلکہ وہ فتنہ ہے]۔

یعنی وہ اُس کے لیے امتحان اور آزمائش تھا، کہ آیا وہ شکر کرتا ہے یا ناشکری۔ ❷

اسلوب کی تبدیلی اس (یعنی بیان کردہ حقیقت) کی تاکید میں مبالغہ کی خاطر ہے،

---

❶ نیز ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر 61/4؛ وفتح القدير 666/4؛ وروح المعاني 12/24؛ وتفسير السعدي ص 727.

❷ نیز ملاحظہ ہو: تفسير القرطبي 266/15؛ وتفسير ابن كثير 61/4؛ وفتح القدير 666/4؛ وروح المعاني 12/24؛ وتفسير القاسمي 212/14؛ وتفسير السعدي 727.

کہ اُسے دینا عزت افزائی کے پیشِ نظر نہیں۔ اس کی غرض و غایت تو اس سے کلی طور پر مختلف ہے۔

﴿وَلٰـكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾

[ترجمہ: اور لیکن ان کی اکثریت تو نہیں جانتی]۔

حقیقت وہی ہے، جو بیان کی گئی ہے اور اس میں اس بات پر دلالت ہے، کہ [اَلْإِنْسَانُ] سے مراد جنسِ انسانی ہے۔

﴿قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ﴾

[ترجمہ: یقیناً اُن سے پہلے لوگوں نے (بھی) یہی کہا]۔

[یہی کہنے سے مراد (اُن میں سے ہر ایک) کا کہنا تھا، کہ

﴿إِنَّمَا أُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ﴾

[ترجمہ: بلاشبہ مجھے میرے علم کی بنا پر دیا گیا]۔

﴿فَمَا أَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾

[ترجمہ: پس جو وہ کماتے تھے، ان کے کسی کام نہ آیا] دنیا کے ساز و سامان سے اور جو وہ جمع کرتے تھے۔

﴿فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوْا﴾

[ترجمہ: پھر اُن کی بُرے اعمال نے انہیں آ لیا]۔

(یعنی) اُن کے بُرے اعمال کی سزا۔ اسے [سیئات] [کرتوتوں] کا نام اس لیے دیا گیا ہے، کہ وہ ان کی کرتوتوں کا بدلہ ہے اور (کہا جاتا ہے) برائی کا بدلہ اُس جیسی بُرائی ہے۔

﴿وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ﴾

[ترجمہ: اور جن لوگوں نے اُن میں سے ظلم کیا]

(یعنی) مشرکوں میں سے اور [مِنْ] [بیان] کے لیے ہے۔ (یعنی وہ مشرک لوگ سارے ہی ظلم کرنے والے ہیں) یا وہ [تَبْعِیْض] کے لیے ہے، یعنی اُن میں سے وہ لوگ جو ظلم اور سرکشی میں بہت ہی آگے بڑھ گئے۔

﴿سَيُصِيبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا﴾

[ترجمہ: ضرور ہی اُن کے بُرے اعمال (کے نتائج) انہیں آملیں گے]

(یعنی) انہوں نے جو کفر اور نافرمانیوں کا ارتکاب کیا، جیسے کہ اُن لوگوں کو (سزا) ملی۔

(آیت شریفہ میں) [السین] تاکید کے لیے ہے (یعنی انہیں اپنے بُرے اعمال کی سزا ضرور ملے گی)۔

﴿وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ﴾

[ترجمہ: اور وہ (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہیں]

یعنی وہ بچ کر نکلنے والے نہیں]۔

﴿أَوَلَمْ يَعْلَمُوْا﴾

[ترجمہ: کیا انہیں معلوم نہیں]

یعنی کیا انہوں نے یہ بات نہ جاننے کے باوجود کہی؟ یا اس بات کو نہ جانتے ہوئے نظر انداز کیا؟

﴿اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾

[ترجمہ: کہ بے شک اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتے ہیں، روزی کشادہ کر دیتے ہیں]۔

یعنی اُس کے لیے فراخ فرما دیتے ہیں۔

﴿وَيَقْدِرُ﴾

[ترجمہ: اور تنگ کر دیتے ہیں]۔

جس کے لیے تنگ کرنا چاہتے ہیں، کسی کی بھی، کسی قسم کی مداخلت کے بغیر]۔ ❶

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ جس کسی کی مصیبت کو دُور فرمائیں اور اُسے اپنی جانب سے عطا کردہ نعمت سے بدل دیں، تو اُس پر یہ اعتقاد رکھنا لازم ہے، کہ یہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوا ہے اور اس کی غرض و غایت اس کا امتحان ہے، کہ وہ شکر کرتا ہے یا ناشکری۔

❀ نعمت کے میسر آنے پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول:

ایسے موقع پر اُسے وہ کہنا چاہیے، جو کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ سبا کے عرش کو اپنے سامنے دیکھ کر کہا:

﴿هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ﴾ ❷

[یہ میرے رب کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائیں، کہ کیا میں شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ درحقیقت اپنے لیے شکر کرتا ہے اور جو شخص ناشکری کرتا ہے، تو یقیناً میرے رب بہت بے نیاز اور بہت کرم والے ہیں]۔

-2-

مصائب سے نجات عطا فرمانے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و شکر

جس شخص کو اللہ تعالیٰ آفات و مصائب سے نکال دیں، اُس پر لازم ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مدح و ثنا بیان کرے اور اُن کا شکر بجا لائے۔

ذیل میں اِس سلسلے میں دو دلائل کے حوالے سے گفتگو ملاحظہ فرمائیے:

ا: ارشادِ باری تعالیٰ:

---

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود 7/258-259.

❷ سورة النمل / جزء من الآية 40.

﴿فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ ❶

[ترجمہ: پس جب آپ اور آپ کے ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں، تو کہیے: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے، کہ جنہوں نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی۔'']

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو نجات عطا فرمانے پر اُنہیں اپنی تعریف بیان کرنے کا حکم دیا۔ شیخ سعدی لکھتے ہیں:

(فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ)

''[ترجمہ: پس جب آپ اور آپ کے ساتھی کشتی پر سوار ہو جائیں]

یعنی جب تم کشتی پر چڑھ جاؤ اور وہ تمہیں پانی کی موجوں اور لہروں کے درمیان ٹھیک طریقے سے لے چلے، تو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) نجات اور سلامتی (عطا فرمانے) پر اُن کی تعریف بیان کرو اور کہو:

(اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ)

[ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے، کہ جنہوں نے ہمیں ظالم قوم سے نجات دی]۔

یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُنہیں اور اُن کے ساتھیوں کو تعلیم دی جا رہی ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے، اُنہیں ظالم قوم کی زیادتیوں اور عذاب سے نجات دینے پر، اُن کا شکر کرنے اور اُن کی تعریف بیان کرنے کے لیے یہ (کلمات) کہیں۔'' ❷

---

❶ سورة المؤمنون / الآية 28.

❷ تفسیر السعدي ص 551. نیز ملاحظہ ہو: تفسیر القرطبي 119/12، علامہ قرطبی نے لکھا ہے: ''اِحْمَدُوا اللّٰهَ تَعَالٰى عَلٰى تَخْلِيْصِهِ إِيَّاكُمْ.'' [اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہاری خلاصی کروانے پر اُن کی حمد بیان کرو]۔

ب: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَیّٰىمِ اللّٰهِ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ. وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ. وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ﴾ ❶

[ترجمہ: اور بلاشبہ یقیناً ہم نے موسیٰ -علیہ السلام- کو معجزات دے کر بھیجا، یہ کہ اپنی قوم کو ظلمتوں سے روشنی کی طرف نکالیے اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کے ایام (یعنی اُن پر اللہ تعالیٰ کی عنایات اور نوازشات کی یاددہانی) کے ساتھ نصیحت کیجیے۔ بلاشبہ اُن (واقعات) میں بہت زیادہ صبر کرنے والے اور بہت زیادہ شکر کرنے والے کے لیے یقیناً نشانیاں ہیں۔''

اور جب موسیٰ -علیہ السلام- نے اپنی قوم سے کہا:

''تم اپنے اُوپر اللہ تعالیٰ کی نعمت یاد کرو، جب اُنہوں نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی، جو تمہیں سخت عذاب دیتے تھے، کہ وہ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے اور اُس میں تمہارے رب کی طرف سے بہت بڑی آزمائش تھی۔''

اور جب تمہارے رب نے خبر دی: ''یقیناً اگر تم نے شکر کیا، تو میں بلاشبہ تمہیں ضرور زیادہ دوں گا اور یقیناً اگر تم نے ناشکری کی، تو بے شک میرا

---

❶ سورۃ إبراهیم -علیہ السلام- / الآیات 5-7.

عذاب یقیناً بہت سخت ہے۔"]

اللہ جل جلالہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا، کہ وہ اپنی قوم کو اُن کی عطا کردہ عظیم نعمتیں یاد دلائیں، کہ اُنہوں نے فرعونیوں سے اُنہیں نجات عطا فرمائی، جو کہ اُنہیں سنگین عذاب دیتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اِس حکمِ الٰہی کی تعمیل کی۔

علاوہ ازیں انہیں اللہ کریم کی جانب سے خبر دی، کہ اگر اُنہوں نے ملنے والی نعمت پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا، تو وہ نعمت میں اضافہ فرما دیں گے اور اگر اُنہوں نے ناشکری کی، تو وہ پہلے سے عطا کردہ نعمت بھی چھین لیں گے۔

آیاتِ شریفہ کی تفسیر:

تین مفسرین کے اقوال:

i: حافظ ابن کثیر:

﴿وَ ذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کی انہیں عطا کردہ عنایات اور نوازشات کی (یاددہانی) کے ساتھ (نصیحت کرو)۔

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ یعنی یقیناً اگر تم نے میری عطا کردہ نعمت کا شکر ادا کیا، تو میں بلاشبہ تمہیں ضرور اس (نعمت) سے مزید دوں گا۔

﴿وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ﴾ (اور البتہ اگر تم نے) نعمتوں کی ناشکری کی، انہیں چھپایا (یعنی ان سے لاپروائی کرتے ہوئے، انہیں نظر انداز کیا) اور ان کا انکار کیا۔

﴿اِنَّ عَذَابِىْ لَشَدِيْدٌ﴾ [بلاشبہ میرا عذاب یقیناً بہت سخت ہے] اور وہ (عذاب) اُن سے اِن (نعمتوں) کے چھین لینے اور اِن (نعمتوں) کی ناشکری پر اُن کی سزا کی شکل میں ہوگا۔ [1]

ii: قاضی ابوالسعود:

﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ﴾ یعنی یاد کرو، کہ جب تمہارے رب تعالیٰ نے نہایت بلیغ

---

[1] ملاحظہ ہو: تفسیر ابن کثیر 2/574-575.

انداز سے خبر دی، کہ اُس کے بعد کسی شبہ کے شائبہ (تک) کی گنجائش نہ رہی، کیونکہ ([تَأَذَّنَ] باب [تَفَعَّل] سے ہے اور) اس باب میں کسی کام کو بہت زیادہ اہتمام کے ساتھ کرنا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حوالے سے، کسی کام کے کرنے کو اس صیغہ کے ساتھ بیان کرنے سے مراد، اس کام کے کرنے کے کمال کی انتہا ہوتی ہے۔

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ﴾ اے بنی اسرائیل! میں نے تمہیں نجات دینے، (تمہارے) دشمن کو ہلاک کرنے اور اس کے علاوہ جوان گنت اور لاتعداد عنایات اور نوازشات فرمائی ہیں، اگر تم نے اُن کے مقابلے میں ایمان اور طاعت گزاری دکھائی، تو

﴿لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (یقیناً میں تمہیں ضرور [عطا کردہ نعمت کے ساتھ] مزید [نعمت] دوں گا)۔

﴿وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ﴾ (اور البتہ اگر تم نے اس (عطا کردہ نوازش وعنایت) کی ناقدری کی۔

﴿إِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ تو پھر تمہیں عنقریب اُن (اللہ تعالیٰ) کی جانب سے نازل ہونے والی مصیبت پہنچے گی۔ ❶

iii: شیخ سعدی:

"﴿اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ﴾ یعنی اپنے آپ پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو اپنے دلوں اور زبانوں سے یاد کرو۔

﴿إِذْ اَنْجٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ﴾ یعنی تمہیں آل فرعون سے نجات دی، جو تمہیں (سُوْٓءَ الْعَذَابِ) یعنی سب سے زیادہ سخت عذاب دیتے تھے۔

اور اس عذاب کی تفسیر اپنے ارشادِ کریم سے بیان فرمائی:

﴿وَ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ يَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ﴾ [(کہ) وہ تمہارے

❶ ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود 5/34-35. نیز دیکھیے: فتح القدیر 3/138.

بیٹوں کو ذبح کر دیتے اور تمہاری عورتوں کو زندہ رکھتے، (انہیں قتل نہیں کرتے تھے)]۔

﴿وَ فِيْ ذٰلِكُمْ﴾ (اور تمہاری اس بات (یعنی نجات) میں

﴿بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ﴾ یعنی تمہارے رب تعالیٰ کی جانب سے بہت بڑی نعمت تھی۔

یا (معنیٰ یہ ہوگا،) کہ تم فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف سے جس عذاب میں مبتلا کیے گئے، وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے تمہارے لیے ایک بہت بڑی آزمائش تھی، تاکہ وہ دیکھیں، کہ آیا تم صبر کرتے ہو یا نہیں؟

اور انہوں (یعنی موسیٰ علیہ السلام) نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ﴾ یعنی (جب تمہارے رب نے) خبر دی اور وعدہ فرمایا:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ [البتہ اگر تم نے شکر کیا، تو یقیناً میں ضرور] (اپنی نعمتوں میں سے) [مزید دوں گا]۔

﴿وَ لَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ [اور یقیناً اگر تم نے ناشکری کی، تو بلاشبہ میرا عذاب بہت سخت ہے] اور اسی عذاب میں سے ہے، کہ وہ اُن سے اپنی عطا کردہ نعمت کو دُور فرما دیں۔

اور [شکر] اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا دل سے اعتراف، اس کی بنا پر زبان سے اُن کی (مدح و) ثنا اور ان کی پسندیدہ جگہوں میں ان کا استعمال اور نعمت کی ناشکری اُس کا الٹ ہے۔''[1]

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ جس کسی کے غم کو دُور فرمائیں، اُسے سختیوں سے نجات دیں، تو وہ اُن کی مدح و ثنا کرے اور اُن کا شکر بجا لائے، کیونکہ اس طرح وہ

---

[1] تفسیر السعدی ص 422.

عطا کردہ نعمتوں کے چھن جانے سے توفیقِ الٰہی سے محفوظ ہو جائے گا۔

-3-

اللہ تعالیٰ کے دوبارہ مصائب میں مبتلا کرنے پر قادر ہونے کو پیشِ نظر رکھنا

مصائب میں اللہ تعالیٰ کی جانب بہ دل و جان رجوع کرنے والوں کی ایک بڑی تعداد، مشکلات سے نجات پانے پر، اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔

ا: ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿وَ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَ كَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا﴾ [1]

[ترجمہ: اور جب تمہیں سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے، تو جنہیں تم پکارتے ہو، وہ گم ہو جاتے ہیں، مگر صرف وہی۔ پھر جب وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) تمہیں بچا کر خشکی کی طرف لے آتے ہیں، تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہمیشہ ہی سے بہت ناشکرا ہے]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

شیخ سعدی لکھتے ہیں:

"فَلَمَّا كَشَفَ اللّٰهُ عَنهُمُ الضُّرَّ، وَ نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ، نَسُوْا مَا كَانُوْا يَدْعُوْنَ إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ، وَ أَشْرَكُوْا بِهٖ مَنْ لَّا يَنْفَعُ وَ لَا يَضُرُّ، وَ لَا يُعْطِي وَ لَا يَمْنَعُ، وَ أَعْرَضُوْا عَنِ الْإِخْلَاصِ لِرَبِّهِمْ وَ مَلِيْكِهِمْ. وَ هٰذَا مِنْ جَهْلِ الْإِنْسَانِ وَ كُفْرِهٖ، فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُوْرٌ لِّلنِّعَمِ إِلَّا مَنْ هَدَى اللّٰهُ، فَمَنَّ عَلَيْهِ بِالْعَقْلِ السَّلِيْمِ، وَ اهْتَدٰى إِلَى الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيْمِ." [2]

["پس جب اللہ تعالیٰ نے اُن سے تکلیف کو دُور فرمایا اور انہیں بچا کر خشکی پر لے

---

[1] سورة الإسراء / الآية 67. [2] تفسير السعدي ص 462-463.

آئے، تو وہ اُن کے حضور کی ہوئی دعاؤں کو بھول گئے اور اُس کو اُن کا شریک ٹھہرایا، جو کہ نہ تو نفع کا مالک ہے اور نہ نقصان کا، نہ دے سکتا ہے اور نہ روک سکتا ہے۔ انہوں نے اپنے رب اور اپنے مالک کے لیے اخلاص سے رُوگردانی کی۔ یہ انسان کی جہالت اور ناشکر گزری میں سے ہے، کیونکہ یقیناً انسان نعمتوں کا بہت زیادہ ناشکرا ہے، سوائے اس شخص کے، جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دیں اور اُسے عقلِ سلیم عطا فرمائیں اور وہ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت پا جائے]۔

عقل مند شخص پر لازم ہے، کہ وہ ہمیشہ اس حقیقت کو اپنی نگاہوں کے سامنے رکھے، کہ جس اللہ کریم نے اسے غم اور رنج سے نجات دی ہے اور اُس کی مشکل کشائی فرمائی ہے، وہ یقیناً اس بات پر بھی قادر ہیں، کہ اُس جیسی یا اُس سے بھی بڑی مصیبت میں اُسے مبتلا کر دیں۔

ب: مصائب سے نجات کے بعد بھٹکنے سے بچانے کی خاطر درجِ ذیل آیات کا یاد رکھنا اور اُن میں تدبر کرنا بھی اِن شاء اللہ بہت مفید رہے گا:

﴿أَفَأَمِنتُمْ أَن يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا. أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغْرِقَكُم بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا﴾ [1]

[تو کیا تم بے خوف ہو گئے، کہ وہ تمہیں خشکی کے کنارے (ہی) میں دھنسا دیں یا تم پر کوئی پتھراؤ کرنے والی آندھی بھیج دیں، پھر تم اپنے لیے کوئی وکیل نہ پاؤ۔

یا تم بے خوف ہو گئے، کہ وہ تمہیں دوسری بار پھر اُس میں لے جائیں، پھر تم پر آندھی کا سخت جھونکا بھیج دیں، (جو) تمہیں غرق کر دے، پھر تم اپنے

[1] سورة الإسراء / الآية 68-69.

لیے، ہمارے خلاف، اس کے بارے میں، کوئی پیچھا کرنے والا نہ پاؤ]۔

آیاتِ شریفہ کی تفسیر:

قاضی ابوالسعود رقم طراز ہیں:

﴿أَفَأَمِنتُمْ﴾: اَلْهَمْزَةُ لِلْإِنْكَارِ، وَالْفَاءُ لِلْعَطْفِ عَلٰى مَحْذُوْفٍ، تَقْدِيْرُهُ: أَنَجَوْتُمْ فَأَمِنْتُمْ.

﴿أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ﴾ اَلَّذِيْ هُوَ مَأْمَنُكُمْ. أَيْ: يُقَلِّبُهُ مُتَلَبِّسًا بِكُمْ، أَوْ بِسَبَبِ كَوْنِكُمْ فِيْهِ.

وَفِيْ زِيَادَةِ الْجَانِبِ تَنْبِيْهٌ عَلٰى تَسَاوِي الْجَوَانِبِ وَالْجِهَاتِ بِالنِّسْبَةِ إِلٰى قُدْرَتِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَقَهْرِهٖ وَسُلْطَانِهٖ.

﴿أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ﴾ مِنْ فَوْقِكُمْ.

﴿حَاصِبًا﴾ رِيْحًا تَرْمِيْ بِالْحَصْبَاءِ.

﴿ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا﴾ يَحْفَظُكُمْ مِنْ ذٰلِكَ أَوْ يَصْرِفُهٗ عَنْكُمْ، فَإِنَّهٗ لَا رَادَّ لِأَمْرِهِ الْغَالِبِ.

[﴿أَفَأَمِنتُمْ﴾: (میں) ہمزہ انکار (وتوبیخ) کے لیے ہے اور [الفآء] کے ساتھ محذوف پر عطف ہے اور (اُس کے ساتھ مل کر) معنی یہ ہے:

''کیا تم نجات پانے کے بعد بے خوف ہو چکے ہو؟''

﴿أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ﴾ (یعنی تمہیں خشکی کی جانب ہی دھنسا دیں)، جو کہ تمہارے لیے جائے امن ہے۔ یعنی اُس خشکی کی جانب کو تمہارے ساتھ الٹ پلٹ دیں یا تمہارے اُس میں ہونے کی وجہ سے (اُسے (یعنی اُس خشکی کو) دھنسا دیں)؟

(آیت میں) ﴿جَانِبَ﴾ کے لفظ کے اضافے سے اِس حقیقت کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے، کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمرانی اور غلبے کے اعتبار سے (تمام)

اطراف اور جہتیں یکساں اور مساوی ہیں۔

﴿أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ﴾ یا تمہارے اُوپر بھیجیں ﴿حَاصِبًا﴾ ایسی ہوا، جو کنکریاں پھینکے۔

﴿ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ وَكِيلًا﴾ (پھر تم اپنے لیے کوئی ایسا وکیل نہ پاؤ،) جو تمہیں اُس عذاب سے محفوظ کر سکے یا اُسے تم سے دُور کر سکے، کیونکہ اُن کے (سب پر) غالب حکم کو ٹالنے والا کوئی نہیں۔]

﴿أَمْ أَمِنتُمْ أَن يُعِيدَكُمْ فِيهِ﴾ فِي الْبَحْرِ . أُوْثِرَتْ كَلِمَةُ [فِيْ] عَلَى كَلِمَةِ [إِلَى] اَلْمُنْبِئَةُ عَنْ مُجَرَّدِ الْاِنْتِهَاءِ لِلدَّلَالَةِ عَلَى اسْتِقْرَارِهِمْ فِيْهِ .

﴿تَارَةً أُخْرَىٰ﴾ إِسْنَادُ الْإِعَادَةِ إِلَيْهِ تَعَالَى مَعَ أَنَّ الْعَوْدَ إِلَيْهِ بِاخْتِيَارِهِمْ بِاعْتِبَارِ خَلْقِ الدَّوَاعِيْ الْمُلْجِئَةِ لَهُمْ إِلَى ذٰلِكَ .

وَفِيْهِ إِيْمَاءٌ إِلَى كَمَالِ شِدَّةِ هَوْلِ مَالَا قُوَّةَ فِي التَّارَةِ الْأُوْلَى بِحَيْثُ لَوْلَا الْإِعَادَةُ لِمَا عَادُوْا .

﴿فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ﴾ وَأَنْتُمْ فِي الْبَحْرِ .

﴿قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ﴾ وَهِيَ الَّتِيْ لَا تَمُرُّ بِشَيْءٍ إِلَّا كَسَرَتْهُ، وَجَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ، أَوِ الَّتِيْ لَهَا قَصِيْفٌ، وَهُوَ الصَّوْتُ الشَّدِيْدُ، كَأَنَّهَا تَتَقَصَّفُ أَيْ تَكْسِرُ ﴿فَيُغْرِقَكُم﴾ بَعْدَ كَسْرِ فُلْكِكُمْ كَمَا يُنْبِئُ عَنْهُ عُنْوَانُ الْقَصْفِ .

﴿بِمَا كَفَرْتُمْ﴾ بِسَبَبِ إِشْرَاكِكُمْ أَوْ كُفْرَانِكُمْ لِنِعْمَةِ الْإِنْجَاءِ .

﴿ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا﴾ أَيْ ثَائِرًا يُطَالِبُنَا بِمَا فَعَلْنَا اِنْتِصَارًا مِّنَّا وَدَرَكًا لِّلثَّأْرِ مِنْ جِهَتِنَا، كَقَوْلِهِ سُبْحَانَهُ ﴿وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا﴾ [1] . [2]

---

[1] سورة الشمس / الآية 15. [2] تفسير أبي السعود 185/5 باختصار.

[﴿أَمۡ أَمِنتُمۡ أَن يُعِيدَكُمۡ فِيهِ﴾ [کیا تم بے خوف ہو، کہ وہ تمہیں اس (یعنی سمندر) میں لوٹا دیں؟]۔

لفظ [إلی] کی بجائے، جو کہ صرف سمندر تک پہنچنے پر دلالت کرتا ہے، لفظ [فِيْ] کو ترجیح دی گئی، جو کہ اُن کے اُس (سمندر) میں اچھی طرح پھنسنے پر دلالت کرتا ہے۔

﴿تَارَةً أُخۡرَىٰ﴾ (دوسری دفعہ): لوٹنا تو انہوں نے خود ہے، لیکن اُس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی، کہ اُنہوں نے اُن (کے دلوں) میں ایسی زوردار رغبت فرما دی، جس نے انہیں سمندر کی جانب پلٹنے پر مجبور کیا۔

اس میں اُس دہشت کی طرف اشارہ ہے، جس کا کہ اُنہوں نے پہلی مرتبہ سمندر میں مشاہدہ کیا، جو کہ اِس قدر ہولناک تھی، کہ اگر اُنہیں لوٹایا نہ جاتا، تو وہ اُس کی طرف نہ پلٹتے۔

﴿فَيُرۡسِلَ عَلَيۡكُمۡ﴾ (تو وہ تمہارے اوپر بھیج دیں) جب کہ تم سمندر میں (لوٹائے جا چکے) ہو۔

﴿قَاصِفًا مِّنَ ٱلرِّيحِ﴾ ایسی آندھی، کہ جس چیز پر اُس کا گزر ہوا سے توڑ کر بُھربُھری چیز کی مانند کر دے۔ یا ایسی آندھی، جس کی [قَصِيْف] ہو اور اُس سے مراد بہت سخت آواز ہوتی ہے، جیسے کہ وہ ٹوٹ رہی ہو۔

﴿فَيُغۡرِقَكُم﴾ (پس وہ تمہیں غرق کر دیں) یعنی تمہاری کشتی توڑنے کے بعد جیسے کہ [قَصْفٌ] کا لفظ خبر دے رہا ہے۔

﴿بِمَا كَفَرۡتُمۡ﴾ یعنی تمہارے شرک کرنے کی بنا پر یا نجات دینے کی نعمت کی ناشکری کی وجہ سے۔

﴿ثُمَّ لَا تَجِدُواْ لَكُمۡ عَلَيۡنَا بِهِۦ تَبِيعًا﴾

[ترجمہ: پھر تم اپنے لیے، اِس بارے میں، ہمارے خلاف پیچھا کرنے والا نہ پاؤ]۔

یعنی کوئی انتقام طلب کرنے والا، جو ہم سے اُنہیں سزا دینے کے سبب انتقام طلب کرے۔

جیسا کہ ارشاد تعالیٰ ہے:

[ترجمہ: اور وہ (یعنی اللہ تعالیٰ) اِس سزا کے انجام سے نہیں ڈرتے]۔]

پس ہر اُس شخص پر لازم ہے، جسے اللہ تعالیٰ مصائب کے سمندر سے نکال کر امن و عافیت والی خشکی پر پہنچائیں، کہ وہ اِس حقیقت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے، کہ ربِّ قادر و مقتدر اُسے دوبارہ پہلے ایسے مصائب، بلکہ اُس سے بھی کہیں زیادہ سنگین مصائب میں مبتلا کر سکتے ہیں۔

اِس حقیقت کو پیشِ نظر رکھنے والے شخص کے متعلق توفیقِ الٰہی سے یہ امید بندھتی ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور غصے والے کاموں سے دُور رہے گا۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِذٰلِكَ فَإِنَّهُ لَا حَوْلَ بِنَا وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ . آمين يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ .

[ترجمہ: اے اللہ کریم! ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائیے، کیونکہ یقیناً ہم میں آپ کے بغیر اچھائی کرنے کی ہمت ہے نہ بُرائی سے بچنے کی سکت۔ آمین يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ .

-4-

ربِّ کریم کے حضور دعا اور گریہ زاری جاری رکھنا

ہماری ایک بڑی اکثریت کا طرزِ عمل یہ ہے، کہ مصائب کے آنے پر رب کریم کے حضور طویل دعائیں اور ہمہ وقت گریہ زاری کرتے ہیں۔ مصیبت کے ٹل جانے اور مراد کے پورے ہونے پر دعاؤں اور گریہ زاری سے اِس طرح کنارہ کش ہو جاتے ہیں، جیسے کہ کبھی اللہ تعالیٰ سے کوئی تعلق ہی نہ رہا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے اِس افسوس ناک طرزِ عمل کی تصویر کشی کرتے ہوئے اِس سے گریز کی تلقین فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ إِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖٓ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ إِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ❶

[ترجمہ: جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے، تو وہ ہمیں اپنے پہلو کے بل یا بیٹھے یا کھڑے (غرضیکہ ہر حال میں) پکارتا ہے۔ پھر جب ہم اُس سے تکلیف کو دُور کر دیتے ہیں، تو وہ ایسے گزر جاتا ہے، جیسے کہ اُس نے پہنچی ہوئی تکلیف (کے دور) میں ہمیں پکارا ہی نہیں تھا۔ حد سے تجاوز کرنے والوں کے لیے اُن کے اعمال اِسی طرح خوبصورت بنا دیئے جاتے ہیں]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

تین مفسرین کے اقوال:

حضراتِ مفسرین نے اس آیتِ شریفہ میں بیان کردہ حقیقت خوب واضح کی ہے۔ ذیل میں اُن میں سے تین کے اقتباسات ملاحظہ فرمایئے:

i: حافظ ابن کثیر رقم طراز ہیں:

"يُخْبِرُ تَعَالٰى عَنِ الْإِنْسَانِ وَ ضَجْرِهٖ وَ قَلْقِهٖ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَقَوْلِهٖ: ﴿وَ إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ﴾ ❷ أَيْ: كَثِيْرٌ. وَ هُمَا فِيْ مَعْنًى وَاحِدٍ، وَ ذٰلِكَ لِأَنَّهٗ إِذَآ أَصَابَتْهُ شِدَّةٌ، قَلَقَ لَهَا، وَ جَزَعَ مِنْهَا، وَ أَكْثَرَ الدُّعَآءَ عِنْدَ ذٰلِكَ، فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْ كَشْفِهَا، وَ رَفْعِهَا عَنْهُ فِيْ حَالِ اِضْطِجَاعِهٖ وَ قُعُوْدِهٖ وَ قِيَامِهٖ، وَ فِيْ جَمِيْعِ أَحْوَالِهٖ. فَإِذَا فَرَّجَ اللّٰهُ شِدَّتَهٗ، وَ كَشَفَ كُرْبَتَهٗ أَعْرَضَ وَ نَاٰى بِجَانِبِهٖ، وَ ذَهَبَ كَأَنَّهٗ مَا كَانَ بِهٖ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ.

---

❶ سورة يونس - عليه السلام - / الآية 12. ❷ سورة فصلت / جزء من الآية 51.

﴿مَرَّ كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَا إِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ﴾ ثُمَّ ذَمَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ هٰذِهٖ صِفَتُهٗ وَ طَرِيْقَتُهٗ، فَقَالَ:

﴿كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾" ❶

[''مصیبت کے لاحق ہونے کی حالت میں انسان اور اُس کی خفگی اور بے قراری کی اللہ تعالیٰ کیفیت بیان فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ (ایک دوسری جگہ) ارشادِ تعالیٰ ہے:

[ترجمہ: اور جب اُسے تکلیف پہنچتی ہے، تو لمبی چوڑی دعا والا ہو جاتا ہے]۔

یعنی بہت دعا کرتا ہے۔ دونوں (یعنی [عَرِيْضٌ] اور [كَثِيْرٌ]) کا معنی ایک ہی ہے۔ اور وہ اِس لیے (فرمایا) کیونکہ جب اُس پر سختی آتی، تو بے چین ہو جاتا، جزع فزع کرتا اور اُس وقت بہت دعائیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ سے لیٹے ہوئے، بیٹھے ہوئے، کھڑے ہوئے، غرضیکہ سب حالتوں میں، اُسے دُور کرنے اور اُس سے لے جانے کی التجائیں کرتا رہتا۔ جب اللہ تعالیٰ اُس کی سختی ختم کر دیتے اور اُس کے غم کو ختم کر دیتے، تو وہ منہ موڑ لیتا اور پہلو پھیر کر چلا جاتا اور اس طرح گزر جاتا، گویا کہ پہلے اُس کے ساتھ اِس قسم کی کوئی بات ہی نہیں تھی (جیسا کہ آیتِ شریفہ میں ہے):

[ترجمہ: وہ گزر جاتا ہے، گویا کہ اُس نے ہم سے کسی تکلیف (کے دور کرنے) کے متعلق دعا ہی نہیں کی]۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس طرزِ عمل اور طریقے کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

[ترجمہ: حد سے تجاوز کرنے والوں کے لیے اُن کے اعمال اِسی طرح خوبصورت بنا دیئے جاتے ہیں۔'']

ii: قاضی ابوالسّعود نے قلم بند کیا ہے:

﴿وَ إِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ﴾ یعنی جب اُسے بیماری یا غربت وغیرہ، کسی قسم

❶ تفسیر ابن کثیر 449/2.

کی کوئی ہلکی سی مصیبت بھی پہنچے، تو وہ اُس کے دُور کرنے اور لے جانے کی خاطر ہم سے دعا کرتا ہے۔

﴿لِجَنْبِهٖٓ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَآئِمًا﴾ یعنی اپنی تمام حالتوں میں، جن (تین حالتوں) کا ذکر کیا گیا ہے، اُن میں بھی اور اُن کے علاوہ دیگر احوال میں بھی۔ شمار کردہ (تین) حالتوں کی تخصیص کا سبب یہ ہے، کہ انسان اِن کے علاوہ کسی اور کیفیت میں کم ہی ہوتا ہے۔

اگر [اَلضُّرُّ] سے مراد بیماری ہے، تو (معنٰی یہ ہوگا، کہ) وہ اپنی بیماری کی تمام حالتوں میں ہم سے التجائیں کرتا ہے: لیٹے ہوئے، جب وہ بیٹھنے سے عاجز ہوتا ہے، بیٹھے ہوئے، جب وہ اٹھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور کھڑے ہوئے، جب وہ حرکت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔

﴿فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ﴾: جب ہم اُس کی، ہمارے حُضور دعا کرنے کے بعد، تکلیف کو دُور کر دیتے ہیں۔

﴿فَلَمَّا﴾ [پس جب] کے آغاز میں موجود حرف [الفاء] دعا کے بعد، مصیبت کی دُوری کی نشان دہی، کرتا ہے۔

﴿مَرَّ﴾ یعنی تکلیف آنے سے پہلے والی چال میں چلتا پھرتا ہے۔ مشقت اور مصیبت والی حالت بھول جاتا ہے۔

یا (مراد یہ ہے، کہ) گریہ زاری اور خشوع و خضوع والی کیفیت سے پہلو تہی کرتا ہے۔

﴿كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ﴾ یعنی اُس شخص کی مانند گزر جاتا ہے، جس نے (کبھی) ہم سے دعا ہی نہیں کی۔

﴿إِلٰى ضُرٍّ﴾ تکلیف کے دُور کرنے (کی خاطر)۔

﴿كَذٰلِكَ﴾ مصدر ہونے کی بنا پر منصوب ہے اور (ذَاكَ) سے بعد میں آنے والے فعل کے مصدر کی طرف اشارہ ہے۔ [اور وہ فعل [زُيِّنَ] (مزین کیا گیا) ہے]۔

اور اِس (یعنی [ذَا]) میں دُوری کا معنٰی اِس بات کی سنگینی کی شدّت کو اجاگر کرنے) کی غرض سے ہے اور [كَ] کا درمیان میں لایا جانا اس سنگینی کی شدّت میں مزید اضافے پر دلالت کی غرض سے ہے۔

﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ جو کہ ذکر و دعا سے مُنہ موڑنے اور شہوتوں میں ڈوبنے کا طرزِ عمل اختیار کرتے تھے]۔ ❶

iii: علامہ شوکانی نے تحریر کیا ہے:

''اللہ تعالیٰ کی جانب سے دعا کرنے والے کی بیان کردہ یہ کیفیت، صرف کافروں ہی کی نہیں، بلکہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد بھی ایسے ہی ہے۔ ناپسندیدہ چیز کے آنے پر اُن کی زبانیں دعا کے ساتھ اور دل خشوع و خضوع کے ساتھ نرم ہو جاتے ہیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ اُسے اُن سے دُور فرما دیتے ہیں، تو وہ دعا اور (اللہ تعالیٰ کے حضور) گریہ زاری سے غافل ہو جاتے ہیں۔ وہ دعا کی قبولیت، نازل شدہ تکلیف کے ختم کرنے اور ناپسندیدہ چیز کے دُور کرنے کی صورت میں، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کا اپنے ذمہ واجب شکر کرنا (بھی) فراموش کر دیتے ہیں۔'' ❷

آیتِ شریفہ میں بیان کردہ سبب:

تین مفسرین کے اقوال:

i: علامہ رازی نے تحریر کیا ہے:

''وَ إِنَّمَا ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى ذٰلِكَ تَنْبِيْهًا عَلٰى أَنَّ هٰذِهِ الطَّرِيْقَةَ مَذْمُوْمَةٌ، بَلِ الْوَاجِبُ عَلَى الْإِنْسَانِ الْعَاقِلِ أَنْ يَكُوْنَ صَابِرًا عِنْدَ نُزُوْلِ الْبَلَاءِ، شَاكِرًا عِنْدَ الْفَوْزِ بِالنَّعْمَاءِ. وَ مِنْ شَأْنِهِ أَنْ يَكُوْنَ كَثِيْرَ الدُّعَاءِ وَ التَّضَرُّعِ فِيْ أَوْقَاتِ الرَّاحَةِ وَ الرَّفَاهِيَةِ، حَتّٰى يَكُوْنَ مُجَابَ

❶ تفسير أبي السعود 126/4. ❷ فتح القدير 621/2-622.

الدَّعْوَةِ فِي وَقْتِ الْمِحْنَةِ.

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ:

''مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُسْتَجَابَ لَهُ عِنْدَ الْكُرَبِ وَ الشَّدَآئِدِ فَلْيُكْثِرِ الدَّعَآءَ عِنْدَ الرَّخَآءِ.'' ❶ ❷

''درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اس طرزِ عمل کے قابلِ مذمت ہونے پر تنبیہ کی غرض سے اس کا ذکر فرمایا ہے۔ عقل مند شخص پر واجب ہے، کہ وہ مصیبت کے آنے پر صبر کرے اور نعمتیں پانے پر شکر گزار بنے۔ اس کی کیفیت یہ ہونی چاہیے، کہ راحت اور خوش حالی کے اوقات میں بہت زیادہ دعا اور گریہ زاری کرے، تاکہ غموں اور سختیوں کے اوقات میں دعاؤں کی قبولیت والا بن جائے۔''

رسول اللہ ﷺ سے (روایت کیا گیا) ہے:

[ترجمہ: ''جسے پسند ہو، کہ اندوہناک غموں اور بہت سنگین سختیوں میں اُس کے لیے (یعنی اُس کی دعاؤں کو) قبول کیا جائے، تو وہ خوش حالی میں زیادہ دعا کرے''].

ii: علامہ الوسی لکھتے ہیں:

''وَفِي الْآيَةِ ذَمٌّ لِّمَنْ يَتْرُكُ الدُّعَآءَ فِي الرَّخَآءِ وَيَهْرَعُ إِلَيْهِ فِي الشِّدَّةِ. وَاللَّائِقُ بِحَالِ الْكَامِلِ التَّضَرُّعُ إِلٰى مَوْلَاهُ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ أَرْجٰى لِلْإِجَابَةِ، فَفِي الْحَدِيْثِ:

''تَعَرَّفْ إِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَآءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ.''

[''(اس) آیت میں اُس شخص کی مذمت ہے، جو خوش حالی میں دعا چھوڑ دیتا ہے اور سختی میں اُن کی طرف بھاگتے ہوئے جاتا ہے، اور (جبکہ) کامل شخص کے مناسبِ حال یہ ہے، کہ وہ خوشی اور تکلیف (دونوں حالتوں) میں اپنے مالک کے حضور گریہ زاری

---

❶ اس حدیث کی تخریج کتاب ہذا کے ص 191 پر دیکھیے۔ ❷ التفسیر الکبیر 50/17.

کرتا رہے، کیونکہ اِس (طرزِ عمل) کے دعا کے قبول کروانے میں (مؤثر ہونے کی) زیادہ امید ہے۔ حدیثِ (شریف) میں ہے:

[ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ سے خوش حالی میں شناسائی رکھو، وہ تمہیں سختی میں پہچان لیں گے''.]

ابوالشیخ نے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: (کہ انہوں نے فرمایا)

''أُدْعُ اللّٰهَ يَوْمَ سَرَّآئِكَ يَسْتَجِيْبُ لَكَ يَوْمَ ضَرَّآئِكَ.'' ❶

[''اپنی خوشی کے دن (میں) اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، وہ تمہاری تکلیف کے دن تمہاری دعا قبول کریں گے''.]

iii: شیخ سعدی نے تحریر کیا ہے:

''فَأَيُّ ظُلْمٍ أَعْظَمُ مِنْ هٰذَا الظُّلْمِ؟

يَـطْلُبُ مِنَ اللّٰهِ قَضَآءَ غَرَضِهٖ، فَإِذَا أَنَالَهٗ إِيَّاهُ، لَمْ يَنْظُرْ إِلٰى حَقِّ رَبِّـهٖ تَـعَالٰى، وَ كَأَنَّهٗ لَيْسَ عَلَيْهِ لِلّٰهِ حَقٌّ. وَ هٰذَا تَزْيِيْنٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، زَيَّنَ لَهٗ مَا كَانَ مُسْتَهْجَنًا مُسْتَقْبَحًا فِي الْعُقُوْلِ وَ الْفِطَرِ.'' ❷

[''اس ظلم سے زیادہ بڑا ظلم کون سا ہے؟

اپنی حاجت برآری کے لیے اللہ تعالیٰ سے فرمائش کرتا ہے، جب وہ اُسے عطا فرما دیتے ہیں، تو رب تعالیٰ کے حق کو دیکھتا (بھی) نہیں، گویا کہ اُس کے ذمے اللہ تعالیٰ کا کوئی حق (سرے سے) ہے، ہی نہیں۔ یہ شیطان کی جانب سے (اُس کے طرزِ عمل کو) خوبصورت بنانا ہے، اُس نے اُس کے لیے انتہائی بُری اور قبیح چیز کو آراستہ اور پیراستہ کر دیا۔'']

---

❶ روح المعاني 80/11.

❷ تفسیر السعدي ص 359.

حضرت عون بن عبداللہ کی نصیحت:

امام ابن ابی الدنیا نے محمد بن سوقہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"مَرَرْتُ مَعَ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بِالْكُوْفَةِ عَلٰی قَصْرِ الْحَجَّاجِ، فَقُلْتُ: "لَوْ رَأَيْتَ مَا نَزَلَ بِنَا هَاهُنَا زَمَنَ الْحَجَّاجِ؟"

[''میں کوفہ میں عون بن عبداللہ ❶ کے ساتھ حجاج کے محل کے پاس سے گزرا، تو میں نے کہا:

اگر آپ دیکھتے، کہ حجاج کے زمانے میں اس جگہ ہم پر کیا (مصیبتوں کے پہاڑ) گرتے تھے؟''

انہوں (یعنی عون بن عبداللہ) نے (جواب میں) فرمایا:

"مَرَرْتَ كَأَنَّكَ لَمْ تَدْعُ إِلٰى ضُرٍّ مَسَّكَ. اِرْجِعْ فَاحْمَدِ اللّٰهَ تَعَالٰی، وَاشْكُرْهُ. أَلَمْ تَسْمَعْ إِلٰى قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ:

﴿مَرَّ كَأَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ إِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ﴾." ❷ ❸

[''تم تو ایسے گزر گئے ہو، جیسے کہ تم نے پہنچنے والی تکلیف میں (اللہ تعالیٰ کے حضور) فریاد ہی نہیں کی۔ واپس جا کر (وہاں) اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرو اور اُن کا شکر کرو۔ کیا تم نے اللہ عزوجل کے ارشاد کو نہیں سنا:

[ترجمہ: اِس طرح گزر گیا، جیسے کہ اُس نے کسی تکلیف میں، جو اُسے پہنچی ہو، ہمیں

---

❶ (عون بن عبداللہ): بن عتبہ بن مسعود الہذلی، حضرت عبداللہ بن مسعود کے بھائی عتبہ کے پوتے، فقیہ مدینہ عبیداللہ کے بھائی، نہایت باعمل اور عبادت گزار شخصیت۔ 110ھ کے چند سال بعد فوت ہوئے۔ (ملاحظہ ہو: سیر أعلام النبلاء 5/101-103).

❷ سورة یونس ـ علیہ السلام ـ / جزء من الآية 12.

❸ كتاب الشكر لله عز وجل، رقم الرواية 55، ص 92.

پکارا ہی نہ ہو]۔''

گفتگو کا ماحاصل یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ جس کسی کی فریاد رسی فرمائیں، اُس کی پریشانی اور مصیبت کو دُور فرما دیں، تو وہ اپنے رب عزوجل سے مُنہ نہ موڑے، بلکہ اُن کے حضور دعا، گریہ زاری اور خشوع وخضوع کو جاری و ساری رکھے۔ اللہ کریم! ہمیں ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ.

-5-
تسبیح وتحمید
-6-
استغفار

اللہ عزوجل نے اپنے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا، کہ وہ لوگوں کو دین میں گروہ در گروہ داخل ہوتے دیکھ کر [تسبیح وتحمید] اور [استغفار] کریں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ. وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا. فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا﴾ [1]

[ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آ جائے اور آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوتے دیکھیں، تو اپنے رب تعالیٰ کی [حمد کے ساتھ تسبیح] کیجیے اور [اُن سے بخشش مانگیے]۔ بلاشبہ وہ ہمیشہ سے بہت توبہ قبول کرنے والے ہیں]۔

سورت کی تفسیر:

پانچ علماء کے اقوال:

i: علامہ قرطبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ﴿بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ کی تفسیر میں نقل

[1] سورۃ النصر / الآیات 1-3.

کیا ہے:

"أَيْ حَامِدًا لَّهُ عَلٰى مَا آتَاكَ مِنَ الظَّفَرِ وَ الْفَتْحِ ."❶

["یعنی اُن کی جانب سے آپ کو عطا کردہ کامیابی اور فتح پر اُن کی تعریف بیان کرتے ہوئے۔"]

ii: قاضی ابوالسعود رقم طراز ہیں:

"﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾: "فَقُلْ: [سُبْحَانَ اللّٰهِ] حَامِدًا لَّهُ أَوْ فَتَعَجَّبْ لِتَيْسِيرِ اللّٰهِ تَعَالٰى مَا لَمْ يَخْطُرْ بِبَالِ أَحَدٍ مِّنْ أَنْ يَّغْلِبَ أَحَدٌ عَلٰى أَهْلِ حَرَمِهِ الْمُحْتَرَمِ، وَ احْمَدْهُ عَلٰى جَمِيْلِ صُنْعِهِ.

﴿وَاسْتَغْفِرْهُ﴾: هَضْمًا لِّنَفْسِكَ، وَ اسْتِقْصَارًا لِّعَمَلِكَ، وَ اسْتِعْظَامًا لِّحُقُوْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَ اسْتِدْرَاكًا لِّمَا فَرَطَ مِنْكَ مِنْ تَرْكِ الْأَوْلٰى."❷

[﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ "پس آپ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے [سبحان اللہ] کہیے

یا (معنٰی یہ ہے، کہ) اللہ تعالیٰ کی جانب سے، حرم محترم والوں پر غالب آنے کی ناقابلِ تصور بات کے، آسان کیے جانے پر تعجب کیجیے اور اُن کے خوب صورت کام پر اُن کی تعریف کیجیے۔"

﴿وَاسْتَغْفِرْهُ﴾: اپنی کسرِ نفسی کرتے، اپنے عمل کو حقیر سمجھتے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق کو عظیم گردانتے اور افضل باتوں کے چھوڑنے کے سلسلے میں آپ سے ہونے والی کمی کی تلافی کرتے ہوئے۔"]

---

❶ تفسیر القرطبي 231/20.

❷ تفسیر أبي السعود 209/9. نیز ملاحظہ ہو: الکشاف 294/4؛ وتفسیر البیضاوي 628/2؛ وروح المعاني 257/30-258.

iii: قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾: هٰذَا جَوَابُ الشَّرْطِ، وَالتَّقْدِيْرُ: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ.

وَقَوْلُهُ: ﴿بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ فِي مَحَلِّ نَصَبٍ عَلَى الْحَالِ: أَيْ فَقُلْ [سُبْحَانَ اللّٰهِ] مُتَلَبِّسًا بِحَمْدِهِ أَوْ حَامِدًا لَّهُ. وَفِيْهِ الْجَمْعُ بَيْنَ تَسْبِيْحِ اللّٰهِ الْمُؤْذِنِ بِالتَّعَجُّبِ مِمَّا يَسَّرَهُ اللّٰهُ لَهُ مِمَّا لَمْ يَكُنْ يَخْطُرُ بِبَالِهِ، وَلَا بَالِ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ، وَبَيْنَ الْحَمْدِ لَهُ عَلٰى جَمِيْلِ صُنْعِهِ لَهُ، وَعَظِيْمِ مِنَّتِهِ عَلَيْهِ بِهٰذِهِ النِّعْمَةِ الَّتِيْ هِيَ النَّصْرُ وَالْفَتْحُ لِأُمِّ الْقُرَى الَّتِيْ كَانَ أَهْلُهَا قَدْ بَلَغُوْا فِيْ عَدَاوَتِهِ إِلٰى أَعْلَى الْمَبَالِغِ، حَتّٰى أَخْرَجُوْهُ مِنْهُ بَعْدَ أَنِ افْتَرَوْا عَلَيْهِ مِنَ الْأَقْوَالِ الْبَاطِلَةِ، وَالْأَكَاذِيْبِ الْمُخْتَلِفَةِ.

ثُمَّ ضَمَّ سُبْحَانَهُ إِلٰى ذٰلِكَ أَمْرَ نَبِيِّهِ ﷺ بِالْاِسْتِغْفَارِ: أَيْ أُطْلُبْ مِنْهُ الْمَغْفِرَةَ لِذَنْبِكَ هَضْمًا لِّنَفْسِكَ، وَاسْتِقْصَارًا لِّعَمَلِكَ، وَاسْتِدْرَاكًا لِّمَا فَرَطَ مِنْكَ مِنْ تَرْكِ مَا هُوَ أَوْلٰى. ❶

[یہ شرط کا جواب ہے اور تقدیر (یہ ہے) [یعنی معنی اس طرح بنتا ہے]:

[پس جب اللہ تعالیٰ کی مدد آ جائے، تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اُن کی تسبیح بیان کیجیے]۔

ارشادِ تعالیٰ: ﴿بِحَمْدِ رَبِّكَ﴾ حال ہونے کی بنا پر محلِ نصب میں ہے۔ (یعنی منصوب کے حکم میں ہے) یعنی (معنی یہ ہے): آپ کہیے [سبحان اللہ] اُن کی حمد کے ساتھ یا اُن کی حمد کرتے ہوئے۔ اس میں [اللہ تعالیٰ کی تسبیح] اور [اُن کی حمد] کا اجتماع ہے۔

[تسبیح] کا ایسی آسانی کے میسر آنے پر تعجب کے (اظہار و) اعلان کے لیے، جو کہ

❶ ملاحظہ ہو: فتح القدير 726/5 باختصار.

آنحضرت ﷺ اور لوگوں میں سے ہر کسی کے وہم و گمان سے بلند و بالا تھی۔

[اُن کی حمد | اُن کی آنحضرت ﷺ پر خوبصورت عنایت اور بہت بڑی نوازش کی بنا پر، کہ انہوں نے اپنی نصرت سے ام القریٰ (مکہ مکرمہ) کو فتح کروا دیا، کہ جس کے باشندے آنحضرت ﷺ کے خلاف اپنی عداوت میں انتہائی حد کو پہنچے ہوئے تھے، یہاں تک کہ اُنہوں نے آنحضرت ﷺ کے خلاف جھوٹی باتیں بنانے اور مختلف قسم کے بہتان لگانے کے بعد، اُنہیں اُس (بستی) سے نکال دیا۔

اس کے ساتھ (اللہ) سبحانہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو استغفار کا حکم دیا: یعنی اُن (اللہ تعالیٰ) سے اپنے گناہ کی بخشش طلب کیجیے، اپنی کسرِ نفسی کرتے، اپنے عمل کو معمولی گردانتے اور افضل باتوں کے چھوڑنے کی کمی کی تلافی کرتے ہوئے]۔

iv: شیخ سعدی نے تحریر کیا ہے:

فِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ الْكَرِيْمَةِ بَشَارَةٌ، وَأَمْرٌ لِرَسُوْلِهِ ﷺ عِنْدَ حُصُوْلِهَا.

فَالْبَشَارَةُ هِيَ الْبَشَارَةُ بِنَصْرِ اللّٰهِ لِرَسُوْلِهِ ﷺ، وَفَتْحِهِ مَكَّةَ، وَدُخُوْلِ النَّاسِ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا.

وَأَمَّا الْأَمْرُ بَعْدَ حُصُوْلِ النَّصْرِ وَالْفَتْحِ، فَأَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ ﷺ أَنْ يَشْكُرَ رَبَّهُ عَلٰى ذٰلِكَ، وَيُسَبِّحَ بِحَمْدِهِ، وَيَسْتَغْفِرَهُ. [1]

[اس سورہ کریمہ میں بشارت ہے اور اُس کے پورا ہونے پر رسول اللہ ﷺ کے لیے (کچھ کام کرنے کا) حکم ہے۔

بشارت یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کریم ﷺ کی نصرت فرمائیں گے، مکہ (مکرمہ) فتح ہوگا اور لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہوں گے۔

نصرت و فتح کے حاصل ہونے کے بعد حکم یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول

---

[1] تفسير السعدي ص 936 باختصار.

کریم ﷺ کو حکم دیا ہے، کہ وہ اِس یعنی نعمت کے میسر آنے پر اپنے رب کریم کا شکر کریں، اُن کی حمد کے ساتھ ان کی تسبیح بیان کریں اور اُن سے مغفرت طلب کریں۔]

v: سیّد قطب رقم طراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی دعوت پر امین اور دین کی چوکیداری کی جو نعمت بخشی اور اپنے دین کی نصرت سے ساری بشریت پر جو رحمت فرمائی اور اپنے رسول کریم ﷺ کو جو فتح دی اور لوگ جو کہ اندھے پن، گمراہی اور خسارے کے بعد اِس وسیع وعریض خیر میں جوق در جوق داخل ہوئے، اِس (سب کچھ پر) تسبیح وتحمید (کا حکم دیا)۔

متعدد نفسانی عوارض (کے علاج) کے لیے، جو بہت ہی باریک اور لطیف انداز میں (انسان میں) داخل ہوتے ہیں، استغفار ہے۔ طویل جدوجہد کے بعد فتح کا نشہ اور طبی مشقت کے بعد بامراد ہونے کی خوشی کے سبب بسا اوقات دل کو لاحق ہونے یا اُس میں گھس جانے والے فخر ومباہات کے لیے استغفار ہے۔ اِس چیز کے انسانی دل میں داخل سے بچنا مشکل ہے۔

طویل جدوجہد، سخت مشقت، انتہائی تنگی اور ہر جانب سے گھیرے ہوئے غموں کی وجہ سے دلوں میں بسا اوقات آنے یا گھسنے والی سختی سے پیدا ہونے والی گھٹن، نصرتِ الٰہیہ کے وعدے کی تکمیل میں تاخیر (کا گمان) اور (قدموں کے) ڈگمگانے کے لیے [استغفار] ہے۔ ❶''

قدموں کے ڈگمگانے کے حوالے سے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُم مَّثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُم مَّسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوا حَتَّىٰ يَقُولَ الرَّسُولُ

---

❶ اسی بارے میں شیخ قاسمی نے تحریر کیا ہے: (وَ اسْتَغْفِرْهُ): ''نصرت وفتح کے آنے میں (تمہارے خیال کے مطابق) تاخیر کی بنا پر پیدا ہونے والی بے چینی، چڑچڑاپن اور غم کے لیے اپنے اور اپنے اصحاب کے لیے بخشش کا سوال کیجیے۔'' (تفسير القاسمي 281/17).

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ ❶

[ترجمہ: کیا تم نے گمان کر رکھا ہے، کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ تم پر اُن لوگوں جیسی حالت نہیں آئی، جو تم سے پہلے تھے۔ انہیں تنگ دستی اور تکلیف پہنچی اور یہاں تک جھنجھوڑے گئے، کہ رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لائے، کہہ اٹھے: ''اللہ تعالیٰ کی مدد کب ہوگی؟ سُن لیجیے: بے شک اللہ تعالیٰ کی مدد بہت قریب ہے]۔

اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے اور شکر بجا لانے میں کوتاہی پر استغفار، (کیونکہ) انسانی جدوجہد، جس قدر بھی ہو، کمزور اور محدود ہے اور اللہ تعالیٰ کی نوازشات کی برکھا تو دائمی طور پر برس رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا﴾ ❷

[ترجمہ: اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت شمار کرو، تو تم اسے شمار نہ کر پاؤ گے]۔

سو اس کوتاہی پر بھی استغفار ہے۔

نصرت (و فتح) کے وقت استغفار کے حوالے سے ایک اور نکتہ یہ ہے، کہ اس میں فخر و مباہات کے وقت نفس کے لیے اشارہ اور کنایہ ہے، کہ یقیناً وہ کوتاہی اور بے بسی کی حالت و کیفیت میں ہے۔ سو بہترین بات یہ ہے، کہ وہ اپنی کبریائی کو ختم کرے اور اپنے رب سے معافی طلب کرے۔ یہ بات فخر و مباہات کے شعور کی قوتوں کو روکے گی۔'' ❸

❀ آنحضرت ﷺ کا حکمِ ربانی پر عمل:

نبی کریم ﷺ نے اس حکمِ ربانی کی کما حقہ تعمیل کی۔ امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

---

❶ سورة البقرة / الآية 214.

❷ سورة إبراهيم - علیہ السلام - / جزء من الآية 34.

❸ في ظلال القرآن 3996/6.

"مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلَاةً بَعْدَ أَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ:

﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾

إِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا:

[''نبی کریم ﷺ نے ﴿إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ نازل ہونے کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی، مگر اُس میں کہا:

"سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَ بِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ." ❶

''آپ ہر (عیب سے) پاک ہیں (اے) ہمارے رب اور اپنی تعریف کے ساتھ۔ اے اللہ! مجھے بخش دیجیے۔'']

[اور ایک دوسری روایت میں ہے:

"يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ." ❷

[''قرآن (کریم) پر عمل کرتے۔'']

حافظ ابن حجر رقم طراز ہیں:

ذَكَرَ الْمُصَنِّفُ حَدِيْثَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِي مُوَاظَبَتِهِ ﷺ عَلَى التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالْاِسْتِغْفَارِ وَغَيْرِهِ فِيْ رُكُوْعِهِ وَسُجُوْدِهِ. أَوْرَدَهُ مِنْ طَرِيْقَيْنِ.

وَفِي الْأُوْلَى التَّصْرِيْحُ بِالْمُوَاظَبَةِ عَلَى ذٰلِكَ بَعْدَ نُزُوْلِ السُّوْرَةِ.

وَفِي الثَّانِيَةِ: (يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ). أَيْ: يَجْعَلُ مَا أُمِرَ بِهِ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالْاِسْتِغْفَارِ فِيْٓ أَشْرَفِ الْأَوْقَاتِ وَالْأَحْوَالِ. ❸

[آنحضرت ﷺ کے رکوع و سجدے میں تسبیح و تحمید اور استغفار پر مداومت کے سلسلے میں مصنف (یعنی امام بخاری) نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث دو طریقوں سے ذکر کی ہے:

---

❶ صحیح البخاري، کتاب التفسیر، باب، رقم الحدیث 4967، 733/8.

❷ المرجع السابق، رقم الحدیث 4968، 733/8.

❸ ملاحظہ ہو: فتح الباري 734/8.

پہلے (طریقے سے روایت کردہ حدیث) میں، آنحضرت ﷺ کی سورت کے نزول کے بعد اس پر ہمیشگی کا صراحت سے بیان ہے۔

دوسرے (طریقے سے روایت کردہ حدیث) میں ہے:

[ترجمہ: ''قرآن (کریم) پر عمل کرتے۔''

یعنی آنحضرت ﷺ کو، جو تسبیح وتحمید اور استغفار، کا حکم دیا گیا، اُسے آنحضرت ﷺ نے سب سے شان وعظمت والے وقت اور حالت میں رکھا۔]

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ جس کسی کو نصرت وفتح میسر آئے یا کوئی بھی آنکھوں کو ٹھنڈا اور دل کو خوش کرنے والی نعمت حاصل ہو، تو وہ اپنے رب کریم کی تسبیح وتحمید بیان کرے اور اُن سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے۔

اے ہمارے رب کریم! ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائیے۔ إِنَّكَ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ.

-7-
عبادت میں محنت کرنا
-8-
رب ذوالجلال کی طرف رغبت کرنا

دلیل:

اللہ عزوجل نے ان عظیم الشان نعمتوں کا ذکر فرمایا، جو انہوں نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو عطا فرمائیں۔ ارشاد فرمایا:

﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ. وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ. الَّذِيٓ أَنقَضَ ظَهْرَكَ. وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ ❶

[ترجمہ: کیا ہم نے آپ کے لیے آپ کا سینہ نہیں کھول دیا؟

---

❶ سورۃ الشرح / الآیات 1-4.

اور ہم نے آپ سے آپ کا بوجھ اُتار دیا، جس نے آپ کی پشت توڑ رکھی تھی اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کر دیا]۔

اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا ذکر فرمانے کے بعد، آنحضرت ﷺ کو دو کام کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ. وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ ❶

[ترجمہ: سو آپ جب فارغ ہو جائیں، تو محنت کیجیے اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کیجیے]۔

آیاتِ شریفہ کی تفسیر:

پانچ مفسرین کے اقوال:

i: علامہ زمخشری نے قلم بند کیا ہے:

"فَإِنْ قُلْتَ: "فَكَيْفَ تَعَلَّقَ قَوْلُهُ: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ بِمَا قَبْلَهُ؟

["اگر آپ نے کہا (یعنی سوال کیا) ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ [یعنی جب آپ فارغ ہو جائیں، تو محنت کیجیے] کا اپنے ماقبل سے کیسے تعلق ہے؟

قُلْتُ: "لَمَّا عَدَّدَ عَلَيْهِ نِعَمَهُ السَّالِفَةَ، وَ وَعَدَهُ الْآنِفَةَ، بَعَثَهُ عَلَى الشُّكْرِ وَ الْاِجْتِهَادِ فِي الْعِبَادَةِ وَ النَّصَبِ فِيْهَا، وَ أَنْ يُوَاصِلَ بَيْنَ بَعْضِهَا وَ بَعْضٍ، وَ يُتَابِعَ وَ يَحْرِصَ عَلَى أَنْ لَا يُخْلِيَ وَقْتًا مِنْ أَوْقَاتِهِ مِنْهَا، فَإِذَا فَرَغَ مِنْ عِبَادَةٍ، ذَنَبَهَا بِأُخْرَى." ❷

میں کہوں گا: "جب انہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے آنحضرت ﷺ پر اپنی سابقہ نوازشات کو شمار فرمایا اور آئندہ میسر آنے والی (نعمتوں) کا اُن سے وعدہ فرمایا، تو انہیں شکر کرنے اور عبادت میں خوب کوشش اور محنت کرنے پر اُبھارا اور یہ، کہ وہ عبادات کو

❶ سورۃ الشرح / الآیات 5-6۔ ❷ الکشاف 267/4۔

لگاتار کرتے جائیں۔ اس بات کا خوب اہتمام کریں، کہ اُن کے اوقات میں سے کوئی وقت اُس (یعنی عبادت) سے خالی نہ رہے۔ جب ایک عبادت سے فارغ ہوں، تو اُس کے بعد دوسری میں مشغول ہو جائیں۔'']

ii: علامہ رازی:

ثُمَّ قَالَ تَعَالٰی: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾: وَجْهُ تَعَلُّقِ هٰذَا بِمَا قَبْلَهٗ أَنَّهٗ تَعَالٰی لَمَّا عَدَّدَ عَلَيْهِ نِعَمَهُ السَّالِفَةَ، وَ وَعَدَهُمْ بِالنِّعَمِ الْآتِيَةِ، لَا جَرَمَ بَعَثَهٗ عَلَى الشُّكْرِ وَ الْاِجْتِهَادِ فِي الْعِبَادَةِ، فَقَالَ:

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾

أَيْ: فَاتْعَبْ.

وَ أَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰی: ﴿وَ إِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ فَفِيْهِ وَجْهَانِ:

أَحَدُهُمَا اِجْعَلْ رَغْبَتَكَ إِلَيْهِ خُصُوْصًا، وَ لَا تَسْأَلْ إِلَّا فَضْلَهٗ مُتَوَكِّلًا عَلَيْهِ.

وَ ثَانِيْهِمَا: اِرْغَبْ فِي سَائِرِ مَا تَلْتَمِسُهٗ دِيْنًا وَّ دُنْيَا وَ نُصْرَةً عَلَى الْأَعْدَاءِ إِلٰى رَبِّكَ. ❶

[پھر انہوں (اللہ) تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ اس کے اپنے ماقبل سے تعلق کی صورت یہ ہے، کہ جب (اللہ) تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ پر اپنی سابقہ عنایات کو شمار فرمایا اور آئندہ نعمتوں کا وعدہ فرمایا، تو بلاشبہ آنحضرت ﷺ کو شکر اور عبادت میں خوب کوشش کرنے پر ابھارتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(ترجمہ: پس جب آپ فارغ ہو جائیں، تو محنت کیجیے) یعنی (اس قدر محنت کیجیے، کہ) آپ تھک جائیں)۔

❶ التفسیر الکبیر 7/32 باختصار.

جہاں تک ارشاد تعالیٰ: ﴿وَ إِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ﴾ کا تعلق ہے، تو اِس کے دو معانی ہیں:

اِن میں سے ایک (یہ ہے): اپنی امید صرف اُنہی سے وابستہ کیجیے۔ اُن پر توکل کرتے ہوئے، صرف اُنہی کے فضل کا سوال کیجیے۔

اُن میں سے دوسرا (معنٰی): دین، دنیا اور دشمنوں کے خلاف نصرت، غرضیکہ اپنا ساری مطلوبہ چیزوں کے لیے، اپنی رغبت صرف اُن کے حضور پیش کیجیے]۔

iii: قاضی ابوالسعود:

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ﴾ أَيْ مِنَ التَّبْلِيْغِ ، وَ قِيْلَ مِنَ الْغَزْوِ .

﴿فَانْصَبْ﴾ فَاجْتَهِدْ فِي الْعِبَادَةِ وَ اتْعَبْ شُكْرًا لِمَا أَوْلَيْنَاكَ مِنَ النِّعَمِ السَّالِفَةِ وَ وَعَدْنَاكَ مِنَ الْآلَاءِ الْآنِفَةِ .

﴿وَ إِلٰى رَبِّكَ﴾ وَحْدَهُ ﴿فَارْغَبْ﴾ بِالسُّؤَالِ ، وَ لَا تَسْأَلْ غَيْرَهُ ، فَإِنَّهُ الْقَادِرُ عَلٰى إِسْعَافِكَ لَا غَيْرُهُ . [1]

[پس جب آپ فارغ ہو جائیں) تبلیغ سے اور یہ بھی کہا گیا ہے: جہاد سے۔

﴿فَانْصَبْ﴾ تو ہماری سابقہ عطا کردہ نعمتوں اور آئندہ وعدہ شدہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی خاطر عبادت میں خوب جدوجہد کیجیے اور (خودکو) تھکا دیجیے۔

(اور اپنے رب ہی کی جانب) سوال کے ساتھ (رغبت کیجیے)۔ اُن کے سوا کسی سے سوال نہ کیجیے، کیونکہ آپ کی مدد کرنے کی قدرت صرف انہیں ہی ہے، کسی اور کو نہیں۔]

iv: شیخ قاسمی:

"﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾: أَيْ فَرَغْتَ مِنْ مُقَارَعَةِ الْمُشْرِكِيْنَ ، وَ

---

[1] تفسیر أبي السعود 173/9 باختصار. نیز ملاحظہ ہو: روح المعاني 171/3-172.

ظَفَرْتَ بِأُمْنِيَتِكَ مِنْهُمْ، بِمَجِيْءِ نَصْرِ اللّٰهِ وَ الْفَتْحِ، فَانْصَبْ فِي الْعِبَادَةِ وَ التَّسْبِيْحِ وَ الْاِسْتِغْفَارِ، شُكْرًا لِّلّٰهِ عَلٰى مَآ أَنْعَمَ، وَ ارْغَبْ إِلَيْهِ خَاصَّةً اِبْتِغَاءً لِّمَرْضَاتِهِ.“ ❶

[”﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾: یعنی (جب) آپ دشمنوں سے معرکہ آرائی سے فارغ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کی (جانب سے) نصرت و فتح کے آنے پر، ان (دشمنوں کے حوالے) سے اپنی تمنا پوری کر لیں، تو اللہ تعالیٰ کے انعام کا شکر ادا کرنے کی خاطر عبادت، تسبیح اور استغفار میں (خود کو) تھکا دیجیے اور اُن (یعنی اللہ تعالیٰ) کی رضا کے حصول کی غرض سے اُنہی کی طرف رغبت کیجیے۔“]

۷: شیخ سعدی:

”ثُمَّ أَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ ﷺ أَصْلًا، وَ الْمُؤْمِنِيْنَ تَبَعًا بِشُكْرِهِ، وَالْقِيَامِ بِوَاجِبِهِ، فَقَالَ: ﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾: أَيْ: إِذَا تَفَرَّغْتَ مِنْ أَشْغَالِكَ، وَ لَمْ يَبْقَ فِيْ قَلْبِكَ مَا يَعُوْقُهُ، فَاجْتَهِدْ فِي الْعِبَادَةِ وَ الدُّعَاءِ.

﴿وَ إِلٰى رَبِّكَ﴾ وَحْدَهُ ﴿فَارْغَبْ﴾: أَيْ: أَعْظِمِ الرَّغْبَةَ فِيْ إِجَابَةِ دُعَائِكَ، وَ قُبُوْلِ عِبَادَاتِكَ.

وَ لَا تَكُنْ مِمَّنْ إِذَا فَرَغُوْا لَعِبُوْا، وَ أَعْرَضُوْا عَنْ رَبِّهِمْ وَ عَنْ ذِكْرِهِ، فَتَكُوْنَ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ.“ ❷

[”پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کو خاص طور پر اور اہل ایمان کو ضمناً اپنا شکر بجا لانے اور اپنی (عطا کردہ) نعمت کا حق ادا کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد فرمایا:

﴿فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ﴾ یعنی جب آپ کاموں سے فارغ ہو جائیں اور آپ کے دل میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہ جائے، تو عبادت اور دعا میں خوب جدوجہد کیجیے۔

❶ تفسیر القاسمي 189/17. ❷ تفسیر السعدي ص 929.

﴿وَ إِلٰی رَبِّكَ﴾ (اور) تنہا (اپنے رب ہی کی جانب) ﴿فَارْغَبْ﴾ اپنی فریاد رسی اور عبادات کی قبولیت کے متعلق اپنی امید کو بہت زیادہ کیجیے۔

اُن لوگوں کی مانند نہ ہو جایئے، جو فارغ ہونے پر کھیل کود میں مگن ہو کر اور اپنے رب تعالیٰ اور اُن کی یاد سے مُنہ موڑ کر خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاتے ہیں۔'']

❀ حکمِ ربانی پر آنحضرت ﷺ کا عمل:

ہمارے نبی کریم ﷺ [عبادت میں محنت اور جدوجہد میں] اور [اپنے ربّ کریم کی جانب رغبت] میں ویسے ہی تھے، جیسے اُنہیں حکم دیا گیا تھا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے، کہ (انہوں نے بیان کیا):

''أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ.''

''بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی کریم ﷺ رات کو (اس قدر طویل) قیام کیا کرتے تھے، کہ اُن کے دونوں قدم (مبارک) پھٹ گئے۔''

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:

''لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَ قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَ مَا تَأَخَّرَ؟''

[''یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایسے کیوں کرتے ہیں، (جب کہ صورتِ حال یہ ہے، کہ) یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف فرما دیئے (ہوئے) ہیں؟''

آنحضرت ﷺ نے جواب دیا:

''أَفَلَا أُحِبُّ أَنْ أَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا؟'' [1]

---

[1] متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب ﴿لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ ... الآية﴾، جزء من رقم الحديث 4837، 584/8؛ وصحيح مسلم، كتاب صفات المنافقين وأحكامهم، رقم الحديث 79-(2819)، 2171/4. الفاظِ حدیث صحیح البخاری کے ہیں۔

[''کیا میں بہت زیادہ شکر کرنے والا بندہ نہ بنوں؟'']

امام نووی کا حدیث پر تحریر کردہ عنوان:

[بَابُ إِكْثَارِ الْأَعْمَالِ وَ الْاِجْتِهَادِ فِي الْعِبَادَةِ]

[(اچھے) اعمال زیادہ کرنے اور عبادت میں خوب محنت کرنے کے متعلق باب]۔

اے رب کریم! ہمیں بھی حبیب کریم ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیے۔ آمین يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ.

-9-

اللہ تعالیٰ کے احسان کی مانند مخلوق کے ساتھ احسان کرنا

جس شخص سے اللہ تعالیٰ نے بلا ٹال دی ہو، اُس کے غم کو دُور کر دیا ہو اور اُس پر انعام فرمایا ہو، اس پر لازم ہے، کہ وہ مخلوق کے ساتھ اسی طرح احسان کرے، جیسے کہ رحمٰن و رحیم رب کریم نے اُس پر احسان فرمایا۔

تین دلائل:

اس حوالے سے تین دلائل قدرے تفصیل کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

ا: اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا، کہ قارون کی قوم کے لوگوں نے اُسے نصیحت کرتے ہوئے کہا: ﴿وَ أَحْسِنْ كَمَآ أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ﴾ [1]

[اور تم احسان کرو، جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا ہے]۔

آیتِ شریفہ کی تفسیر:

تین مفسرین کے اقوال:

i: حافظ ابن کثیر کا بیان:

[1] سورة القصص / جزء من الآية 77.

"أَيْ أَحْسِنْ إِلَى خَلْقِهِ، كَمَا أَحْسَنَ هُوَ إِلَيْكَ." ❶

[''یعنی اُن کی مخلوق کے ساتھ ویسے ہی احسان کرو، جیسے اُنہوں نے تمہارے ساتھ احسان کیا''۔]

ii: قاضی شوکانی کا قول:

"أَيْ أَحْسِنْ إِلَى عِبَادِ اللّٰهِ كَمَا أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ بِمَا أَنْعَمَ بِهِ عَلَيْكَ مِنْ نِعَمِ الدُّنْيَا." ❷

[''یعنی اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ اُسی طرح احسان کرو، جیسے اُنہوں نے تمہیں دنیوی نعمتوں میں سے عطا فرما کر تمہارے ساتھ احسان کیا''۔]

iii: شیخ ابن عاشور کا بیان:

"وَ الْكَافُ لِلتَّشْبِيهِ وَ[مَا] مَصْدَرِيَّةٌ، أَيْ كَإِحْسَانِ اللّٰهِ إِلَيْكَ، وَ الْمُشَبَّهُ هُوَ الْإِحْسَانُ الْمَأْخُوذُ مِنْ [أَحْسِنْ] أَيْ إِحْسَانًا شَبِيهًا بِإِحْسَانِ اللّٰهِ إِلَيْكَ.

وَ مَعْنَى الشَّبَهِ: أَنْ يَكُونَ الشُّكْرُ عَلَى كُلِّ نِعْمَةٍ مِّنْ جِنْسِهَا." ❸

[''اور [کَافٌ] تشبیہ کے لیے اور [مَا] مصدریہ ہے۔ مراد یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ کے تمہارے ساتھ احسان کی مانند۔ (یہ مُشَبَّہ بِہٖ ہے)۔

اور مشبّہ (لفظ) [أَحْسِنْ] سے ماخوذ احسان ہے۔ مقصود یہ ہے، کہ (ایسا) احسان (کرو جو کہ) اللہ تعالیٰ کے تمہارے ساتھ کیے ہوئے احسان سے مشابہ ہو۔

(اس) تشبیہ کا معنیٰ یہ ہے، کہ ہر نعمت پر شکر اسی کی جنس سے ہو۔'']

---

❶ تفسیر ابن کثیر 439/3.

❷ فتح القدير 266/4.

❸ تفسير التحرير والتنوير 179/20. نیز ملاحظہ ہو: کتاب التسهيل 241/3؛ وروح المعاني 113/20؛ وتفسير القاسمي 126/13؛ وتفسير السعدي ص 623.

ب: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم سے ارشاد فرمایا:

﴿أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ. وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ. وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ. فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ. وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ. وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ [1]

[کیا انہوں نے آپ کو یتیم نہیں پایا، تو جگہ دی۔

اور آپ کو راستے سے ناواقف پایا، تو راستہ دکھا دیا

اور آپ کو تنگ دست پایا، تو غنی کر دیا،

پس جو یتیم ہے، اس پر سختی نہ کیجیے

اور جو سوال کرنے والا ہے، اُسے نہ جھڑکیے

اور جو آپ کے رب کی نعمت ہے، سو اُسے بیان کیجیے]۔

آیاتِ شریفہ کی تفسیر:

ان آیاتِ کریمہ میں ربِ کریم نے فکر وغم اور فقیری کے اُن حالات کی تصویر کشی فرمائی ہے، جن میں رسول کریم ﷺ مبتلا تھے، پھر اُنہوں نے آنحضرت ﷺ پر اپنی جانب سے کیے جانے والے درجِ ذیل تین انعامات کا ذکر فرمایا:

i: جگہ عطا فرمانا

ii: راہنمائی فرمانا

iii: غنی کرنا

پھر اس کے بعد آنحضرت ﷺ کو اِن تین نعمتوں کے مقابلے میں درجِ ذیل تین اعمال کرنے کا حکم صادر فرمایا:

i: یتیم کے ڈانٹنے سے باز رہنا

[1] سورۃ الضحیٰ / الآیات 6-11۔

ii: سائل کو جھڑکنے سے گریز کرنا

iii: ربِّ ذوالجلال کی نعمت کو (ازراہِ شکر) بیان کرنا

مفسرین کے اقوال:

حضرات مفسرین رحمہم اللہ نے ان آیاتِ شریفہ کی تفسیر میں خوب لکھا ہے۔ ذیل میں اُن میں سے پانچ کے بیانات ملاحظہ فرمائیے:

i: علامہ زمخشری:

"وَ الْمَعْنٰی أَنَّكَ كُنْتَ يَتِيْمًا وَّ ضَالًّا وَّ عَآئِلًا ، فَآوَاكَ اللّٰهُ وَ هَدَاكَ وَ أَغْنَاكَ ، فَمَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ ، وَّ عَلٰى مَا خَيَّلْتَ ، فَلَا تَنْسَ نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكَ فِيْ هٰذِهِ الثَّلَاثِ . وَ اقْتَدْ بِاللّٰهِ تَعَالٰى ، فَتَعْطِفْ عَلَى الْيَتِيْمِ وَ آوِهٖ ، فَقَدْ ذُقْتَ الْيُتْمَ وَ هَوَانَهٗ ، وَ رَأَيْتَ كَيْفَ فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ؛ وَ تَرَحَّمْ عَلَى السَّآئِلِ وَ تَفَقَّدْهُ بِمَعْرُوْفِكَ ، وَ لَا تَزْجُرْهُ عَنْ بَابِكَ كَمَا رَحِمَكَ رَبُّكَ ، فَأَغْنَاكَ بَعْدَ الْفَقْرِ ، وَ حَدِّثْ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ كُلِّهَا . وَ يَدْخُلُ تَحْتَهٗ هِدَايَتُكَ الضُّلَّالَ ، وَ تَعْلِيْمُهُ الشَّرَآئِعَ وَ الْقُرْآنَ مُقْتَدِيًا بِاللّٰهِ تَعَالٰى فِيْٓ أَنْ هَدَاهُ مِنَ الضَّلَالِ ." [1]

["معنٰی یہ ہے، کہ آپ یتیم، راہ سے ناآشنا اور تنگ دست تھے، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ٹھکانا مہیا فرمایا، راہنمائی سے نوازا اور تونگری سے مالا مال کیا۔ سو کچھ بھی ہو اور آپ کسی خیال میں بھی ہوں، اُن تینوں (نوازشات) کے حوالے سے اللہ تعالیٰ کی اپنے آپ پر عنایت کو فراموش نہ کیجیے، اللہ تعالیٰ کی اقتدا کرتے ہوئے یتیم پر دستِ شفقت دراز کیجیے اور اسے پناہ دیجیے۔ آپ تو خود یتیمی اور اس کی بے بسی کا مزا چکھ

[1] الکشاف 265/4. نیز ملاحظہ ہو: تفسیر أبي السعود 171/9؛ وروح المعاني 165-164/30.

چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اپنے ساتھ کیے جانے والے (مشفقانہ) برتاؤ کا مشاہدہ کر چکے ہیں۔ سائل پر ترس کھائیے، اُس تک اپنی بھلائی پہنچانے کے لیے جستجو کیجیے، اُسے اپنے دروازے سے نہ دھتکاریئے، جیسے کہ آپ کے ربّ تعالیٰ نے آپ پر رحم فرمایا اور آپ کو فقر کے بعد غنی کر دیا۔ (مزید برآں) اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتوں کا (بطورِ شکر) تذکرہ کیجیے۔ اس ضمن میں یہ بھی ہے، کہ آپ بھٹکے ہوئے کی راہنمائی کیجیے، شریعت کی باتوں اور قرآن (کریم) کی تعلیم دیجیے۔ اس سلسلے میں (بھی) آپ اللہ تعالیٰ کی اقتدا کیجیے، کہ انہوں نے راستے سے آپ کی ناآشنائی کو (کمال) شناسائی سے تبدیل فرما دیا۔'']

ii: علّامہ رازی:

ارشادِ تعالیٰ: ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ یعنی اُس کے لیے تیوری نہ چڑھائیے، معنٰی یہ ہے، کہ اُس کے ساتھ ویسے ہی برتاؤ کیجیے، جیسا کہ انہوں (یعنی اللہ تعالیٰ) نے آپ کے ساتھ کیا۔ ایک لحاظ سے، اس جیسی بات (حسبِ ذیل آیت شریفہ میں ہے): ﴿وَأَحْسِنْ كَمَآ أَحْسَنَ اللّٰهُ إِلَيْكَ﴾ [1]

[ترجمہ: اور تم (دوسرے لوگوں کے ساتھ) احسان کرو، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ احسان کیا]۔

پھر ارشاد فرمایا: ﴿وَأَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾: کہا جاتا ہے: [نَهَرَهُ وَ انْتَهَرَهُ] جب کسی سے جھڑکنے والی گفتگو کی جائے۔

[سائل] سے [مراد کے متعلق] دو اقوال ہیں:

پہلا قول، جسے حسن (بصری) نے پسند کیا ہے، کہ اس سے مقصود طالبِ علم ہے۔ ایک اعتبار سے اسی طرح ارشادِ تعالیٰ ہے:

---

[1] سورۃ القصص / جزء من الآیۃ 77.

﴿عَبَسَ وَ تَوَلّٰی. أَنْ جَآءَ هُ الْأَعْمٰی﴾ ❶

[ترجمہ: انہوں نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا، کہ اُن کے پاس اندھا آیا]۔

اسی طرح (پہلی ذکر شدہ بات اور اس میں) ترتیب قائم ہوئی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ سے ارشاد فرمایا:

[ترجمہ: کیا انہوں نے آپ کو یتیم نہیں پایا، تو جگہ دی؟

اور آپ کو راستے سے ناواقف پایا، تو راستہ دکھا دیا

اور آپ کو تنگ دست پایا، تو غنی کر دیا]۔

پھر اس ترتیب کو ملحوظ رکھتے ہوئے پہلے یتیم کے حق کا خیال رکھنے کی وصیت فرمائی، پھر علم و ہدایت کے بارے میں سوال کرنے کے حق کی پاس داری کی تاکید فرمائی۔

دوسرا قول (یہ ہے)، کہ سائل سے مطلق سائل مراد ہے (یعنی وہ طالبِ علم ہو یا طالبِ مال)]۔ ❷

iii: حافظ ابن کثیر:

﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾: أَيْ: كَمَا كُنْتَ يَتِيْمًا، فَآوَاكَ اللّٰهُ، فَلَا تَقْهَرِ الْيَتِيْمَ أَيْ: لَا تُذِلَّهُ وَتَنْهَرْهُ وَتُهِنْهُ، وَلٰكِنْ أَحْسِنْ إِلَيْهِ وَتَلَطَّفْ بِهٖ.

[﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾: یعنی جس طرح آپ یتیم تھے، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو جگہ مہیا فرمائی، سو (اسی طرح) آپ یتیم کو نہ جھڑکیے، یعنی اُسے ذلیل و رسوا نہ کیجیے اور نہ اُسے ڈانٹ ڈپٹ کیجیے، بلکہ اس کے ساتھ احسان و شفقت فرمایئے۔]

[﴿وَأَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾: أَيْ: وَكَمَا كُنْتَ ضَآلًّا، فَهَدَاكَ اللّٰهُ، فَلَا تَنْهَرِ السَّآئِلَ فِي الْعِلْمِ الْمُسْتَرْشِدِ.

❶ سورة عبس / الآيتان 1-2.

❷ التفسير الكبير 31/219-220 باختصار.

[﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾: یعنی جس طرح آپ راستے سے ناواقف تھے، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی راہنمائی فرمائی، آپ راہنمائی طلب کرنے والے طالب علم کو جھڑکیے نہیں۔]

﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾: أَيْ: وَكَمَا كُنْتَ عَائِلًا فَقِيْرًا، فَأَغْنَاكَ اللّٰهُ، فَحَدِّثْ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ. ❶

[﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾: یعنی جیسے آپ محتاج وفقیر تھے، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو غنی کر دیا، پس آپ اللہ تعالیٰ کی اپنے آپ پر نازل کردہ نعمت کا تذکرہ کیجیے۔]

iv: شیخ ابن عاشور:

اس تفصیل والی تین نعمتوں کے مدّ مقابل تین اعمال بیان کیے گئے ہیں۔ (اس طرح) یہ تفصیل لف ونشر مرتب ❷ کے طریقے پر ہوگی۔ (علامہ) طیبی نے اسی طریقے کو اختیار کیا ہے۔ سفیان بن عیینہ کی [اَلسَّآئِلَ] کی [دین وہدایت کے متعلق سوال کرنے والے] سے بھی یہی ترتیب بنتی ہے۔

پس ارشادِ تعالیٰ: ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾:

بلاشبہ ارشادِ تعالیٰ: ﴿أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ﴾ کے مدّ مقابل ہے۔

یعنی جیسے آپ کے رب نے آپ کو جگہ مہیا فرمائی اور یتیمی میں عام طور پر لاحق ہونے والی محرومیوں سے محفوظ فرمایا، سو اسی طرح آپ یتیموں کی تکریم کرنے والے اور اُن کے ساتھ لطف اور مہربانی کرنے والے ہو جائیے۔

اور ارشادِ تعالیٰ: ﴿وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾:

ارشادِ تعالیٰ: ﴿وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ﴾ کے مدّ مقابل ہے،

---

❶ تفسير ابن كثير 555/4 باختصار.

❷ (لف ونشر مرتب): کچھ باتیں یا چیزیں ذکر کی جائیں، پھر اُن میں سے ہر ایک بات یا چیز کے متعلق باتیں یا چیزیں پہلی ذکر کردہ باتوں کی ترتیب کے مطابق ذکر کی جائیں۔

کیونکہ راہ سے ناواقف راستے کے بارے میں سوال کرتا ہے۔ اسی لیے گم کردہ راہ، سوال کرنے والے لوگوں کا نصف ہیں اور ایسے سوال کرنے والے کو بسا اوقات مسؤل (یعنی پوچھے جانے والے) کی حماقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے راہِ خیر کی جانب ہدایت دینے کا شکریہ مقرر فرمایا، کہ آنحضرت ﷺ سوال کرنے والوں کے لیے اپنے سینے کو فراخ کریں۔

اگر [السَّآئِلَ] کی تفسیر مال کا سوال کرنے والے سے کی جائے،

تو یہ (ارشاد تعالیٰ) ﴿وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَأَغْنٰى﴾ کا مدّ مقابل ہوگا۔

اس طرح لف نشر غیر مرتب ❶ ہوگا۔ (تفسیر) کشاف میں اسی طریقے کو اختیار کیا گیا ہے۔ ❷

v: علامہ قرطبی:

"وَ الْخِطَابُ لِلنَّبِيِّ ﷺ، وَ الْحُكْمُ عَامٌّ لَهٗ وَ لِغَيْرِهٖ." ❸

[''خطاب نبی کریم ﷺ کے لیے ہے اور حکم آنحضرت ﷺ اور دیگر سب لوگوں کے لیے ہے۔'']

❀ آنحضرت ﷺ کی حکمِ الٰہی کی تعمیل:

نبی کریم ﷺ نے ربِّ کریم کے حکم کی کما حقُّہٗ تعمیل کی۔ سیرتِ طیبہ سے اس حوالے سے تین مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

1: یتیم کے ساتھ مشفقانہ معاملہ:

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

---

❶ (لف ونشر غیر مرتب): پہلی ذکر کردہ باتوں کے متعلقہ باتوں میں پہلی باتوں کی ترتیب کو باقی نہ رکھا جائے۔

❷ تفسیر التحریر والتنویر 30/401-402 باختصار.

❸ تفسیر القرطبی 20/102.

"كُنْتُ فِي حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ، وَ كَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ."

[''میں رسول اللہ ﷺ کی زیرِ تربیت اور زیرِ کفالت تھا اور میرا ہاتھ (دورانِ کھانا) برتن کے پہلوؤں میں گھومتا تھا (یعنی میں ایک جگہ کی بجائے برتن کے متعدد گوشوں سے کھاتا تھا)،

تو آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"يَا غُلَامُ! سَمِّ اللّٰهَ، وَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ، وَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ." ❶

[''اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ کے ساتھ کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔'']

امام ابوداؤد کی روایت میں ہے، کہ بلاشبہ آنحضرت ﷺ نے انہیں فرمایا:

"اُدْنُ بُنَيَّ!......... الحديث." ❷

قریب ہو جاؤ، اے چھوٹے سے (یعنی پیارے) بیٹے .... الحدیث۔

امام ترمذی کی روایت میں ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"اُدْنُ يَا بُنَيَّ!......... الحديث." ❸

[''قریب ہو جاؤ (، اے) میرے چھوٹے سے بیٹے!...... الحدیث۔

---

❶ متفق عليه: صحيح البخاري، كتاب الأطعمة، باب التسمية على الطعام، رقم الحديث 5376، 521/9؛ و صحيح مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام و الشراب وأحكامهما، رقم الحديث 108-(2022)، 1599/3. الفاظ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

❷ صحيح سنن أبي داود، كتاب الأطعمة، باب الأكل باليمين، جزء من رقم الحديث 3210-3777، 719/2. شیخ البانی نے اسے [صحیح] کہا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 719/2).

❸ صحيح سنن الترمذي، أبواب الأطعمة، باب ما جاء في التسمية على الطعام، رقم الحديث 1512-1934؛ 167/2. شیخ البانی نے اسے [صحیح] قرار دیا ہے۔ (ملاحظہ ہو: المرجع السابق 167/2).

آنحضرت ﷺ کی ارشادِ ربانی: ﴿فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ﴾ ❶ کی تعمیل کس قدر زیادہ تھی!

آنحضرت ﷺ کا یتیم بچے کے ساتھ عظیم مشفقانہ برتاؤ درجِ ذیل باتوں میں خوب جلوہ گر ہے:

ا: اسے اپنے ساتھ کھانے میں اس طرح شریک کرنا، کہ دونوں ایک ہی برتن میں اکٹھے کھانا تناول کر رہے تھے۔

ب: ڈانٹ ڈپٹ کا سبب موجود ہونے کے باوجود جھڑکنے سے گریز۔

ج: سمجھانے سے قبل بچے کو مشفقانہ انداز میں اپنے قریب کرنا۔

د: بچے کے ساتھ شفقت اور مہربانی، کہ احتساب و تعلیم کا آغاز:

[اے میرے چھوٹے سے بیٹے]

کی ندائے کریمانہ سے فرمانا۔

2: دین کے بارے میں سوال کرنے والے کے ساتھ عمدہ برتاؤ:

امام مسلم نے حضرت ابو رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ انہوں نے بیان کیا:

"اِنْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ، وَهُوَ يَخْطُبُ."

[''میں نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا اور وہ خطبہ دے رہے تھے''۔]

انہوں نے بیان کیا: ''میں نے عرض کیا:

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ- ﷺ-! رَجُلٌ غَرِيْبٌ. جَاءَ يَسْأَلُ عَنْ دِيْنِهِ. لَا يَدْرِيْ مَا دِيْنُهُ؟"

[''اے اللہ تعالیٰ کے رسول- ﷺ-! ایک پردیسی شخص دین کے متعلق پوچھنے

❶ [ترجمہ: پس جو یتیم ہے، اُسے نہ جھڑکیے]۔

آیا ہے۔ اُسے خبر نہیں، کہ اُس کا دین کیا ہے؟'']

انہوں نے بیان کیا:

"فَأَقْبَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَ تَرَكَ خُطْبَتَهٗ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَيَّ ."

[''پس رسول اللہ ﷺ میری طرف متوجہ ہوئے۔ آنحضرت ﷺ اپنا خطبہ چھوڑ کر، میرے پاس تشریف لے آئے۔'']

پھر آنحضرت ﷺ کے لیے (ایک) کرسی لائی گئی، میرا گمان ہے، کہ اُس کے پائے لوہے کے تھے۔

انہوں نے بیان کیا:

"فَقَعَدَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ، وَ جَعَلَ يُعَلِّمُنِيْ مِمَّا عَلَّمَهُ اللّٰهُ . ثُمَّ أَتٰى خُطْبَتَهٗ فَأَتَمَّ آخِرَهَا ." ❶

[''پس رسول اللہ ﷺ اُس پر تشریف فرما ہوئے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سکھلایا ہوا ہے، اُس میں سے مجھے سکھلانا شروع کیا۔

پھر اپنے خطبہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اِسے آخر تک مکمل فرمایا۔'']۔

اللہ اکبر! آنحضرت ﷺ نے حکمِ ربانی: ﴿وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ ❷ کو کس قدر مضبوطی سے تھام رکھا تھا!

❀ دورانِ خطبہ سلسلۂ کلام منقطع کرنے کے...... عامِ خطباء کی نگاہ میں...... شدید ناراضی کے سبب کے باوجود، آنحضرت ﷺ کا خفا نہ ہونا۔

❀ سائل کی جانب متوجہ ہونا اور خطبہ چھوڑنا۔

---

❶ صحیح مسلم، کتاب الجمعة، باب حدیث التعلیم في الخطبة، رقم الحدیث 60-(876)، 597/2.

❷ [ترجمہ: اور جو سوال کرنے والا ہے، اُسے نہ جھڑکیے]۔

❀ سائل کے پاس آ جانا۔ ❶

❀ سائل کے پاس بیٹھ کر اُسے اطمینان سے تعلیم دینے کے بعد واپس آ کر خطبہ مکمل کرنا۔

شرحِ حدیث:

علامہ نووی نے لکھا ہے:

"فِيْهِ تَوَاضُعُ النَّبِيِّ ﷺ ، وَ رِفْقُهُ بِالْمُسْلِمِيْنَ وَ شَفْقَتُهُ عَلَيْهِمْ ، وَ خَفَضُ جَنَاحِهِ لَهُمْ ." ❷

["اس میں نبی کریم ﷺ کی تواضع، مسلمانوں کے ساتھ مہربانی، اُن پر شفقت اور اُن کے لیے اپنے پہلو کو جھکانا ہے"]۔

3: مال طلب کرنے والے کے ساتھ کریمانہ معاملہ:

امام بخاری نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، (کہ) انہوں نے بیان کیا:

"كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، وَ عَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ ، فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً ، حَتّٰى نَظَرْتُ إِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ، قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ .

["میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا اور آنحضرت ﷺ پر سخت کنارے والی نجرانی چادر تھی۔ ایک بدّو آنحضرت ﷺ کے پاس آ پہنچا اور اُن کی چادر کو بہت

---

❶ علامہ قرطبی نے قلم بند کیا ہے: "آنحضرت ﷺ کے اُس کی جانب چل کر جانے اور اُس سے قریب ہونے میں (دین سمجھانے کی خاطر) میسر آنے والے موقع کو غنیمت جاننا اور سائل کی اپنی نظر میں اہمیت کا اظہار ہے۔" (المفهم 515/2)۔

❷ شرح النووي 165/6۔

سختی سے کھینچا، یہاں تک کہ میں نے دیکھا، کہ اُس کے چادر کو بہت سختی سے کھینچنے کی بنا پر، رسول اللہ ﷺ کے شانہ (مبارک) پر نشان پڑ گئے'']۔

پھر اُس نے کہا:

''یَا مُحَمَّدُ۔ ﷺ۔! مُرْ لِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ . ''

[''اے محمد۔ ﷺ۔! اپنے پاس موجود اللہ تعالیٰ کے مال میں سے میرے (یعنی مجھے دینے کے) لیے حکم دیجیے۔'']

''فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ، ثُمَّ ضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهٗ بِعَطَآءٍ . ''❶

[''رسول اللہ ﷺ اُس کی جانب متوجہ ہوئے، پھر ہنسے، پھر اُس کے لیے عطا کرنے (یعنی دینے) کا حکم دیا۔'']

اللہ اکبر! آنحضرت ﷺ اپنے مولائے کریم کے حکم:

﴿وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾

کی کس طرح بے مثال اطاعت کرنے والے تھے!

بدّو کی سرزنش، بلکہ پٹائی کا معقول سبب ہونے کے باوجود، اُس کی جانب رحیمانہ نظرِ التفات، مشفقانہ تبسّم اور پھر کریمانہ عطا۔ فَصَلَوَاتُ رَبِّيْ وَ سَلَامُهٗ عَلَيْهِ .

اے اللہ کریم! ہم نالائقوں اور ہماری نسلوں کو آنحضرت کی اقتدا کی عظیم نعمت سے محروم نہ رہنے دیجیے۔ آمین یَا ذَالْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ .

ج: بنواسرائیل کے تین اشخاص کا واقعہ:

اللہ تعالیٰ کی عنایات سے بہرہ ور ہونے والے پر، دوسرے لوگوں پر احسان کرنے کی فرضیت پر [بنی اسرائیل کے تین اشخاص کا واقعہ] بھی دلالت کرتا ہے۔ اُن میں سے

---

❶ صحیح البخاري، کتاب اللباس، باب البرود والحِبَرة والشملة، رقم الحديث 27، 311/21. (المطبوع مع عمدة القاري).

دو نے ربّ کریم کے احسان سے فیض یاب ہونے کے بعد مخلوق کے ساتھ احسان کرنے میں لیت و لعل کا طرزِ عمل اختیار کیا، تو اللہ تعالیٰ اُن کے ساتھ ناراض ہوئے، تیسرا شخص بلا تردّد احسان کرنے کے تیار ہوا، تو اللہ تعالیٰ اُس پر راضی ہو گئے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، کہ بلاشبہ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَآئِيلَ: أَبْرَصَ وَ أَقْرَعَ وَ أَعْمٰى، فَأَرَادَ اللّٰهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ.

[''بلاشبہ بنی اسرائیل میں تین (اشخاص) تھے: پھلبہری والا، گنجا اور اندھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے اُنہیں آزمانے کا ارادہ فرمایا۔

فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَى الْأَبْرَصَ، فَقَالَ: "أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟"

تو اُنہوں (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اُن کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، تو وہ پھلبہری والے کے ہاں آیا اور اُس سے پوچھا:

''تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پیاری ہے؟'']

اُس نے کہا:

"لَوْنٌ حَسَنٌ، وَ جِلْدٌ حَسَنٌ، وَ يَذْهَبُ عَنِّي الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ."

[''اچھا رنگ، عمدہ چمڑی اور مجھ سے وہ چیز (یعنی پھلبہری کی بیماری) دُور ہو جائے، جس کی بنا پر لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔'']

قَالَ:

"فَمَسَحَهُ، فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهُ، وَ أُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَ جِلْدًا حَسَنًا."

[آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان] فرمایا:

''سو اُس (فرشتے) نے اُس (کے جسم) پر ہاتھ پھیرا، تو اُس کی گھن اُس سے دُور ہو گئی اور اُسے اچھا رنگ اور عمدہ چمڑی دی گئی۔'']

اُس (فرشتے) نے پوچھا: ''فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟''

[''کون سا مال تجھے سب سے زیادہ پسند ہے؟'']

اُس نے جواب دیا: ''اَلْإِبِلُ - (أَوْ قَالَ: ''اَلْبَقَرُ:'' شَكَّ إِسْحَاقُ) إِلَّا أَنَّ الْأَبْرَصَ أَوِ الْأَقْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا: ''اَلْإِبِلُ.'' وَ قَالَ الْآخَرُ: ''اَلْبَقَرُ.''

''اونٹ'' - یا اس نے کہا: ''گائے'' - اسحاق (حدیث کے راوی) کو (اس بارے میں) شک ہوا۔

مگر پھلبہری والے یا گنجے، دونوں میں سے ایک نے (یقیناً) ''اونٹ'' کہا (یعنی اونٹ کی فرمائش کی)۔

اور دوسرے نے کہا: ''گائے'' (یعنی گائے کی فرمائش کی)۔

[آنحضرت ﷺ نے بیان] فرمایا:

''فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشَرَاءَ.''

[''تو اُسے دس مہینے سے حاملہ اونٹنی ❶ دی گئی۔'']

تو اُس (یعنی فرشتے) نے کہا: ''بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا.''

[''اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت فرمائیں'']۔

آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا: ''پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور اُس سے دریافت کیا:

''اَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ.''

[''تمہیں سب سے زیادہ پیاری چیز کون سی ہے؟'']

اُس نے جواب دیا:

❶ یہ عربوں کی نظر میں بہترین مال تھا، کیونکہ ایسی اونٹنی بچے کو جنم دینے کے قریب ہوتی ہے۔ (ملاحظہ ہو: المفہم 117/7)۔

"شَعْرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ عَنِّي هٰذَا الَّذِي قَدْ قَذِرَنِي النَّاسُ."

["اچھے بال اور مجھ سے وہ چیز (یعنی بیماری) دُور ہو جائے، جس کے سبب لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔"]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وَأُعْطِيَ شَعْرًا حَسَنًا."

[اور اُسے خوب صورت بال دیئے گئے]۔

اس (فرشتے) نے پوچھا: "فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ."

["کون سا مال تمہیں سب سے زیادہ محبوب ہے؟]

اس نے جواب دیا: "اَلْبَقَرُ."

["گائے۔"]

"فَأُعْطِيَ بَقَرَةً حَامِلًا."

["پس اسے ایک حاملہ گائے دی گئی۔"]

تو اُس (یعنی دعا دیتے ہوئے فرشتے) نے کہا:

"بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيهَا."

["اللہ تعالیٰ تیرے لیے اِس میں برکت عطا فرما دیں"]۔

آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا:

"پھر وہ اندھے کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا:

"أَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ."

["تمہیں سب سے پیاری چیز کون سی ہے؟"]

اُس نے جواب دیا:

"أَنْ يَرُدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِي، فَأُبْصِرَ بِهِ النَّاسَ."

["یہ کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی مجھے لوٹا دیں، تو میں اُس کے ساتھ لوگوں کو دیکھ سکوں"]۔

آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا:

[''پس اُس (فرشتے) نے اُس (کی آنکھوں) پر ہاتھ پھیرا، تو اللہ تعالیٰ نے اُس کی بینائی اُسے لوٹا دی''۔]

(پھر) اُس نے پوچھا:

''فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟''

[''تمہیں سب سے زیادہ محبوب کون سا مال ہے؟'']

اُس نے جواب دیا: ''الْغَنَمُ.''

''بکریاں۔''

''فَأُعْطِيَ شَاةً وَّالِدًا، فَأُنْتِجَ هٰذَانِ، وَوَلَّدَ هٰذَا.''

پس اُسے ایک گابھن بکری دی گئی۔ اُن دونوں کو نتیجہ دیا گیا (یعنی عطا کردہ اونٹنی نے بچے کو جنم دیا، گائے نے بچھڑے کو جنم دیا) اور یہ (نابینا) بھی (بکری کے) بچے والا بن گیا۔ (یعنی عطا کردہ بکری نے بھی بچے کو جنم دیا)۔

آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا:

[''پس ایک کے لیے اونٹوں کی وادی، دوسرے کے لیے گائیوں کی اور تیسرے کے لیے بکریوں کی وادی ہو گئی۔'']

آنحضرت ﷺ نے بیان فرمایا:

[''پھر وہ پھلبہری والے کے پاس اُس کی شکل وصورت میں آیا اور کہا:

''رَجُلٌ مِسْكِينٌ، قَدِ انْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِي، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ بِكَ. أَسْأَلُكَ بِالَّذِي أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ، بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِي سَفَرِي.''

[''(میں) مسکین شخص (ہوں)۔ میرے سفر میں میرے لیے اسباب (کا سلسلہ)

منقطع ہو چکا ہے۔

(اب) اللہ تعالیٰ ہی مجھے میری منزل تک پہنچانے والے اور پھر آپ ہو۔ میں اُس اللہ تعالیٰ کے ساتھ (یعنی واسطے)، جنھوں نے آپ کو خوش نما رنگ، خوب صورت جلد (چمڑی) اور مال عطا فرمایا ہے، آپ سے ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں، کہ میں اُس کے ساتھ اپنی منزل کو پہنچ پاؤں۔'']

اس نے کہا:''اَلْحُقُوقُ كَثِيرَةٌ.''

[''حقوق (یعنی میری ذمہ داریاں) بہت زیادہ ہیں۔'']

اُس (یعنی فرشتے) نے کہا:

''كَأَنِّي أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ، يَقْذَرُكَ النَّاسُ، فَقِيرًا، فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ؟''

[''جیسے کہ میں آپ کو پہچان رہا ہوں، کیا آپ پھلبہری والے نہیں تھے، (کہ) لوگ آپ سے نفرت کرتے تھے، فقیر تھے، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو نواز دیا؟'']

اُس نے کہا:

''إِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ.''

[''بلاشبہ میں نے اِسے (یعنی اپنے پاس موجود مال و اسباب کو) اپنے آباء و اجداد سے ورثہ میں حاصل کیا، جنھوں نے اسے اپنے آباء واجداد کے ترکے میں پایا۔''] (یعنی عزت وشرف اور مال ہمارے لیے کوئی نئی چیزیں نہیں، یہ تو نسل درنسل ہمارے خاندان میں چلی آ رہی ہیں)۔

اُس (یعنی فرشتے) نے کہا:

''إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلٰى مَا كُنْتَ.''

[''اگر تم جھوٹے ہو، تو اللہ تعالیٰ تمھیں ویسے ہی کر دیں، جیسے کہ تم تھے۔'']

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

(پھر) وہ گنجے شخص کے پاس اُسی کی شکل میں آیا، اور اُس سے وہی کچھ کہا، جو پہلے سے کہا تھا۔ اُس نے (بھی) اُسے (یعنی فرشتے کو) وہی کچھ (جواب میں) کہا، جو پہلے نے کہا تھا، تو اُس (فرشتے) نے کہا:

"إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلٰى مَا كُنْتَ."

["اگر تم جھوٹے ہو، تو اللہ تعالیٰ تمہیں ویسے ہی کر دیں، جیسے کہ تم تھے۔"]

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"(پھر) وہ اندھے شخص کے پاس اُسی کی شکل وصورت میں آیا اور کہا:

"رَجُلٌ مِّسْكِينٌ، وَّ ابْنُ سَبِيلٍ، اِنْقَطَعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِي سَفَرِيْ، فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ، ثُمَّ بِكَ. أَسْأَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ، شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ."

["(میں) مسکین اور مسافر شخص (ہوں)۔ میرے سفر میں وسائل مجھ سے کٹ چکے ہیں۔ (اب) اللہ تعالیٰ ہی مجھے میری منزل تک پہنچانے والے اور پھر آپ ہیں۔ میں اُس ذات کے ساتھ (یعنی واسطے)، جس نے آپ کے لیے بینائی لوٹائی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں، تاکہ میں اُس کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچ پاؤں۔"]

تو اُس نے (جواب میں) کہا:

"قَدْ كُنْتُ أَعْمٰى، فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيَّ بَصَرِيْ، فَخُذْ مَا شِئْتَ، وَ دَعْ مَا شِئْتَ.

فَوَاللّٰهِ! لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ شَيْئًا أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ."

["یقیناً میں نابینا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے میری بینائی لوٹا دی، سو آپ جو پسند کریں، لے لیجیے اور جسے چھوڑنا چاہیں، چھوڑ دیجیے۔

پس اللہ تعالیٰ کی قسم! آج اللہ تعالیٰ کے لیے آپ جو چیز پکڑیں گے، میں اُس میں سے (کچھ) کم نہیں کروں گا۔‘‘]

اُس (فرشتے) نے کہا:

’’أَمْسِكْ مَالَكَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِيتُمْ. فَقَدْ رُضِيَ عَنْكَ وَسُخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ.‘‘ ❶

[’’اپنے مال کو روک لیجیے (یعنی اپنے پاس ہی رہنے دیجیے، پس یقیناً آپ کی آزمائش کی گئی۔ پس بے شک اللہ تعالیٰ آپ سے تو راضی ہوئے اور آپ کے دونوں ساتھیوں سے خفا ہوئے۔‘‘]

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے، کہ نابینے شخص نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کا اعتراف کیا اور اعانت کے طلب گار کے ساتھ تعاون کے لیے مستعد ہوا، تو اللہ تعالیٰ اُس پر راضی ہو گئے۔ پھلبہری والے اور گنجے، دونوں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نوازشات کا انکار کیا اور محتاج کی مدد سے اپنے ہاتھوں کو روکا، تو اللہ تعالیٰ اُن دونوں پر خفا ہو گئے۔

شرحِ حدیث:

علامہ قرطبی ’’إِنَّمَا وَرِثْتُ هٰذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ.‘‘ کی شرح میں لکھتے ہیں:

’’أَيْ كَبِيرًا عَنْ كَبِيرٍ، يَعْنِي أَنَّهُ وَرِثَ ذٰلِكَ الْمَالَ عَنْ أَجْدَادِهِ الْكُبَرَاءِ، فَحَمَلَهُ بُخْلُهُ عَلٰى نِسْيَانِ مِنَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَعَلٰى جَحْدِ نِعَمِهِ، وَعَلَى الْكِذْبِ. ثُمَّ أَوْرَثَهُ ذَاكَ سُخْطَ اللّٰهِ الدَّائِمِ، وَكُلُّ ذٰلِكَ بِشُؤْمِ الْبُخْلِ.‘‘ ❷

---

❶ متفق علیه: صحیح البخاري، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب حدیث أبرص وأعمی وأقرع في بني إسرائیل، رقم الحدیث 3464، 6/500-501؛ وصحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، رقم الحدیث 10-(2964)، 4/2275-2277؛ الفاظِ حدیث صحیح مسلم کے ہیں۔

❷ المفهم 7/119.

[''یعنی (اُس نے اُس مال و اسباب کو ایسے آباء و اجداد سے ورثے میں حاصل کیا) جو (جاہ و حشمت اور مال و دولت کے اعتبار سے) بہت بڑے تھے اور (انہوں نے بھی اُسے) بہت بڑے لوگوں سے (ترکے میں پایا)۔ یعنی اُس نے اُسے بہت عالی مقام آباء و اجداد سے ورثے میں حاصل کیا۔ اُس کے بخل نے اُسے اللہ تعالیٰ کی نوازشات فراموش کرنے، اُن کی نعمتوں کا انکار کرنے اور جھوٹ پر آمادہ کیا۔ اُسی (سب کچھ) نے اُسے اللہ تعالیٰ کی ابدی ناراضی کا وارث ٹھہرایا اور یہ تمام کچھ بخل کی نحوست کے سبب تھا۔'']

علامہ رحمہ اللہ نابینے شخص کے ردّعمل پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''وَ اعْتَبِرْ بِحَالِ الْأَعْمٰی؛ لَمَّا اعْتَرَفَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ، وَ شَكَرَهٗ عَلَیْهَا، وَ سَمَحَتْ نَفْسُهٗ بِهَا، ثَبَّتَهَا اللّٰهُ عَلَیْهِ، وَ شَكَرَ فِعْلَهٗ، وَ رَضِيَ عَنْهُ، فَحَصَلَ عَلَی الرُّتَبِ الْفَاخِرَةِ، وَ جُمِعَتْ لَهٗ نِعَمُ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ.''[1]

[''اندھے شخص کی صورتِ حال سے نصیحت حاصل کیجیے، (کہ) جب اُس نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کا اعتراف کیا، اُس (کے عطا کرنے) پر اُن کا شکر کیا اور اُس کا نفس اُسے (یعنی اُس سے) خرچ کرنے پر مستعد ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے اُس کے نفس کو ثابت قدمی عطا فرمائی، اُس کی قدر افزائی فرمائی اور اُس سے راضی ہو گئے۔ اس طرح اُس نے قابلِ فخر درجات حاصل کیے اور دنیا و آخرت کی نعمتیں اُس کے لیے جمع ہو گئیں۔'']

گفتگو کا خلاصہ یہ ہے، کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مصیبتوں سے نجات دلوائی اور اس پر اپنی عنایات فرمائی ہو، اُس پر لازم ہے، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ اسی طرح احسان کرے، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے ساتھ احسان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم ناکاروں، ہمارے بہن بھائیوں، اہل و عیال اور نسلوں کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔ إِنَّهٗ جَوَادٌ کَرِیْمٌ.

---

[2] المفهم 119/7. نیز ملاحظہ ہو: شرح النووي 100/18.

حرفِ آخر

ہر قسم کی حمد و ثنا رب علیم و حکیم کے لیے ہے جنہوں نے ایک ناتواں بندے کو اِس عظیم موضوع کے متعلق یہ اوراق ترتیب دینے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس کتاب میں جو کچھ درست اور صحیح ہے، وہ محض اُن کے فضل و کرم سے ہے اور اس میں جو خلل، نقص، کوتاہی، بھول اور خطا ہے، وہ میری اور شیطان کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ اِس سے بَری ہیں۔

ربِ حی و قیوم سے اس معمولی عمل کی خیر قبول فرمانے، اس کا نفع عام کرنے اور اس میں موجود بھول، کمی، کوتاہی اور غلطی کو معاف فرمانے کی عاجزانہ التجا ہے۔
إِنَّهُ جَوَادٌ كَرِيْمٌ.

ا: خلاصۂ کتاب:

اس کتاب میں توفیقِ الٰہی سے متعدد باتیں اُجاگر ہوئیں۔ ذیل میں اُن کا خلاصہ ملاحظہ فرمایئے:

(1) مصیبتوں کے آنے کے اسباب:

مصائب بطورِ آزمائش آتے ہیں اور بعض لوگوں پر مصیبتیں بطورِ سزا نازل ہوتی ہیں۔

(2) مصیبتوں کی آمد سے پہلے کرنے کے کام:

ا: بندے کو چاہیے، کہ وہ شکر کرنے، گناہوں کی معافی طلب کرنے، میسر آنے والے مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خوب خوب اچھے اعمال کرنے، آسودگی میں زیادہ

سے زیادہ نیکیاں کمانے، آنے والے مصائب سے بچانے والے اذکار کرنے، دعا کرنے اور خصوصاً سکھ اور چین کے زمانے میں بہت زیادہ دعائیں کرنے اور صدقہ و خیرات کرنے کا اہتمام کرتا رہے۔

ب: دنیوی سزاؤں کا موجب بننے والے اعمال سے قطعی طور پر دُور ہو جائے۔

(3) مصیبتوں کی آمد کے بعد کرنے کے کام:

یا

قلق (Tension) دور کرنے کی تدبیریں:

ا: مصیبت زدہ شخص اس حقیقت کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھے، کہ دنیا میں رہتے ہوئے مصیبتوں نے تو لامُحالہ آنا ہی ہے، ہر چیز کے حقیقی مالک صرف اللہ تعالیٰ ہیں اور ہم سب نے انہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، مصیبتوں کا نزول صرف حکمِ الٰہی سے ہوتا ہے اور بندے کی ذمہ داری اُن کے فیصلے پر راضی ہونا ہے۔ وہ اس بات کو کبھی فراموش نہ کرے، کہ ہمیں ناپسندیدہ چیز، ممکن ہے، اپنے اندر بہت سے فوائد رکھتی ہو۔ وہ مصائب و مشکلات کے فوائد اور اُن کی وجہ سے حاصل ہونے والے اجر و ثواب پر نظر رکھے۔

ب: صبر اور نماز کے ذریعہ مصیبتوں کے خلاف نصرتِ الٰہی طلب کرتا رہے، استغفار سے چمٹا رہے، تقویٰ کو دستورِ حیات بنائے، دعا کو اپنی خوراک بنائے، غموں اور پریشانیوں کو دُور کرنے والے اذکار کا بہت اہتمام کرے، ذکرِ الٰہی سے اپنی زبان کو تر رکھے، اللہ تعالیٰ کی عنایات و نوازشات کو ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رکھے، مصیبتوں کے سب پر آنے کو کبھی نہ بھولے، اپنے سے بڑے اور سنگین مصائب میں مبتلا لوگوں کو اپنی نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دے۔ ہر تنگی کے ساتھ دو عظیم آسانیوں کے ہونے کی سنت الٰہیہ کو ہمہ وقت یاد رکھے۔ یاس اور نا امیدی کو اپنے قریب پھٹکنے نہ دے۔

(4) مصیبتوں کے چلے جانے کے بعد کرنے کے کام:

ا: مصیبت سے نجات پانے والا، [خلاصی پانے کے آزمائش ہونے] اور [اللہ تعالیٰ کے دوبارہ مصیبت میں ڈالنے پر قادر ہونے] کا اعتقاد رکھے۔

ب: مصائب سے نجات پر رب ذوالجلال کی حمد و ثنا کرتا رہے، دعا اور گریہ زاری نہ چھوڑے، تسبیح و تحمید و استغفار سے کسی دم غافل نہ ہو۔ عبادت میں خوب محنت کرے۔ صرف رب ذوالجلال کی جانب رغبت کرے۔ جیسے اس پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا، وہ بھی [احسان] کو اپنا شعار بنائے۔ رب قادر کے حوالے سے [احسان] کا تقاضا یہ ہے، کہ اُن کے احکامات کو بجا لائے اور منہیات سے دُور ہو جائے۔ مخلوق کے ساتھ اس کے [احسان] کا تقاضا یہ ہے، کہ ربّ کریم کی عطا کردہ عنایات اور کرم نوازی میں دوسروں کو شریک کرے۔

ب: اپیل:

روئے زمین کے تمام مسلمان حضرات و خواتین، بلکہ تمام بنی نوع انسان سے التماس ہے، کہ وہ:

1: مصائب کے ساتھ مختلف پہلوؤں سے نمٹنے کا سلیقہ سیکھیں: اُن کی آمد سے پہلے، آنے پر اور اُن کے چلے جانے کے بعد اور اس سب سے پہلے مصائب کی آمد کے اسباب کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

2: مصائب و مشکلات کے مقابلے کے لیے قواعد و ضوابط کو مضبوطی سے تھام لیں۔

3: اس حوالے سے حاصل ہونے والی معلومات دوسرے لوگوں تک پہنچائیں، کیونکہ جب تک بندہ دوسروں کی مدد کرتا ہے، رب کریم اس کی نصرت فرماتے رہتے ہیں۔

4: مصائب کے ساتھ نمٹنے کے اصول و ضوابط اور موثر، مفید اور زور دار طرزِ عمل سے آگاہی کے لیے قرآن و سنت کی طرف آئیں۔ انسانیت کی سعادت صرف اپنے

خالق رب ذوالجلال کی نازل کردہ شریعت کی مکمل اطاعت میں ہے۔ رب ذوالجلال نے خود ہی بیان فرمایا:

﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَ الْأَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ﴾ ❶

[ترجمہ: سن لو! تخلیق اور حکم انہی کے لیے ہے۔ بہت برکت والے ہیں اللہ (جو) سارے جہانوں کے رب ہیں]۔

اور انہوں نے ہی شریعت کی تابع داری کے عظیم الشان ثمرہ کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ ❷

[ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ تعالیٰ اور اُن کے رسول -ﷺ- کی (دعوت) قبول کرو، جب وہ تمہیں اُس چیز کی دعوت دیں، جو تمہیں زندگی بخشتی ہے]۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلَى آلِهِ وَ أَصْحَابِهِ وَ أَتْبَاعِهِ وَ بَارَكَ وَ سَلَّمَ.

وَ آخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

---

❶ سورة الأعراف/ جزء من الآية 54.

❷ سورة الأنفال/ جزء من الآية 24.

مراجع ومصادر

1۔ "الأحاديث المختارة" للإمام المقدسي، بتحقيق الشيخ عبدالملك بن عبدالله بن دهيش، الطبعة الأولى 1412ھـ، بدون اسم الناشر.

2۔ "الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان." للأمير علاء الدين الفارسي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولى 1408ھـ، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط.

3۔ "إحياء علوم الدين" للعلّامة الغزالي، ط: دار المعرفة بيروت، بدون الطبعة، سنة الطبع 1402ھـ.

4۔ "الأدب المفرد" للإمام البخاري، ط: عالم الكتب بيروت، الطبعة الثانية 1405ھـ، بترتيب و تقديم أ. كمال يوسف الحوت.

5۔ "الأذكار" للإمام النووي، ط: دار الهدىٰ الرياض، الطبعة الثامنة 1422ھـ، بتحقيق الشيخ عبدالقادر الأرناؤوط.

6۔ "الأذكار النافعة" لـ فضل إلٰهی، الناشر: دار النور، إسلام آباد، الطبعة الأولٰى 1427ھـ.

7۔ "الإصابة في تمييز الصحابة" للحافظ ابن حجر، ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

8۔ أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن" للعلّامة محمد الأمين الشنقيطي، ط: على نفقة سموالأمير أحمد بن عبدالعزيز آل سعود، بدون الطبعة، سنة الطبع 1403ھـ.

9۔ "الأعلام" للأستاذ خير الدين الزِركلي، ط: دارالعلم للملايين

بيروت، الطبعة السابعة 1986م.

10۔ "إعلام الموقعين عن رب العالمين" للإمام ابن قيم الجوزية، ط: دارالفكر بيروت، الطبعة الثانية 1497هـ، بتحقيق ا. محمد محي الدين عبد الحميد.

11۔ "الإكليل في استنباط التنزيل" للحافظ السيوطي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى 1401هـ.

12۔ "أيسر التفاسير" للشيخ أبي بكر الجزائري، بدون اسم الناشر، الطبعة الأولى 1407هـ.

13۔ "إكمال إكمال المعلّم" (شرح صحيح مسلم) للعلامة الأبّي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى 1415هـ.

14۔ "بدائع التفسير الجامع لما فسّره الإمام ابن قيم الجوزية"، جمع و تخريج، ا. بسيري السيد محمد، و مراجعة: ا. صالح أحمد الشامي، ط: دار ابن الجوزي الدمام، الطبعة الثانية 1431هـ.

15۔ "البداية والنهاية" للحافظ ابن كثير، ط: مكتبة المعارف بيروت، الطبعة الثانية 1394هـ [او: ط: دار هجر جيزه، الطبعة الأولى 1417هـ].

16۔ "بلوغ الأماني من أسرار الفتح الرباني" للشيخ أحمد عبدالرحمن البنا، ط: دار الشهاب بالقاهرة، بدون الطبعة وسنة الطبع.

17۔ "بلوغ المرام من أدلة الأحكام" للحافظ ابن حجر العسقلاني، ط: مؤسسة الكتب الثقافية بيروت، الطبعة الأولى 1407هـ، بتعليق الشيخ محمد حامد الفقي.

18۔ "تاريخ الخلفآء للحافظ السيوطي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى 1408هـ.

19- "تحرير ألفاظ التنبيه" للإمام النووي، ط: دار القلم دمشق، الطبعة الأولى 1408هـ، بتحقيق ا: عبدالغني الدقر.

20- "تحفة الأحوذي" شرح جامع الترمذي للشيخ محمد عبدالرحمن المباركفوري، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى 1410هـ.

21- "التدابير الواقية من الربا فى الإسلام" لـ فضل إلٰهی، ط: إدارة ترجمان الإسلام باكستان، الطبعة الرابعة 1420هـ.

22- "التدابير الواقية من الزنا فى الفقه الاسلامي" لفضل إلٰهی، ط: المكتب الإسلامي بيروت، الطبعة الأولى 1403هـ.

23- "الترغيب والترهيب من الحديث الشريف" للحافظ المنذري: ط: دار الفكر بيروت، سنة الطبع 1401هـ، بتحقيق الشيخ مصطفى محمد عمارة.

24- "تفسير البحر المحيط" للإمام أبي حيان الأندلسي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى 1413هـ، بتحقيق الشيخ عادل و زملائه.

25- "تفسير البغوي" المسمّٰى بـ "معالم التنزيل" للإمام البغوي، ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الأولى 1406هـ، بإعداد و تحقيق الأستاذين خالد بن عبدالرحمن العك و مروان سوار.

26- "تفسير البيضاوي" المسمّٰى بـ "أنوار التنزيل و أسرار التأويل" للقاضي البيضاوي، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولى 1408هـ.

27- "تفسير التحرير والتنوير" للشيخ ابن العاشور، ط: الدار التونسية للنشر تونس، بدون الطبعة، سنة الطبع 1399هـ.

28- "تفسير الخازن" المسمّٰى بـ "لباب التأويل في معاني التنزيل" للإمام الخازن، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة، سنة الطبع 1399هـ.

29- "تفسير السعدي" المسمّٰى بـ "تيسير الكريم الرحمٰن في تفسير كلام المنّان" للشيخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدي، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولٰى 1421هـ، بتحقيق الشيخ عبدالرحمٰن بن معلّا اللويحق.

30- "تفسير أبي السعود" المسمّٰى بـ "إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم" للقاضي أبي السعود، ط: دار إحياء التراث العربي، بدون الطبعة و سنة الطبع.

31- "تفسير الطبري" المسمّٰى بـ "جامع البيان من تأويل آي القرآن" للإمام الطبري، ط: دار المعارف بمصر، بدون الطبعة و سنة الطبع [أو ط: دار المعرفة بيروت، الطبعة الثالثة 1398هـ، بتحقيق الشيخين محمود محمد شاكر وأحمد محمد شاكر].

32- "تفسير القاسمي" المسمّٰى بـ "محاسن التأويل" للعلّامة القاسمي، ط: دار الفكر بيروت، الطبعة الثالثة 1398هـ، بتحقيق الشيخ محمد فواد عبدالباقي.

33- "تفسير القرآن بكلام الرحمٰن" للشيخ ثناء الله الأمرتسري، ط: دار السلام الرياض، الطبعة الأولٰى 1423هـ، بتخريج الشيخ عبد القادر الأرناؤوط.

34- "تفسير القرطبي" المسمّٰى بـ "الجامع لأحكام القرآن" للإمام القرطبي، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

35- "التفسير القيم" للإمام ابن القيم، جمعه الشيخ محمد أويس الندوي، وحققه الشيخ محمد حامد الفقي، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعه، وسنة الطبع 1408هـ.

36- "التفسير الكبير" المسمّٰى بـ"مفاتيح الغيب" للعلّامة الرازي، ط: دار الكتب العلمية طهران، الطبعة الثالثة، بدون سنة الطبع.

37- "تفسير المنار" للسيد محمد رشيد رضا، الناشر: دار المعرفة بيروت، الطبعة الثانية، بدون سنة الطبع.

38- "تقريب التهذيب" للحافظ ابن حجر، ط: دار الرشيد حلب، الطبعة الثانية 1408هـ، بتحقيق ا. محمد عوّامة.

39- "التقوىٰ أهميتها وثمراتها وبواعثها" لفضل إلٰهی، الناشر: إدارة ترجمان الإسلام باكستان، الطبعة الأولى 1427هـ.

40- "تهذيب السنن" شرح سنن أبي داود للحافظ المنذري" للإمام ابن القيم، ط: مطبعة السنة المحمدية، سنة الطبع 1368هـ، بتحقيق الشيخ محمد حامد الفقي.

41- "تيسير مصطلح الحديث" للأستاذ للدكتور محمود الطحان.

42- "جامع الترمذي" (المطبوع مع شرحه تحفة الأحوذي) للإمام الترمذي، ط: دار الكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

43- "جامع العلوم والحكم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم" للحافظ ابن رجب، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثالثة 1412هـ، بتحقيق الشيخين شعيب الأرناؤوط و إبراهيم باجس.

44- "الجواب الكافي لمن سأل عن الدواء الشافي" المسمّٰى بـ"الداء والدواء" للإمام ابن القيم، ط: جمعية إحياء التراث الإسلامي، الطبعة الأولى 1421هـ، بتحقيق ا. أحمد بن محمد آل نبعة.

45۔ "حجّة النبي ﷺ كما رواها عنه جابر رضي الله عنه: "للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة السابعة 1405هـ.

46۔ "الحسبة تعريفها ومشروعيّتها ووجوبها" لفضل إلهي، ط: إدارة ترجمان الإسلام باكستان، الطبعة السابعة 1420هـ .

47۔ "الحماسة" لأبي تمام الطائي، نشر: إدارة الثقافة والنشر بجامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية الرياض، سنة الطبع 1401هـ، بتحقيق د. عبدالله عسيلان.

48۔ "ركائز الدعوة إلى الله تعالى" لـ فضل الٰهی، الناشر: إدارة ترجمان الإسلام جحرانواله، باكستان، الطبعة الأولٰى 1425هـ.

49۔ "روح المعاني فی تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني "للعلّامة الألوسي، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، الطبعة الرابعة 1405هـ .

50۔ "رياض الصالحين" للإمام النووي، بتحقيق الشيخ الأرناؤوط، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الثامنة 1408هـ.

51۔ "زاد المسير في علوم التفسير" للحافظ ابن الجوزي، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولٰى 1384هـ.

52۔ "زاد المعاد في هدي خير العباد ﷺ" للإمام ابن قيم الجوزية، ط: مؤسسة الرسالة بيروت، الطبعة الأولٰى 1399هـ، بتحقيق و تخريج الشيخين شعيب الأرناؤوط و عبدلقادر الأرناؤوط.

53۔ "سلسلة الأحاديث الصحيحة" للشيخ الألباني [المجلد الأوّل والمجلد الثاني: ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الثانية 1399هـ]؛ [والمجلد الرابع: ط: المكتبة الإسلامية عمان والدار السلفيه الكويت، الطبعة الأولٰى، 1403هـ] و [المجلد السادس: ط: مكتبه

المعارف الرياض ، الطبعة الأولىٰ 1416هـ] .

54۔ "سلسلة الأحاديث الضعيفة والموضوعة" للشيخ الألباني ، ط: مكتبة المعارف الرياض ، الطبعة الأولىٰ 1408هـ .

55۔ "السلوك و أثره في الدعوة إلى الله تعالى" لـ فضل إلهي ، ط: دار ابن حزم بيروت ، الطبعة الأولىٰ 1420هـ .

56۔ "سنن الدارمي" للإمام الدارمي ، ط: حديث اكادمي فيصل آبادباكستان ، بدون الطبعة ، و سنة الطبع 1404هـ .

57۔ "سنن أبي داود" (المطبوع مع شرحه عون المعبود) للإمام أبي داود السجستاني ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولىٰ 1410هـ .

58۔ "السنن الكبرىٰ" للإمام النسآئي ، ط: مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولىٰ 1421هـ ، بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط ، وبتحقيق الشيخ حسن عبدالمنعم شلبي .

59۔ "السنن الكبرىٰ" للإمام البيهقي ، ط: مجلس دائرة المعارف النظامية ، حيدر آباد دكن ، الطبعة الأولىٰ 1344هـ ، [أو: ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولىٰ 1414هـ ، بتحقيق د . محمد عبدالقادر عطا] .

60۔ "سنن ابن ماجه" للإمام ابن ماجه ، ط: شركة الطباعة العربية السعودية الرياض ، الطبعة الثانية 1414هـ ، بتحقيق د . محمد مصطفىٰ الأعظمي .

61۔ "سنن النسآئي" (المطبوع مع شرح السيوطي و حاشية السندي) للإمام النسآئي ، ط: دار الفكر بيروت ، الطبعة الأولىٰ 1348هـ .

62۔ "سير أعلام النبلاء" للحافظ الذهبي ، ط: مؤسسة الرسالة

بيروت، الطبعة التاسعة 1413هـ ، بتحقيق الشيخ شعيب الأرناؤوط .

63- "شرح صحيح البخاري" للإمام ابن بطال، ط: مكتبة الرشد الرياض، الطبعة الأولى 1420هـ، بتحقيق ا. أبي تميم ياسر بن إبراهيم .

64- "شرح الطيبي على مشكاة المصابيح" للإمام الطيبى ، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة ، الطبعة الأولى 1417هـ، بتحقيق د . عبدالحميد هنداوي .

65- "شرح النووي على صحيح مسلم" للإمام النووي ، ط: دار الفكر بيروت، بدون الطبعة ، سنة الطبع 1401هـ .

66- "شناعة الكذب وأنواعه" لفضل إلٰهى ، ط: إدارة ترجمان الإسلام باكستان .

67- "صحيح الأدب المفرد" للإمام البخاري، بقلم الشيخ الألباني ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الثالثة ، سنة الطبع 1402هـ .

68- "صحيح البخاري " (المطبوع مع فتح الباري) للإمام البخاري ، ط: المكتبة السلفية، بدون الطبعة و سنة الطبع .

69- "صحيح الترغيب والترهيب" تحقيق الشيخ الألباني ، ط: مكتبة المعارف الرياض، الطبعة الثالثة 1409هـ .

70- "صحيح الجامع الصغير و زيادته" اختيار الشيخ الألباني ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الثالثة، سنة الطبع 1402هـ .

71- "صحيح سنن أبي داود" صحّح أحاديثه الشيخ الألباني ، نشر مكتب التربية العربى لدول الخليج الرياض، الطبعة الأولى 1401هـ، بإشراف الشيخ الشاويش .

72- "صحيح سنن ابن ماجه" اختيار الشيخ الألباني ، نشر مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض، الطبعة الثالثة 1408هـ، بإشراف الشيخ الشاويش .

73- " صحيح سنن النسآئي " صحّح أحاديثه الشيخ الألباني ط: مكتب التربية العربى لدول الخليج الرياض، الطعبة الأولى 1409هـ، بإشراف الشيخ الشاويش .

74- "صحيح مسلم" للإمام مسلم بن الحجاج القشيري ، نشر وتوزيع: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية، بدون الطبعة ، سنة الطبع 1400هـ، بتحقيق الشيخ محمد فواد عبدالباقي .

75- "صحيح موارد الضمآن إلى زوائد ابن حبان" للشيخ الألباني، ط: دار الصميعي الرياض، الطبعة الأولى 1422هـ.

76- "صحيح الوابل الصيب من الكلم الطيب" للإمام ابن القيم، بقلم الشيخ مسلم بن عيد الهلالي، ط: دار ابن الجوزي الدمام، الطبعة العاشرة 1425هـ.

77- "ضعيف سنن الترمذي" للشيخ الألباني ، نشر: مكتب التربية العربي لدول الخليج الرياض ، الطبعة الأولى 1411هـ، بإشراف الشيخ الشاويش .

78- "ضعيف سنن أبي داود" للشيخ الألباني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الأولى 1412هـ، بإشراف الشيخ الشاويش .

79- "ضيآء السالك إلى أوضح المسالك" تأليف ا. محمد عبدالعزيز النجار، ط: دار الكتب العلمية بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع .

80- "الطرق الحكمية فى السياسة الشرعية" للإمام ابن القيم، ط:

مطبعة السنة المحمدية القاهرة، سنة الطبع 1372هـ، بتحقيق الشيخ محمد حامد الفقى.

81ـ "ظلال الجنة فى تخريج السنة" (المطبوع مع كتاب السنة للحافظ ابن أبي عاصم) للشيخ الألباني ، ط: المكتب الإسلامي ، الطبعة الثالثة 1413هـ.

82ـ "عمدة القاري" شرح صحيح البخاري للعلّامة العيني ، ط: دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة و سنة الطبع [أو ط: دار إحياء التراث العربي سنة الطبع 1370هـ].

83ـ "عون المعبود شرح سنن أبي داود" للعلّامة محمد شمس الحق العظيم آبادي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى 1410هـ.

84ـ "غريب الحديث" للحافظ ابن الجوزي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى 1405هـ، بتحقيق د. عبدالمعطي أمين قلعجي.

85ـ "فتح الباري شرح صحيح البخاري " للحافظ ابن حجر العسقلاني ، ط: المكتبة السلفية ، بدون الطبعة و سنة الطبع.

86ـ "فتح القدير الجامع ين فنّي الرواية والدراية من علم التفسير" للعلّامة الشوكاني ، ط: المكتبة التجارية مكة المكرمة ، بدون الطبعة و سنة الطبع ، بتعليق الأستاذ سعيد محمد اللحام.

87ـ "فيض القدير شرح الجامع الصغير" للعلّامة عبدالرؤف المناوي ، ط: دار المعرفة بيروت ، الطبعة الثانية 1391هـ.

88ـ "في ظلال القرآن" للأستاذ سيد قطب ، ط: دار الشروق بيروت ، الطبعة الرابعة 1397هـ.

89- "القاموس المحيط" للعلّامة مجد الدين الفيروزآبادي ، ط: المؤسّسة العربية للطباعة والنشر بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

90- "كتاب التسهيل لعلوم التنزيل" للحافظ أبي القاسم الغرناطي ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى 1411هـ ، بتحقيق الأستاذين محمد عبدالمنعم التونسي وإبراهيم عطوه عوض .

91- "كتاب التعريفات" للعلّامة الجرجاني ، ط: مكتبة لبنان بيروت ، سنة الطبع 1985م .

92- "كتاب الشكر لله عزوجل " للإمام ابن أبي الدنيا ، ط: دار ابن كثير بيروت ، الطبعة الثانية 1407هـ ، بتحقيق ا. ياسين محمد السواس .

93- "كتاب عمل اليوم والليلة " للحافظ ابن السُّنّي ، ط: مؤسسة الكتب الثقافية بيروت ، الطبعة الأولى 1408هـ ، بتخريج الشيخ أبي محمد سالم بن أحمد السلفي .

94- "الكشّاف عن حقائق التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل" للعلّامة الزمخشري ، ط: دارالمعرفة بيروت ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

95- "كشف المغطّا عن وجه الموطأ" للشيخ إشفاق الرحمن الكاندهلوي ، ط: نور محمد أصح المطابع كراتشي ، بدون الطبعة وسنة الطبع .

96- "لسان العرب المحيط" للعلّامة ابن منظور الإفريقي ، ط: لسان العرب بيروت ، بدون الطبعة و سنة الطبع ، إعداد و تصنيف: ا. يوسف خياط .

97- "مجمع الزوائد و منبع الفوائد" للحافظ الهيثمي ، ط: دار الكتاب العربي بيروت ، الطبعة الثالثة 1402هـ .

98- "المحرّر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز" للقاضي ابن عطية الأندلسي، بدون اسم الناشر، و بدون الطبعة، و سنة الطبع 1413هـ، بتحقيق المجلس العلمي بمكناس.

99- "مختار الصحاح" للإمام محمد بن أبي بكر الرازي، ط: المركز العربي للثقافة والعلوم بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع، بتحقيق السيدة سميرة خلف المولى.

100- "مختصر المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة" للعلّامة الزرقاني، ط: المكتب الإسلامي، الطبعة الثالثه 1403هـ، بتحقيق د محمد بن لطفى الصبّاغ.

101- "مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح" للعلّامة الملا علي القاري، ط: المكتبة التجارية مكة المكرمة، بدون الطبعة و سنة الطبع، بتحقيق د. صدقى محمد جميل عطار.

102- "المستدرك على الصحيحين" للإمام الحاكم، ط: دار الكتاب العربي بيروت، بدون الطبعة و سنة الطبع.

103- "المسند" للإمام أحمد بن حنبل: ط: المكتب الإسلامي، بدون الطبعة و سنة الطبع. [أو: ط: دار المعارف مصر، الطبعة الثالثة 1368هـ] [أو: ط: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى 1417هـ]

104- "مسند أبي يعلى الموصلي" للإمام أحمد بن علي بن المثنى التميمي، ط: دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولى 1404هـ، بتحقيق ا. حسين سليم أسد.

105- "مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه" للحافظ البوصيري، ط: دار الجنان بيروت، الطبعة الأولى 1406هـ، بدراسة و تقديم ا.

كمال يوسف الحوت .

106- "المعجم الكبير" للإمام الطبراني ، بتحقيق الشيخ حمدي عبدالمجيد السلفي ، ط: مكتبة الأمة بغداد ، بدون الطبعة ، و سنة الطبع 1983م .

107- "المعجم الوسيط" للأساتذه إبراهيم مصطفى وأحمد حسن الذيات وحامد عبدالقادر و محمد علي النجار ، ط: دار الدعوة استانبول تركية ، بدون الطبعة ، و سنة الطبع 1406هـ .

108- "المفردات في غريب القرآن" للإمام الراغب الأصفهاني ، ط: دار المعرفة بيروت ، بدون الطبعة و سنة الطبع ، بتحقيق الأستاذ محمد سيّد كيلاني .

109- "المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم" للحافظ أبي العباس أحمد القرطبي ، ط: دار ابن كثير ودا رالكلم الطيب دمشق بيروت ، الطبعة الأولى 1417هـ .

110- "المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة" للحافظ السخاوي ، ط: دارالكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى 1399هـ ، بتحقيق الشيخ عبد الله محمد الصديق .

111- "المنتخب من مسند عبد بن حميد" ط: دار بلنسية الرياض ، الطبعة الثانية 1423هـ ، بتحقيق الشيخ أبي عبدالله مصطفى بن العدوي .

112- "الموطأ للإمام مالك بن أنس" ، (المطبوع مع تنوير الحوالك للسيوطي و حاشية السندي) ، ط: دار الفكر بيروت ، بدون الطبعة و سنة الطبع .

113۔ ”نتآئج الأفكار في تخريج أحاديث الأذكار“ للحافظ ابن حجر ، ط: دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى 1421هـ ، بتخريج د. محمد علي سمك .

114۔ ”النهاية في غريب الحديث والأثر“ للإمام ابن الأثير ، نشر: المكتبة الإسلامية بيروت ، بدون الطبعةوسنة الطبع ، بتحقيق ا. طاهر أحمد الزاوي ود. محمود محمد الطناحي .

115۔ ”هامش الإحسان في تقريب صحيح ابن حبان“ للشيخ شعيب الأرناؤوط ، ط: مؤسسة الرسالة بيروت ، الطبعة الأولى 1412هـ .

116۔ ”هامش تفسير الطبري“ للأستاذ محمود محمد شاكر و الشيخ أحمد محمد شاكر ، ط: دار المعارف بمصر ، الطبعة الثانية ، سنة الطبع 1971ء .

117۔ ”هامش زاد المعاد“ للشيخين شعيب الأرناؤوط و عبدالقادر الأرناؤوط ، ط: مؤسسة الرسالة بيروت و مكتبة المنار الإسلامية الكويت ، الطبعة الأولى 1399هـ .

118۔ ”هامش صحيح مسلم“ للشيخ محمد فؤاد عبدالباقي ، نشر وتوزيع: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد بالمملكة العربية السعودية ، بدون الطبعة ، وسنة الطبع 1400هـ .

119۔ ”هامش على الموطأ“ للشيخ محمد فؤاد عبدالباقي ، ط: دار إحياء التراث العربي ، سنة الطبع 1370هـ .

120۔ ”هامش كتاب الأذكار“ للإمام النووي للشيخ عبدالقادر الأرناؤوط ، ط: دار الهدىٰ الرياض ، الطبعة الثامنة 1422هـ .

121۔ ”هامش كتاب عمل اليوم والليلة “ للشيخ أبي محمد سالم بن

أحمد السلفي، ط: مؤسسة الكتب الثقافيه بيروت، الطبعة الأولى 1408هـ.

122۔ "هامش المسند" للشيخ أحمد محمد شاكر، ط: دار المعارف مصر، الطبعة الثانية 1368هـ.

123۔ "هامش المسند" للشيخ شعيب الأرناؤوط ورفقائه، ط: مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى 1417هـ.

124۔ "هامش مسند أبي يعلى الموصلي" للأستاذ حسين سليم أسد، ط: دار المأمون للتراث دمشق، الطبعة الأولى 1404هـ.

125۔ "هامش المنتخب من مسند عبد بن حميد" للشيخ أبي عبدالله مصطفى بن العدوي، ط: دار بلنسية الرياض، الطبعة الثانية 1423هـ.

اردو کتب:

1۔ ''آیت الکرسی کے فضائل وتفسیر'' تألیف: فضل الٰہی، ط: دار النور اسلام آباد، تاریخ اشاعت 2014ء.

2۔ ''اذکار نافعہ'' تألیف: فضل الٰہی، ط: دار النور اسلام آباد، تاریخ اشاعت جون 2015ء.

3۔ ''اشرف الحواشی'' مع ترجمہ شاہ رفیع الدین ونواب وحید الزمان، شیخ الحدیث محمد عبدہ الفلاح، ط: شیخ محمد اشرف لاہور.

4۔ ''ترجمان القرآن'' تألیف: مولانا ابو الکلام آزاد ط: اسلامی اکادمی لاہور، تاریخ اشاعت اپریل 1976ء.

5۔ ''تفسیر احسن البیان'' تألیف: حافظ صلاح الدین یوسف، ط: مکتبۃ دار السلام لاہور.

6۔ ''تقوی: اہمیت، برکات، اسباب'' تألیف: فضل الٰہی، ط: دار النور اسلام آباد، تاریخ اشاعت 2010ء.

7۔ ''تیسیر الرحمٰن لبیان القرآن'' تألیف: د. محمد لقمان السلفی، ط: دار الداعی الریاض، بار

دوم 2002ء

8۔ ''جھوٹ کی سنگینی اور اقسام'' تألیف: فضل الٰہی، ط: دار النور اسلام آباد

9۔ ''زنا کی سنگینی اور اُس کے بُرے اثرات'' تألیف: فضل الٰہی، ط. دار النور اسلام آباد تاریخ اشاعت 2014ء

10۔ ''فیروز اللغات'' اردو جدید، نیا ایڈیشن، ط: فیروز سنز

11۔ ''القرآن الکریم'' ترجمہ: مولانا فتح محمد خان جالندھری، ط: فاران فاؤنڈیشن لاہور، تاریخ اشاعت جنوری 2011ء

12۔ ''قرآن الکریم مع تفسیر ثنائی''، مکمل، تألیف: شیخ الاسلام ثناء اللہ امرتسری، ہدیہ: بلال گروپ آف انڈسٹریز لاہور، تاریخ اشاعت: فروری 1994ء

مؤلف کی کتب

عربی کتب:

١۔ التقویٰ أهميتها وثمرتها وأسبابها

٢۔ الأذكار النافعة

٣۔ فضل آية الكرسي و تفسيرها

٤۔ إبراهيم عليه الصلاة والسلام أباً

٥۔ حب النبي ﷺ وعلاماته

٦۔ وسائل حب النبي ﷺ

٧۔ مختصر حب النبي ﷺ و علاماته

٨۔ النبي الكريم ﷺ معلماً

٩۔ أهمية صلاة الجماعة (في ضوء النصوص وسير الصالحين)

١٠۔ من تصلي عليهم الملائكة ومن تلعنهم

١١۔ فضل الدعوة إلى الله تعالیٰ

١٢۔ ركائز الدعوة إلى الله تعالیٰ

١٣۔ الحرص علىٰ هداية الناس(في ضوء النصوص وسير الصالحين)

١٤۔ السلوك وأثره في الدعوة إلى الله تعالیٰ

١٥۔ من صفات الداعية: مراعاة أحوال المخاطبين(في ضوء الكتاب والسنة)

١٦۔ من صفات الداعية: اللين والرفق

١٧۔ الحسبة: تعريفها ومشروعيتها و وجوبها

١٨۔ الحسبة في العصر النبوي وعصر الخلفاء الراشدين رضي الله عنهم

١٩۔ شبهات حول الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

٢٠۔ مسؤولية النساء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر(في ضوء النصوص و سير الصالحين)

٢١۔ حكم الإنكار في مسائل الخلاف

٢٢۔ الاحتساب على الوالدين: مشروعيته، ودرجاته، وآدابه

٢٣۔ الاحتساب على الأطفال

٢٤۔ قصة بعث أبي بكر جيش أسامة رضي الله عنهما (دراسة دعوية)

٢٥۔ مفاتيح الرزق(في ضوء الكتاب والسنة)

٢٦۔ التدابير الواقية من الزنا في الفقه الإسلامي

٢٧۔ التدابير الواقية من الربا في الإسلام

٢٨۔ شناعة الكذب وأنواعه

٢٩۔ لاتيئسوا من روح الله

٣٠۔ عظيم منزلة البنت ومكانتها

اردو کتب:

۱۔ تقویٰ: اہمیت، برکات، اسباب

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بحیثیت والد

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کا قصہ

۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے اسباب

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت والد

۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اس کی علامتیں

۸۔ بیٹی کی شان وعظمت

۹۔ فرشتوں کا دُرود پانے والے اور لعنت پانے والے

۴۳۔ مصیبتوں سے کیسے نمٹیں؟

۴۴۔ زنا سے بچاؤ کی تدبیریں (زیرِ طبع)

دیگر زبانوں میں:

بنگالی:

۱۔ اذکارِ نافعہ

۲۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

۳۔ با جماعت نماز کی اہمیت

۴۔ حج وعمرہ کی آسانیاں (مختصر)

۵۔ فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے

۶۔ بیٹی کی شان وعظمت

۷۔ رزق کی کنجیاں

۸۔ فضائل دعوت

۹۔ آیت الکرسی کے فضائل اور تفسیر

۱۰۔ لاتیئسوا من روح اللہ

انڈونیشی:

۱۔ اذکار نافعہ

۲۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

۳۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں (مختصر)

۴۔ رزق کی کنجیاں

۵۔ فرشتوں کا درود پانے والے اور لعنت پانے والے

۶۔ لاتیئسوا من روح اللہ

فرانسیسی:

۱۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں (مختصر)

انگریزی:

۱۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

۲۔ لشکر اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

۳۔ بیٹی کی شان وعظمت

۴۔ نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے میں خواتین کی ذمہ داری (زیر طبع)

۵۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے متعلق شبہات کی حقیقت (زیر طبع)

فارسی:

۱۔ نبی کریم ﷺ سے محبت اور اس کی علامتیں

مصنف کے تیار کردہ پوسٹر

۱۔ دعا کی شان وعظمت

۲۔ قبولیتِ دعا کے اسباب

۳۔ مرادیں پورا کروانے والی دعا

۴۔ پریشانی کو راحت سے بدلنے والی دُعا

۵۔ اولاد کے لیے چودہ دُعائیں

۶۔ نبی کریم ﷺ کی اطاعت کے فوائد اور نافرمانی کے نقصانات

۷۔ نبی کریم ﷺ کا قُرب دلوانے والے اعمال

۸۔ رزق کی کنجیاں

۹۔ چار مفید اور تین نقصان والے کام

زنا کی سنگینی اور اُس کے بُرے اثرات

مجلد | اس کتاب میں | صفحات 344

ا: زنا کے متعلق

- یہودیت کا موقف
- عیسائیت کا موقف
- اسلام کا موقف
- سلیم الفطرت لوگوں کا موقف

ب: زنا کے برے اثرات

- جنسی امراض کا عام ہونا اور صحت کی بربادی
- اولاد حرام کی کثرت اور اسکے برے نتائج
- عائلی زندگی کی ٹوٹ پھوٹ
- بچوں کی شرح پیدائش میں کمی
- جرائم کی کثرت

پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی کے قلم سے

قرض کے فضائل اور مسائل

اس کتاب کے موضوعات:

- قرض اور اس کی شرعی حیثیت
- قرض دینے اور مقروض کے ساتھ حسنِ معاملہ کی تلقین
- ادائیگی قرض کی تلقین
- قرض کی واپسی کے لیے قانونی اقدامات
- نادار مقروض کی اعانت
- ادائیگی قرض کو یقینی بنانے کے لیے بعض تدبیریں
- ادائیگی قرض میں تاخیر پر تجویز کردہ دو سزاؤں کی شرعی حیثیت
- قرض کیساتھ کوئی اور شرط لگانا
- قرض کی زکوٰۃ
- بنک کارڈز اور ان کی شرعی حیثیت

مصنف کے قلم سے:

دعوتِ دین کہاں دی جائے؟

اس کتاب کے موضوعات:

- قید خانے میں دعوتِ دین
- ایوانِ اقتدار میں دعوتِ دین
- جبل صفا پر دعوتِ دین
- یہودیوں کی عبادت گاہ میں دعوتِ دین
- گھروں میں دعوتِ دین
- لوگوں کی مجالس میں دعوتِ دین
- میلوں اور بازاروں میں دعوتِ دین
- قریش کے ہاں آنے والے مدنی وفد کو دعوت اسلام دینا
- مکی دور میں موسم حج میں منیٰ و عرفات میں دعوتِ دین
- حجۃ الوداع میں متعدد مقامات پر وعظ و نصیحت
- راستہ میں دعوتِ دین
- سفر میں دعوتِ دین
- قبرستان میں پند و نصیحت
- قبروں کے پاس سے گزرتے ہوئے تنبیہ و تذکیر



اس کتاب میں

کتاب وسنت اور سلف صالحین کی سیرت کی روشنی میں

حسب ذیل (4) سوالات کے جواب دینے کی توفیق الٰہی سے کوشش کی گئی ہے۔

- مصیبتیں کیوں آتی ہیں؟
- مصیبتوں کے آنے سے پہلے کیا کریں؟
- مصیبتیں آنے کے بعد کیا کریں؟
- مصیبتوں کے ختم ہو جانے کے بعد کیا کریں؟

دار النور اسلام آباد

0321-5336844
0333-5139853

Printed by: MAKTABA QUDDUSIA 042-7230585